جدید ترمیم شدہ ایڈیشن

جلد دوم

إن من البيان لسحرا
(الحدیث)

بزم شامزئی
کی تقریریں

بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید

یہ کتاب بنوری ٹاؤن میں بزم شامزئی کے تحت جمع کی گئی طلبہ کی تقاریر کا مجموعہ ہے جو کہ ایک سو آٹھ عنوانات پر مشتمل ہے جس میں مدارس اور اسکول و کالج کے طلبہ کی رہنمائی کی بھرپور کوشش کی گئی ہے

پسند فرمودہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

مرتب
سید محمد رفیق آغا شادیزئی

مکتبہ امام محمد
سلام کتب مارکیٹ دکان نمبر ۲ بنوری ٹاؤن کراچی
03002714245 - 03453952881

بزم شامزئی

کی تقریریں

جلد دوم

—○○○—

بیاد

شیخ الحدیث فقیہ العصر

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ

یہ کتاب بنوری ٹاؤن میں بزم شامزئی کے تحت جمع کی گئی طلباء کی تقاریر کا مجموعہ ہے جو کہ ایک سو آٹھ عنوانات پر مشتمل ہے جس میں طلباء کی رہنمائی کی بھرپور کوشش کی گئی ہے

پسند فرمودہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم العالی

رئیس و شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

—○○○—

مرتب

سید محمد رفیق آغا شادیزئی

ناشر

نام کتاب: بزم شاہزگی کی تقریریں جلد دوم
مرتب: سید محمد رفیق آغا (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)
تعداد: 1100
ایڈیشن: ہشتم ۱۴۳۸ھ/2017ء
ناشر: مکتبہ امام محمد سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
0334-3455955,0300-2714245

ملنے کے پتے

مکتبۃ الحرم۔ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی — ادارۃ النور: بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ اسلامیہ: سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی — مکتبہ رشیدیہ: راولپنڈی
مکتبۃ الخلیج: سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی — مکتبہ رشیدیہ: کوئٹہ
مکتبہ لدھیانوی: سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی — ندوۃ العلم
اسلامی کتب خانہ: بنوری ٹاؤن کراچی — مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی کراچی
ادارۃ المعارف، احاطہ دار العلوم کراچی — کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
اسلامی کتب خانہ: قصہ خوانی بازار پشاور

نوٹ: ہم نے اس کتاب میں غلطی نہ ہونے کی حتی الامکان کوشش کی ہے لیکن
پھر بھی بشری تقاضہ کے پیش نظر اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔
جزاک اللہ خیرا

انتسابؒ

ہم اپنی اس حقیر کاوش کی نسبت
شہداءِ بنوری ٹاؤن کے نام کرتے
ہیں کہ جنہوں نے گلشنِ بنوریؒ کو
اپنے مقدس خون سے سیراب کیا

ے وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر پھولوں کو رنگت بخشی ہے
دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نجانے کتنے ہیں

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱۱
۲	عظمت قرآن	۱۲
۳	عظمت قرآن	۱۶
۴	عظمت قرآن کریم	۱۹
۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مُعلّم	۲۲
۶	آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیکر حسن	۲۵
۷	محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا	۲۹
۸	سیرت رسول قبل ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳
۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم	۳۷
۱۰	سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲
۱۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق	۴۶
۱۲	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مربی	۵۰
۱۳	پیغمبر اسلام بحیثیت مقتدیٰ	۵۴
۱۴	مقاصد بعثت	۵۸
۱۵	ناموس رسالت	۶۱
۱۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سالار اعظم	۶۵

۱۷	سب سے اونچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۸
۱۸	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۷۳
۱۹	محمد ﷺ اسلام اور اغیار کی نظر میں	۷۶
۲۰	محبوب کبریا ﷺ کی رضاء	۸۰
۲۱	مقام مصطفی ﷺ اور مغرب کا طرز عمل	۸۴
۲۲	بشریت رسول قرآن کی نظر میں	۸۸
۲۳	آمد مصطفی رحمت عظمیٰ	۹۲
۲۴	آمد مصطفی رحمت عظمیٰ	۹۶
۲۵	مقصد ولادت مصطفی ﷺ	۱۰۰
۲۶	رحمت دوجہاں ﷺ	۱۰۴
۲۷	محسن انسانیت ﷺ	۱۰۸
۲۸	تحفظ ناموس رسالت، وسپاہ رسالت	۱۱۱
۲۹	تحفظ ناموس رسالت، اور ہماری ذمہ داری	۱۱۵
۳۰	سنت قبل از تدوین	۱۲۰
۳۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۳۰
۳۲	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۳۳
۳۳	شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۳۷
۳۴	مناقب عمر رضی اللہ عنہ	۱۴۱
۳۵	سیرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	۱۴۴

نمبر	عنوان	صفحہ
٣٦	شان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	١٤٨
٣٧	مناقب علی رضی اللہ عنہ	١٥١
٣٨	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	١٥٥
٣٩	سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا	١٦٠
٤٠	سیرت زینبؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	١٦٣
٤١	عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم	١٦٦
٤٢	عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم	١٧٠
٤٣	صحابہ کرام معیار حق و پیکر عدل وانصاف	١٧٣
٤٤	فریضۂ جہاد اور ہم	١٧٧
٤٥	جہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	١٨١
٤٦	اسلامی انقلاب اور جہاد	١٨٧
٤٧	علم و جہاد	١٩٠
٤٨	علم و جہاد	١٩٣
٤٩	علم و جہاد	١٩٨
٥٠	مقام مجاہد	٢٠٢
٥١	جہاد فی سبیل اللہ	٢٠٦
٥٢	تحفظ ختم نبوت	٢٠٩
٥٣	گستاخ رسول کی سزا	٢١٣
٥٤	ختم نبوت میں علماء دیو بند کا کردار	٢١٧

۵۵	توہین رسالت اور اسلام	۲۲۱
۵۶	ختم نبوت کی اہمیت اور ردقادیانیت	۲۲۵
۵۷	ختم نبوت کی اہمیت اور ردقادیانیت	۲۳۰
۵۸	اسلام میں حدود کا تصور	۲۳۳
۵۹	اسلامی تاریخ	۲۳۷
۶۰	اسلامی نظام تعلیم کی اہمیت	۲۴۱
۶۱	اسلام کا نظام عدل اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۲۴۴
۶۲	اسلام کا نظام امن	۲۴۷
۶۳	اسلام کا نظام امن	۲۵۱
۶۴	اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام	۲۵۴
۶۵	اسلام میں انسانی جان کی حرمت	۲۵۹
۶۶	اسلام اور سیاست	۲۶۲
۶۷	اسلام اور سیاست	۲۶۷
۶۸	اسلام اور عصبیت	۲۷۲
۶۹	امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام	۲۷۶
۷۰	شاہ ولی اللہ	۲۸۰
۷۱	فتنہ خلق قرآن اور امام احمد بن حنبلؒ	۲۸۳
۷۲	اکابر دیوبند کیا تھے؟	۲۸۷
۷۳	علماء احناف کی محدثانہ خدمات	۲۹۱

۷۴	میدانِ جہاد میں علماء دیوبند کا کردار	۲۹۵
۷۵	اکابرین علماء دیوبند اور ان کی خدمات	۲۹۹
۷۶	دورِ حاضر میں اہلِ علم کی ذمہ داری	۳۰۳
۷۷	اکابرین کی اطاعت	۳۰۷
۷۸	عصرِ حاضر اور دینی مدارس کے فضلاء کی ذمہ داریاں	۳۱۱
۷۹	حضرت جی الیاس رحمۃ اللہ اور ان کی دینی دعوت	۳۱۹
۸۰	مسجد کی اہمیت وعظمت	۳۲۲
۸۱	زبان کی حفاظت	۳۲۵
۸۲	مسجد کی فضیلت واہمیت وفلسفہ	۳۲۹
۸۳	نماز باجماعت کی اہمیت	۳۳۳
۸۴	تحفظِ حرمین شریفین	۳۳۶
۸۵	حرمین شریفین کی تاریخی حیثیت اور اُس کا مقام	۳۳۰
۸۶	مقامِ حرمین شریفین اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری	۳۴۳
۸۷	حرمین کی بہار اور کفر کی یلغار	۳۴۸
۸۸	تقلید کی شرعی حیثیت	۳۵۲
۸۹	عصرِ حاضر میں تقلید کی اہمیت وضرورت	۳۵۵
۹۰	تقلید کی عقلی اور نقلی اہمیت	۳۵۹
۹۱	دین وعمل سے دوری کا نتیجہ	۳۶۳
۹۲	وفاؤں کا صلہ	۳۶۶

۹۳	مثالی طالب علم	۳۶۸
۹۴	تاریخ ادب عربی	۳۷۲
۹۵	دینی مدارس اور انتہاء پسندی	۳۷۸
۹۶	محمد بن قاسم	۳۸۳
۹۷	قتل ناحق اور اس کے اسباب	۳۸۶
۹۸	عالمی طاغوتی برادری	۳۸۹
۹۹	دہشت گرد کون مسلم یا امریکہ	۳۹۳
۱۰۰	اللہ اور رسول ﷺ کا خلیفہ اور ان کے منکرین کی سزا	۳۹۶
۱۰۱	والدین کے حقوق	۳۹۹
۱۰۲	والدین کے حقوق	۴۰۳
۱۰۳	اقتصادی نظام، اسلام اور دیگر ادیان میں موازنہ	۴۰۷
۱۰۴	سود	۴۱۲
۱۰۵	عصمت	۴۱۶
۱۰۶	روشن خیالی اعتدال پسندی	۴۲۰
۱۰۷	استقامت	۴۲۳
۱۰۸	عصر حاضر اور عالم اسلام کو چیلنج	۴۲۷
۱۰۹	نئی نسل کو در پیش عصر کے اور خدشات و توقعات	۴۳۱
۱۱۰	نیا عالمی نظام ایک سازش	۴۳۴
۱۱۱	آزمائش اور سازش	۴۳۷

۱۱۲	یہود کی اسلام سے دشمنی	۴۳۰
۱۱۳	مسلمانوں کی قائدانہ صلاحیتیں	۴۳۳
۱۱۴	مسلمانوں کا عروج وزوال	۴۳۷
۱۱۵	انسانیت کا قاتل	۴۵۲
۱۱۶	انقلاب اور اس کے تقاضے	۴۵۵
۱۱۷	شریعت مطہرہ کی خصوصیات اور امتیازات	۴۵۹
۱۱۸	زکوۃ کی فضیلت وحکمت	۴۶۳
۱۱۹	عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے حقوق	۴۶۸
۱۲۰	گستاخانہ خاکوں کی مسلسل اشاعت اور مغرب کا کردار	۴۷۲
۱۲۱	تعصب کے خاتمے کے لئے اسلامی تعلیمات	۴۷۵
۱۲۲	صفت علم غیب خاصہ خداوندی	۴۷۹
۱۲۳	ارباب اقتدار، ماضی اور حال کے آئینہ میں	۴۸۳
۱۲۴	جھوٹ کے نقصانات	۴۸۷

پیش لفظ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علي من لانبي بعده. اما بعد!

جیسا کہ قارئین کرام کے علم میں ہے کہ کچھ عرصہ قبل ایک سو آٹھ (۱۰۸) تقاریر پر مشتمل کتاب ''بزم شاعزئی کی تقریریں'' کی پہلی جلد منظر عام پر آ کر بے پناہ مقبولیت حاصل کر چکی ہے جس سے ہمیں کافی حوصلہ ملا۔ اسی حوصلے کا پرتو ہے کہ ہمیں دوسری جلد پر کام کرنے کی ہمت ہوئی جو کہ پایۂ تکمیل تک پہنچ کر الحمد للہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جو ایک سو تیئس (۱۲۳) علمی، تحقیقی اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ تقاریر پر مشتمل ہے۔

ہم ان جملہ معاونین کے شکرگزار ہیں جن کی انتھک کاوشوں سے یہ کتاب آپ تک پہنچی۔

آخر میں ہم وہی کہیں گے جو استاذ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی دامت برکاتہم العالیہ نے ''بزم شاعزئی کی تقریریں'' کی پہلی جلد کے بابت فرمایا تھا:

تمتع من شميم عرار نجد

فما بعد العشية من عرار

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت کاملہ عطا فرما کر ذریعۂ نجات بنائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

محمد رفیق آغا، حفیظ الرحمٰن چترالی

معاون: خلیل احمد یوسف زئی

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

عظمت قرآن

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد! فقد قال الله تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ ..الخ" صدق الله مولٰنا العظیم.

ابھی میں طفل مکتب ہوں، مگر بول بڑے بول رہا ہوں
تعریف قرآن پہ زبان کھول رہا ہوں

قابل صد احترام دوستو اور ساتھیو! ابتداء آفرینش سے لے کر کاروانِ انسانیت کے سب سے آخری پیغمبر ﷺ کی بعثت تک خلاقِ عالم کا یہ دستور رہا ہے کہ ہر قوم کی اصلاح وترتیب کیلئے ایک نبی اور رسول بھیجتے رہے تاکہ وہ نبی ﷺ رب کریم کا خلیفہ ارضی بن کر اپنی قوم کو ضلالت و گمراہی کے دلدل سے نکال کر کتاب ہدایت کے پلیٹ فارم پر جمع کر دے اور عقائد و احکام سمجھا کر قلب انسانی کو عرفان الٰہی کی مقدس روشنی سے منور کر دے چنانچہ محبوب کبریا، تاجدار مدینہ ﷺ پر لاریب قرآن کا نزول ہوا جس کی عظمت کا چرچا کرۂ ارض پر بسنے والے نوعِ انسانیت میں ہی نہیں بلکہ پہاڑوں کے جلال میں، سورج کی کرنوں میں، پھولوں کی چمک میں، کلیوں کی مہک میں، عصافیر کی چہک میں، موحدین کی تکبیرات میں بلند ہوا یا یوں کہو کہ چشم فلک نے اپنی طویل اداؤں میں کسی ایسی نرالی کتاب کا نظارہ نہیں کیا ہوگا جہاں عالم اسلام نے قرآن کی عظمت کو تسلیم کیا وہاں مشرکین نے بھی اپنے بغض وتعصب کے باوجود قرآن کی عظمت پہ سر تسلیم خم کیا چنانچہ راودونڈجی ایک راول نے اپنی کتاب پیام امین کے صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ قرآن کی تعلیم سے عرب کے سیدھے خانہ بدوش بدوؤں کی زندگیاں ایسے بدل گئیں جیسے کسی نے جادو کر دیا ہو اور مسز لیڈر نے اپنے لیکچر کے دوران کہا کہ تمام دینی و دنیاوی ترقیوں کا سرچشمہ قرآن ہے اور یہ کتاب واجب التعظیم ہے تو جب قرآن کی عظمت کا اقرار

سارے عالم نے کیا تو میں کیوں نہ کہوں۔

دشمن کے کام آنا قرآن نے سکھایا
ہر غم میں مسکرانا قرآن نے سکھایا
جس وقت بے کسی ہو اور مشکلیں ہوں پیدا
انسان کے کام آنا قرآن نے سکھایا
ہر لفظ میں ہے اس کے درس پرہیز گاری
دنیا سے دل ہٹانا قرآن نے سکھایا
دنیا بھی اس سے حاصل اور آخرت بھی
دونوں جہانوں کو پانا قرآن نے سکھایا

میرے دوستو بزرگو! یہ قرآن کی عظمت اور رفعت ہے جس کو طاغوتی قوتوں نے بھی تسلیم کیا اور جب مکہ کی سرزمین پر قرآن کی عظمت کا ڈنکا بجا تو مشرکین مکہ پکار اٹھے یہ تو محمد کی بنائی ہوئی کتاب ہے لیکن میں قربان جاؤں اس مقدس مطہر اور معظم کتاب پر جس نے دنیائے کفر کو تین چیلنج دے کر اپنی عظمت کا لوہا منوایا اور واشگاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیا:

"قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ"

مجھے جھوٹا کہنے والو! اگر تم سچے ہو تو اس کائنات انسانی میں میری مثال پیش کرو۔
دشمنان خدا گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئے مگر قرآن کی مثال پیش نہ کر سکے۔ پھر قرآن نے بطور فخر اپنے شہنشاہ اعظم کا تعارف کرایا: "وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ"
پھر قرآن نے بتایا مجھے دنیا میں اتارنے والا فرشتوں کا سردار ہے "نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ"
اور جس پر اتارا گیا وہ نبی آخر الزماں ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ"
ذرا آگے چلئے قرآن نے "اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ" کہہ کر قیامت کی حقیقت کو

بیان کیا۔
"اَقِمِ الصَّلٰوۃَ" کہہ کر فریضہ صلوٰۃ بتادیا۔
"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰکِیْنِ" کہہ کر مساکین اور فقراء کے حقوق سمجھادیئے
"کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ" کہہ کر فریضہ جہاد پہ براھیختہ کردیا۔
"فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ" کہہ کر مسئلہ تقلید سمجھادیا۔
"وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا" کہہ کر علم تجوید بتادیا۔
"لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ" کہہ کر تفقہ فی الدین سمجھادیا۔
"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی" کہہ کر علم حدیث سمجھادیا۔
"قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ" کہہ کر علم سیاحت کی طرف اشارہ کردیا۔
"یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ" کہہ کر وصیت کا مسئلہ بتادیا۔

تو معلوم یہ ہوا کہ تمام علوم اس باعزت باوقار کتاب کے محتاج ہیں اوران علوم کو حاصل کرنے والے بھی قرآنی حدیث کے محتاج ہیں اس لئے کہ قرآن کتاب ہدایت ہے،"ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ" ہے،"وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ" ہے، مجسمہ نور ہے، منبع رحمت ہے، سراسر ہدایت ہے۔

میرے عزیز دوستو! قرآن کریم لازوال نعمت ہے جو تمام علوم کا محور ومرکز ہے اگر مزید غور کیا جائے تو قرآن کی عظمت کے بہت سے وہ گوشے سامنے آجاتے ہیں اور معرفت قرآن کا نیا دروازہ کھل جاتا ہے تو اب آگے پیغمبر کے مقدس اقوال سے قرآن کی عظمت کو پہچانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے تو نبیؐ کے پروانوں نے تڑپ کر پوچھا آقا دلوں پہ جب زنگ لگ جائے تو اس کو دور کرنے کا طریقہ کیا ہے حضور نے فرمایا: "کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ" موت کو کثرت سے یاد کرنا اور کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنا اور حضرت بنوریؒ

کا روحانی فرزند کہتا ہے کہ جب دلوں پر کفر، شرک کا زنگ لگ جائے عیاشی بدمعاشی کا زنگ آجائے فحاشی اور عریانی کا زنگ لگ جائے مکاری عیاری کا زنگ لگ جائے تو اس کو دور کرنے کا ذریعہ ہی قرآن ہے، جس کا اتارنے والا میرا رب رحمان ہے، جس کی حقیقت پر گواہ سارا جہاں ہے، یہی قرآن کی عظمت اور شان ہے۔

کیوں نہ ہو ممتاز اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عظمتِ قرآن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. "اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ". صدق اللہ العظیم.

میں سینۂ زخمی زخمی جسم گریاں لے کر آیا ہوں
لبوں پہ تیرا شکوہ اے مسلماں! لے کر آیا ہوں
سرزمین لیل آباد پہ جو جل گیا ، پامال ہوا
وہ ورق لے کر آیا ہوں ، وہ ورق لے کر آیا ہوں

انتہائی واجب الاحترام قابلِ صد احترام منصفینِ عظام اور میرے چمن اذوری کے مہکتے پھولو! آج کی اس مسابقتی نشست کے اندر جس موضوعِ سخن کا سہارا لے کر حاضر ہوا ہوں، وہ ہے "عظمتِ قرآن"۔

سامعینِ محترم! قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کو اللہ رب العزت نے جبرائیل امین کی وساطت سے حضور ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل کیا، قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کی وجہ سے ہمیں دین کا شعور ملا، قرآن وہ عظیم کتاب جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: "ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ" جس کی حفاظت کے بارے میں کہا: "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ" جس کی پاکی کے بارے میں کہا: "لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ" کفار کو چیلنج کرنے کے لئے کہا: "فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ"۔

لیکن جب خالقِ عالم نے اس دنیا کے نظام کو بنانا چاہا تو آسمانِ دنیا پر تمام فرشتوں کو جمع کیا، تمام فرشتے حیران و پریشان تھے کہ آج کون سا دن ہے، جس کی وجہ سے آج جمع کیا گیا، مگر تھوڑی دیر کے بعد اللہ رب العزت نے اپنی زبان "کَھٰیٰعٓصٓ" بشانِہٖ"

سے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کی، جب تلاوت ختم ہوگئی تو فرشتوں کی زبان سے تین جملے نکلے، گویا سمندر کو کوزے میں بند کردیا، اللہ! کتنا مقدس ہوگا وہ نبی جس پر یہ قرآن اترے گا؟! اللہ! کتنی مقدس ہوگی وہ امت جس کے حصے میں یہ قرآن جائے گا، اللہ! کتنے مقدس ہونگے وہ سینے جن میں یہ قرآن محفوظ ہوگا، تبھی تو شاعر نے کہا:

نہ ہو ممتاز کیوں اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں، یہاں قرآن سینوں میں

سامعین محترم! اس قرآن کریم کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ نے قرآن کو آسان کیسا پایا؟ تو عجیب جواب دیا، کہا: قرآن آسان بھی ہے اور مشکل بھی، آسان ایسا کہ سات سال کے بچے کے سینے میں محفوظ ہو جاتا ہے اور مشکل اتنا کہ ائمہ مجتہدین کی زندگیاں ختم ہوگئیں، مگر قرآن کے مسائل ختم نہیں ہوتے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوا، انہوں نے بھی ایسا ہی جواب دیا کہ آسان بھی ہے اور مشکل بھی، آسان اتنا کہ چھوٹے بچے کے سینے میں اتر جاتا ہے، مشکل اتنا کہ ۳لاکھ ۸۳ہزار مسائل استنباط کر چکا ہوں، مگر قرآن کے موتی ختم نہیں ہوتے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا: انہوں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی زیارت خواب میں ننانوے مرتبہ کی، جب ۱۰۰ویں مرتبہ زیارت ہوئی تو میں رب سے سوال کر بیٹھا: اللہ! دنیا کے اندر رب سے پسندیدہ لوگ کون ہیں؟ جواب ملا: جو لوگ قرآن پڑھتے ہوں، کہا: اللہ! بہت سے لوگ سمجھتے ہیں اور بہت سے لوگ نہیں سمجھتے، اللہ رب العزت نے جواب دیا: "بِفَهْمٍ أَوْ بِلَا فَهْمٍ" اے امام! کوئی سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے پڑھے، مجھے دونوں صورتوں میں پسند ہے، تبھی شاعر نے کہا:

دشمن نہ ملے گا تمہیں شیطان سے بدتر
رہبر نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بہتر

سامعین محترم! اس کی عظمت کے کیا کہنے کہ تحفۂ حفاظ میں عجیب واقعہ لکھا ہے کہ:
دیوبند سے روزانہ ایک شخص بریلی کام پر جاتا تھا اور وہ کسی دفتر کا ملازم تھا، اس کا نام رحمت علی تھا، ایک دن صبح دیکھا گیا ہے کہ لوگ ایک جگہ جمع ہیں، کہا: چلو پتہ کرلیں کیا ہوا جب وہاں گیا تو دیکھا ایک شخص کی میت ہے، کہا چلو مسلمان ہے، دفن میں شریک ہوجاؤ، جب جنازہ پڑھانے کا وقت آیا تو اس کی بیوی آ گئی، اس نے کہا: اس نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ صوفی رحمت پڑھائے گا، لوگوں نے کہا: وہ تو یہاں آئے ہوئے ہیں، جنازہ پڑھا دیا جب میت کو قبر میں اتارنے کا وقت آیا تو صوفی رحمت ہی قبر میں اترے، دفنا کر چلے گئے، جب دفتر پہنچے تو دفتری کارڈ گم ہو چکا تھا، ان کو یقین ہو گیا کہ ان کا کارڈ قبر میں گرا ہے، وہ واپس اس عورت کے گھر آئے، کہا: اگر اجازت ہو تو قبر کھول کر میں اپنا کارڈ نکال لوں؟ جب اہل محلہ کے لوگوں کے ساتھ قبر کا تختہ اٹھایا تو دیکھا کیا ہے، قبر جنت کا باغ بن چکی ہے، کارڈ بھول گئے، سیدھے عورت کے پاس آئے، کہا: اس کا عمل کیا تھا؟ جس کی برکت کی وجہ سے قبر جنت کا باغ بن چکی ہے، کہا: یہ جاہل تھا قرآن پڑھنا نہیں آتا تھا، صبح سویرے کام پر جانے سے پہلے قرآن کو کھولتا اور انگلی پھیرتا اور کہتا اللہ میاں! تو نے یہ بھی سچ کہا یہ بھی سچ کہا، یہی عمل تھا۔

اگر ایک جاہل کی قبر صرف اتنی محبت کی وجہ سے باغ بن سکتی ہے تو میں اور آپ تو پڑھنا بھی جانتے ہیں اور آج امت کو درپیش مسائل کا حل صرف اور صرف قرآن ہے اور اسی کے ذریعے امت کو راہ صراط مستقیم مل سکتی ہے، مگر نا امید ہونے کی ضرورت نہیں، آخر میں اتنا کہوں گا:

نہ گھبراؤ مسلمانو! خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے، ابھی قرآن باقی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عظمت قرآن کریم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ...... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا"۔ قَالَ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ: "اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

یہ قولِ محمدؐ قولِ خدا فرمان نہ بدلا جائے گا

میرے واجب الاحترام عزیز طلباء ساتھیو! میں آج کی اس بزم میں "عظمتِ قرآن کریم" کے عنوان سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ ویسے تو دیگر تمام آسمانی کتابیں کلام الٰہی سے مزیّن ہیں، جن کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا، مگر ان تمام کتابوں میں سید الانبیاء ﷺ پر نازل ہونے والی بے عیب کتاب قرآن کریم ایک منفرد اور عظیم و معظم کلام کی حیثیت رکھتی ہے، ہر دور میں انسانیت رشد و ہدایت کی پیاس سے بے تاب نظر آتی ہے، مگر دیگر تمام کتابیں اپنے ادوار و اعصار میں انسانیت کو رشد و ہدایت کا آبِ حیات فراہم کرتی ہے، جو پوری انسانیت کے لئے کافی نہ ہوسکا۔

جب ربِ کائنات نے خاتم النبیین ﷺ پر نبوت کا اختتام فرمادیا تو اب ضرورت ایسی شریعت کی تھی جو قیامت تک نسلِ انسانی کی پیاس بجھا سکے، ضرورت ایسی کتاب کی تھی جو ہر دور و عصر میں ہدایت کا راستہ دکھا کر فلاحِ انسانیت کا سبب بن سکے، ربِ کائنات نے فرمادیا: "اِنَّ

هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ "دنیا کی کوئی کتاب وہ راستہ نہیں دکھا سکتی، دنیا کا کوئی صحیفہ وہ راستہ نہیں دکھا سکتا، دنیا کا کوئی قانون وہ راستہ نہیں دکھا سکتا "يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ" سب سے زیادہ سیدھا راستہ صرف قرآن کا راستہ ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت جس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

میرے بھائیو! وجود انسانی دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے، ایک انسان کا بدن اور دوسرا انسان کی روح ہے، دونوں کے مجموعے کا نام انسان کہلاتا ہے، انسان کا بدن مٹی سے بنایا گیا "وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ" اور انسان کی روح کا تعلق آسمان کے ساتھ متعلق ہے: "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ" امام زمخشری اپنی شہرۂ آفاق تفسیر "کشاف" میں فرماتے ہیں: انسان کے بدن کو بھی غذا کی ضرورت ہے، انسان کی روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے، بدن کی غذا "فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا"۔

زمین سے غلہ اناج اُگا کر انسان کے بدن کو غذا دی جاتی ہے، بدن کا تعلق مٹی سے تو غذا بھی مٹی سے نکلنے والی چیزیں ہیں، انسان کی روح آسمان سے آتی ہے تو غذا بھی وہ چاہئے جو آسمان سے ہو، رب کائنات نے فرمادیا: "وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا" قرآن کو روح سے تعبیر کرکے اشارہ کردیا، اگر بدن کی تقویت چاہتے ہو تو زمین کی پیداوار استعمال کرکے دیکھ لو، اگر روح کی تقویت چاہتے ہو تو قرآن کا دامن تھامنا پڑے گا: "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ" "قرآن شفاء ہے، میں نے قرآن سے سوال کیا تو کس مرض کی شفاء ہے؟ قرآن کہتا ہے: "شِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ" "میں صرف دردِ سر کا علاج نہیں، میں صرف دردِ بدن کا علاج نہیں، میں صرف دردِ اعضاء کا علاج نہیں ہوں، بلکہ جو قلبی مریض بھی میرا دامن تھامتا چلا جائے گا، اسے شفاءِ مطلق مل جائے گی تو پھر میں کیوں نہ کہوں:

اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

میرے بھائیو! آج تمام اطراف عالم میں ایک افراتفری کا سماں ہے۔ پورے عالم کے اندر مسلمان ظلم وتشدد کا شکار ہیں، دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں، دنیا کا کوئی صوبہ ایسا نہیں، دنیا کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں رب کا قرآن موجود نہ ہو، مگر بات کیا ہے، وہ تمام انوارات وبرکات کیسے مفقود ہو گئے سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا" یہ وہ قرآن ہے جس کی وجہ سے رب کائنات اس دنیا کے اندر کئی قوموں کو بلند کر دیتے ہیں "وَیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ" یہ وہ قرآن ہے جس کی وجہ سے کئی قوموں کے لئے پستی و ذلت مقدر بن جایا کرتی ہے۔

جب تک پوری دنیا میں مسلمانوں کی عملی زندگی کے اندر رب کا قرآن نافذ تھا "یَرْفَعُ بِهٰذَا الْکِتٰبِ" کا منظر سامنے نظر آتا ہے، پوری دنیا پر حکمرانی و سلطنت ان کی خاکپائے نظر آتی ہے، جب قرآن کا دامن چھوڑ کر اسے پس پشت ڈال دیا تو پھر "وَیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ" کی عملی تصویر بن جاتے ہیں، غلامی و محکومی کی زندگی ان کا مقدر بن جاتی ہے، مصائب و آلام کی بارش برستی ہے تو پھر میں کیوں نہ کہوں:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
ہم ذلیل و خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مُعلّم

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. امابعد!قال الله تعالىٰ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ" وقال النبی ﷺ: "اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً". صدق الله وصدق رسوله النبی الكريم.

میرے محترم سامعین: معلم اعظم ﷺ کی عظیم تعلیمات اور آپ علیہ السلام کی صفات کاملہ کا اعجاز تھا کہ عرب کی گنوار اور بگڑی ہوئی قوم جب معلم اعظم سے تربیت پاتی ہے تو پھر دنیا کی تقدیر بدل دیتی ہے دنیا کا نقشہ اور ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی بردباری، حکمت، مستقل مزاجی، جہد مسلسل، سعی فہم، صبر وتحمل، ایمانداری، دیانتداری اور سب سے بڑھ کر خوف خدا یہ وہ صفات کاملہ ہیں کہ جب ان صفات کا نور آپ کے شاگردوں میں منتقل ہوتا ہے تو ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، بلال حبشی اور اکابر صحابہ جیسے پیکر ایمان وعمل ابھر کر دنیا میں نور ہدایت کی ضیاء پاشی کرتے ہیں اور انسانیت کیلئے ہادی ورہبر بن کر تاریخ کا رخ بدل دیتے ہیں سچ کہا گیا ہے کہ!

درفشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا
دل کو زندہ کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پراوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

آپ کی بے مثال تعلیمات سے خطۂ عالم پر جزیرہ عرب کا نیا رنگ وروپ ابھر آگیا، جہالت وگمراہی کی انتہائی دلدل میں ڈوبی ہوئی عرب قوم آپ کی تعلیمات سے اقوام عالم کو ثریا تک پہنچانے لگی، وہ انتہائی سوزناک معاشرہ اخلاقی اور سماجی پستی کا مظہر اقوام عالم کیلئے معاشرتی ثقافتی اور شائستہ تہذیب کے اصول مرتب کرنے لگی، وہ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر کے انسانی شکل میں خونخوار بھیڑیے تھے وہی ماؤں بہنوں کی عظمت کی خاطر اوران

کے دو پیے کی تقدیس کو بچانے کیلئے جان نچھاور کرنے لگے، ایک دوسرے کے جانی دشمن اور انسانی کھوپڑیوں میں شراب پی کر بدمست ہاتھی کی طرح خوفناک انسانی مجسمے ایک دوسرے کی خاطر جذبۂ ایثار کے وہ تاریخی اور انمول شواہد چھوڑ گئے جس کی نظیر پیش کرنے سے انسانی تاریخ عاری و عاجز ہے، یہ کیا کرشمہ تھا؟ یہ کیا انقلاب تھا؟ یہ کیا غلغلہ تھا جس نے یکسر حیوانات کو انسانی شرافت کے بامِ عروج تک پہنچا دیا انسانی عقل آج تک یوں محوِ حیرت ہے کہ!

یہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا۔

سامعین محترم! حضور ﷺ بحیثیت معلم عالم انسانیت کیلئے مبعوث ہوئے۔ متعدد قرآنی آیات میں آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ انسانیت کو قدسی تعلیمات سے روشناس کرانا، صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنا۔

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ" ایک دوسرے مقام میں اس کی طرف یوں ارشاد فرمایا ہے: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا...... الخ" کبھی یوں گویا ہوتے ہیں "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ.. الخ" ذخیرہ احادیث میں جابجا یہ حقیقت بیان ہوتی ہے کہ آپ ﷺ بحیثیت معلم کے مبعوث ہوئے اور اس حقیقت کی طرف صاف اور صریح الفاظ میں اشارہ فرمایا "اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا" ایک اور مقام پر فرمایا کہ مجھے خدا نے تندخو، بدمزاج اور ترش مزاج بنا کر نہیں بھیجا اس لئے کہ "وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. الخ" بلکہ مجھے تو معلم اور میسر بنا کر بھیجا گیا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَّلَا مُتَعَنِّتًا وَّلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُّيَسِّرًا"

آپ ﷺ موقع بموقع اپنی امت کو مختلف الفاظ اور مختلف پیرائے میں تعلیم و تعلم کی

اہمیت اور اس کی ضرورت سے روشناس کراتے رہے کبھی زبان نبوت سے "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" کی صدا گونجی تو کبھی "تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ فَاِنِّیْ امْرَءٌ مَقْبُوْضٌ وَالْعِلْمَ سَيُقْبَضُ وَلَيَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰی يَخْتَلِفَ اِثْنَانِ فِی فَرِيْضَةٍ لَا يَجِدَانِ اَحَدًا يُفْصِلُ بَيْنَهُمَا" کی صدا گونجی ہے اور آخر کار تعلیم و تعلم کس اہمیت و افادیت کا حامل ہے کہ اس کی اہمیت اور افادیت پر معلم اعظم ترغیب نہ دیتے جبکہ رب لم یزل نے بذات خود یوں فرمایا: "فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ" ایک مقام پر یوں فرمایا: "وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا" دراصل اس حکمت و دانائی کے معلم کون ہو نگے، اس تفقہ اور سمجھ بوجھ کے معلم کون ہوں گے، اس سوال کا جواب زبان نبوت سے سنتے ہیں چنانچہ فرمایا: "مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ" معلم انسانیت قاسم العلوم حضور اقدس ﷺ کی ذات ہی ہے اور آپ کا مقصد حیات اور مقصد بعثت دراصل انسانیت کو تعلیم دے کر ان کے باطن کے امراض اور فکری آلائشوں کی گندگی کو پاک صاف کرنا تھا "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ... الآية" الغرض حضور ﷺ ایک معلم کی حیثیت سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔

آج دنیا میں استاد و شاگرد کا تصور تعلیم و تعلم کا خاکہ، لوح و قلم سے یارانہ اسی معلم اعظم ﷺ کی تعلیمات کا پرتو ہے۔

یہ فیضان نظر تھا کہ کتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیکر حسن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَالضُّحٰیO وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی" وعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ لَیْلَۃٍ اَضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ النَّظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ. صدق اللّٰہ مولانا العظیم.

سامعین محترم! میں آج کی اس پروقار محفل میں جس عنوان کو موضوع سخن بنانا چاہتا ہوں وہ ہے حضور ﷺ پیکر حسن۔

عزیزان من: اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیغمبروں اور رسولوں کی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ قوم کا سب سے معزز اور مشرف انسان بنا کر مبعوث کرتا ہے۔ باطنی صفات اور ملکوتی شمائل سے متصف کرنے کے ساتھ ساتھ اسے ظاہری حسن و جمال سے آراستہ کر کے انسانیت کی طرف نمائندہ بنا کر بھیجتا ہے۔ اس لئے کہ "اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ" "اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی پیغمبر اور رسول کو بدصورت اور بدشکل نہیں بنایا بلکہ اسے حسن کا پیکر بنایا جسے دیکھ کر وہ حسین دوشیزائیں بھی جنہیں اپنی حسن پر ناز تھا اللہ کے نبی کو دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹنے لگ جاتی تھیں۔

جس طرح ہمارے نبی خاتم المرسلین اور خاتم النبیین تھے جس پر رسالت اور نبوت ختم تھی اسی طرح آپ پر حسن و جمال ختم تھا، جس طرح آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اسی طرح آپ جیسا کوئی حسین نہیں، جس طرح آپ جیسا نبی کوئی ماں نہیں جن سکے گی اسی طرح آپ جیسا حسین کوئی ماں نہیں جن سکے گی۔ شاعر اسلام شاعر رسول حسان بن ثابت نے اس کو اپنے مشہور قصیدے میں یوں ذکر کیا ہے

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

حسن یوسفی پرشیدائی مصر کی عورتیں جمال یوسفی کو دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹ دیتی ہیں اور حسن محمدی کے شیدا اور دیوانے معرکہ بدر اور احد میں اپنی گردنیں کٹوا دیتی ہیں امہات المومنین بی بی عائشہ اس کی منظر کشی یوں فرماتی ہیں!

لَوَاحِیْ زُلَیْخَۃَ لَوْرَاَیْنَ جَبِیْنَہٗ
لِاٰثَرِ الْقَطْعِ بِالْقُلُوْبِ عَلَی الْیَدِ

جبرئیل سے کسی نے پوچھا کہ تونے ابتدائے آفرینش سے لیکر تا امروز بہت سے حسین دیکھے، بہت سے جمیل دیکھے، ذرا بتاؤ اجمال محمدی کا مظہر کہیں دیکھا تو فرمایا کہ میں نے ساتوں آسمان ساتوں زمین چھان مارے محمد جیسا حسین نہ دیکھا نہ دیکھوں گا شیخ سعدی شیرازی اس کی عکاسی یوں کرتے ہیں:۔

اے چہرۂ زیبائی از رشک بتاں آزری
چند صفت میکنم لیکن ازاں بالا تری
آفاق ہا گردیدہ ام مہربتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

محترم سامعین!
پیکر حسن مجسم جمال کا خد خال کیا تھا؟ فرمایا:

لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ

رنگ کیسا تھا؟ فرمایا:

اَزْهَرَ اللَّوْنِ مُشْرَبٌ بِاُحْمَرَةٍ

سر مبارک کیسا تھا؟

عَظِيْمُ الْهَامَةِ وَضَخْمُ الرَّأْسِ

دہن مبارک کیسا تھا فرمایا:

ضليع الفم

آنکھیں مبارک کیسی تھیں؟

اشكل العينين و ادعج العينين

پلکیں کیسی تھیں؟

اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ

دانت مبارک کیسے تھے:

افلج الثنيين إذا تكلم كالنور يخرج من بين الثنايا

بدن مبارک کیسا تھا؟ فرمایا:

اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ

ہاتھ کیسے تھے

شَثْنُ الْكَفَّيْنِ

قدم مبارک کیسے تھے؟

شَثْنُ الْقَدَمَيْنِ

چلتے کیسے تھے؟

تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ

ایڑی مبارک کیسی تھی؟

مَنْهُوْسُ الْعَقِبَيْنِ

ملائم اور نرم کتنے تھے فرمایا

وماسست دیباجة ولا حریرا الین من کفه
بدن مبارک کی خوشبو کیسی تھی؟ فرمایا
ولا شم مت مسکا وغیرہ اطیب من رائحته
تبسم کیسا تھا؟
اِذَاتَبَسَّمَ اَضَاءَ الْبَیْتَ
ہنسی کیسی تھی؟
اِذَاضَحِکَ یتلالا فی الْجِدَارِ
چہرہ انور اور رخسار مبارک کی چمک کیسی تھی؟
اذانظرله الیٰ اسرة وجهه برقت کبرق العارض المتهلل
جسے دیکھ کر سورج بھی شرما جائے۔ اسی لئے تو صدیقہؓ نے کہا:

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌمِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَالْفَجْرِ
وَشَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَالْعِشَاءِ

امام مناطقہ وفلاسفہ امام حکمت بوعلی سینا کہتا ہے کہ سچ ہے آپ جیسا حسین وجمیل پوری کائنات میں کوئی نہیں اس لئے کہ اصل حسن و جمال تناسب اعضاء اور اعتدال اعضاء کا نام ہے ظاہری سفیدی کا نام نہیں جابر بن سمرۃ کہتے ہیں چاندنی رات تھی حضور مسجد کے صحن میں سرخ یمنی چادر اوڑھے جلوہ افروز۔ میری نظر کبھی آسمان کے چاند پر پڑتی ہے تو کبھی زمین کے چاند پر آخر میں اس نتیجے پر پہنچا "ہُوَ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ"
لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ چاند سے تشبیہ دیا تھا کو یہ کوئی انصاف ہے۔
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ، ولعنۃاللہ علی من داعیٰ بعدہ ورحمۃ اللہ علی من اتبعہ ...امابعدفقال اللہ تبارک وتعالی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ". وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ،صدق اللہ العظیم۔

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام استاد محترم اور میرے ہمسفر اور ہم کتب طالب علم ساتھیو! آج کی اس پروقار اور بابرکت محفل میں، میں جس موضوع اور عنوان کو لیکر حاضر ہوا ہوں وہ موضوع ہے: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا"

میرے انتہائی واجب الاحترام قابل قدر اساتذہ کرام معزز مہمانان گرامی اور میرے بزم شاعر کی شہید کے ہونہار ساتھیو!

میں تو اس کے قابل بھی نہیں کہ کنجشک عشق باز کی طرح معصوم دھن میں نم بھرے قطرے لئے رودادِ عشق ووفا رقم کرلوں لیکن آرزو میں یہ بھی رکھتا ہوں کہ کل بروزمحشر بارگاہ رَبّ لَـمْ یـزَلْ میں نغمہ عشق ووفا بزم محمد ﷺ گاتا ہوا حاضر ہو جاؤں)

چنانچہ میری مثال بھی ان باوفا ہستیوں کی مانند ہے جو ممدوح کے لامتناہی مدحوں واوصاف کے احاطے کا دعویٰ کئے بغیر فقط عقیدت کشی کے سبب مستی عشق وفا میں جھوم کر اپنی زبان کو بھی مہک نبوی کی مہمیز لگانے کی سعی کررہا ہو۔

گرامی قدر سامعین! موضوع سخن شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی آپؐ سے وفا ومحبت کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے جو کہتا ہے کہ!

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں

وفا کسے کہتے ہیں؟ وفا کا مطلب و معنی کیا ہے؟ وفا کی حقیقت و کیفیت کیا ہے؟
محمد ﷺ سے وفا کا کیا مطلب ہے؟ لغات کہتی ہیں، وفا کا معنی "نبھانا، ساتھ دینا ہے"۔ کسی نے کہا" خیر خواہی کرنا" لیکن میں آج اس پر رونق مجلس میں ان کتابی معنوں سے ہٹ کر عشق و وفا کی زبان میں وفا کا مفہوم بتانا چاہتا ہوں۔
میرے دوستو! وفا کا معنی مال و زر محبوب کے نام لٹا دینا، وفا کا معنی وطن چھوڑ دینا، وفا کے معنی لوگوں کے طعنوں کو برداشت کرنا، وفا کے معنی بیوی بچوں کو چھوڑ دینا، وفا کا معنی ماں باپ کو قربان کرنا، وفا کا معنی ہاتھ تیروں سے چھلنی کروا دینا، وفا کا معنی دہکتی ہوئی آگ میں کود جانا، وفا کا معنی محبوب کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے تن من دھن کی قربانی پیش کرنا، وفا کا معنی گردنیں کٹوا دینا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر میں یہ کہوں وفا عشق و مستی کا نام ہے شراب عشق پی کر محبوب پر پروانہ وار جان فداء کر کے بھی یہ کہے!

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادانہ ہوا

اور بے وفا کو بتلا دیں!

بسوا کوئے جاناں قدم قدم پر بلائیں
ہے جن کو زندگی پیاری وہ یہیں سے لوٹ جائیں

محترم سامعین! آیئے! ذرا ماضی کے جھروکوں میں جھانک کر تاریخ کے صفحات کو ٹٹولتے ہیں کہ اس وفا پر پورا اترنے والے کون تھے؟
جناب والا! مختلف ادوار میں، مختلف قوموں کے اندر، مختلف اوقات میں جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع ہدایت روشن کرنے کیلئے خلاق عالم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ ہستیوں کو بھیجا لیکن یہ بدون "یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ" کے پیش نظر وفاد محبت ناپید نظر آئی اب کیا ہو گیا؟ میں دیکھتا ہوں قرآن مجید فرقان حمید کے اندر کہیں "قَالُوْا

بِنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا "نظر آتی ہے، کہیں "حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ" ہے، کہیں جاہلانہ باتیں ہوتی ہیں "اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ" کوئی ٹکڑوں میں بٹ گئے "فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ" اور آگے بڑھے اور گستاخی کرتے ہوئے کہنے لگے "فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ"

میرے دوستو! جب عشق ومحبت کا ذکر کہیں نہ ہوا وفا کی رسمیں مفقود ہوئیں تو میں افسانہ عشق ومحبت کی جستجو کے اندر باوفا قوم کی تلاش میں اور آگے بڑھا کتاب ربانی کو مزید ٹٹولا چنانچہ معلوم ہوا کہ سرور زمانہ کے بعد جب پیکر صدق وفا آئے، سید الانبیاء آئے، خاتم الانبیاء آئے اور حبیب کبریا آئے، تو کائنات کے رب نے اپنے محبوب کو وہ یار دیئے، وہ جانثار دیئے، وہ باوفا قوم دی جن کی وفا کی تصدیق تورات وانجیل میں دی "ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِيْلِ" کمر کیا تھا۔

میرے دوستو! ہنگامہ عشق وفا برپا ہوا، صدق ووفا کے بندھن میں جڑ گئے، وفاء عقیدت کی تاریخیں رقم ہوئیں، خلاق عالم اس عظیم تاریخ کا نقشہ کھینچتے ہوئے گویا ہوئے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" رب نے وفا کی وضاحت فرمائی "وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِيْلِیْ"

کہیں "تَحْتَ الشَّجَرَةِ" سے واضح کیا اور کہیں "وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا" سے اس باوقار قوم کو یاد کیا ادھر طعنے دیئے گئے اور اکیلا چھوڑ کر کہنے لگے "فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ" ادھر صحابی کہنے لگے" وَاللّٰهِ مَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَ بَنُوْٓ اِسْرَآءِيْلَ لِمُوْسٰى وَلٰكِنْ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ".

آقا ہم آپ کے آگے سے لڑیں گے، پیچھے سے لڑیں گے، دائیں سے لڑیں گے، بائیں سے لڑیں گے، کیوں کہ ہم عہد کر چکے ہیں۔

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجہاد ما بقینا ابدا

اُدھر جور جفا تھی، اِدھر وفا ہی وفا تھی، اُدھر جان کے دشمن تھے، اِدھر "النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم" فرمایا گیا، جان دے دی، گردنیں کٹوا دیں، سب کچھ تو ہو گیا۔

میں نے پوچھا اور تو نے باوفا قوم کو کیا دیا تو نے تو عہد کیا تھا اور کہا جاتا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

جواب آیا، ہاں ہاں، میں نے ابو بکر کو صدیق بنا دیا، عمر کو فاروق بنا دیا عثمان کو ذی النورین بنا دیا اور علی کو حیدر کرار بنا دیا "وَاُولٰئِکَ ھُمُ الرّٰاشِدُوْنَ" کی شیلڈ پیش کی، "وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" کی سند دی، "اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ" کی مہر لگا دی، "وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" کا تمغہ دیا، "لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ" کا سرٹیفکٹ دیا بلکہ میرے رب نے اس باوفا قوم کو معیار حق بنا کر اعلان کیا "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا"۔

تب ہی تو اقبال نے جوش میں آ کر کہا:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
یہ قدم قدم بلائیں یہ صدائے کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جنہیں زندگی ہے پیاری

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سیرت رسول قبل ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

الحمدللہ الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ. امابعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ "الم یجدک یتیما فآویٰ"

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
نقش ہستی ابھر نہ سکتی وجود لوح وقلم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخشے نگاہ عرفان، اگر چراغ حرم نہ ہوتا

میرے انتہائی واجب الاحترام قابل صد احترام اور بزمِ شاعری کے ہونہار طالب علم ساتھیو!

آج کی اس تقریب میں، میں آپ حضرات کے سامنے سیرت رسول قبل ولادت رسول کے حوالے سے چند معروضات گوش گزار کرنے کی کوشش کروں گا رب کائنات سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے حق سچ بیان کرنے اور پھر ہم سب کو پیغمبر ﷺ کی سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

رب کائنات، خالق لم یزل، مالک ارض وسماوات نے اس کائنات کو بنانے اور سجانے سے پہلے روح محمد ﷺ اور نور محمد ﷺ کو پیدا کیا پیغمبر ﷺ کے اس نور سے مراد نبوت کا وہ نور ہے جس سے پوری کائنات منور اور روشن ہوئی پیغمبر ﷺ کی نبوت کا یہ نور سورج کے نور سے بڑھ کر ہے سورج کا یہ نور فانی ہے نور نبوت آفاقی اور ابدی ہے سورج جب غروب ہو جاتا ہے پس پشت چلا جاتا ہے، پہاڑوں کی آڑ میں چلا جاتا ہے، اندھیرے اور سناٹے چھا جاتے ہیں لیکن پیغمبر ﷺ ۶۳ سالہ زندگی گزارنے کے بعد اس دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد بھی پوری کائنات کو ایسے منور کیے ہوئے ہیں جیسے پیغمبر ﷺ اس کائنات میں موجود تھے

اور کائنات کو منور اور روشن کیا ہوا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیغمبر ﷺ سے عرض کیا "بابی انت و امی" میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ بتا دیجئے رب کائنات نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا پیغمبر ﷺ نے فرمایا "اوّلُ شیئٍ مَاخلق اللّٰہُ فھو نُورُ نبیّک یا جابر" "اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے تمہارے نبی ﷺ کو پیدا کیا پھر جہاں رب کائنات نے چاہا وہیں یہ نور سیر کرتا ہے یہ نور اس وقت بھی موجود تھا جس وقت لوح وقلم نہ تھے، جس وقت عرش وکرسی نہ تھی، جس وقت جنت ودوزخ کا وجود نہ تھا، زمین وآسمان نہ تھے، دن اور رات کا نظام نہ تھا سورج چاند ستارے نہ تھے، جن وانس نہ تھے، پھر جب رب کائنات نے اس مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے کر کے تین حصوں سے لوح وقلم اور عرش کو پیدا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوگئی اور شجر ممنوعہ سے کھالیا تو رب سے مغفرت طلب کرنے لگے یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ۔ اے اللہ میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے معاف فرما۔ رب کائنات نے فرمایا "آدم کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْہُ" "اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچان لیا حالانکہ ابھی تک تو میں نے اس کو پیدا نہیں کیا تو آدم نے عرض کیا "یَارَبِّ لَمَّاخَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِکَ وَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اِنَّکَ لَمْ تَضِفْ اِلٰی اِسْمِکَ اِلَّااَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ" "اے ربا! جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے جسم میں روح پھونکی میں نے پہلی مرتبہ جب سر اٹھایا میری نگاہ عرش کے پایوں پر پڑی میں نے لکھا ہوا دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھ گیا کہ یہ ہستی تجھے سب سے پیاری ہے یہ محمد ﷺ تجھے سب سے پیارا ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے رب کائنات نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا حقیقت یہی ہے یہ محمد ﷺ مجھے سب سے پیارا ہے جب تو نے اس کا وسیلہ دے کر مغفرت

طلب کی ہے جامیں نے تجھے معاف کر دیا اور یاد رکھ "لَوْلَا مُحَمَّدٌ لَمَا خَلَقْتُکَ" اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا بھی نہ کرتا، امام المفسرین امام رازیؒ فرماتے ہیں "اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ فِیْ جَبْہَۃِ آدَمَ" کہ رب کائنات نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم بھی اس وجہ سے دیا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں نور محمد ﷺ موجود تھا۔

ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی ہے کہ "مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہ رب کائنات نے جنت کے دروازے پر بھی اپنے نام کے ساتھ محبوب کے نام کو سجایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "فَمَا فِی الْجَنَّۃِ شَجَرَۃٌ وَلَا وَرَقَۃٌ اِلَّا مَکْتُوْبٌ عَلَیْہَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہ جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں، کوئی پتہ ایسا نہیں جس پر رب کائنات نے محبوب کے نام کو نہ سجایا ہو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آقا معراج کیلئے تشریف لے گئے آقا فرماتے ہیں مَامَرَرْتُ لِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِیْ فِیْہَا کہ میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں اپنے نام کو لکھا ہوا دیکھا۔ امام طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ "کَانَ نَقْشُ خَاتَمِ سُلَیْمَانَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی پر بھی رب کائنات کے نام کے ساتھ پیغمبر ﷺ کے نام کو کندہ کیا گیا تھا یہی امام طبرانی حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ "بَیْنَ کَتِفَیْ آدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ"۔ حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِہٖ وَاَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاہِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ" کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم الانبیاء ہوں میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب آدم کا خمیرہ تیار کیا گیا تھا میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں بشارت عیسیٰ ہوں۔

توجہ کرنا! رب کائنات نے جب قلم کو پیدا فرما کر اس کو لکھنے کا حکم: یا تو قلم نے سب

سے پہلے لکھا "اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِیْ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِیْ وَشَکَرَ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَرَضِیَ بِحُکْمِیْ کَتَبْتُہٗ صِدِّیْقًا وَبَعَثْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ" قلم نے سب سے پہلے لکھا میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد، میرے رسول ہیں، جنہوں نے رب کائنات کے ہر فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کیا، رب کی طرف سے آنے والے آلام ومصائب پر صبر کیا، رب کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کیا، رب کے ہر فیصلے پر راضی ہوگیا تو پھر رب کائنات نے یہ اعلان کردیا "کَتَبْتُہٗ صِدِّیْقًا وَبَعَثْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ"

نہ روح نہ عرش بریں نہ لوح مبین کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمز کھلیں ازل کی تہاں تمہارے لئے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

الحمدلله الخالق العالم و الصلوٰة و السلام علی معلم العالم. اما بعد!
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا" وقال النبی ﷺ "اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا". صدق الله العظیم.

جلوہ جمال حق کا دکھایا حضور ﷺ نے
ہر نقش ماسواء کو مٹایا حضور ﷺ نے
راستہ جنت کا بھی بتایا حضور ﷺ نے
نار و دوزخ سے بھی بچایا حضور ﷺ نے
جس پر نگاہ پڑ گئی تابندہ ہوگیا
ذروں کو آفتاب بنایا حضور ﷺ نے

میرے واجب القدر!

دنیا میں ہرفن کا ماہر اپنے آپ کو اس فن کا معلم گردانتا ہے جہاں معمار تعمیر کا معلم ہے تو لوہار لوہے کا معلم ہے، جہاں ڈرائیور ڈرائیونگ کا معلم ہے تو ڈاکٹر ڈاکٹری کا معلم ہے، جہاں فلاسفر فلسفے کا معلم ہے تو انجینئر ٹیکنالوجی کا معلم ہے لیکن میں آج جس عنوان کے گلدستے میں عقیدت کے خوشنما پھول سمونے کی کوشش کروں گا وہ ہے "حضور ﷺ بحیثیت معلم"۔

سامعین محترم!

دنیاوی قانون تو یہ ہے کہ استاذ جس قدر رحم کے قابل ہوگا تو شاگرد میں بھی اسی قدر قابلیت و اکملیت کے آثار عیاں ہوں گے۔

حضور ﷺ تمام خوبیوں کا منبع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عمدہ معلم بھی ہیں کیونکہ میں جہاں اپنے نبی ﷺ کو بدر و احد میں شمشیر وسنان کی ہم رکابی کرتے دیکھتا ہوں تو وہاں مجھے اپنے پیارے نبی ﷺ ایک معلم اعظم کی حیثیت سے صفہ کی

مسندِ تدریس پر جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔

میرے نبی ﷺ نے مسندِ تدریس پر بیٹھ کر آج سے چودہ صدیاں قبل جو درس دیا آج جدید دنیا معلم اعظم کے درس کو آج تجربات و تجزیات سے ثابت کر رہی ہے۔

سامعین محترم!

ذرا غور کرنا! میرے نبی ﷺ کو اُمّی کہا گیا اُمّی کا مطلب تو ان پڑھ ہے اُمّی کا مطلب تو ان جان ہے لیکن نہیں نہیں یہ مطلب میری اور تیری فہمِ ناقص کے مطابق ہے یہ تو لغت کے قواعد کے رو سے ہے۔

لیکن ذرا غور کرنا! میرے رب کی حکمت پر اُمّی کہ الف سے مراد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میم سے مراد مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ نسبت کی ہے جو کہ میرے نبی ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے گویا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر مسیح علیہ الصلوٰۃ تک تمام انبیاء کے علم و کمالات کا مجموعہ میرا نبی ﷺ ہے۔

اب یہ جانتے ہوئے وقت نہیں ہوگی کہ

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

درسِ ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
حقانیتِ اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
دعائے یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
تقویٰ ھود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
خَشیتِ شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
عظمتِ شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
صالحیتِ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
المعیتِ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
جلال موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔
کمال عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم میرے نبی ﷺ کے پاس ہے۔

جب تو میری زباں یہ سمجھنے کیلئے تڑپتی ہے
اُس معلم اعظم نے کیا کچھ نہ دیا انسانوں کو
کون و مکاں میں روشنی ان کی ازل سے تاابد
دستور دیا، منشور دیا، کئی راہیں دیں، کئی موڑ دیئے
سلسلہ ان کے تعلم کا پھیلا ہوا کہاں کہاں
کوہ و دمن، شجر و حجر، دشت چمن، فلک و زمین
سب میں انہی کی روشنی سب میں وہی ہیں ضو فشاں

سامعین محترم! میرا نبی ﷺ دنیا کا عظیم معلم ہے۔ میرا نبی ﷺ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معلم بنا تو اسے صداقت کی اعلیٰ بلندیوں پہ فائز کر دیا، میرا نبی ﷺ جب عمر رضی اللہ عنہ کا معلم بنا اسے عدل کا امام بنا دیا، میرا نبی ﷺ جب عثمان رضی اللہ عنہ کا معلم بنا اسے حیاء کی مثال بنا دیا، میرا نبی ﷺ جب حیدر رضی اللہ عنہ کا معلم بنا اسے جرأت کی داستان بنا دیا، ارے جب

معاذ بن جبلؓ کا معلم بنا اسے سیاستدانوں کا راہنما بنادیا، جب خالد ؓ کا معلم بنا تو ساٹھ کو ساٹھ ہزار پر فاتح بنادیا، ضرار ؓ کا معلم بنا تو تن تنہا نے تیس کو شکست دے دی۔
مصعب ؓ کا معلم بنا تو چاند جیسی دکھتی جوانی نچھاور کردی، ابن عوف ؓ کا معلم بنا تو رئیس الرؤسا سے فقر پر پہنچادیا، حضرت طلحہ ؓ کا معلم بنا تو دنیا میں جنت کا مالک بنادیا، ابوعبیدہ ؓ کا معلم بنا تو فاتح شام بنادیا، حبشہ کے بلال کا معلم بنا تو موذن رسول بنادیا، انہی حالات کو دیکھ کر شاعر تڑپ اٹھا اور بزبان حال یہ اعلان کر دیا۔

تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا

سامعین محترم! آیئے ذرا یہ پتہ لگائیں کے آج درس گاہ میں داخلے کا معیار کیا ہے دنیا کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں تو قوم قبیلے کی قید ہے، کالے اور گورے کی قید ہے، امیر اور غریب کی قید ہے، چھوٹے اور بڑے کی قید ہے، لیکن میں قربان جاؤں اے نبی امی ﷺ تیری عظیم درسگاہ میں تو کالا بھی ہے اور گورا بھی، امیر بھی ہے اور غریب بھی، چھوٹا بھی ہے اور بڑا بھی۔
آیئے ذرا عظیم معلم کی درسگاہ کا مطالعہ کریں دیکھو یہ طالب کون ہے ؟ یہ تو نبی ﷺ کے سسر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ نبی کریم ﷺ کے داماد عثمانؓ و علیؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ قریشی قبیلے کے طلحہؓ و زبیرؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ غفاری قبیلے کے ابوذر غفاریؓ اور انس بن مالکؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ دوسی قبیلے کے ابو ہریرہؓ اور طفیلؓ بن عمروؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ یمن کے ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ قبیلہ تمیم کے خبابؓ اور تمیم داریؓ ہیں، یہ کون ہیں؟ یہ بلال حبشیؓ اور صہیبؓ ہیں۔

معلم بنا کر بھیجا ہے تجھ کو، مدرسہ بنا کر بھیجا ہے تجھ کو
جو بھیجا ہے تجھ کو تو مقصد یہی ہے کسی اور میں اتنی سکت کہاں تھی؟

سامعین محترم! تعلیم انسانی کی ان درسگاہوں کا جائزہ لیجیے جن کے اساتذہ انبیاء کرام علیہم

الصلوٰۃ والسلام ہیں تو آپ کو ان درسگاہوں کی حدیث ملیں گی، کوئی عراق تک محدود ہے تو کوئی مصر ہی میں رہا، کوئی ہندوستان کیلئے اترا تو کوئی فارس ہی میں رہا، لیکن میں قربان جاؤں اے نبی! تیری عظیم الشان درسگاہ پر جس میں بیک وقت ایک لاکھ سے زائد فرزندان توحید اور جانثار حبیب ملیں گے اور اس درسگاہ کی حدود کا تعین ذہن انسانی کی پرواز سے ماوراء ہے جس کا ایک کونہ افریقہ میں تو دوسرا ہندوستان میں، ایک کونہ انڈونیشیاء کے جزائر پر تو دوسرا انگلستان کی سرزمین پر اور پھر درسگاہ سے ایسے فارغ التحصیل ملیں گے جنہوں نے مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک، افریقہ سے ہندوستان تک اور چین سے فارس تک فرماں روائی کر کے وہ مقام حاصل کر لیا کہ شاعر بھی تڑپ کر پکار اٹھا۔

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ" صدق اللہ العظیم وقال علیه السلام "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَاجِئْتُ بِهٖ" اوکماقال علیه السلام.

کتابِ فطرت کے سرِ ورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتی وجودِ لوح قلم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا
یہ محفل کون و مکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہ امم نہ ہوتا

سامعین گرامی اور میرے بزم شاعزی شہیدؒ کے ہم خیال ہم فکر ساتھیو!

آج کی اس پُر وقار اور بارونق محفل کو دیکھ کر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ یہ لہلہاتی کھیتی، یہ سرسبز گلستان، یہ مہکتے گلاب اور یہ چہکتے عندلیب کس کی مرہون منت ہیں؟ اس باغ اور کھیتی کی آبیاری کس شخصیت نے کی؟ حالانکہ چودہ سو سال پہلے انسانیت کا گلستان بالکل ویران اور اجڑا نظر آتا ہے جہاں نہ کوئی کلی کھلتی ہے اور نہ کوئی بلبل چہکتی ہے یہ عظیم کارنامہ کس کا ہے یہ عظیم انقلاب کس ذات کی ہے، وہ باغ باں محبوب کل، دانائے رسل، حضرت محمد ﷺ کی شخصیت ہے جس کی بعثت سے انسانیت میں جان آگئی اور اس کی روح نکھرنے لگی خود جورو جفا کی تاریکی میں بھٹکنے والی انسانیت مہرووفا اور ہدایت کے دیئے اور دیپ جلانے لگی شاعر نے کیا خوب کہا:

دُرفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو زندہ کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

سامعین محترم! اس مضمون کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" خالق انسانیت کا عالم انسانیت کے نام، محسن انسانیت کو بھیجنا مبعوث کرنا ایک عظیم نعمت ہے جوان کو خدائی احکام پڑھ کر سناتے ہیں اور باطن کی گندگی کی صفائی کرتے ہیں اور انہیں حکمت ودانائی کی تعلیمات سے بہرہ مند کردیتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے انسانیت جہنم کی کھائی میں گرنے والی تھی "وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ" اور کفر وضلالت کی وادی میں سرگرداں وپریشان تھے "وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" اور یادرکھو جو اس نعمت اور احسان کو بھلادے گا تو عنداللہ اس کا کوئی عذر مقبول نہیں، کوئی بہانا منظور نہیں، جہنم کی آگ اس کا ٹھکانہ ہے "وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ" اس کی عکاسی شاعر نے یوں کی:

در فیض محمد ﷺ واہ ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضان گناہ کو دو خبر فیض محمد ﷺ کی
بلا قیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

سامعین محترم! آپ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ انسانیت کیلئے کامل اسوۂ حسنہ ہے، ضابطہ حیات ہے فرمایا "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں رہتا جس میں آپ کی کامل رہنمائی موجود نہ ہو، بیت اللہ کے احکام سے لیکر بیت الخلاء کے احکام تک سب کچھ بتا دیا، آپ کے اخلاق کیسے تھے "كَانَ خُلُقُهُمْ قُرْاٰن" اس لئے کہ آپ انسانی اخلاق کی درستگی ہی کیلئے مبعوث ہوئے "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" جو آپ سے رشتہ توڑتا آپ اس سے اور قریب ہوتے، ظالم کو معاف کردیتے جس طرح فتح مکہ کے دن اعلان فرمایا: "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہیں اور یہی تعلیم اپنی امت کو دیتے ہوئے فرمایا "صِلْ مَنْ قَطَعَكَ" جو تم سے ناطہ

توڑے اس سے ناطہ جوڑ دو، "وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ" ظالم کو درگزر کرو، "وَاعْطِ مَنْ حَرَمَکَ" جو تجھے محروم رکھے اسے عطا کرو، "وَاَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ" برائی کا بدلہ نیکی سے دیا کرو، غرض یہ کہ آپ کی سیرت کمال و صفات کا مجموعہ ہے میں کس کس پہلو کو اجاگر کروں آپ کی سیرت اور حیات کو اپنانا ہی ذریعہ نجات ہے آج کا مسلمان ایمان کا دعویٰ تو کرتا ہے، حب نبی کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس نادان کو یہ پتہ نہیں کہ اس کا نبی کیا فرما گیا فرمایا "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ" وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا "حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَاجِئْتُ بِہٖ" جب تک اپنی خواہشات والی زندگی کو چھوڑ کر وہ میری سیرت نہ اپنا لے میری اتباع کے سوا اسے کہیں نجات نہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ تورات کے چند صفحے لاکر بارگاہ رسالت میں پڑھنے لگے، ابوبکر بھی موجود ہے، نبی کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا، رخسار مبارک لال ہونے لگے، ابوبکر نے محسوس کیا تو عمر کو ڈانٹ کر کہا اے عمر! تیرا بھلا ہو تو کیا کر رہا ہے؟ حضرت عمرؓ نے جب حضور ﷺ کی طرف دیکھا فوراً کہنے لگا "رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا" آپ کا غصہ جاتا رہا پھر فرمایا: خدا کی قسم "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْبَدَالَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ" اگر موسیٰ تمہارے درمیان آجائے اور تم مجھے چھوڑ کر اس کی اطاعت کرنے لگو تو تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اس لئے کہ اگر وہ خود میری نبوت پالیتے تو میری اتباع کرتے "لَوْاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ" حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک سب میرے ماتحت ہو گئے...... "وَآدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ تَحْتَ لِوَائِیْ"۔

قرآن نے کہا "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" کہہ دیجئے اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کے دعوے کرتے ہو تو میری اتباع کرو لیکن آج اس کی مبارک سنتیں پامال ہو رہی ہیں، گھر گھر سے سنتوں کے جنازے سنتوں کے اٹھ رہے ہیں آج کے مسلمان کو نبی کی صورت اچھی نہیں لگتی اور پھر بھی عشق و محبت کے لیے چوڑے دعوے کرتے

ہیں، یہ فلسفہ میری سمجھ سے بالاتر ہے اس موقع پر یہی کہا جا سکتا ہے۔

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
وَهٰذَا الْعُمْرِيُّ فِي الْفِعَالِ بَدِيْعٌ
إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فِيْ قَوْلِكَ لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ

شاعر کہتا ہے کہ اے مخاطب! تو نبی سے محبت کے دعوے کرتا ہے اور اس کی سنت سے کترا تا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ تو اپنی محبت میں جھوٹا ہے، تیری محبت جھوٹی ہے، اس لئے کہ عاشق تو معشوق کی ہر ادا پہ جان دیتا ہے تیری محبت مجنون کی مجازی محبت سے بھی گئی گزری ہے جو لیلی کے درو دیوار چومتا پھرتا اور یہ کہتا گیا:۔

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى
أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَ
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

الحمدللہ الذی شھدلنبیّہٖ بحسن الاخلاق والصلوٰۃ والسلام علیٰ من قال" بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ". امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ "صدق اللہ العظیم

گرامی قدر اساتذہ کرام، عزیز طلبہ ساتھیو اور دیگر مہمانان گرامی!

آج کی اس محفل میں جس موضوع پر گفتگو کا حکم دیا گیا ہے وہ موضوع ہے حضورؐ کے اخلاق!

سامعین گرامی! دنیا میں اخلاق کے بڑے بڑے معلم اور پیکر پیدا ہوئے جن کے کتب میں آکر بڑی بڑی قوموں نے آداب کا زانو طے کیا ان اخلاقی معلمین کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی جماعت وہ ہے جس نے اپنی تعلیم کی بنیاد آسمانی مذہب پر رکھی یہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے۔ دوسری جماعت وہ ہے جس نے اپنے فلسفے وحکمت اور عقل ودانائی کی بنیاد پر اپنی عمارت کھڑی کی یہ حکماء کی جماعت ہے انبیاء اور حکماء میں سب سے بڑا اور بنیادی فرق یہ ہے کہ انبیاء قول وعمل کے پیکر ہوتے ہیں جبکہ حکماء کی اخلاقی تعلیم صرف اقوال تک محدود ہے بلند سے بلند حکیم اور اخلاق کا دانائے فلسفی جس کی اخلاقی سخن طرازی اور نکتہ پروری سے دنیا حیران ہے عمل کے لحاظ سے دیکھوتو اس کی زندگی ایک معمولی بازاری سے اونچی نہیں، وہ رحم ومحبت کے طلسمات کے ایک ایک راز سے واقف ہے مگر غریبوں پر رحم کھانا اور دشمنوں سے محبت کرنا وہ نہیں جانتا۔ اس کے برخلاف انبیائے کرام علیہم السلام کے قول اور عمل میں کوئی تضاد نہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے بھی ہیں، جو ان کی تعلیم ہے وہی ان کا عمل ہے اس لئے ان کی تعلیم ومحبت کا فیضان خوشبو بن کر اڑتا ہے اور ہم نشینوں کو معطر بنا دیتا ہے۔ سقراط اور افلاطون کے مکالمات اور ارسطو کے اخلاقیات پڑھ کر ایک شخص بھی صاحب اخلاق نہ بن سکا مگر یہاں قوموں کی قومیں ہیں جو موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام

اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تلقین سے اخلاق کے بڑے بڑے درجات اور مراتب پر پہنچی اور آج زمین کے کرہ پر جہاں کہیں حسن اخلاق کی کوئی کرن ہے وہ نبوت ہی کے مطلع انوار سے نکل رہی ہے۔

عزیزان گرامی! جب ہم غور کرتے ہیں تو انبیائے کرام کی جماعت میں بھی اسلام کے اخلاقی معلم، پیکر حسن اخلاق، محبوب خدا، محمد ﷺ کی شان نرالی اور ممتاز معلوم ہوتی ہے باقی انبیائے کرام کے اخلاقی کمالات ہم سے پوشیدہ ہیں ان کی اخلاقی زندگی کے ہر پہلو پر ناواقفیت کا پردہ پڑا ہوا ہے صرف اسلام ہی کے ایک اخلاقی معلم کی زندگی ایسی ہے جس کا حرف حرف دنیا میں محفوظ اور معلوم ہے جس کی زندگی کا ہر پہلو روز روشن کی طرح عیاں ہے اسلام کے اس معلم کی شان اس لحاظ سے بھی بلند و بالا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا سب سے پہلے خود کر کے دکھا اس کا جو قول تھا وہی اس کا عمل تھا۔ اس نے یہودی کو طعنہ دیا "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ" ساتھ ہی مسلمانوں کو متنبہ کیا" لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" صحیفۂ سیرت کے اوراق اٹھا کر دیکھو تو حسن اخلاق کا یہ عظیم معلم حسن اخلاق کی ترغیب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اور حسن اخلاق کو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ فرما کر یوں گویا ہوئے ہیں "اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" اور کبھی یوں ارشاد فرماتے ہیں "خِيَارُكُمْ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا" اور کبھی زبان مبارک سے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں "مَامِنْ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِی الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" اور کبھی عالمین حسن اخلاق کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے قرار دے کر اور حسن اخلاق کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ بتا کر یوں ارشاد فرماتے ہیں "اَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَی اللهِ اَحْسَنُهُمْ اَخْلَاقًا" صرف یہی نہیں بلکہ اخلاقی معلم اپنے لئے بھی حسن اخلاق کی دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ" ذرا غور کرو! ایک پیغمبر اپنے تقرب اور استجابت کے بہترین موقع پر بارگاہ الٰہی سے جو چیز مانگتا ہے وہ حسن اخلاق

ہے۔
حاضرین مجلس! حضور ﷺ نے حسن اخلاق کی صرف زبانی تلقین نہیں فرمائی اپنے عمل سے بھی خود کو اخلاق کا پیکر ثابت کیا۔ ایک شخص نے آخرام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟ فرمایا: تم نے قرآن نہیں پڑھا "کَانَ خُلُقُهُمْ قُرْآن" اس میں شک نہیں کہ دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آتے یا جتنے بھی اخلاقی معلمین پیدا ہوئے سب کی تعلیمات کا بنیادی باب اخلاقیات سے متعلق تھا لیکن مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت تکمیلی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا "اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ." ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپ کے اخلاق کو یوں بیان فرمایا "وَاللّٰهِ لَا یُحْزِنُکَ اللّٰهُ اَبَدًا" خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا "اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ" آپ قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں، "وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ" آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، "وَتَحْمِلُ الْکَلَّ" آپ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، "تُکْسِبُ الْمَسَاکِیْنَ" آپ مسکینوں اور بے نواؤں پر خرچ کرتے ہیں "وَتَقْرِی الضَّیْفَ" آپ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، "وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ" اور مصائب وحوادث میں لوگوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ نے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کو ان الفاظ میں بیان کیا: اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے، بتوں کی عبادت کرتے تھے، مردوں کو کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، مظلوموں کو ستاتے تھے، اسی اثناء میں ایک شخص ہم میں مبعوث ہوا اس نے ہمیں سکھایا کہ ہم پتھروں کی عبادت چھوڑ دیں، سچ بولیں، خونریزی سے باز آجائیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، ہمسائیوں کو نہ ستائیں، عفیف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔
سامعین کرام! حضور ﷺ کے حسن اخلاق کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ خود رب کائنات نے "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" فرما کر آپ کے عظیم اخلاق پر مہر تصدیق ثبت

کردی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ؐ کے اخلاق حسنہ اپنانے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

آخر میں ان اشعار کے ساتھ اپنی تقریر ختم کروں گا۔

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمین پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
افلاطون کی خرد سقراط کی دانش تھی فسانہ
غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشان نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے افق پر دفعتہً سیلاب نور آیا
جہان کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی ہے جس کے قدم چومے وہ فقیر آیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مربی

الحمدللہ جل جلا وعلاو الصلوٰۃ والسلام علیٰ من صلی علیہ الالہ وعلیٰ الہ المجتبی واصحابہ المقتدی۔ و من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرجیم "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" وقال النبی ﷺ "ان اللہ لم یبعثنی معنتا ولا متعنتا ولکن بعثنی معلما میسرا۔"

میرے بزم شاعری شہیدؒ کے غیور نوجوانو!

میں آج کی اس بھری محفل میں جس عنوان کے تحت اپنے خیالات کا گرداڑانے جارہا ہوں وہ ہے رسول کریم ﷺ بحیثیت مربی۔

محترم سامعین! اب سے پہلے عرب قوم کی چودہ سوسال پہلے کی تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں۔عرب معاشرہ اور اس کی ثقافت کا جائزہ لیتے ہیں کہ حضور پاک کی تعلیم وتربیت سے قبل ان کی کیا حالت تھی اور آپ کی بے نظیر اور مثالی تربیت کے بعد ان کی کیا حالت ہوگئی تب جاکر سمجھ میں بخوبی یہ بات آئے گی کہ آپ کس درجہ کے کامیاب اور عظیم مربی تھے۔

قیاس کن زہ گلستان من بہارمرا

حضور کی تربیت سے پہلے انسانیت خصوصاً عرب قوم تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی "وَ کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ " حضور کی تعلیم وتربیت سے اس تباہی سے بچ کر دوسروں کیلئے ہدایت کے نمونے بن گئے "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا" آپ کی تربیت سے قبل عرب قوم قتل وغارتگری اور خون ریزی میں ضرب المثل بن چکی تھی " وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً " آپ کی تربیت کے بعد اخوت اور بھائی چارگی کا مظہر بن کر "فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا" جذبہ ایثار کی وہ داستان چھوڑگئی جس کی نظیر انسانی تاریخ کے کسی باب میں بھی نہیں ملتی "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" جو قوم اصنام واوثان کی پرستش میں اور معبودان باطلہ کی

خوشنودی میں کبھی سجدہ وزن تھی "مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى" آپ کی جو ہر تربیت سے وہ خالق کائنات کی رضا کے متلاشی بن گئے "يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا" اسے راضی کرنے کیلئے کبھی رکوع میں تو کبھی سجدے میں گر گئی "تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" کثرت سجدہ ریزی کا نور ان کے مبارک جبینوں سے جھلکنے لگا" سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" یہی وجہ ہے خدا کی ذات بھی انسانیت پر احسان جتلاتی ہے کہ حضورﷺ کی آمد کے بعد اور آپ کی تربیت اور ہدایت کے بعد سسکتی انسانیت میں دوبارہ زندگی کی رمق آگئی "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" یہاں آ کر تب ہی یہ فلسفہ سمجھ میں آتا ہے کہ "لَوْلَا الْمُرَبِّيْ لَمَا عَرَفْتُ رَبِّيْ" یہ کیسا مربی تھا؟ جس کی تربیت سے یکسر انقلاب برپا ہوا، ایک شورش اٹھی کہ آج تک افلاطون سقراط، بقراط اور ارسطو کے فلسفہ خواں فرط حیرت میں ماؤف الحواس ہو چکے ہیں کہ۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

سامعین محترم! آپ نے بحیثیت ایک مربی انسانیت کی تربیت تدریجی انداز میں فرمائی اس لئے کہ انسانی طبیعت اور انسانی فطرت یک لخت اور یکدم کسی نو پید نظریئے کو قبول نہیں کرتی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ تدریجاً اور درجہ بدرجہ اپنی امت کی تربیت کیا کرتے تھے "فَتَعَلَّمْنَا الْاِيْمَانَ قَبْلَ اَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ فَازْدَدْنَا بِهٖ اِيْمَانًا" کا حقیقی مفہوم یہیں آ کر واضح ہو جاتا ہے۔ ابن مسعودؓ کا یہ قول اس بات کی واضح دلیل ہے فرمایا "كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا اِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتّٰى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ وَالْعَمَلَ بِهِنَّ" حضرت معاذ بن جبلؓ کو آپ جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجتے ہیں تو اسی تدریجی تربیت کے گر بتاتے ہوئے فرماتے ہیں "اِنَّكَ سَتَأْتِيْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ" سب پہلے "فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ

اَنْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" دوسرے درجے پر "فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ فَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَائِهِمْ" تیسرے مرحلے پر "فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ" دوران تعلیم وتربیت آپ مخاطبین پر نظر فرماتے ہیں کہ اس کا ذہن کس قدر بوجھ کا حامل ہے یہی وجہ ہے کہ آپ اعتدال اور میانہ روی سے کام لیتے تھے تا کہ تشنگانِ علوم نبوت کو ملال اور بوریت کا بوجھ لاحق نہ ہو "کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ کَیْ لَا یَنْفِرُوْا" دوسری روایت میں ہے کہ "کَانَ یَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ کَیْ لَا یَنْفِرُوْا کَانَ یَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ الْاَیَّامِ مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَیْنَا."

دوسری خوبی آپ ﷺ کی تربیت کی یہ تھی کہ دورانِ تربیت شفقت ورحمت کا پہلو شانِ نبوت میں نمایاں تھا نبوت کا مزاج بھی ہمہ دم وفا کی محبت والفت کے ساتھ انسانیت کو خالقِ حقیقی سے روشناس کرانا تھا اس لئے کہ انسانی طبیعت نرم اور شیریں گفتگو کا اثر جلد قبول کر لیتی ہے۔

کون کہتا ہے نالہ بلبل کو بے اثر
پردے ہیں گل کے لاکھ جگر پاک ہوگئے

جبکہ تند خوئی اور درشت مزاجی، بکھراو اور تنفر کا سبب بنتی ہیں۔ قرآن حکیم نے آپ کے اس اسلوب تربیت کا نقشہ یوں کھینچا ہے "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ" اسی لئے تو آپ اگر کبھی اپنے متعلق یوں فرماتے ہیں "اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَبْعَثْنِیْ مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰکِنْ بَعَثَنِیْ مُعَلِّمًا مُیَسِّرًا" تو کبھی اپنے پیروکاروں کو بھی اسی کی ہدایت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں "بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَیَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا" حضرت معاویہ بن حکمؓ آپ کے اسی طرز تربیت کو ان بلیغ وفصیح الفاظ میں بیان کرتے ہیں "مَارَاَیْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا کَهَرَنِیْ وَلَا ضَرَبَنِیْ

وَلَا تَشْمِیْتُ قَالَ اِنَّ هٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَایَصْلُحُ فِیْهَا شَیْئٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَاهُوَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْآنِ ۔

یہ آپ کی حسن تربیت ہی تھی کہ دربارنبوت کے فیض یافتگان کے دلوں میں اسلام کی محبت اور عقیدت ایسی جاگزیں ہو جاتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض یافتہ، سردار کے ظلم وستم کا تختہ مشق بن کر بھی وہ اپنے نظریے اور عقیدے سے پیچھے نہیں ہٹتا اور سر مقتل گنگناتا ہوا دارالخلد کی طرف کچھ اس شان سے چل بستا ہے کہ دنیائے باطل دنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔

سکھایا ہے ہمیں اے دوست! طیبہ کے والی نے
کہ بوجھوں سے ٹکرا کر ابھرنا ہی ایمان ہے
جہاں باطل مقابل ہو وہاں نوک سناں سے بھی
برائے کلمۃ اللہ رقص کرنا ہی ایمان ہے

لَقَدْجَمَّعَ الْاَحْزَابُ حَوْلِیْ وَاَلَّبُوْا
قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوْاکُلَّ مَجْمَعٖ
وَکُلُّهُمْ مُبْدِی الْعَدَاوَۃِ جَاهِدٌ
عَلَیَّ لِاَنِّیْ فِیْ وِثَاقٍ بِمَضْیَعِ
اِلَی اللّٰهِ اَشْکُوْغُرْبَتِیْ ثُمَّ کُرْبَتِیْ
وَمَا اَرْصَدَالْاَحْزَابُ لِیْ عِنْدَمَصْرَعِیْ
وَذٰالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ
یُبَارِکْ فِیْ اَوْصَالِ شِلْوٍمُمَزَّعٖ
فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی
اَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰهِ مَصْرَعِیْ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

کی جاسکتی ہو، وہ آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس ہے، جو تمام باکمال انسانوں پر فائق اور برتر ہے، جتنا زمانہ گزرتا جائے گا اور نیا نیا دور آتا رہے گا، اتنا ہی لوگوں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شخصیت میں کامل نمونہ، بہترین اسوہ اور ہدایت کا مینارہ نظر آئے گا، کیونکہ رب کا انتخاب لاجواب ہے: "اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ" اور اس بہترین اسوہ اور نمونہ کی عظمت جو رسالت مآب ﷺ کی خصوصیت ہے، خواہ عبادات ہوں یا زہد وتقویٰ، تواضع ہو یا حلم و بردباری، قوت وطاقت ہو یا شجاعت وبہادری، حسن سیاست ہو یا اصول پرستی سب کو محیط ہے۔

آیئے ! آپ ﷺ کی عظمت کے سمندر اور کمالات کے بحرِ ذخار سے چلو بھرتے ہیں، عبادات میں آپ ﷺ جس انتہا کو پہنچ چکے تھے، عقل انسانی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتی، محبوب کبریاء کی کثرت عبادت کو دیکھ کر خلاق عالم کو خود ترس آیا: "يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ، قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا، نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا" لیکن آپ ﷺ "أَفَلَا أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا" کہہ کر عبادت میں مگن رہے، آپ ﷺ کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم کہ چٹائی کے نشان آپ ﷺ کے جسم اطہر پر بن جاتے، کئی کئی دن تک کاشانۂ ختم نبوت میں فاقہ رہتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی، "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولٰى" اور مزید تاکید کی: "وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقٰى"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ام المؤمنین عفیفۂ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے مسلسل تین روز کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا، تواضع کے شاندار نمونہ پر آپ ﷺ کے وجود مسعود کا خمیر اٹھایا گیا تھا، اپنا کام خود کرتے، کپڑوں پر پیوند لگاتے، جوتا گانٹھتے اور گھر کے کام کاج میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا ہاتھ بناتے، آپ

ﷺ کےان اوصاف حمیدہ کے پیچھے وحی کی آواز کارفرماتھی: ''وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ''۔ آپ ﷺ کا عفو ودرگزر، حلم وبردباری خواہ عرب کے بدوؤں کی سختی وترشی کے مقابلے میں ہو یا فتح ونصرت، غلبہ وقوت کے بعد دشمنوں کے تکبر و زیادتی کے مقابلے میں اپنی مثال آپ تھا۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے مشرکین مکہ سے فرمایا: ''مَا تَرَوْنَ اَنِّیْ فَاعِلٌ بِکُمْ '' کہنے لگے ''اَخٌ کَرِیْمٌ وَّ ابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ '' آپ کے حلم وبردباری، عفو ودرگزر کا سمندر موجیں مارنے لگا، زبان رسالت گویا ہوئی: ''اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ'' قرآن مجید کی آیت ''لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ '' کی تلاوت فرمائی، ایسا کیوں نہ ہو؟ رب ذوالجلال کا حکم: ''خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ '' اور ''فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ '' پر آپ سے زیادہ کون عمل پیرا ہوسکتا تھا؟۔

قوت وطاقت کا یہ عالم عرب کہ مشہور پہلوان رکانہ کو تین مرتبہ پچھاڑ دیا جوان کے لئے باعث ایمان بنا، جنگ کی شدت کے موقع پر صحابہ ﷺ آپ کی پناہ میں آتے، اس لئے کہ آپ ﷺ کے دل کی قوت، جسم کی طاقت، اعصاب کی مضبوطی ان کے سامنے تھی، شدید ترین مقامات وحالات میں آپ ﷺ اقدام کرنے والے جنگی قوانین سے واقف مضبوط کمانڈر رہتے، خداوند قدوس نے آپ ﷺ کو شدت کا حکم دیا تھا: ''یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ''۔

حسن تدبیر میں بھی آپ ﷺ بہترین مقتدی ہیں، آپ ﷺ کے نرم برتاؤ نے آپ ﷺ کے گرد جاں نثاروں کا گروہ جمع کیا، یہ تعلیم بھی قرآن عظیم نے دی تھی: ''فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ '' آپ

ﷺ کا سب سے بلند ترین وصف اور اعلیٰ ترین عادت اصول پرستی تھی کہ تیز ہوا کے جھکڑ بھی آپ ﷺ کی دعوت کو نہ روک سکے، آپ ﷺ کی گردن پر اوجھڑی رکھی گئی، آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے، آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے، لیکن آپ ﷺ کے پایۂ ثبات میں تزلزل نہ لا سکے۔

مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے ایڈجسٹمنٹ کرنی چاہی تو آپ ﷺ نے ابوطالب سے فرمایا: ''وَاللّٰهِ يَاعَمّ لَوْوَضَعُوْا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرَفِيْ يَسَارِيْ عَلٰى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَاالْاَمْرَمَاتَرَكْتُهٗ '' آپ ﷺ ''فَاصْبِرْ كَمَاصَبَرَاُولُوْاالْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ '' پر مکمل عمل پیرا تھے۔

الغرض ہر چیز میں آپ ﷺ کی اقتداء ہم کو جملہ اقوام سے ممتاز بنادے گی، تو چھوڑ دو مغرب کے بدبودار نظام کی اقتداء کو، اور اس ذات کی اقتداء کرو جس کے لئے جنت سجائی گئی، اس ذات کی اقتداء کرو جس کے ہاتھوں کوثر لٹایا گیا اور باطل کے تمام نظاموں کو تہس نہس کر کے کفر کے ایوانوں میں تہلکہ مچادو اور ظلم و بربریت، وحشت و درندگی، بغض و عداوت کو فنا کا پیغام سنادو اور پوری دنیا میں امن و آشتی، سکون و اطمینان، محبت و الفت کا علم لہرا کر ایک ایسا انقلاب برپا کرو، جس میں بحیثیت مقتدیٰ صرف اور صرف پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کیا گیا ہو۔

وَمَاعَلَيْنَااِلَّاالْبَلَاغ

مقاصد بعثت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. أما بعد! فأعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ" صدق الله مولانا العظیم.

میرے بزم شاعرِ شہید کے انتہائی واجب الاحترام دوستو!

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۃ بقرۃ کی اس آیت، سورہ آل عمران اور سورہ جمعہ کی آیات میں حضور ﷺ کے متعلق ایک ہی مضمون، ایک ہی طرح کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ جس میں حضور ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپ کی عہدہ نبوت و رسالت کے فرائض منصبی بیان کیے ہیں جو تین ہیں ایک تلاوت، آیات دوسرے تعلیم، کتاب وحکمت تیسرے لوگوں کے اخلاق کا تزکیہ وغیرہ۔

یہاں پہلی بات قابل غور ہے کہ تلاوت کا تعلق الفاظ سے ہے تعلیم کا تعلق معانی سے یہاں تلاوت وتعلیم کو الگ الگ بیان کرنے سے یہ حاصل ہوا کہ قرآن کریم میں جس طرح معانی مقصود ہیں اس کے الفاظ بھی مستقل مقصود ہیں، ان کی تلاوت وحفاظت فرض اور اہم عبادت ہے یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضور ﷺ کے بلاواسطہ شاگرد اور مخاطب خاص وہ حضرات تھے جو عربی زبان کے نہ صرف جاننے والے بلکہ اس کے فصیح وبلیغ خطیب او رشاعر بھی تھے، ان کے سامنے قرآن عربی کا پڑھ دینا بھی بظاہر ان کی تعلیم کیلئے کافی تھا، ان کو الگ سے ترجمہ وتفسیر کی ضرورت نہ تھی تو پھر تلاوت آیات کو ایک علیحدہ مقصد اور تعلیم کتاب کو جدا گانہ دوسرا مقصد رسالت قرار دینے کی کیا ضرورت تھی جبکہ عمل کے اعتبار سے یہ دونوں مقصد ایک ہی ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اصول فقہ میں قرآن کریم کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ "هو اسم للنظم والمعنی جمیعا" یعنی قرآن نام ہے الفاظ اور معنی دونوں کا جس

سے معلوم ہوا کہ اگر معانی قرآن کو الفاظ قرآن کے علاوہ دوسرے الفاظ یا دوسری زبان میں لکھا جائے تو وہ قرآن کہلانے کا مستحق نہیں اگر چہ مضامین بالکل درست ہی ہو خلاصہ میں تعلیم کتاب سے علیحدہ تلاوت آیات کو جدا فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن کریم میں جس طرح اس کے معانی مقصود ہیں اسی طرح الفاظ بھی مقصود ہیں کیونکہ تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے معانی کی نہیں اس لئے جس طرح رسول کے فرائض میں معانی کی تعلیم داخل ہے اسی طرح الفاظ کی تلاوت اور حفاظت بھی ایک مستقل فرض ہے۔

دوسرا مقصد اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں فرائض رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہوئے تلاوت آیات کو مستقل فرض قرار دے کر اس پر تنبیہ کر دی گئی کہ قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت اور ان کی حفاظت اور ان کو ٹھیک اس لب ولہجہ میں پڑھنا جس پر وہ نازل ہوئے ہیں ایک مستقل فرض ہے اس طرح تلاوت آیات کے فرض کے ساتھ ساتھ تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دے کر ایک دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کے فہم کیلئے صرف عربی زبان کا جان لینا کافی نہیں بلکہ تعلیم رسول ﷺ کی ضرورت ہے جس طرح کے تمام علوم وفنون میں یہ بات معلوم ومشاہد ہے کہ کسی فن کی کتاب کے مفہوم کو سمجھنے کیلئے محض اس کتاب کی زبان جاننا بلکہ زبان کا ماہر ہونا بھی کافی نہیں جب تک کہ اس فن کو کسی ماہر استاد سے حاصل نہ کیا جائے مثلاً آج کل ڈاکٹری، ہومیو پیتھک اور ایلو پیتھک کی کتابیں عموماً انگریزی زبان میں ہیں لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ محض انگریزی زبان میں مہارت پیدا کر لینے سے اور ڈاکٹری کی کتابوں کا مطالعہ کر لینے سے کوئی شخص ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ بڑے فنون تو اپنی جگہ پر ہیں معمولی روزمرہ کے کام محض کتاب کے مطالعہ سے بغیر استاد سے سیکھے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتے آج تو ہر صنعت و حرفت پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہوئی ہیں فوٹو دیکر کام کرنے اور سیکھنے کے طریقہ بتائیں ہیں لیکن ان کتابوں کو دیکھ کر نہ تو کوئی درزی بنتا ہے اور نہ ہی باورچی، نہ ہی لوہار اگر محض زبان جان لینا کسی فن کے حاصل کرنے اور اس کتاب کے سمجھنے کیلئے کافی ہوتا تو دنیا کے سب فنون اس شخص کو

حاصل ہو جاتے جوان کتابوں کو جانتا یعنی زبان کو جانتا اب ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ معمولی فنون اوران کے سمجھنے کیلئے جب محض زبان دانی کافی نہیں تعلیم استاد کی ضرورت ہے تو مضامین قرآن جو علوم الٰہیہ سے لے کر طبعیات وفلسفہ تک تمام گہرے و دقیق علوم پر مشتمل ہے وہ محض عربی زبان جان لینے سے کیسے حاصل ہو سکتے ہیں اور اگر یہی ہوتا تو جو شخص عربی زبان سیکھ لے وہ معارف قرآن کا ماہر سمجھا جائے تو آج بھی ہزاروں یہودی اور نصرانی عرب ممالک میں عربی زبان کے بڑے ماہر ہیں وہ سب سے بڑے مفسر قرآن مانے جاتے ہیں اور عہد رسالت میں ابوجہل اور ابولہب قرآن کے ماہر سمجھے جاتے۔

بعثت کا تیسرا مقصد اور حضور ﷺ کے فرائض منصبی میں تیسرا تزکیہ ہے جس کے معنی ہیں ظاہری باطنی نجاست سے پاک کرنا ظاہری نجاست سے تو عام انسان واقف ہے باطنی نجاست کفر اور شرک، غیر اللہ پر اعتماد کلی اور اعتقاد فاسد، تکبر وحسد، بغض حب دنیا وغیرہ ہیں اگر چہ عملی طور پر قرآن وسنت کی تعلیم میں ان سب چیزوں کا بیان آ گیا ہے لیکن تزکیہ کو آپ ﷺ کا جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ جس طرح محض الفاظ کے سمجھنے سے کوئی فن حاصل نہیں ہوتا اسی طرح نظری و عملی طور پر فن حاصل ہو جانے سے اس کا استعمال اور کمال حاصل نہیں ہوتا جب تک کسی مربی کے زیر نظر اس کی مشق کر کے عادت نہ ڈالے سلوک و تصوف میں کسی شیخ کامل کی تربیت کا یہی مقام ہے کہ قرآن وسنت میں جن احکام کو علمی طور پر بتلا دیا گیا ہے ان کی عملی طور پر عادت ڈالی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ناموسِ رسالت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" وقال عزّوجلّ "اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا" وقال "مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا" وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْهُ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَاضْرِبُوْهُ او کما قال علیه الصلوٰۃ والسلام۔

مجھے ہو ناز قسمت پر، اگر نام محمد (ﷺ) پر
یہ سر کٹ جائے اور تیرے سر پا اس کو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارہ پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ اس کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھو جائے

معزز و محترم اساتذہ اکرام اور میرے معزز اور غیور ساتھیو!

آج میں آپ کے سامنے جس موضوع پر لب کشائی کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ "ناموسِ رسالت" کے نام سے معنون ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت و عقیدت رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ محبت بھی ایسی ہو کہ جس کے سامنے دنیا کی ہر عزیز اور محبوب چیز ہیچ ہو، اگر حضور ﷺ کی محبت سے بڑھ کر مسلمان کی محبت دنیا اور مادیت کی چیزوں پر غالب آگئی ہو تو یہ اسلام کی راہ شمار نہیں ہوگی۔

چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"

اور جب حضور ﷺ سے اس محبت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اللہ کی طرف سے ایسی

گرفت اور مواخذہ کا حقدار ہے جو آخرت سے پہلے دنیا میں بھی گھیر لیتا ہے۔ چنانچہ جب حضور ﷺ نے اہل مکہ کو جمع کیا تو ابولہب نے کہا: "تَبًّا لَکَ یَا مُحَمَّدُ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا" اے محمد! تیرا ناس ہو (العیاذ باللہ) تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے قرآن آ گیا" ہلاکت و بربادی ابو لہب تیرے لیے ہے "تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ"۔

گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں اصول اربعہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی سزا موت ہے:(۱) قرآن یہ کہتا ہے "مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا"

(۲) حضور ﷺ یہ فرماتے ہیں: مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْہُ۔

(۳) صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ اس کی سزا موت ہے۔

(۴) اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ایسی ہستی جن کی وجہ سے عالم کو وجود بخشا گیا اس کی گستاخی کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کا وجود اس عالم میں باقی نہ رہے۔

چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب جہاں رسول اللہ ﷺ: "لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" اعلان عام فرماتے ہیں وہاں کعبے کے غلاف میں لپٹے ہوئے گستاخ "عبداللہ بن خطل" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اُقْتُلُوْہُ" اس کو قتل کر دیا جائے (اس لئے شاعر کہتا ہے)

ناموسِ مصطفٰی (ﷺ) پر دل وجان وار دو
گستاخ رسول کو جہاں دیکھو بلا خوف مار دو

آج بھی آقا کی ناموس پر حملہ کرنے کی جسارت کی گئی......

چمگادڑوں نے سورج کی مذمت کی......

سورج کا کوئی نقصان نہیں......

انہی کا منہ کالا ہوگا......

بغض وعناد کے ماروں نے......چاند پر تھوکا

چاند چمک رہا ہے......

ان کے منہ مزید گندے ہو گئے.....

جانوروں سے بدتر مخلوق نے......

شرف انسانیت پر انگلی اٹھائی......

ان کا شرف مزید واضح ہو گیا اور ان گستاخوں کی رذالت بھی دیکھو......

ان کی اس حرکت کی وجہ سے عاشقوں کے جذبات طلاطم کا شکار ہیں۔

ایک عاشق درود پڑھ رہا ہے، رو رہا ہے، اسے نیند نہیں آ رہی ہر لحہ اس کی بے چینی بڑھتی جارہی ہے یہ بھی ایک عاشق ہے اسے خود علم نہیں تھا احساس نہیں تھا کہ وہ عاشق ہے وہ ان گندے لوگوں کی بنائی ہوئی چیزیں کھاتا بھی تھا پہنتا بھی تھا اور رکھتا بھی تھا آج اس کا عشق بیدار ہو چکا ہے وہ اپنے آقا کے دشمنوں سے بائیکاٹ کر رہا ہے۔

یہ بھی ایک عاشق ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن بیان کر رہا ہے:

آپ کی حسین زلفوں کا ......

چاند سے روشن چہرے کا ......

سورج سے واضح ہدایت کا......

آسمان سے اونچے اخلاق کا ......

سب سے پیاری عادات کا ......

حسین تذکرہ سنا رہا ہے اور لکھ رہا ہے ......

دشمن آقا کی محبت سے محروم کرنا چاہتا ہے مگر یہ آپ کی محبت کے دیئے جلائے چلا جا رہا ہے آج حضرت بنوری کا روحانی فرزند ان گستاخان رسول سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ تم گستاخی کرتے ہو کرو، خاکے بناتے ہو بناؤ، کارٹون بناتے ہو بناؤ، لیکن یاد رکھنا رب کعبہ کی قسم۔

گستاخی کرو گے.......گم ہو جاؤ گے

کارٹون بناؤ گے۔۔۔۔کٹ جاؤ گے

خاکے بناؤ گے۔۔۔۔خاک ہو جاؤ گے

اس لیے کہ

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آیئے! آج اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ناموس کے خاطر ہمیں کسی بھی قسم کی قربانی دینا پڑی اور خون دینا پڑا تو ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

ان اشعار پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

حرمتِ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نگہبانو! اٹھو
شعلہ سامانی دکھاؤ ، شعلہ سامانو! اٹھو
فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کیلئے
مشعلِ نورِ محمد ﷺ کو بجھانے کیلئے
یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کیلئے
غیرتِ دینی تمہاری آزمانے کیلئے
تم ہو ناموسِ محمد ﷺ کے نگہبان یاد کرو
تم مسلمان ہو، مسلمان ہو، اے مسلمان یاد کرو

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سالارِ اعظم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ" وقال النبی ﷺ کَانَ عَلَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاھَرَ بَیْنَھُمَا وقال رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ بِالسَّیْفِ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ وَجَعَلَ رِزْقِیْ تَحْتَ رُمْحِیْ. صدق اللہ العظیم.

لاکھوں سلام اس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
دُنیا کو دیا پیغام سکوں طوفانوں کے رخ موڑ دیئے
اس محسنِ عالم نے کیا کیا نہ دیا انسانوں کو
منشور دیا ، دستور دیا ، کئی راہیں دیں ، کئی موڑ دیئے

جناب صدرِ مجلس، قابلِ صد احترام اور مجاہدینِ اسلام میرا موضوعِ سخن" نبی کریم ﷺ بحیثیت سالارِ اعظم" کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعینِ محترم! جب زندگی کے سفر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلی کو کھائے جارہی تھی انسانیت کے جنگل میں شیر اور چیتے، سور اور بھیڑیئے، بکریوں اور بھیڑوں کو کھا رہے تھے، بدی نیکی پر، رزالت شرافت پر غالب نظر آرہی تھی، ساری دنیا نیلام کی ایک منڈی بن چکی تھی، جہاں بادشاہ دوزیر، امیر وغریب سب کے دام لگ رہے تھے اور انسانیت سر دلاشہ تھی جس میں کہیں روح کی تپش کا سوز، اور اخوت کی حرارت باقی نہ تھی دفعتاً انسانیت کے اس سرد جسم میں گرم خون کی ایک رو دوڑی اور اس تحریک کے محرک حضرت عبداللہ کے لختِ جگر، سالارِ اعظم محمد رسول اللہ بنے۔

سامعین محترم! فوجی اصول کی معتبر کتاب" نظامات الخدمۃ العسکریہ" میں جرنیل وسالار کیلئے چند خوبیاں لکھی گئی ہیں کہ یہ خوبیاں جس سالار میں ہوں گی فتح وکامرانی اس کا مقدر بن جائے گی ۔ صاحب کتاب لکھتے ہیں کہ (۱) سالار دلیر ہو چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی

اکرم ﷺ میدان میں کفار کے زیادہ نزدیک رہتے تھے۔

(۲) سالار صحیح اور فوری فیصلہ کرنے والا ہو چنانچہ واقعہ بدر اس کا شاہد ہے۔

(۳) سالار صاحب بصیرت ہو چنانچہ صلح حدیبیہ میں جنگ کے بدلے سالار اعظم کی صلح نے اسلامی فوج کو ۱۴۰۰ سے بڑھ کر ایک سال بعد دس ہزار تک پہنچا دیا۔

(۴) سالار موثر شخصیت ہو چنانچہ عروہ نامی شخص نے کہا تھا کہ حضور ﷺ جیسا حکمران نہیں دیکھا کہ جس کے وضو کا پانی بھی گرنے نہیں دیا جاتا۔

(۵) سالار صاحب قوت ہو اس سالار اعظم کے قوت بازو کو دیکھنا ہو تو واقعہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کا چٹان توڑنا واضح علامت ہے۔

(۶) سالار بے داغ ہو چنانچہ حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں تُبَرِّءُ مِن کُلِّ عَیبٍ تو معلوم ہوا کہ نبی الملاحم میں سپہ سالاری کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

سامعین محترم! ابھی تو وہ جرأت وسپہ گری تھی کہ جس کی وجہ سے ۳۱۳ صحابہ کو لے کر میدان بدر میں ایک ہزار ناسور کافروں سے نبرد آزما ہوئے، ایک ہزار کا مقابلہ ہوا، بڑھتے ہوئے میدان احد میں ۷۰۰ مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے تین ہزار کا مقابلہ ہوا اور پھر ۴ ہجری میں بنونظیر کو مدینہ سے نکال کر خیبر بھیج دیا، ۵ ہجری میں اسلام دشمنوں کے خلاف رحمت کائنات کی قیادت میں تین ہزار مجاہدین اسلام دس ہزار کفار کے مقابلے پر اتر آئے اور پھر جنگی حکمت وتدبر اور فوجی اصولوں کے رہبر ورہنما سالار اعظم نے فتوحات کے دروازے اپنی قیادت وسیادت کے ذریعے کھلوا دیئے۔

سامعین محترم! اس آفتاب عالم کی قیادت میں لشکر اسلام نے امن وامان کا دور دورہ قائم کیا، ظلم وغرور کا خاتمہ اور کفر کے محلات میں دراڑیں ڈالیں، اس سالار اعظم کا صلح حدیبیہ میں کفار سے صلح کرنا جنگی بصیرت تھی کہ اس وقت مجاہدین کی تعداد ۱۴۰۰ تھی جو ایک سال بعد اس بصیرت کی بناء پر دس ہزار ہو گئی اور پھر سالار اعظم نے عرب سے باہر سلطنت روما کو پاش پاش کرنے کیلئے تین ہزار کا لشکر تیار کر کے روانہ کیا جنہوں نے وہاں فتح پائی۔

سامعین محترم! قرآن مقدس کے اعلان أَخْـرِ جُوْهُـمْ مِـنْ حَيْـثُ أَخْـرَ جُوْكُمْ اور اِنَّ الْاَرْضَ يَـرِثُهَـا عِبَـادِيَ الصَّالِحُوْنَ کے ضابطوں کے پیش نظر ہزاروں مجاہدین کا قائد اور معرکوں میں دشمن کو شکست فاش کرنے والا سالار اور ۱۹ غزوات میں بغیر جنگ کیے ہوئے دشمن پر اپنا سکہ بٹھانے والا اکمران جسے کل "قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا" کی فرمائش میں بلدان سے ہجرت کرنا پڑی تھی، جسے کل مکہ میں اپنے ستایا کرتے تھے، وہی سالار آج ایک ایک فاتح، قائد، کامیاب لیڈر اور فاتحانہ اواز میں اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ شان وشوکت کے ساتھ دن کے اجالے میں داخل ہوتا ہے تو ظالم و فاجر وقت کے فرعون وہامان زندگی کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں یہ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کی جنگی بصیرت اور فن حربیت پر مکمل عبوریت اور باہمی نظم وضبط اور اخوت اور بھائی چارگی کا عملی نمونہ تھا کہ اسلام عرب میں پھیل گیا اور روم سلطنت سے ٹکرانے کے بعد عجم کا دروازہ بھی اسلام نے کھٹکھٹا دیا۔

تو میرے دوستو! بحیثیت سالارِ اعظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۷ غزوات میں شرکت کی اور ۴۳ کے قریب چھاپہ مار دستے روانہ کئے اور ہمیشہ اپنی شہادت کی دعا فرماتے تھے "لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ... الخ. اور امت کو یہ پیغام دیا کہ

دیکھ یوں بھی عبادت ہوتی ہے
ہم یوں ہی عبادت کرتے ہیں
اسلام کے گلشن کی ہم
جان دے کے حفاظت کرتے ہیں
جینے کا ہمیں کوئی شوق نہیں
مرنے کی ہمیں کوئی فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں
جو دین کی حفاظت کرتے ہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الملاحم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

سب سے اونچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمدللہ و کفٰی و صلاۃ و سلام علیٰ من لا نبی بعدہ . اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "ورفعنا لک ذکرک" وقال النبی ﷺ لا یؤمن احدکم حتٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

اور میرے ہم مکتب، ہم سفر، ہم مشن اور ہم نوالہ ساتھیو! آج میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع کو لیکر آیا ہوں وہ ہے" سب سے اونچا نبی ﷺ "۔

میرے بھائیو! کوئی شخص دنیا میں ختم الرسل کی سیرت بیان کرنے کا حق ادا نہیں کرسکتا، میں جتنے مرضی دعوے کروں کہ میں ختم الرسل کی سیرت بیان کروں گا، میں ختم الرسل کے معجزات کا ذکر کروں گا، میں ختم الرسل کے کمالات کا احاطہ کروں گا، میں ختم الرسل کے اخلاق واطوار کا ذکر کروں گا۔

میرے بھائیو! میں جتنا مرضی کہوں حقیقت یہ ہے کہ ختم الرسل کے جتنے کمالات ومحاسن ہیں، ختم الرسل کی جتنی عظمتیں ہیں اور جس قدر رفعتیں اور بلندیاں ہیں ان تک دنیا کے کسی انسان کی رسائی نہیں ہوسکتی اور دنیا میں اردو اور عربی لغت میں کوئی ایسا لفظ ایجاد نہیں کیا گیا کہ جس لفظ میں ختم الرسل کے کمالات کا احاطہ کیا جا‌ئے چنانچہ تمام لغات اس سے قاصر ہیں۔

الفاظ سارے پیچھے رہ گئے، معانی سارے پیچھے رہ گئے، کمالات سارے پیچھے رہ

گئے لیکن میرا پیغمبر سب سے آگے چلا گیا۔
میرے بھائیو! اسی کو تو دیکھ کر مولانا مناظر حسن گیلانی نے کہا ہے کہ یوں آنے کو تو سب آئے ہیں لیکن جو بھی آیا ہے وہ جانے کیلئے ہی آیا ہے لیکن مکہ میں ایک ایسا محمد عربی آیا ہے جو صرف آنے کیلئے ہی آیا ہے اور وہ آیا تو آتا چلا گیا، وہ گھوما تو گھومتا چلا گیا، وہ بڑھا تو بڑھتا چلا گیا، وہ پھیلا تو پھیلتا چلا گیا، وہ چڑھا تو چڑھتا چلا گیا یہ میرے نبی کی شان ہے۔
میرے بھائیو! ہر آدمی نے اپنے اپنے انداز میں میرے نبی ﷺ کی سیرت بیان کی ہے چودہ سو سال گزر گئے ہیں ابھی تک میرے نبی کی سیرت طیبہؐ کے اتھاہ سمندر کی گہرائی تک کوئی نہیں پہنچ سکا لیکن پھر بھی اس نے یہ مقام و مرتبہ حاصل کیا ہے۔
اب دیکھئے کہ اگر میرے پیغمبر کی سیرت کے اتھاہ سمندر میں۔

ابوبکر صدیقؓ نے غوطہ لگایا — تو صدیق اکبر بن گیا
عمر فاروقؓ نے غوطہ لگایا — تو قاتل سے عادل بن گیا
عثمان غنیؓ نے غوطہ لگایا — تو ذوالنورین اور ناشر قرآن بن گیا
علی المرتضیٰؓ نے غوطہ لگایا — تو حیدر کرار اور اسد اللہ غالب بن گیا
امیر معاویہؓ نے غوطہ لگایا — تو کاتب وحی بن گیا
ابن عباسؓ نے غوطہ لگایا — تو مفسر قرآن بن گیا
ابن مسعودؓ نے غوطہ لگایا — تو محدث اعظم بن گیا
حبشہ کے بلالؓ نے غوطہ لگایا — تو جنت کا وارث بن گیا

میں اس سے بھی آگے چلتا ہوں:

امام ابوحنیفہؒ نے غوطہ لگایا — تو فقاہت کا امام بن گیا
امام مالکؒ نے غوطہ لگایا — تو حق گو اور صادق بن گیا
امام احمد بن حنبل نے غوطہ لگایا — تو استقامت کا شہنشاہ بن گیا

شاہ ولی اللہ نے غوطہ لگایا　　　　تو علم پڑھانے والا بن گیا

بلکہ مجھے کہنے دو کہ قاسم نانوتویؒ نے میرے نبی کی سیرت کے اتھاہ سمندر میں غوطہ لگایا تو علم و حکمت کا عرفان اور جنگ آزادی کا ہیرو بن گیا یہ میرے نبی کی شان ہے۔

میرے دوستو! میں نے قرآن کی ایک آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے میں چاہتا ہوں کہ آج میں اس کے ضمن میں گفتگو کروں ایک یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے نبی کی شان بیان کروں اور ایک یہ ہے کہ کوئی شاعر، کوئی خطیب، کوئی مفکر، کوئی مدبر، کوئی مفسر نبی کی شان بیان کرے اور ایک یہ ہے کہ خدا عرش پر خود نبی کی شان بیان کرے میں چاہتا ہوں کہ آج آپ کو ختم الرسلؐ کی وہ شان سناؤں جو عرش پہ خدا نے بیان کی ہے کیونکہ خدا سے بہتر تو کوئی نبی کی شان بیان نہیں کر سکتا۔

میرے دوستو! دنیا میں انبیاء تو بہت آئے ہیں لیکن جو بھی آیا ہے تو ان کی سیرت کا آغاز ان کی پیدائش کے بعد ہوا اب توجہ کرنا حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کرام کی سیرت کا آغاز ان کی پیدائش کے بعد ہوا۔

لیکن قربان جاؤں اپنے نبی پر کہ ان کی پیدائش تو بعد میں ہوئی لیکن ان کی سیرت کا آغاز ان کی پیدائش سے پہلے ہوا، دیکھئے! کہ حضرت آدمؑ کا دنیا سے جانے کا وقت آیا تو اپنے بیٹے کو وصیت کر رہے ہیں کہ بیٹے اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت پڑے تو اللہ سے محمد ﷺ کا واسطہ دے کر مانگنا بیٹا کہتا ہے "ابو محمد ﷺ" کون ہے؟ جناب آدم علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے بیٹے! سن لے بات اتنی سی ہے کہ محمدؐ نے دنیا میں نہ آنا ہوتا تو کائنات نہ بنتی، اگر محمدؐ نے دنیا میں نہ آنا ہوتا تو دنیا کا یہ نظام سجایا نہ جاتا حتیٰ کہ کچھ بھی نہ ہوتا، اے میرے بیٹے! یہ سب چیزیں محمد ﷺ کے واسطے بنا کر سجائی گئی ہیں یہی تو معنی ہے "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" اے پیغمبر ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا ایسا اونچا کر دیا کہ کفار مکہ پیغمبر کی اولاد کے وفات کے وقت خوشیاں منا رہے ہیں۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے میرے نبی کو تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں پہلا بیٹا قاسم عطاء فرمایا، دوسرا بیٹا طاہر طیب عطا فرمایا، تیسرا بیٹا ابراہیم عطا فرمایا، جب تیسرا بیٹا ابراہیم چلنے پھرنے لگا اور پیغمبر کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھنے لگا تو وہ بھی بیمار ہو گیا اور جب یہ ابراہیم بیمار ہو گیا تو مکہ کے مشرکوں نے مکہ کے سرداروں سے مل کر دارالندوۃ میں میٹنگ بلائی اس میٹنگ میں انہوں نے کہا کہ محمد کا دین مٹ جائے گا اس کی شریعت باقی نہیں رہے گی تیسرا بیٹا ابراہیم پیغمبرؐ کی جھولی میں ہے اور بیماری کی حالت میں ہے نبیؐ نے بیٹے ابراہیم کو دیکھا کہ ابراہیم تڑپ رہا ہے حضورؐ نے روتے ہوئے فرمایا: اَنَا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاهِیْمَ لَمَحْزُوْنَا۔ اے ابراہیم! ہم تیرے فراق میں بڑے غمگین ہیں، واہ میرے اللہ، ابوجہل جو محمد کا دشمن ہے اس کو بڑی اولاد دی۔

لیکن یہ ساری دنیا کا پیغمبر ہے اس کو چار بیٹیاں اور تین بیٹے دے دیئے پہلے ایک اٹھالیا پھر دوسرا اٹھالیا پھر تیسرا۔

میرے بھائیو! جب تیسرے بیٹے کی خبر وفات مکہ میں آئی پیغمبر رو رہے ہیں صحابہؓ پر قیامت ٹوٹ رہی ہے لیکن ابوجہل اپنے گھر میں خوش ہو رہا ہے خوش ہو کر کہتا ہے دیکھو! مکہ والوں اب محمد کا تیسرا بیٹا بھی چلا گیا اب اس کا دین باقی نہیں رہے گا، اب اس کا نام باقی نہیں رہے گا، اب اس کی شریعت باقی نہیں رہے گی

میرے بھائیو! پیغمبرؐ جب پریشان ہوئے اور نبیؐ کی آنکھوں سے جب آنسوؤں کے قطرے موتی بن کر آئے اے اللہ تو نے کیسے ذکر کو اونچا کر دیا تو اللہ فرماتے ہیں کہ جہاں خدا کا ذکر ہو گا وہاں محمد مصطفیٰ کا بھی ذکر ہو گا۔

میرے بھائیو!

اگر آسمان میں پہلے خدا کا ذکر ہو گا　　　تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہو گا
اگر زمین میں پہلے خدا کا ذکر ہو گا　　　تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہو گا

اگر زبور میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا
اگر تورات میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا
اگر انجیل میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا
اگر قرآن میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا
اگر کلمہ میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا
اگر اذانوں میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا
اگر نمازوں میں پہلے خدا کا ذکر ہوگا تو بعد میں مصطفیٰ کا ذکر ہوگا

حتیٰ کے زمین کے ذرے ذرے پہ جہاں خدا کے ذکر کے بغیر چارہ نہیں وہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ جس طرح خدا کے بعد خدائی کا تصور غلط ہے اسی طرح محمد ﷺ کے بعد مصطفائی کا تصور بھی غلط ہے، خدا اپنی خدائی میں بے مثال ہے اور محمد ﷺ اپنی مصطفائی میں بے مثال ہے، خدا اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اپنی مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہے۔

میرے بھائیو! خدا پر خدائی ختم اور محمد پر مصطفائی ختم۔ یہی تو معنی ہے "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" اے پیغمبر! ہم نے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ امابعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی"صدق اللہ العظیم۔

کتابِ فطرت کے سرِ ورق پر وہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا
ترے غلاموں میں بھی نمایا جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا، نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہ عرفان اگر چراغ حرم نہ ہوتا

انتہائی واجب الاحترام، قابل احترام علماء کرام اساتذہ کرام اور بزم بنوریؒ کے عظیم سپوتو! آج میں آپ حضرات کے سامنے "سیرت النبی ﷺ" کے عنوان سے معنون چند ضروری گذارشات گوشگذار کرنا چاہتا ہوں۔

میرے دستو!

میں نے آیت کریمہ تلاوت کی اللہ رب العزت فرماتے ہیں "وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی" کہ اے محبوب! میں آپ کی بعد والی زندگی کو پہلی والی زندگی سے بہتر سے بہتر بناتا چلا جاؤں گا۔ رب نے آپ کی بعد والی زندگی کو پہلی زندگی سے بہتر کس طرح بنایا۔ پیغمبر پیدا ہوئے یتیم پیدا ہوئے۔

بعد میں رب نے دُرِیتیم بنا دیا
یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا

پیغمبر کا بچپن ہے یہ فطری بات ہے کہ بچہ کھلونے طلب کرتا ہے لیکن پیغمبر تو یتیم ہیں

کھلونے کون دلائے گا رب نے بھی کہا محبوب فکر کی ضرورت نہیں حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ محمد کی انگلی مشرق کی طرف جاتی ہے رب کا چاند مشرق کی طرف جاتا ہے محمد کی انگلی مغرب کی طرف جاتی ہے رب کا چاند مغرب کی طرف جاتا ہے محمد کی انگلی شمال کی طرف جاتی ہے رب کا چاند شمال کی طرف جاتا ہے محمد کی انگلی جنوب کی طرف جاتی ہے رب کا چاند جنوب کی طرف جاتا ہے چاند کو رب نے محمد کے لئے کھلونا بنادیا یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر پیغمبر کو نبوت ملی تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا پھر رب نے حکم دیا محبوب چھپ چھپ کر تبلیغ کر آپ نے چھپ چھپ کر تبلیغ کی تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا پھر حکم ہوا کہ کھلے عام تبلیغ کر آپ نے کھلے عام تبلیغ کی تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا پھر ہر جگہ عمر عمر کی صدائیں بلند ہوتی عمر اسلام قبول کرتا ہے بیت اللہ کا دروازہ کھلتا ہے یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر بدر کا میدان سجایا گیا تین سوتیرا کولیکر ہزاروں کے لشکر سے لڑایا گیا مسلمانوں کو فتح ہوئی تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر اُحد کے میدان میں مسلمانوں کو شکست ہوئی لیکن اگلے میدان میں مسلمان بازی لے گئے تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر مکہ فتح ہوا تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر آپؐ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیا تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے دو سال بعد صدیق اکبرؓ آ کر لیٹے تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر دس سال بعد فاروق اعظمؓ برابر میں آ کر لیٹے تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو گیا۔

پھر قیامت آئے گی آپؐ اپنی امت کی سفارش کریں گے تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو جائے گا۔

پھر آپؐ اپنی امت کو حوض کوثر کا جام پلائیں گے تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو جائے گا۔

پھر آپؐ اپنی امت کو بخشوا کر جنت میں لے جائیں گے تو یہ پہلے سے بہتر عمل ہو جائے گا۔

اور کیوں نہ ہو رب نے وعدہ جو کر دیا "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ"۔

محبوب میں آپ کی بعد والی زندگی کو پہلی زندگی سے بہتر سے بہتر بناتا چلا جاؤں گا جبھی تو رب نے پہلے بیت المقدس دیا پھر بیت اللہ دیا کیوں؟

کیوں بعد والا عمل پہلے والے عمل سے بہتر تھا نہ!

پہلے رفع الیدین دیا بعد میں منع کردیا کیوں! کیونکہ بعد والا عمل پہلے عمل سے بہتر تھا نہ!

پہلے تبلیغ دی بعد میں جہاد دیا کیوں؟ کیونکہ بعد والا عمل پہلے عمل سے بہتر تھا نہ!

پہلے صبر کا حکم دیا بعد میں قتال کا حکم دیا کیوں؟ کیونکہ بعد والا عمل پہلے عمل سے بہتر تھا نہ!

اور کیوں نہ ہو رب نے وعدہ جو کردیا وللاخرۃ خیر لک من اولی

محبوب میں آپ کی بعد والی زندگی سے بہتر سے بہتر بناتا چلا جاؤں گا

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں آپ کی زندگی کے عین مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں یوں ہی کہوں گا کہ

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محمد ﷺ اسلام اور اغیار کی نظر میں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ..... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِيْدًا" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّمَابُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ۔

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمدؐ سے محبت کی ہے

قابل تکریم اساتذۂ کرام اور چمن بنوری کے مہکتے پھولو! آج میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں، وہ ہے "محمد ﷺ اسلام اور اغیار کی نظر میں"۔

سامعین محترم! اس چمنستان دھر میں بار بار روح پرور بہاریں آ چکیں، جنہوں نے آنے والوں کے لئے اپنی اپنی زندگیاں بطور نمونہ کے پیش کی ہیں، ایک طرف شاہان عالم کے پُرشکوہ دربار ہیں تو ایک طرف سپہ سالاروں کے جنگی پرے ہیں، ایک طرف حکماء اور فلاسفروں کا گروہ ہے تو ایک طرف فاتحین عالم کی پرجلال صفیں ہیں، ایک طرف شعراء کی بزم رنگین ہے تو ایک طرف دولت مندوں اور خزانوں کے مالکوں کی نرم گدیاں اور کھنکناتی تجوریاں ہیں، ان ہی سے ہر ایک کی زندگی آدمؑ کے بیٹوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

لیکن آج میں ایسی کامل و جامع ہستی کا تذکرہ کرنے چلا ہوں جو اپنی زندگی میں

ہر نوع اور ہر قسم، ہر گروہ اور ہر مشن کے لئے ہدایت کی مثالیں اور نظیریں رکھتی ہو، کی زندگی کو قرآن نے ہمارے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہو"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" جو رحم و کرم اور غیظ و غضب کا پیکر ہو"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ"۔

جو جود وسخا، فقر و فاقہ، شجاعت و بہادری، رحم دلی و رقیق القلبی، خانہ داری اور خداداری، دین اور دنیا دونوں کے لئے ہم کو اپنی زندگی کے نمونوں سے بہرہ مند کر دے، جو بادشاہ ایسا ہو کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو اور بے بس ایسا کہ خود کو بھی اپنے اختیار میں نہ جانتا ہو، بلکہ خدا کے دیکھنے میں دولت مند ایسا کہ خزانوں کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے اس کے دارالحکومت میں آ رہے ہوں اور محتاج ایسا کہ مہینوں اس کے گھر چولھا نہ جلتا ہو اور کئی کئی وقت اس پر فاقے گزر جاتے ہوں۔

سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو اور صلح پسند اور روادار ایسا کہ ہزاروں فوجوں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذات پر بے چوں و چرا دستخط کر دیتا ہو۔ شجاع اور بہادر ایسا ہو کہ ہزاروں کے مقابلے میں تن تنہا کھڑا اور: "اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" کا نعرہ اس کی زبان سے گونج رہا ہو اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے ناحق انسانی خون کا قطرہ اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو، بلکہ آج بھی اس کا یہ قول اظہر من الشمس ہے کہ ایک انسان (مسلمان) کی جان بیت اللہ سے افضل ہے۔

باتعلق ایسا ہو کہ عرب کے ذرّے ذرّے کی اس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اس کو فکر، خدا کی بھولی دنیا کے سدھارنے کی اس کو فکر حتی کہ خدا خود اس کو تسلی دے "فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ" بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے کسی اور کی یاد نہ ہو اور اس کے سوا ہر چیز اس کو فراموش ہو، اس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے برا کہنے

والوں سے بدلہ نہیں لیا، بلکہ عرب کی وہ بڑھیا بھی ہم کو یاد آ رہی ہے، جو باوجود راستوں پر کانٹے بچھانے کے حضور ﷺ اس کی عیادت کے لئے گھر جاتے ہیں لیکن اس نے خدا تعالیٰ کے دشمنوں کو کبھی معاف نہ کیا اور حق کا راستہ روکنے والوں کو جہنم کی دھمکی دیتے ہوئے "لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" کی صفت کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔

اسی ذات کو جس پر کشور کشا فاتح کا سہرا ہے، وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہی ہمارے پاس آئے، ہم اس کو شاہ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں، وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی میں بیٹھا "إِنَّمَا أَنَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" کا سبق دیتا ہو، ایک ایسی شخصیت کہ عرب کے اطراف سے آ کر اس کے صحن مسجد میں مال واسباب کے انبار لگے ہوتے ہوں اور اس کے گھر میں فقر و فاقہ کی تیاری ہوتی کے باوجود "إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ" جیسے کلام سے اپنے فقر پر صبر کرے۔ ہمیں درسِ سخاوت دیتا ہو، ایک ایسی شخصیت کہ آدھا عرب اس کے زیرنگیں ہے، حضرت عمر ؓ کاشانہ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں، آپ ﷺ ایک کھردری چارپائی پر آرام فرمارہے ہیں، جسم مبارک پر بالوں کے نشان پڑ گئے ہیں، ایک طرف مٹھی بھر جَو رکھے ہیں اور ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے، سرورِ کائنات ﷺ کے گھر کی یہ صورتحال دیکھ کر حضرت عمر ؓ رو پڑتے ہیں، سبب دریافت کیا، عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! اس سے بڑھ کر رونے کی اور کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ قیصر وکسریٰ باغ وبہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ کی یہ حالت؟ تو جواب دیا کہ اے عمر! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ وہ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت حاصل کریں؟۔

سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس کے گھر نہ سونا تھا، نہ چاندی تھی
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

میرے دوستو! یہ تو اسلام کی نظر میں ہے اور حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی شخصیت کا اقرار غیروں نے بھی کیا ہے، ایک مشہور مستشرق ایڈورڈ جی براؤن اپنی کتاب ''عربین لمیسن'' میں نبی ﷺ کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''حضرت محمد (ﷺ) کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ آپ (ﷺ) نے لڑنے اور ایک دوسرے سے خصومت رکھنے والے قبیلوں میں مذہبی اور معاشرتی یک رنگی پیدا کردی، جس کی وجہ سے ان کا نصب العین متعین ہو کر رہ گیا، اسی انداز سے آرنلڈ ٹوئن بھی اپنی کتاب '' سیو لا سیزیشن آن ٹرائل'' میں لکھتا ہے کہ: ''محمد (ﷺ) نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ ونسل اور طبقاتی امتیاز یکسر ختم کردیا، جس کی وجہ سے جتنی کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی اتنی کسی اور مذہب کو حاصل نہ ہوسکی، اسی انداز سے جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''کوئی بھی شخص ایسا نہیں گزرا کہ جس کے وقائع عمری محمد (ﷺ) سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں'' یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ایک ہندو شاعر ہری چند نے صداقتِ نبوت کی عکاسی کچھ اس طرح کی ہے۔

کس نے ذروں کو ملایا اور صحرا کردیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

محبوب کبریا ﷺ کی رضاء

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میرے واجب الاحترام عزیز طلباء ساتھیو! میں آج آپ کے سامنے مح رب کائنات ﷺ کی سیرۃ کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حا رہا ہوں۔

اتنے مختصر وقت میں حضور ﷺ کی پوری سیرت کا احاطہ کرنا یقیناً ناممکن سی ہے، کیونکہ میرا پیغمبر تو وہ ہے جس کی تعریف پوری کائنات کرتی ہے، نوع جنات جس تعریف کرتی ہے، دن اور رات جس کی تعریف کرتی ہے، خوشبوئے باغات جس کی تع کرتی ہے، موسموں کی سوغات جس کی تعریف کرتی ہے، فرشتوں کی جماعت جس کی تع کرتی ہے، سب سے بڑھ کر خود رب کی ذات جس کی تعریف کرتی ہے۔

اٹھاؤ! قرآن کریم الحمد سے والناس تک میرے پیغمبر کی تعریف کا تذکرہ اذان میں میرے پیغمبر کا تذکرہ ہے، نماز کی ہر دو رکعتوں میں میرے پیغمبر کا تذکرہ ہے وجہ ہے کہ آج تک آنے والا ہر مفسر، آج تک آنے والا ہر محدث، آج تک آنے محقق، آج تک آنے والا ہر خطیب وادیب یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میرے بھائیو! میرا پیغمبرؐ محبوبِ رب کائنات ہے، ہر محبّ کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کو راضی دیکھنا چاہتا ہے، اپنے محبوب کی خوشیوں سے خوش ہو جاتا ہے، جب باری محبوب خدا ﷺ کی آئی ہے تو رب نے فرمایا: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ"۔ میرے محبوب! تجھے ہر چیز ایسی دوں گا جس پر تو راضی ہو جائے گا، تجھے شہر ایسا دوں گا، جس کی قسمیں قرآن میں "لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ" کہہ کر کھاؤں گا، تجھے چہرہ ایسا دوں گا، جس کی قسمیں "وَالضُّحَىٰ" کہہ کر کھاؤں گا، تجھے زُلفیں ایسی دوں گا جس کی قسمیں "وَاللَّيْلِ" کہہ کر کھاؤں گا، تجھے جماعت ایسی دوں گا جس کی عظمت کے ڈنکے ہر دور میں بجتے رہیں گے، تجھے کتاب ایسی دوں گا: جو "لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" کا پورا مظہر ہوگی۔

تجھے مقام ایسا دوں گا، جو حمد وثناء سے مزین ہوگا "عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" تجھے امت ایسی دوں گا، جس کے بہتر ہونے کی گواہی "كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ" کہہ کر قرآن میں نازل کروں گا، تجھے شریعت اور دین ایسا دوں گا، جس کے غالب ہونے کی گواہی "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ" کہہ کر دوں گا، جس طرح دنیا والے اپنے محبوب کو راضی کرتے ہیں، میرے محبوب پیغمبر! میرا تجھ سے وعدہ ہے: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" تجھے ایسا راضی کروں گا، ایسا راضی کروں گا کہ دنیا کی کوئی ہستی تیری رضا کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

میرے بھائیو! حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر رب کے دیدار کے لیے جا رہے ہیں، جب کوہِ طور قریب آتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے پہلے بھاگ پڑتے ہیں، رب کائنات پوچھتے ہیں "وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ" "اے موسیٰ! آپ اپنی قوم

سے پہلے جلدی کیوں آئے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام جواب دیتے ہیں: "هُمْ أُولَاءِ عَلٰى أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى" "قوم تو پیچھے آ رہی ہے، میں اس لئے جلدی آیا "لِتَرْضٰى" تاکہ تجھے پسند آ جاؤں تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

جی ہاں! موسیٰ تو رب کی پسند کو تلاش کرتے ہیں، لیکن قربان جاؤں محبوب کبریا ﷺ کی ذات گرامی پر رب تعالیٰ فرماتے ہیں: "فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا" میرے محبوب! ہم آپ کو اس قبلے کی طرف پھیر دیتے ہیں جسے آپ پسند کرتے ہیں، جس کے قبلہ ہونے پر آپ راضی ہیں، پتہ چل گیا پوری کائنات رب کی رضا کو دیکھتی ہے، ربِّ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا کو دیکھتے ہیں، جس سے میرا پیغمبر ﷺ راضی ہو گیا اس سے میرا رب راضی ہو گیا" وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" آپ کا رب آپ کو اتنا دیتا چلا جائے گا، آپ راضی ہوتے چلے جائیں گے، رب کی عطا میں کمی نہ ہوگی تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

میرے بھائیو! یہ آیت آتی ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر اترتے ہیں: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" آقا ﷺ جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں: کیا میرا رب مجھے راضی کر سکے گا؟ جبرائیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں، جی ہاں! آپ کا رب آپ کو راضی کر کے چھوڑے گا، آقا ﷺ جواب دیتے ہیں: "وَاللّٰهِ مَا أَرْضٰى وَلَوْ كَانَ وَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ"۔

دنیا میں کوئی شخص مال کے بڑھنے پہ راضی ہوتا ہے، کوئی اولاد کی زیادتی پہ راضی ہوتا ہے، کوئی جائیداد کے بڑھنے پہ راضی ہوتا ہے، لیکن ایک وہ شخصیت بھی ہے، ایک ذات عالی وہ بھی ہے، ایک ہمدرد و ہم نوا وہ بھی ہے، جو مال کے بڑھنے پہ راضی نہیں ہوتا، اولاد کے

بڑھنے پر راضی نہیں ہوتا، جائداد کے بڑھنے پہ راضی نہیں ہوتا، اپنی ذات کے کسی نفع پر راضی نہیں ہوتا، بلکہ راضی ہوتا ہے تو امت کی نجات پر، راضی ہوتا ہے تو امت کی فلاح پر، راضی ہوتا ہے تو امت کی کامیابی پر، آقا ﷺ جواب دیتے ہیں: اے جبرائیل! جب تک مجھ پر ایمان لانے والا ایک ادنیٰ امتی بھی جہنم کی آگ میں جل رہا ہے، میں محمد ﷺ کی رضاء کامل نہیں ہے۔

میرے بھائیو! یہ میرا پیغمبر ہے جو ایک امتی کے لئے جہنم میں جانا گوارا نہیں کرتا، جو پوری دنیا کی صعوبتیں برداشت کر کے بھی اپنی رضاء امت کی فلاح میں قرار دیتا ہے، آج عزم کیجئے! کہ جس طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء ہماری کامیابی وفلاح میں مضمر ہے، ہماری رضاء بھی آقا ﷺ کی محبت میں مضمر ہے، ہماری رضاء بھی حضور ﷺ کی اطاعت میں مضمر ہے، ہماری رضاء بھی عشق مصطفیٰ میں مضمر ہے، جس دل میں حضور ﷺ کی سچی محبت ہے، ہم یہی کہیں گے:

یتیم و بے نوا سمجھا تھا جس کو اہلِ باطل نے
جہاں پر چھا گئے وہ سرورِ دنیا و دیں ہو کر
ہزاروں بار عشرتِ کونین اس پہ صدقے ہو
غمِ عشقِ نبی رہ جائے جس دل میں مکیں ہو کر

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مقام مصطفیٰ ﷺ اور مغرب کا طرز عمل

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ . اما بعد: فاعوذ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

یتیم وبے نوا سمجھا تھا جس کو اہل باطل نے
زمین پر چھا گئے وہ سرور دنیا و دیں ہو کر
ہزاروں بار عشرتِ کونین اس پہ صدقے ہو
غم عشق نبیؐ رہ جائے جس دل میں مکیں ہو کر

میرے واجب الاحترام قابل صد تکریم عزیز طلباء عظام! حالات حاضرہ کے پیش نظر " مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مغرب کا طرز عمل" کے عنوان سے جسارت لب کشائی کر رہا ہوں۔

عقل وخرد شاہد ہے کہ دنیا کے ہر مذہب وعقیدے کی بنیاد اس کے بانیان و مؤسسین کے احوال وکردار، مراتب ومناقب، قدر ومنزلت اور ادب واحترام پر مبنی ہوا کرتی ہے، اسی قاعدے وقانون کے تحت دنیا کا ہر مذہب وعقیدہ اپنے زعماء وبانیان کی قدر ومنزلت کی پاسداری کرتا ہے، تمام مذاہب دنیا میں سے ان صفات وکمال سے جو مذہب مزین ہے، وہ دین اسلام ہے جو "فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ " کے باوجود "لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ " کے ذریعہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے مناقب ومنازل کی عکاسی کرتا

-ہے-

یہی وجہ ہے جہاں کہیں عفت و عصمتِ انبیاء پر اعداءِ انسانیت کی ہرزہ سرائی سامنے آئی ہے تو سب سے پہلا دفاع مذہبِ اسلام کی تعلیمات و ترجیحات سے کیا جاتا ہے ، یہودیوں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہرزہ سرائی کا جواب بھی دینِ اسلام کی تعلیمات بابرکات کا حصہ ہے، کوئی شخص بجز اسلام کو عبور نہیں کر سکتا جب تک تمام انبیاء علیہم السلام کی عظمت و عصمت کا اقرار نہ کر لے، اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا، کیونکہ:

کرے نہ تو نبوت کی صداقت کی پیروی
نہ کر ہرگز تمنا تو پھر اس دنیا میں خیر کی

میرے بھائیو! سلسلۂ نبوت کے خاتم و ہادی جب تک اس دارِ فانی میں جلوہ افروز نہ ہوئے تھے، دولتِ عقل و خرد کا حامل و عقلِ سلیم کا مالک ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ انسانیت ظلمت و جہولت کی تاریکیوں میں ناکامی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی، اخوت و محبت کا ایثار و جذبہ مفقود ہوتا چلا گیا، ہر جانب حرب و انتقام کی ہوائیں چل رہی تھیں، حقوقِ انسانیت و حقوقِ نسوانیت پامال ہو کر رہ گئے تھے: "وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا" ظلمت و جہالت کے تمام سمندر پار کر کے جہنم کے کنارے پر پہنچ چکے تھے، ربِ کائنات نے رحم و کرم کی بارش برسا کر رشد و ہدایت کی پیاسی دنیا کی پیاس بجھانے کا اہتمام فرما دیا، آخر میں وہ پیغمبرؐ جلوہ افروز ہوا، جس نے انسانیت کا طرۂ امتیاز چہار دانگ عالم میں بلند کر دیا، اخوت و محبت کی وہ مثال قائم کر دی کہ: "فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ" انسانیت کے دل جڑتے چلے گئے۔

مظلومیت کی سب سے بڑی جنس عورت کو وہ حقوق دیئے کہ جو دنیا کا کوئی مذہب نہ دے سکا، اگر عورت بیٹی ہے تو "مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ" کہہ کر بیٹی کی عزت و عظمت کا پروانہ دے دیا، عورت اگر ماں ہے

تو ''اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ '' کہہ کر جنت کو ماں کے قدموں کی زینت بنا دیا۔ عورت اگر بیوی ہے تو ''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ'' اور ''وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ'' کہہ کر بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا پروانہ دیا جسے دیکھ کر فطرت پکار اٹھتی ہے:

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغام سکوں طوفانوں کے رُخ موڑ دیئے

میرے بھائیو! انسانی فطرت و جبلّت میں ایک ایسی شے مضمر و پنہاں ہے جو دوسروں کے عیوب پر مطلع ہونے پر مُصر ہوتی ہے اور بعض دفعہ اپنی جہالت و غفلت کی بنیاد پر انسان دوسرے کی اچھائی کو بُرائی میں بدلنے کی کوشش کرتا ہے، جب سیّد الکائنات ﷺ نے صفا کی پہاڑی پر ''قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا'' کی صدائے حق بلند کی ہے تو ایک بدبخت کی زبان سے پیغمبر علیہ السلام کی گستاخی ''تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ '' کہہ کر ہوتی ہے تو حبیب کبریا ﷺ کا رب فوراً جواب دیتا ہے: ''تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ '' حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ جب دار فانی سے کوچ کرتے ہیں۔ مشرکین مکہ حضور ﷺ کو ''اَبْتَر '' کہہ کر گستاخی کرتے ہیں تو رب کائنات نے فرمادیا: ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ '' میرے محبوب! تیرے دشمن منقطع النسل ہیں ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ '' چہار دانگ عالم تیرا ذکر بلند رہے گا۔

آج حقوقِ انسانیت کا سب سے بڑا دعویدار و علمبردار مغرب محبوبِ انسانیت ﷺ کی ہرزہ سرائی کر کے مشنِ ابولہبی کی جو راہ ہموار کر رہا ہے، شاید وہ یہ بات بھول چکا ہے کہ عشقِ نبی ہر مومن کی دینی وراثت ہے: ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ '' ذاتِ رسالت کی عظمت و رفعت اپنی جان سے زیادہ عزیز و محبوب سمجھتے ہیں اور مادّہ پرست

دنیا کو آگاہ کرتے ہیں:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

میرے بھائیو! آج ڈنمارک و جرمنی اور دیگر یورپی ممالک سردار کائنات ﷺ پر ہرزہ سرائی کرنے کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں تو پھر یاد رکھیں: "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" کی روشنی میں دشمنانِ رسول سے ٹکرانا ہر مومن کے دین و ایمان کا حصہ ہے، کہیں دلوں میں عشقِ رسول کی جلتی ہوئی چنگاری مغرب کو جلا کر خاکستر نہ کر دے۔

جو جذبہ یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیش کیا تھا، جو جذبہ اسود عنسی ملعون کے سامنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا، جو جذبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پیش کیا تھا، جو جذبہ غازی علم الدین شہیدؒ نے پیش کیا تھا، جو جذبہ عامر چیمہ شہیدؒ نے عشقِ رسالت میں پیش کیا ہے، دنیا کا ہر مسلمان وہ جذبہ اپنے اندر سمائے ہوئے ہے، اپنی جان قربان کر کے اپنے بچے یتیم کرا کر، اپنا گھر بار قربان کر کے، ملک و وطن قربان کر کے ناموسِ رسالت کا تحفظ کر کے یہ اعلان کرتا ہے:

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ سیاست کا فسوں فقط
اک نام محمدؐ سے محبت کی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بشریتِ رسول قرآن کی نظر میں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ   اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَاِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ.

سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر
کیسا ہوگا وہ مصور جس کی یہ تصویر ہے

میرے واجب الاحترام اساتذہ کرام وطلباء عظام! آج کے اس منعقد کردہ عظیم الشان پروگرام میں آپ کے سامنے جسارت لب کشائی کررہا ہوں، موضوع کی طوالت اور وقت کی نزاکت ملحوظ نظر ہے، بشریت انبیاء علیہم السلام انسانی شرافت کا طرۂ امتیاز و افتخار ہے، جب زمین پر طبقۂ انسانی کو بسایا گیا تو خالق کائنات نے اس کی راہ نمائی اور رشد وھدایت کا ارادہ فرمایا، تو انہیں انسانوں میں سے نفوسِ قدسیہ کے حاملین کو شرف نبوت و رسالت سے منور کردیا: " وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا" کہہ کر بشریت انبیا کی تائید وتصدیق پر مہر ثبت کردی ہے۔

نظر عمیق و بصرِ غریق سے اگر دیکھا جائے تو انبیاء علیہم السلام کی بشریت طبقۂ انسانیت کا پہلا مقتضی نظر آتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ہر نبی و رسول اپنی قوم کے لئے ایک

مکمل اسوہ ونمونہ کی حیثیت رکھتا ہے، اگر کسی ماوراء البشریت کو بھیجا جاتا تو فطرت انسانی کبھی بھی اس سے راہِ ہدایت طلب نہ کرسکتی، سب سے آخر میں امام الانبیاء سید البشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بشریت کاملہ سے مزین ہوکر عالم میں کارفرما ہوتے ہیں۔

علم وحکمت کے سفر طویل میں متعدد مقامات پر پیغمبر ﷺ اعلان کرتے ہیں: "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" تقاضائے بشریت کے تمام تر پہلوؤں میں پیغمبر علیہ السلام انسانی فطرت کے حامل ہیں، لیکن میرے اکابر علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے، تمام شرافتِ بشریت کو ایک طرف رکھ دیا جائے دوسری جانب میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کاملہ کو رکھا جائے تو پوری انسانیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا مقابلہ نہیں کرسکتی، کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَيْسَ كَالْبَشَرِ
كَالْيَاقُوْتِ حَجَرٌ لَيْسَ كَالْحَجَرِ

میرے بھائیو! بشریت رسول ﷺ ایک ایسا مسلم ومعظم معاملہ ہے کہ قرآن سے سوال کروگے تو قرآن کریم "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کہہ کر پیغمبر علیہ السلام کی بشریت کا اعلان کرتا ہے، اگر یہی سوال آقا ﷺ سے کروگے تو آقا ﷺ "فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَإِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ" کہہ کر اپنی بشریت کاملہ کا اعلان کرتے ہیں، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے قریب رہنے والی آپ کی زوجہ ورفیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "كَانَ النَّبِيُّ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدِمُ نَفْسَهُ" پیغمبر تمام تر انسانی صفات وکمالات سے مزین ومنور تھے۔

میں نے فقہاء ومحدثین سے پیغمبر کی بشریت کے بارے میں سوال کیا تو جواب

میں امام نووی رحمہ اللہ ''اِنَّـمَـا اَنَا بَشَـرٌ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مَعْنَاهُ التَّنْبِيْهُ عَلٰى حَالَةِ الْبَشَرِيَّةِ'' امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری کے اندر ''كَوْا جِلِّهِمْ الْبَشَـرِ'' کہہ کر پیغمبر کی بشریت کا اعلان کرتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مصفّٰی کتاب میں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود جز ایں نیست کہ من آدمی ام'' کہہ کر پیغمبر کی بشریت کا اقرار کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بھی پیغمبر کی بشریت کا اعلان کرتا ہے، فقہاء کا عقیدہ بھی پیغمبر کی بشریت کا اعلان کرتا ہے، محدثین کا عقیدہ بھی پیغمبر کی بشریت کا اعلان کرتا ہے، طرۂ انسانی کے امتیاز وافتخار کو دیکھ کر علامہ اقبال بھی کہہ اٹھتے ہیں:

فرشتوں سے افضل ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

میرے بھائیو! حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ کر عورتوں نے کہا تھا ''مَا هٰـذَا بَشَراً إِنْ هٰـذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ'' یہی جملہ آج کے جہلاء پیغمبر کے حسن کمال کو دیکھ کر کہتے ہیں جس سے دونوں کے عقیدے میں توافق و ترادف عیاں نظر آتا ہے، آج کے جاہل مشرک ''نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ'' کی صدا لگاتے ہیں تو میں نے قرآن سے سوال کیا، کیا خدا کا بھی کوئی ٹکڑا ہے یا نہیں؟ قرآن جواب دیتا ہے ''لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ'' نہ رب کا کوئی ٹکڑا ہے، نہ رب کسی کا ٹکڑا ہے۔

جی ہاں! میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، میرے پیغمبر کی والدہ کا ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، میرے پیغمبر کا قاسم وطیب جیسا کا والد ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، میرے پیغمبر کا ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن کا والد ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، ابوطالب وعباس

ﷺ کا بھتیجا ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، حضرت ابوبکر ﷺ کا داماد ہونا، حضرت علی ﷺ کا سسر ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، حضرت حسن وحسین ﷺ کا نانا ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، خدیجہ وحفصہ، جویریہ ومیمونہ، سیدہ عائشہ ﷺ کا شوہر ہونا میرے پیغمبر کی بشریت کی دلیل ہے، جو بشریتِ رسول کا منکر ہے، وہ ان تمام رشتوں کا منکر ہے تو میں کیوں نہ کہوں:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آمدِ مصطفیٰ نعمتِ عظمیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْهَادِیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ...... اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ.

میرے انتہائی واجب الاحترام قابل صد احترام عزیز ساتھیو! ماہ ربیع الاول عشقِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب و ماہتاب بن کر علم و حکمت کی تمام تر روشنیوں کے ساتھ رواں دواں ہے، جس میں ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان محبوب کبریا ﷺ کے ذکر خیر کو اجاگر کرنے کا تقاضا کرتا ہے، کیونکہ یہ وہ پیغمبر ہے جس نے حیوانِ ناطق کو حیوانِ کامل بنانے کا حق ادا کیا ہے، جس کی تعلیمات بینات نے انسانیت کو ظلمت و جہالت کے گڑھے سے نکال کر علم و حکمت کے انوار کی چوٹیوں تک پہنچا دیا۔

آپ نے کئی کتابوں کی ورق گردانی کی ہوگی، کئی کتابوں کے مطالعہ سے آپ مستفید ہو کر یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ میرے پیغمبر ﷺ کی آمد سے قبل پستی و ذلت اس دنیا کا مقدر بن چکی تھی، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے انسانوں میں انسانیت مفقود ہو گئی تھی۔۔۔ کونسی برائی تھی، وہ کونسی جہالت تھی، وہ کونسی ذلت و خواری تھی، وہ کونسی عادت خبیثہ تھی جو

انسانوں کا حصہ نہ بن چکی ہو، لیکن اللہ کی رحمتِ واسعہ حالتِ انسانی کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اس پیغمبر ﷺ کو نعمتِ عظمیٰ بنا کر تاریکی کائنات میں بھیج دیا جاتا ہے، جس نے پوری کائنات کو علم وحکمت کے انوارات وتجلیات سے منور کردیا، اخوت و بھائی چارہ کی وہ مثال قائم کی کہ قرآن کریم بھی اس نعمتِ عظمیٰ کی یاددہانی کراتا ہے: "وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا "۔

پستی و جہالت نے انسانیت میں تفریق کردی، انسانیت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے، بیٹے کو باپ کا دشمن بنادیا، بھائی کو بھائی کا دشمن بنادیا، رب کی رحمت کو جوش آیا اور اپنا دہ محبوب بھیج دیا، جس نے تمام انسانیت کے دلوں کو جوڑ دیا "فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ" دلوں کو ایسا جوڑا کہ "فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا" جو جان لینے والے تھے، وہ ایک دوسرے پر جان دینے والے بن جاتے ہیں، جو گمراہی میں گھرے ہوئے تھے، وہ راستہ دکھلانے والے بن گئے:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

میرے بھائیو! پورا قرآن کھول دیجئے، الحمد سے والناس تک رب کی کئی نعمتوں کا تذکرہ ہے، اس قدر نعمتیں کہ قرآن چیلنج کرتا ہے: "وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا" پوری کائنات کے جن وانس مل کر نعمتیں شمار کرو، نہیں کرسکتے، لیکن میں قربان جاؤں اس نعمتِ عظمیٰ کی بلندی پر کہ جب یہ نعمت اس کائنات کے دامن میں رب نے ڈالی ہے، اس نعمت پر منعم حقیقی بھی ناز کرتا ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ" کہ تمہیں زمین دی ہے، لیکن احسان نہ جتلایا، تمہیں آسمان دیا ہے،

احسان نہ جتلایا، تمہیں پوری کائنات مسخر کر کے دے دی، احسان نہ جتلایا، لیکن زمین ایک نہیں، آسمان ایک نہیں، کائنات کی نعمتیں ایک نہیں، لیکن جو نعمت میں نے تمہیں دی ہے، وہ میرے خزانے میں بھی ایک ہے، اس لئے تمہیں یہ نعمت دے کر احسان جتلا رہا ہوں، اقبالؒ بھی خوب کہتا ہے:

رخِ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں ، نہ دکانِ آئینہ ساز میں

میرا پیغمبر ایسی نعمت ہے، نہ گمان میں اس جیسا کوئی ہے، نہ جہاں میں اس جیسا کوئی ہے، اس جیسا پیغمبر تو لاؤ جو دشمنوں پر بھی اس قدر رحمت و کرم کے دریا بہائے کہ رب کائنات بھی پکار اٹھے: ''فَلَاتَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ '' کہ میرے محبوب کا رحم و کرم اس قدر جوش مارتا ہے کہ آپ دشمنوں کے لئے اس قدر ہدایت چاہتے ہیں کہ آپ کی جان نہ چلی جائے، اس جیسا پیغمبر تو لاؤ، پوری کائنات رب کی عبادت کرتی ہے، کسی کو ممانعت نہیں جس قدر کرنا چاہے، لیکن میرے پیغمبرؐ کی عظمت کے کیا کہنے، میرے پیغمبرؐ کی رفعت کے کیا کہنے، میرے پیغمبرؐ کی بلندی و مقام کے کیا کہنے، رب بھی کہتا ہے: میرے محبوب! ''قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا '' پوری رات عبادت کرتے ہو، راتیں تھک جاتی ہیں، پرندے تھک جاتے ہیں، کائنات تھک جاتی ہے، مگر آپ نہیں تھکتے، عبادت کرتے ہو اپنی خوشی کے لئے، کبھی کچھ دیر سو جایا کرو نا میری خوشی کے لئے۔

میرے بھائیو! اس نعمتِ عظمیٰ کی رفعت و بلندی تقاضا کرتی ہے کہ پوری کائنات کے انسان اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں، لیکن ان بدبختوں کو کیا کہئے؟ ان بد فطرت لوگوں کو کیا کہئے؟ ان عقل کے اندھوں کو کیا کہئے؟ جو آج اس پیغمبر ﷺ کی توہین پر

تلے ہوئے ہیں، لیکن شاید قرآن کی وہ آیت ان کی نگاہ میں نہ آئی، پیغمبر ﷺ کے زمانے میں بدبختی کے پجاریوں نے پیغمبر ﷺ کے سامنے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) ابتر ہیں، منقطع النسل ہیں، لیکن قربان جاؤں قرآن کے دفاع پر، ایک آیت کے اندر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو جواب دے دیا: "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" محبوب گھبرائیں نہیں، آپ کا دشمن ہی منقطع النسل ہے، آپ کا دشمن ہی ابتر و بدتر ہے، آپ کا دشمن ہی ذلیل وخوار ہے، آج بھی ڈنمارک والے اور یہود و نصاریٰ کے حواری میرے پیغمبر ﷺ کی ناموس پر حملہ کر کے ان کی عزت و عظمت میں نقب لگانا چاہتے ہیں، لیکن شاید وہ یہ بھول گئے:

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
اِک فقط نام محمدؐ سے محبت کی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آمدِ مصطفیٰ نعمتِ عظمیٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ...... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر
کیسا ہوگا وہ مُصوِّر جس کی یہ تصویر ہے

میرے انتہائی واجب الاحترام عزیز طلباء ساتھیو! ربیع الاول اپنی تمام بہاروں کے ساتھ، عشقِ محبوبِ کائنات ﷺ کا آفتاب و ماہتاب بن کر تمام عالم کائنات کو منور کر رہا ہے، جس میں ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان محبوبِ کبریا احمد مجتبیٰ ﷺ کے ذکرِ خیر کو اجاگر کرنے کا تقاضا کرتا ہے، کیونکہ میرے پیغمبر ﷺ کی آمد پوری کائنات کے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ ہونے کی حیثیت اور درجہ رکھتی ہے، جس کی تعلیمات نے ایک حیوانِ ناطق کو حیوانِ کامل بننے کا درس دیا ہے، جس کی آمد کا مقصد فاران کی چوٹیوں سے شروع ہوتا ہے اور تمام

کائناتِ انسانی کے مقصدِ حیات کو سمیٹ کر ایک جگہ جمع کر دیتا ہے۔

کیا وہ وقت یاد نہیں جب میرا پیغمبر ﷺ تمام سردارانِ قریش کے سامنے تمام مکہ والوں کے سامنے، تمام قبیلے والوں کے سامنے بانگ دہل یہ آواز بلند کرتا ہے: "لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ" اس سے پہلے میں نے چالیس سال کا عرصہ تم میں گزارا ہے "هَلْ وَجَدْتُمُونِيْ صَادِقًا أَوْ كَاذِبًا؟" تم نے چالیس سالہ عرصے میں میرا کیا مشاہدہ کیا ہے؟ تمام اہلِ مکہ نے بیک وقت جواب دیا: "يَا مُحَمَّدُ! جَرَّبْنَاكَ مِرَارًا مَا رَأَيْنَا فِيكَ إِلَّا صِدْقًا" اے محمد! (ہم نے آپ کا بچپن دیکھا ہے، ہم نے آپ کا لڑکپن دیکھا ہے، ہم نے آپ کی جوانی دیکھی ہے، آپ کی زندگی کا ہر پہلو دیکھا ہے: "مَا رَأَيْنَا فِيكَ إِلَّا صِدْقًا" ہم نے آپ میں سچائی کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! یہ خطاب وعظ کونسی قوم سے ہو رہا تھا جو پستی و ذلت میں گھر چکی تھی، یہ وہی قوم تھی جو کھاتے پیتے انسانیت نام کی چیز سے محروم ہو چکی تھی، آپ نے کئی کتابوں میں پڑھا ہوگا، کئی کتابوں کی ورق گردانی کی ہوگی، آپ جانتے ہیں بعثتِ مصطفیٰ سے پہلے دنیا کا کیا حال تھا، وہ کونسی برائی تھی، وہ کونسی جہالت تھی، وہ کونسی ذلت و رسوائی تھی، وہ کونسی عادتِ خبیثہ تھی جو انسانوں کی زندگی کا حصہ نہ بن چکی ہو؟ اخوت و محبت کی تمام مثالیں مفقود ہوتی چلی گئیں۔

لیکن رب کی رحمتِ واسعہ انسانیت کی دستگیری کرتی ہے، اور وہ نعمتِ عظمیٰ جو انسانیت کی ضرورت تھی، جو انسانیت کی حاجت تھی، جو انسانیت کا تقاضا تھی، جو انسانیت کی تمنا تھی، وہ بادِ صبا بن کر پوری انسانیت کو معطر کرتی ہے، انسانیت کا رشتہ اس قدر جوڑ دیتی ہے کہ قرآن کہتا ہے: "وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ

قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا" یاد کرو اس وقت کو جب ظلمت و جہالت کی تاریکیوں نے انسانیت میں تفریق کی ہے، بیٹے کو باپ کا دشمن اور باپ کو بیٹے کا دشمن بنادیا، بھائی کی تلواریں اپنے بھائی کا گلا کاٹتی نظر آتی ہیں۔

رحمتِ خداوندی متوجہ ہوتی ہے، اس نے وہ پیغمبر بھیجا جو اخوت کا پیکر تھا، اس نے وہ پیغمبر بھیجا جو محبت کا پیغامبر تھا، اس نے وہ پیغمبر بھیجا جو ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا تھا: "فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِکُمْ" دلوں کو ایسا جوڑ دیا کہ: "فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا" جو جان کے درپے تھے، وہ جان دینے والے بن جاتے ہیں، پستی و ذلت کی چکی میں پسنے والے دوسروں کی راہ نمائی کرنے لگتے ہیں، میں کیوں نہ کہوں:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

میرے بھائیو! رب کائنات کی عظیم کتاب قرآن مقدس کو کھولئے، الحمد سے والناس تک نعمہائے خداوندی کا تذکرہ ہے: "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا" لیکن یہ تمام نعمتیں اپنی مثل و مثال رکھتی ہیں، میں اس نعمت کی بات کررہا ہوں، جس کی نہ مثل موجود ہے، نہ مثال موجود ہے، جس کے عطا کرنے پر منعم کائنات بھی ناز کرتا ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ"۔

غور کیجیے! رب نے انسان کو حیات عطا کی ہے، احسان نہیں جتلایا، تمہیں زمین عطا کی ہے، لیکن احسان نہ جتلایا، آسمان دیا ہے، احسان نہ جتلایا، سورج و چاند دیے ہیں، احسان نہ جتلایا، وجہ اس کی یہ ہے کہ تمام نعمتیں اپنی مثل بھی رکھتی ہیں، اپنی مثال بھی رکھتی ہیں، لیکن میرا پیغمبر تو وہ نعمت ہے، جس کی نہ مثل موجود، نہ مثال موجود ہے، ایسا عظیم ہوتی تو

رب کے خزانے میں بھی دوسرا موجود نہیں ہے، کیا خوب کہا:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَیْسَ کَالْبَشَرِ

کَالْیَاقُوْتِ حَجَرٌ لَیْسَ کَالْحَجَرِ

میرے بھائیو! بات ہے نعمتِ عظمیٰ ہونے کی، انسانیت کی فلاح وکامرانی کی خاطر جو اس قدر مستعد ہو جاتا ہے کہ رب بھی پکار کر کہتا ہے: ''فَلَاتَذْهَبْ نَفْسُکَ عَلَیْهِمْ حَسَرَاتٍ '' کہ میرے محبوب! کہیں دشمنوں کی ہدایت کی خاطر، کہیں دشمنوں کی فلاح کی خاطر، کہیں دشمنوں کی کامیابی کی خاطر آپ جان نہ دے دیں، پوری رات کھڑے رہتے ہیں: ''قُمِ الَّیْلَ اِلَّاقَلِیْلًا '' میرے محبوب! راتیں تھک جاتی ہیں، پرندے تھک جاتے ہیں، انسان وجنات تھک جاتے ہیں، مگر آپ رات بھر کھڑا ہونے سے نہیں تھکتے، پوری رات کھڑے رہتے ہیں اپنی خوشی کے لئے، کچھ دیر سو جایا کیجئے نا میری خوشی کے لئے۔

میرے عزیز ساتھیو! ایک وقت وہ تھا جب دشمنانِ اسلام نے میرے پیغمبر ﷺ کو ابتر کہہ کر توہینِ رسالت کی تھی، تو قرآن نے جواب دیا: ''اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' میرے محبوب! تیرا دشمن ہی ابتر ہے، آج بھی بدبختی کے پجاریوں نے، بدفطرت وبدمذہب لوگوں نے ڈنمارک کی شکل میں میرے محبوب کی توہین کی ہے، لیکن شاید وہ یہ بھول گئے:

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالت کے لئے

وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے

چھوڑ کر سلسلہ رسمِ سیاست کا فسوں

اِک فقط نامِ محمدؐ سے محبت کی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مقصدِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ...... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی" صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا

میرے واجب الاحترام ہمسفر عزیز طلباء ساتھیو! ماہ ربیع الاول رواں دواں ہے، جو ہر سال مسلمانوں کو اتباعِ پیغمبر کی یاد دہانی کراتا ہے اور علم وحکمت کے عظیم پیکر امام الانبیاء ﷺ کی دنیا میں آمد کی خبر دیتا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل پوری دنیا ظلمات و جہالت کی کھائیوں میں گر چکی تھی، علم ومعرفت کا نور اٹھ چکا تھا، جہالت اپنی تمام تر خرابیوں اور خامیوں کے ساتھ پوری دنیا پر چھا چکی تھی، دشمنی اور عداوت کا دور دورا تھا، غرض پوری دنیا جہنم کے کنارے پر پہنچ چکی تھی۔

قرآن کہتا ہے: "وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا" کہ پوری دنیا آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھی، اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور وہ پیغمبر بھیج دیا، جس پیغمبر کے آنے سے رسوماتِ جاہلیت کی تردید ہوئی، جس پیغمبرؐ کے آنے سے اللہ کی توحید و وحدانیت کی تائید ہوئی، اس لئے کہ میرا پیغمبرؐ وحدانیتِ الٰہیہ کے محاسن کا عظیم شاہکار ہے۔

میرے بھائیو! ایک ہے آمدِ مصطفیٰ (ﷺ) اور ایک ہے مقصدِ آمدِ مصطفیٰ

(ﷺ) علماءِ حق علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں حضور ﷺ کی آمد سے بڑھ کر کوئی دن خوشی کا نہیں، کیونکہ یہی وہ پیغمبرؐ ہے جس کی وجہ سے اللہ کی وحدانیت کا ڈنکا بجتا ہے، یہی وہ پیغمبرؐ ہے جس کی آمد سے امت کو معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے، جس پیغمبر کی آمد سے نماز ملی، روزہ ملا، جس پیغمبرؐ کی آمد سے زکوٰۃ کا فریضہ ملا، حج کی سعادت ملی ہے، غرض یہی وہ پیغمبرؐ ہے، جس کی آمد سے گلشنِ اسلام کی آبیاری ہوتی ہے، تو پھر اس پیغمبرؐ کی آمد سے بڑھ کر کوئی دن خوشی کا نہیں ہے۔

اس خوشی کا تقاضا واقعۃً یہ تھا کہ پوری امت میلاد مناتی، ذکر و نعت کی محفلیں کرتی، جھنڈے ہاتھوں میں لے کر جلسے وجلوس کرتی لیکن میں دیکھتا ہوں تاریخ میں جہاں پیغمبر کی ولادت کی خوشی ملتی ہے، وہاں پیغمبرؐ کے دنیا سے جانے کے غم سے بڑھ کر بھی کوئی غم نہیں ملتا، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھیں اشکبار نظر آتی ہیں، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غم میں پکار اٹھتی ہیں:

صُبَّتْ عَلَىَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

ترجمہ: ''میرے والد کی وفات کے غم نے جو مجھ پر کو مصائب ڈھائے ہیں، اگر ان کا کچھ حصہ چمکتے ہوئے دن پر پڑ جائے تو وہ بھی رات کی تاریکیوں میں تبدیل ہو جائے''۔

میرے بھائیو! اب ماہ ربیع الاول میں دو چیزیں جمع ہو گئیں، ایک پیغمبر ﷺ کی ولادت کی خوشی ہے اور ایک پیغمبر ﷺ کی وفات کا غم ہے، ولادت کو دیکھا جائے تو جتنی خوشی منائی جائے کم ہے، وفات کو دیکھا جائے تو جتنا غم کیا جائے، کم ہے، ایک اصولی قاعدہ ہے کہ جب دو متضاد چیزیں جمع ہو جائیں تو ایک تیسرا راستہ نکالا جاتا ہے، چنانچہ میرے پیغمبر ﷺ کی ولادت و وفات کا درمیانہ راستہ مقصدِ آمدِ مصطفیٰ ہے، میرے پیغمبر ﷺ کی

آمد کا مقصد رسوماتِ جاہلیت کو ختم کرنا ہے، میرے پیغمبر ﷺ کی آمد کا مقصد وحدانیت کا ڈنکا بجانا ہے، میرے پیغمبر ﷺ کی آمد کا مقصد انسانوں میں انسانیت کو اجاگر کرنا ہے، میرے پیغمبر ﷺ کی آمد کا مقصد شرک و بدعات کو ختم کرنا ہے۔

جس نے آمدِ مصطفیٰ کے مقصد پر عمل کیا، وہ سب سے بڑا عاشق رسول کہلائے گا، عشق رسولؐ صرف جھنڈے لہرانے کا نام ہوتا تو بلال ﷺ تپتی ہوئی ریت پر نہ لیٹتے، اگر عشق رسولؐ صرف میلاد منانے کا نام ہوتا تو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے جسم کے ٹکڑے نہ کئے جاتے، اگر عشق رسولؐ صرف نعتوں کی محفلوں کے انعقاد کا نام ہوتا تو تین سو تیرا صحابہ رضی اللہ عنہم ہزاروں لشکروں کے مقابلے میں بدر کے میدان میں نہ جاتے، احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہ تڑپتی، تحفظ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جان کی بازی نہ لگاتے، معلوم ہوگیا کہ میلاد کو منانا عشق نہیں، مقصدِ میلاد کو اپنانا اور مقصد میلاد پر جان قربان کرنا یہی میرے پیغمبر ﷺ سے عشق ہے۔

میرے بھائیو! آج عشق رسول کا معیار یہ ہوگیا ہے کہ پورا سال حضور ﷺ کی سنتوں کی خلاف ورزی کرو، پورا سال شرک و بدعات کا پرچار کرو، پورا سال احکامات نبوی توڑ دو، صرف بارہ ربیع الاول کو ایک جھنڈا لگالو، ایک دیگ پکالو، رنگ برنگی بتیاں سجالو، جلسے جلوس میں شامل ہو کر عاشق رسولؐ بن جاؤ، کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے جھنڈے لگا کر میلاد منایا ہے؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیگیں پکا کر میلاد منایا ہے؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے چراغ جلا کر میلاد منایا ہے؟ تو میلاد منانا ہے جھنڈے لہرا کر، تو میلاد منانا ہے کھانے کی پلیٹیں سجا کر، تو میلاد منانا ہے گلوں میں ہار سجا کر، قمقمے اور بتیاں لگا کر۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے میلاد منایا ہے بچے یتیم کرا کر، صحابہ رضی اللہ عنہم نے میلاد منایا ہے سر کو

تن سے جدا کرا کر، صحابہ رضی اللہ عنہم نے میلاد منایا ہے اپنے جسم کے ٹکڑے کرا کر، اگر یہ ساری رسومات نہ کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم عاشق رسولؐ ہیں، تابعین عاشق رسولؐ ہیں، تبع تابعین عاشق رسولؐ ہیں، تو پھر آج کے دور میں علماء دیوبند بھی یہ تمام رسومات نہ کر کے عاشقان رسولؐ ہیں، آخر میں کہوں گا:

مسجد میں ، نہ مندر میں ، نہ کعبہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رحمت دو جہاں ﷺ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم   اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق". صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم.

وہ آئے جہاں میں رحمۃ اللعالمین ہو کر
پناہ بیکساں بن کر شفیع المذنبین ہو کر
بڑو کیا کر سکے گی ان کی رفعتوں کا اندازہ
فلک بھی رہ گیا جن کے لئے فرش زمیں ہو کر

میرے عزیز طلباء ساتھیو! ماہ ربیع الاول انتہائی شان و شوکت کے ساتھ رواں دواں ہے، دنیا کا ہر انسان یہ بات جانتا ہے کہ ماہ مقدس میں ایک ایسی ہستی نے جنم لیا ہے کہ جو ظلمات و تاریکی کی اندھیری گھٹاؤں میں علم و حکمت کا نور اور روشنی ثابت ہوتی ہے، جس کے علم و عمل کی روشنی عرب سے نکل کر عجم کے ہر گوشے اور ذرے کو منور کر دیتی ہے، جس کا وجود اطہر عالم ہستی کے لئے ایک رحمت کا جھونکا ثابت ہوتا ہے اور یہی رحمت انسانیت کی فلاح و بقاء کا سبب بنتی ہے۔

خالق کائنات قرآن کریم میں سب سے پہلے اپنی صفت جلیلہ "رب العالمین" ذکر فرماتے ہیں، قرآن کریم کی صفت "ذکر للعالمین" بیان کی جاتی ہے، پوری کائنات اور اس کے علاوہ دیگر عالم سب کا خالق و پروردگار جس طرح اللہ کی ذات ہے

,تمام عالم کے لئے قرآن جس طرح نصیحت و وعظ ہے، بعینہٖ اسی طرح میرا پیغمبر ﷺ بھی تمام عالم کے لئے رحمت کا جھونکا بن کر آیا ہے، قرآن کہتا ہے:" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ " کہ میرے محبوب! ہم نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، رحمت کا معنی عفو و درگزر کرنا، رحمت کا معنی معاف کرنا، رحمت کا معنی راحت پہنچانا، پیغمبر اعظم ﷺ نے اپنے سر کے دشمنوں کو بھی معاف کر کے یہ بتا دیا کہ میری آمد سارے عالم کے لئے رحمت کا پیغام ہے۔

میرے دوستو! ایک بھلائی وہ ہوتی ہے جو اپنے والدین کے ساتھ کی جاتی ہے، ایک بھلائی وہ ہے جو بہن بھائیوں سے کی جاتی ہے، ایک بھلائی وہ ہوتی ہے جو اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں سے کی جاتی ہے، لیکن سب سے بڑھ کر بھلائی وہ ہوتی ہے جو دشمنوں سے کی جائے، اپنے والدین سے بھلائی کرنے والے بہت ملیں گے، دوستوں، رشتہ داروں سے بھلائی کرنے والے بہت ملیں گے، لیکن دشمنوں پر بھلائی کی مثال دیکھنی ہے تو آ ؤ طائف کی وادی میں لے چلتا ہوں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تعارف دشمن بیان کرتے ہیں، اہل طائف پتھروں کی بارش کر دیتے ہیں، آقا ﷺ بے ہوش ہو جاتے ہیں، جب ہوش میں آتے ہیں، پہاڑوں کے نظام پر مسلط کردہ فرشتے حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ: اللہ کے نبی! آپ حکم دیجئے! ان پر پہاڑ گرا کر نیست و نابود کر دیتے ہیں، میں قربان جاؤں حضور ﷺ کے جواب پر آقا ﷺ فرماتے ہیں: اے فرشتو! میں پورے عالم کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں، زحمت بن کر نہیں آیا۔

میرے بھائیو! رحم و کرم کی جو مثال حضور ﷺ کی زندگی میں ملتی ہے، دنیا کی کسی شخصیت میں نہیں مل سکتی، آپ ﷺ کا رحم و کرم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و صبر، آپ

ﷺ کا عفو و درگزر اضطراری نہیں، بلکہ اختیاری ہے، اگر کوئی آدمی بدلہ لینے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور وہ معاف کر دے تو اسے رحم و کرم نہیں کہا جائے گا، اسے حلم و صبر نہیں کہا جائے گا، اسے عفو و درگزر نہیں کہا جائے گا، اصل رحم و کرم تو یہ ہے کہ آپ قدرت کے باوجود معاف کریں، قوت و طاقت کے باوجود معاف کردیں، اس کا عملی مظاہرہ بھی میرے پیغمبر ﷺ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔

۸ھ میں میرا پیغمبر ﷺ فاتح بن کر مکہ کی سرزمین میں داخل ہوتا ہے، لیکن اس میں وہ صفت رزیلہ نظر نہیں آتی جو عام فاتحین کے بارے میں قرآن کہتا ہے: " إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا " جب مادہ پرست بادشاہ کسی بستی و علاقے میں فتح کرنے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں، ماؤں کی مامتا لٹتی ہے، بچے یتیم ہوتے ہیں، بہنوں کی چادریں تار تار ہوتی ہیں۔

لیکن ہجرت کے آٹھویں سال چشم فلک نے ایک منفرد فاتح کو بھی دیکھا ہے جو سر جھکا کر مکہ فتح کرنے آرہا ہے، جس کی عاجزی و انکساری اہل مکہ پر رحم و کرم کی بارش کرتی ہے، کعبے کا صحن ہے، سامنے تمام مجرم سر جھکائے کھڑے ہیں، کون مجرم؟ جنھوں نے حضور ﷺ پر پتھروں کی بارش کی، کون مجرم؟ جنھوں نے حضور ﷺ پر کوڑا ستم کھینچی، کون مجرم؟ جنھوں نے حضور ﷺ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا، آج ان کا ایک ایک جرم ان کے ظلم و تشدد کی گواہی دے رہا تھا، لیکن قربان جاؤں زبان رسالت پر کہ جب بولتی ہے تو رحمت کی بو چھاڑ کر دیتی ہے، فرمایا: " لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ " جاؤ! آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ربیع الاول کا مہینہ ہے ربیع کا معنی "بہار" کا ہوتا ہے، بہار کا

معنی راحت کا ہوتا ہے، رحمت کا معنی بھی راحت ہے، ربیع کا معنی بھی راحت ہے، جب اللہ نے حضور ﷺ "رحمة للعالمين" بنایا ہے تو پھر انہیں محرم کے مہینے میں نہ بھیجا، صفر کے مہینے میں نہ بھیجا، رجب وشعبان میں نہ بھیجا، شوال وذیقعد میں نہ بھیجا، بلکہ میرا پیغمبر ﷺ تمام عالم کے لئے راحت تھا تو مہینہ بھی وہ چنا گیا، جو راحت کے معنی میں ہے، بتادیا میرا پیغمبر ﷺ خود بھی رحمت ہے، میرے پیغمبر ﷺ کا آنا بھی رحمت ہے، جو پیغمبر ﷺ کا دامن پکڑ لے، وہ راحت میں آ گیا، جو پیغمبر ﷺ کا دامن چھوڑ دے، ذلت وخواری میں گرتا چلا جائے گا، آخر میں میں یہی کہوں گا:

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے
دل ان کا بھی جیتا جو سر لینے آئے
یہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے
خود کھائے ہو اور جواہر لٹائے
خوشی اپنی غیروں کے غم میں بھلا دی
دیا درد جس نے اسے بھی دعا دی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محسنِ انسانیت ﷺ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَتْمِ الْاَنْبِیَاءِ. . اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ" وَقَالَ تعالٰی فِیْ مَوْضِعِ اٰخَرَ: "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

میرے انتہائی واجب الاحترام معزز اساتذہ کرام وطلباء! میں آج کے اس منعقد کردہ تقریری مقابلہ میں چند معروضات آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، اس دنیاء فانی میں تخلیق انسانیت کے بعد خالق کائنات نے ایک فرد کو دوسرے فرد کی خدمت پر کسی نہ کسی طرح مامور کر دیا اور فطرتِ انسانی میں یہ بات رکھ دی ہے کہ اپنے اوپر ادنی سا احسان کرنے والے کو یہ ہمیشہ نگاہ مشکور سے دیکھتی ہے، لیکن دنیا میں کوئی شخص کسی ایک فرد پر احسان کرتا ہے، کسی ایک جماعت پر احسان کرتا ہے، لیکن میں جس ذات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، وہ ذات تو ایسی ہے جس نے پوری انسانیت پر احسانات کی بارش برسائی ہے، جس کا ابرِ کرم اس قدر برستا ہے کہ اپنی جان کے دشمن کو بھی معاف کر کے روئے انور پر مسرت ومسکراہٹ کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں، جو مکہ کی سرزمین پر مبعوث ہو کر معصوم بچیوں کی جان بچا کر قیامت تک آنے والی نسل انسانی پر احسان کر دیتے ہیں۔

اگر قیامت تک کوئی بیٹا اپنے باپ کا ادب کرتا ہے تو یہ میرے پیغمبر ﷺ کا احسان ہے، کوئی والدین بچوں پر شفقت کرتے ہیں تو یہ پیغمبر ﷺ کا احسان ہے، کوئی بوڑھا

شوہر کے حقوق ادا کرتی ہے تو یہ میرے پیغمبر ﷺ کا احسان ہے، اگر کوئی طالب علم استاد کا احترام کرتا ہے، تو یہ میرے پیغمبر ﷺ کا احسان ہے، اگر کوئی استاذ طلب علم کے مسافر پر دستِ شفقت رکھتا ہے تو یہ میرے پیغمبر ﷺ کا احسان ہے، غرض جب دنیا میں کوئی شخص دوسرے سے نیکی کرے گا، میرے پیغمبر ﷺ کا ابرِ احسان برستا نظر آئے گا۔

میرے بھائیو! اس عظیم ہستی کے احسان کی ایک جھلک آپ کو چودہ سو سال قبل مکہ کی سرزمین پر دکھاتا ہوں کہ مکہ فتح ہو رہا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جانثاری کا ثبوت دیتے ہوئے پیغمبر ﷺ کے دست و بازو بن کر ساتھ آ رہے ہیں، یکا یک ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرطِ خوشی میں نعرہ بلند کرتے ہیں: "اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ" آج بدلے کا دن ہے، آج جنگ وقتال کا دن ہے، محسن انسانیت ﷺ کے گوش مبارک میں یہ آواز پڑتی ہے، ابرِ احسان جوش میں آ جاتا ہے، فوراً جواب دیتے ہیں: "اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَۃِ" آج تو رحمت کا دن ہے، آج تو انسانیت پر احسان کرنے کا دن ہے، پھر چلئے حضور ﷺ کا یہ فقرہ فقط قولی دعویٰ نہیں بنتا، بلکہ صحن کعبہ میں اپنے جان کے دشمنوں کو بھی معاف کر کے انسانیت پر احسان کا حق ادا کر کے واضح کر دیا کہ میں پوری انسانیت پر محسن بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

میرے بھائیو! دنیا میں انسان پر دو قسم کے احوال آتے ہیں، کبھی خوش ہوتا ہے، کبھی غم میں ہوتا ہے، اپنی خوشی کے وقت ہر کوئی دوسرے پر احسان کرتا ہے، لیکن غم کے وقت کوئی نہیں کرتا، لیکن میرا دعویٰ میرے آقا ﷺ نے دونوں میں انسانیت کو یاد رکھا ہے، جب میرے آقا ﷺ آسمانوں پر گئے، اس سے بڑھ کر خوشی کا مقام اور کوئی نہیں، اللہ رب العزت نے فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" آگے محسن انسانیت جواب دیتے ہیں: "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ" قیامت تک

آنے والے ہر صالح پر اس محسن کا احسان چمکتا رہے گا۔

میرے بھائیو! دوسرا موقع غمی کا ہوتا ہے اور قیامت کے دن سے بڑھ کر کونسا دن غمی کا ہے، جس میں "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" کا عالم ہوگا، کائنات کا یہ عظیم محسن وہاں پر بھی "رَبِّ اُمَّتِیْ" کی صدا لگا کر انسانیت پر ابرِ احسان برساتا نظر آتا ہے۔

میرے دوستو! دنیا میں جو کسی پر ادنیٰ احسان کردے، قرآن اسے "اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" کا سرٹیفکیٹ دے دیتا ہے، اسے اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے، جو پوری انسانیت پر احسان کرے، وہ اللہ کا کس قدر محبوب ہوگا؟ میرے پاس وہ الفاظ کا ذخیرہ نہیں جس سے اس محسن اعظم ﷺ کے احسان کو بیان کروں، پوری انسانیت سجدہ ریز ہو کر بھی اس کے احسان کا بدلہ دینا چاہے، میرا ضمیر یہ کہتا ہے کہ وہ احسان کا بدلہ نہیں دے سکتی، اس لئے کہ حیوان ناطق سے انسان کامل بنا دینا یہ بھی میرے پیغمبر ﷺ کا احسان ہے، آخر میں ان کی بارگاہ میں یہی عرض کرتا ہوں:

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے
دل ان کا بھی جیتا جو سر لینے آئے
یہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے
خود کھائے جَو اور جواہر لٹائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تحفظ ناموسِ رسالت وسپاہِ رسالت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ.

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
اک فقط نام محمدؐ سے محبت کی ہے

میرے واجب الاحترام معزز و مکرم ساتھیو! آج کے اس منعقد کردہ تقریری مقابلہ میں آپ سے بیانِ سخن کا شرف حاصل کر رہا ہوں، موضوع کے دو جزء ہیں، ایک "تحفظ ناموسِ رسالت" اور دوسرا "سپاہ رسالت" ہے۔

بظاہر ان دونوں کا مفہوم اور معنی الگ الگ ہے، لیکن حقیقت میں ان دونوں کا آپس میں خاص تعلق اور خاص ربط ہے، تحفظ ناموسِ رسالت یہ سپاہ رسالت کے بغیر نہیں ہوسکتا اور سپاہ رسالت، تحفظ ناموس رسالت کے بغیر نہیں ہوسکتے۔ ایک تحفظ ذاتِ رسالت کا ہے اور ایک تحفظ صفاتِ رسالت کا ہے، اگر آپ تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہوئے عقل سلیم کے ساتھ بغور مطالعہ فرمائیں گے تو آپ کو یہ بات نظر آئے گی کہ سپاہ رسالت

میں سے ایک سپاہی ہجرت کی رات پیغمبر ﷺ کی ذات کا تحفظ کرتا ہوا نظر آتا ہے، احد کے مشہور معرکے میں جب قریش کے تیغ زنوں نے آپ پر یورش و یلغار کی، میرے آقا ﷺ آواز لگاتے ہیں: کون ہے جو مجھ پر جان قربان کردے؟ سات انصاری صحابی رضی اللہ عنہم نکلتے ہیں، شمع رسالت کے یہ پروانے یکے بعد دیگرے اپنی جان کی بازی لگا کر تحفظ ناموس رسالت کے لئے اپنا خون کا قطرہ قطرہ بہا کر یہ اعلان کرتے ہیں:

یتیم و بے نوا سمجھا تھا جس کو اہل باطل نے
جہاں پر چھا گئے وہ سرور دنیا و دیں ہو کر
ہزاروں بار عشرت کونین اس پہ صدقے ہو
غم عشق نبی رہ جائے جس دل میں مکیں ہو کر

میرے بھائیو! بات ہے تحفظ ناموس رسالت کی، سپاہ رسالت نے تحفظ کیا ہے جان دے کر کیا ہے، بچے یتیم کرا کر دیا ہے، سر کٹا کر دیا ہے، وطن و ملت قربان کر کے کیا ہے، اٹھائیے تاریخ، اوراق کی ورق گردانی کریں تو تحفظ ناموس رسالت کی خاطر ایک سپاہی زنجیروں میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے، اس پر کوہ ستم ڈھائے جا رہے ہیں، ظلم وتشدد کی برسات ہو رہی ہے، ایک بدبخت کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں: اے خباب! بتا محمد (ﷺ) کا ساتھ چھوڑو گے یا نہیں؟ سپاہ رسالت کے پروانوں میں سے یہ ایک پروانہ جواب دیتا ہے: میں جان دے سکتا ہوں، جسم ٹکڑے کرا کر ریزہ ریزہ ہو سکتا ہوں، لیکن محمد ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا، ایک بدفطرت و بدبخت کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں: اگر تمہاری جگہ پر یہاں محمد (ﷺ) کو لایا جائے تمہیں پسند ہے یا نہیں؟ میں قربان جاؤں اس عاشق صادق پر جس کے عشق کا سمندر دل میں موجزن ہو جاتا ہے اور وہ بے ساختہ جواب دیتا ہے: ظالمو! تم

کہتے ہو تیری جگہ محمد ﷺ ہوتے، آقا ﷺ کی ذات تو دور کی بات ہے، میرے پیغمبر ﷺ کے پائے اقدس میں ایک کانٹا چبھ جائے، مجھے یہ بھی گوارا نہیں ہے۔

میرے بھائیو! پیغمبر اسلام ﷺ کی ذاتِ گرامی اس قدر اہمیت کی حامل ہے جس کی ناموس کا تحفظ، سپاہ رسالت کے پروانوں نے اپنی جان پر کھیل کر کیا ہے، قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "رحمۃ اللعالمین" میں لکھتے ہیں: پورے اسلام کی نشر و اشاعت میں دورِ نبوت کے اندر صرف ۲۱۰ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوتے ہیں، لیکن جب مسئلہ ناموسِ رسالت کا آتا ہے، تحفظِ ختم نبوت کا آتا ہے، تو یمامہ کے میدان میں ۱۲۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جان کے نذرانے پیش کر دیتے ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ناموس کا تحفظ کرتے ہیں، میں نے تاریخ کے اوراق میں ناموسِ رسالت کا تحفظ کرتے ہوئے ان چھوٹے بچوں کو بھی دیکھا ہے، جن کی تلواریں ان کے قدوں سے بڑی نظر آتی ہیں، جنہیں دنیا معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما کے نام سے جانتی ہے، ہاں ہاں! تحفظ ناموسِ رسالت کا مسئلہ صرف مردوں تک محدود نہیں رہتا، صرف بچوں تک محدود نہیں رہتا، بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک انصاری عورت احد کے راستے میں کھڑی ہے، اسے خبر دی جاتی ہے تیرا باپ شہید ہو گیا، وہ پیغمبر ﷺ کا پوچھتی ہے، خبر دی جاتی ہے تیرا بھائی شہید ہو گیا، وہ پیغمبر ﷺ کا پوچھتی ہے، خبر دی جاتی ہے تیرا شوہر شہید ہو گیا، وہ پیغمبر ﷺ کا پوچھتی ہے، بالآخر آفتابِ رسالت کو صحیح سالم دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھتی ہے:

میں بھی اور باپ بھی ، شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں تیرے ہوتے ہوئے ہم چیز ہیں کیا ؟

میرے بھائیو! حقیقت میں تحفظِ رسالت اگر سمجھ میں آیا ہے تو سپاہِ رسالت

کے کردار و اعمال سے، اگر ناموس رسالت کی خاطر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قید و بند برداشت کرتے ہیں تو سپاہ رسالت سے سیکھ کر، انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تحفظ ناموس رسالت کرتے ہیں سپاہ رسالت سے سیکھ کر، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ناموس رسالت کی خاطر کراچی سے کفن لے کر جاتے ہیں تو سپاہ رسالت سے سیکھ کر، عامر چیمہ جان دیتا ہے تو سپاہ رسالت سے سیکھ کر، غازی علم الدین تختۂ دار کو چومتا ہے تو سپاہ رسالت سے سیکھ کر، پتہ چل گیا کہ ایمان کی بقاء تحفظ ناموس رسالت میں مضمر ہے، لیکن سپاہ رسالت کے طرز پر آج بھی شاتمین پیغمبر اپنی بدبختی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور غلامان محمدؐ کا رشتہ ذات محمدؐ سے توڑنا چاہتے ہیں تو آج بھی ضرورت ہے علم جہاد بلند کر کے ان کو بتا دیا جائے:

مقام نبیؐ تو مقام نبیؐ ہے، صحابہؓ کی خاطر بھی ہم جان دیں گے
ہتھیلی پہ سر کو لئے پھر رہے ہیں، امانت ہے ان کی بصد شان دیں گے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تحفظِ ناموسِ رسالت، اور ہماری ذمہ داری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ .. اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی حج اچھا
مگر باوجود اس کے میں مسلماں ہو نہیں سکتا
میں جب تک نہ کٹ مروں شاہِ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

عزیزانِ گرامی قدر وارثانِ علومِ نبوت وطالبانِ علم وحکمت! آج کی اس صدابہار پروقار محفل میں آپ کے سامنے چند معروضات نخن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اگر آپ بنظرِ دقیق صفحۂ کائنات کا مطالعہ فرمائیں تو اطراف واکناف میں ایک نظریۂ فاسدہ گردش کرتا نظر آئے گا اور وجۂ کائنات حبیبِ رب الارض والسمٰوات کی ذاتِ عالی پر توہین آمیز قوانین کو بالادستی فراہم کرنے کی ناپاک جسارت کی جا رہی ہے، لیکن جس آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کو اپنے خبثِ باطن کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، اب

لی خدمت اور ناموس کا تحفظ صرف ہمدا رضی نہیں ہے، بلکہ " وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ " کا عرشی قانون تحفظ ناموس رسالت کا ضامن و ذمہ دار ہے۔

جب میں اوراق تاریخ کی ورق گردانی کرتا ہوں تو مجھے ناموس رسالت کا تحفظ سرفروشان اسلام کے رگ وخون میں دوڑتا نظر آتا ہے، اور " اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ " کی عملی روداد سنا تا نظر آتا ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالی عنہ مشرکین مکہ کے کوہ ستم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں سوال کیا جاتا ہے: " اَتُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ مُحَمَّدٌ مَكَانَكَ " تو ناموس رسالت کا یہ محافظ و پروانہ تڑپ کر جواب دیتا ہے: " وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ اٰمِنًا فِيْ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَاَنَّ مُحَمَّدًا تَشُوْكُهُ شَوْكَةٌ "۔

جی ہاں! تحفظ ناموس رسالت کا ایک پروانہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی صورت میں تڑپتا نظر آتا ہے، جب سورج کی کرنیں زمین کو انگارہ نما بنا دیتی ہیں تو مشرکین مکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زرہ پہنا کر لٹا دیتے ہیں اور سوال کرتے ہیں " مَا تَقُوْلُ فِيْ مُحَمَّدٍ؟ " جواب میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ جَاءَ نَا بِدِيْنِ الْهُدٰى وَالْحَقِّ "۔

مجھے اوراق تاریخ میں ناموس رسالت کا ایک پاسبان میدان احد میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ میں کھڑا نظر آتا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب سر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو یہ عظیم جانثار پکار کر کہتا ہے " بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ " اور پھر ستر سے زیادہ زخم کھا کر دنیائے کفر کو یہ باور کرا دیتا ہے:

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے

وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
اِک فقط نام محمدؐ سے محبت کی ہے

عزیزانِ من! تحفظ ناموس رسالت اِک ایسا عظیم جذبہ ہے جس میں نیک و بد کی کوئی تفریق کارگر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ ہر وہ شخص جس کے دل میں شمع ایمان کی ادنیٰ سی رمق فروزاں ہو وہ کٹ تو سکتا ہے، وہ گھربار کی بازی لگا سکتا ہے، وہ اپنی جان سے گزر سکتا ہے، لیکن ناموس رسالت کے تحفظ پر کوئی سودا بازی نہیں کر سکتا، بلکہ وہ تو جانثاران بدر کی زبان میں اپنے آقا ﷺ سے یہ وعدہ کرتا ہے: "لَوِاسْتَعْرَضْتَ بِنَاهٰذَاالْبَحْرَ لَخُضْنَاهُ وَمَاتَخَلَّفَ مِنَّارَجُلٌ وَاحِدٌ"۔

سامعین محترم! تحفظ ناموس رسالت وہ عظیم فریضہ ہے جس کی خاطر میرے آقا ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں مختلف جانثار اور محافظ روانہ فرمائے ہیں، جب یمن میں اسود عنسی ملعون کی شکل میں ناموس رسالت کا ہتک رونما ہوتا ہے تو پھر حضرت فیروز دیلمی ؓ حکم نبوت کی تعمیل کرتے ہوئے اسود عنسی کا استیصال کرتے ہیں، اس فریضہ کی اہمیت کا اندازہ لگائیں حضرت فیروز دیلمی ؓ اسود عنسی کی بیوی حضرت آزاد ؓ سے معاونت طلب کرتے ہیں تو وہ فرماتی ہیں: "اُعِيْنُكُمْ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ؟ "حضرت فیروز ؓ نے فرمایا "عَلٰى اِخْرَاجِه" تو پھر حضرت آزاد تحفظ ناموس رسالت کے جذبے سے سرشار ہو کر جواب دیتی ہیں "بَلْ اُعِيْنُكُمْ عَلٰى قَتْلِه" جب حضرت فیروز ؓ اس بد بخت کو راہی کرتے ہیں تو میرے آقا ﷺ حلقۂ احباب میں "فَازَ فَيْرُوْزٌ" کی صدا بلند فرما کر تحفظ ناموس رسالت کے پروانوں کو کامیابی کا تمغہ عطا فرما دیتے ہیں۔

تاریخ کے شاہکار جھروکوں میں مجھے ناموس رسالت کا ایک محافظ حضرت حبیب بن زید انصاری جیسا بھی نظر آتا ہے، مسیلمہ کذاب کے دربار میں جس کے اعضاء واجزاء بکھیرے جا رہے ہیں، لیکن وہ مسیلمہ کذاب کے اس قول "تَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟" کے جواب میں "اِنَّ فِیْ اُذُنَیَّ صَمَماً عَنْ سِمَاعِ مَا تَقُوْلُ" جیسا جملۂ عزیمت دہراتے نظر آتے ہیں، جی ہاں آقائے کائنات ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں اسلام کی نشر و اشاعت میں ۲۵۹ صحابہؓ شہید ہوتے ہیں، لیکن تحفظ ناموس رسالت کے لئے یمامہ کے میدان میں ۱۲۰۰ صحابہؓ نے جان کا نذرانہ پیش کر کے یہ اعلان کیا ہے:

واقف تو ہیں اس راز سے یہ دار و رسن بھی
ہر دور میں تکمیل وفا ہم سے ہوئی ہے

عزیزان گرامی قدر! جب تحفظ ناموس رسالت ایک اہم فریضہ ہے، جب یہ ایمان کی اساس و بنیاد ہے، جب یہ ایمانی حمیت کا سرمایہ ہے، جب یہ دینی غیرت کا تقاضا ہے تو پھر ہماری ذمہ داری نہیں، بلکہ ہمارے ایمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ ناموس رسالت کے دشمنوں کو اپنے معاشرے سے الگ کر دیں، ان کے استیصال میں اپنی جان کی بازی لگا دیں اور اپنی اس ذمہ داری کے بارے میں آج میں وہی بات کہوں گا جو حضرت سعد بن ربیع انصاری ﷺ اس امت کے کندھوں پر بوقت شہادت ڈال کر گئے ہیں، ناموس رسالت کے تحفظ کی ذمہ داری حضرت سعد ﷺ کی زبان میں یوں عیاں ہوتی ہے: "لَاعُذْرَلَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَنْ يُّخْلَصَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُفْرٌوَفِيْكُمْ عَيْنٌ تَطْرِفُ"۔

اس پاکیزہ فریضے کی خاطر دنیوی جاہ و مال کو پس پشت ڈال کر "حَتّٰـى اَكُوْنَ

اَحَبَّ اِلَیۡهِ مِنۡ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ” کا عملی کردار پیش کریں، اگر وہ کوئی ملک ہے تو سفارتی تعلقات ختم کرنا ایمان کا تقاضا ہے، اگر وہ کوئی کمپنی ہے تو مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ایمان کا تقاضا ہے، اگر وہ کوئی فرد ہے تو اسے کیفرِ کردار تک پہنچانا عین ایمان کا تقاضا ہے۔

آج اعدائے اسلام کے آلۂ کار حکمران اگر ناموس رسالت قانون میں کوئی بدنیتی رکھتے ہیں تو پھر یاد رکھیں، اس امت کی رگوں میں حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا خون دوڑتا ہے، اس کی رگوں میں حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا خون دوڑتا ہے، اس کی رگوں میں شہیدانِ یمامہ کا خون دوڑتا ہے، اس کی رگوں میں غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ کا خون دوڑتا نظر آتا ہے، اس کی رگوں میں غازی عبدالقیوم شہید رحمہ اللہ کا خون دوڑتا ہے، اس کی رگوں میں عامر چیمہ شہید رحمہ اللہ کا خون دوڑتا ہے، یہ حضرت معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما جیسے نونہالوں کا جذبہ لے کر وقت کے ابوجہل نما شاتموں کا قلع قمع کر کے دنیائے کفر کو یہ بتائے گی:

ناموس رسالت کی خاطر ہم جان نچھاور کر دیں گے
اگر وقت نے ہم سے خون مانگا ہم وقت کا دامن بھر دیں گے

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

سنت قبل از تدوین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ ..... اَمَّا بَعْدُ : فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا یَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ وَقَالَ اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ وَاَوْمَأَ بِیَدِهٖ لِلْخَطِّ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اگر کسے شک کند در سنت مصطفیٰ
لاجرم کشیدن زبان او روا بود

اربابِ علم و دانش، اصحابِ فکر و نظر اور شجرۂ نوری کے مہکتے، دمکتے، چہکتے، چمکتے، ہنستے، مسکراتے، کھلکھلاتے، اور سنت نبوی کے غیور و جسور و جانباز نگہبانو! آج کے اس تقابلی سلسلۂ تقاریر میں میرا موضوع "سنت قبل از تدوین" کے عنوان سے معنون ہے، بارگاہِ حق میں بندۂ عاجز دست بدعا ہے کہ قدم قدم پر حق سچ کہنے کی توفیق عطا ہو۔ (آمین)

سامعینِ محترم! علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی، یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لئے تازگی کا سامان پہنچاتی ہے، سنت و حدیث انسانیت کے اہم ترین انقلابی عہد کی تاریخ کا وہ معتبر ذخیرہ ہے، جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہمہ گیر، عالم پر اثر انداز

ہونے والی ہستی انسانیت کو قدرت کی جانب سے عطا ہوئی۔

اسلام دشمن طاقتیں روزِ اول سے ہی دین اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کے متعلق شکوک وشبہات کے بیج اُگانے کی کوششیں کرتی چلی آرہی ہیں، چونکہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں جعل سازی کا امکان نہ تھا، بنابریں انہوں نے اپنے تیر سنت کی طرف موڑ دیئے، وضع حدیث کا سلسلہ شروع کیا، متون پر اعتراضات کی بھرمار کردی، صحیح وسقیم میں تمیز کو مشکل باور کرایا، راوی اور مروی عنہ کے درمیان انقطاع کا دعویٰ کرکے ذخیرۂ احادیث کو جعلی ثابت کرنے پر اپنا سارا زور صرف کرڈالا، مستشرقین کی ایک جماعت نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ ذخیرۂ حدیث کا ایک بڑا حصہ فقہاء رحمہم اللہ نے اپنی فقہی آراء کی تائید کے لئے گھڑا ہے۔

سنت پر اٹھائے جانے والے اعتراضات میں سے ایک بڑا اعتراض یہ بھی تھا کہ کتب حدیث کی ترتیب وتدوین کا سلسلہ تیسری صدی ہجری میں شروع ہوا ہے اور نبی کریم ﷺ کے عہد سے تدوین کے زمانہ تک زمانی فاصلوں کے وسیع بیابان حائل ہیں، لہٰذا ذخیرۂ حدیث انتہائی بے بنیاد، غیر مستند اور غیر معتمد ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی بے بنیاد اعتراض ہے، کیونکہ اگر تدوین سے رسمی تدوین ہی مراد لی جائے، تب بھی تدوین حدیث کا آغاز پہلی صدی ہجری کے انتہاء میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں ہو چکا تھا، امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے ”صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم“ میں تعلیقاً نقل کیا ہے ”وَ كَتَبَ عُمَرُبْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِاِلٰى اَبِىْ بَكْرِبْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْمَاكَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَاِنِّىْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذِهَابَ الْعُلَمَاءِ“

سامعینِ محترم! ابھی تدوین سے پہلے کے دور میں ذخیرۂ حدیث کی حفاظت کی تین صورتیں تھیں (۱) تعامل (۲) روایت (۳) کتابت

(۱) تعامل: احادیث مقدسہ کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ باقاعدہ تدوین سے پہلے عمل بالحدیث کا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کو نہ صرف خود محفوظ کیا، بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں حضور ﷺ کی اتباع کرتے اور آپ ﷺ کے اعمال و افعال کی ہو بہو نقل اتارتے تھے، گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث مقدسہ کے زندہ و جاوید چلتے پھرتے ہزاروں نسخے تھے، جبھی تو جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں زیادہ اہمیت کا حامل وصف بیان کیا جاتا وہ اتباعِ سنت رسول ہوتا تھا:

چنانچہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے: "اَقْرَبُ النَّاسِ هَدْيًا وَ دَلًّا وَ سَمْتًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ"۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ: "كَانَ يَتْبَعُ اٰثَارَهٗ فِيْ كُلِّ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ وَكَانَ يَعْتَرِضُ بِرَاحِلَتِهٖ فِيْ طَرِيْقٍ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ نَاقَتَهٗ" ان کی یہ عادت تھی کہ "يَسْأَلُ مَنْ حَضَرَ اِذَا غَابَ عَنْ قَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ"۔

(۲) روایت: حدیث کی تاریخ کی آج جو کچھ بنیاد ہے، وہ کوئی پرانے زمانے کے کسی مصنف کی کوئی یادگار، پرانی قبروں کا کوئی کتبہ، پرانے سکوں کا کوئی ٹھپہ، پرانے کھنڈرات کی کوئی سنگی تختی نہیں، بلکہ یقینی سے یقینی تر شئے ہے، وہ رؤیت اور سماع ہے۔

الاصابۃ جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۳ پر فن رجال کے چوٹی کے امام علی بن زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ رَاٰهُ وَسَمِعَ مِنْهُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

اِنْسَانٍ مِنْ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ كُلُّهُمْ قَلْ رَوَى عَنْهُ سِمَاعاً وَرُؤْيَةً''۔

تاریخ حدیث کے ابتدائی حصہ میں نقل کرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس پر شک کرنا اور اس کو نہ ماننا محال ناممکنات میں سے ہے، یہ صرف ان اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعداد ہے، جنہوں نے حضور ﷺ کو دیکھنے کے بعد آپ ﷺ سے کوئی نہ کوئی بات روایت کی، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صرف ایک حدیث کے لئے ایک مہینہ کا سفر طے کرتے ہیں، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھئے ایک حدیث میں صرف شک کو دور کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ سے مصر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس سفر کرتے ہیں اور تو اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صرف حرف کی تصحیح کی خاطر باقاعدہ کوچ فرمالیتے ہیں۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے بھی احادیث وروایات پوچھتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "كَانُوا أَبْحَرُ فُوْنَ نَرْوِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَنِيْ عَنْ حَدِيْثِهِ مِنْهُمْ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ" ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دروازوں پر تلاشِ حدیث میں گرد کھاتے پھرتے تھے اور یہ الفاظ آپ رضی اللہ عنہ کے ورد زبان ہوتے تھے: "هَلُمَّ فَلْنَسْأَلْ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُمُ الْيَوْمَ أُكْثَرُ"۔

سعید بن المسیبؒ سے امام مالک رحمہ اللہ راوی ہیں کہ وہ فرماتے ہیں: "إِنِّي كُنْتُ لَأُ سِيْرُ اللَّيَالِيَ وَالْأَيَّامَ فِيْ طَلَبِ الْحَدِيْثِ" طلب حدیث کے لئے رحلت سفر واسفار کا عام ذوق صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں پھیل گیا تھا، عرب کے بدو کتابت سے زیادہ اپنے حافظوں اور سفینوں سے زیادہ سینوں والے علم پر اعتماد کرتے تھے اور کتابوں کے طومار کو دیکھ کر مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے: "حَرْفٌ فِيْ طَامُوْرِكَ خَيْرٌ مِّنْ

عَشَرَةٍ بِلِیٰ کُتُبَکَ''۔

(۳) کتابت: اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس کلام کتاب اللہ جو کہ کلام نفسی ہے، اس کو اٹھا کر دیکھئے اقلب وفکر سے اس میں بنظر عمیق غور کیجئے! اس کے الفاظ کی گہرائیوں کے سمندر میں غور کیجئے تو یہ بات آپ کے نقش خیال پر مثل الم نشرح ابھر کر واضح ہو جائے گی کہ عہد نبوت میں بھی کتابت کی شکل موجود تھی، بھلا جس کتاب کا نام ہی قرآن یعنی پڑھی جانے والی چیز ہو۔

سورۃ فاتحہ کے بعد جس کی پہلی سورت کی پہلی آیت کا دوسرا لفظ کتاب ہو اور مسلسل کتاب، زُبُر، اسفار، قراطیس، لوح کا ذکر ہر بڑی سورت میں بار بار آتا ہو، پہلی آیت جو پیغمبر علیہ السلام پر نازل ہوئی، اس میں پڑھنے، لکھنے اور قلم کا ذکر موجود ہو: '' اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ '' اور '' عَلَّمَ بِالْقَلَمِ '' کے الفاظ ہوں، مداد (روشنائی) دوات، سَفَرَة، کاتبین، سجل کا ذکر جس کتاب میں پایا جاتا ہو، کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ کتاب ایسی قوم میں اتری جو نوشت وخواند سے عاری تھی۔

اس وقت امت کے ہاتھوں میں حدیثوں کا جو معتبر اور قابل اعتماد ذخیرہ موجود ہے، اس کی مقدار اور تعداد کیا ہے؟ عام طور پر حدیث کے حفاظ کی یاد کردہ احادیث کی جو تعداد بتائی جاتی ہے، وہ بہت زیادہ ہوتی ہے، مثلاً کہا جاتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو غیر معتبر یا ردشدہ حدیثوں کے سوا جو قابل اعتماد حصہ محفوظ تھا، اس کی تعداد سات لاکھ سے اوپر ہے، اسی طرح ابوزرعہ رحمہ اللہ کی حدیثوں کی تعداد بھی سات لاکھ بتائی جاتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ انہیں دو لاکھ کے قریب غیر صحیح اور ایک لاکھ صحیح حدیثیں زبانی یاد تھیں، امام مسلم رحمہ اللہ سے لوگوں نے ان کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ انہا

کتاب صحیح مسلم کے متعلق وہ خود فرماتے تھے کہ اپنے کان سے سنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں سے میں نے یہ مجموعہ تیار کیا ہے۔ یہ اضافہ اور زیادتی سندوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے، ورنہ امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح سند کے ساتھ جو حدیثیں مروی ہیں، ان کی تعداد بمشکل دو ہزار چھ سو دو ہے، امام مسلم رحمہ اللہ کی کل حدیثوں کی تعداد چار ہزار ہے، مؤطا امام مالک کی حدیثوں کی تعداد صرف چھ سو ستانوے ہے۔

بہر حال شمار کرنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ صحیح، حسن، ضعیف ہر قسم کی تمام حدیثیں جو اس وقت صحاح ستہ، مسند احمد، اور دوسری کتب میں موجود ہیں، ان کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں ہے، حاکم کا بیان ہے کہ اول درجہ کی صحیح حدیثوں کی تعداد دس ہزار تک بھی نہیں پہنچتی، اس کے بعد ان خطوط اور معاہدوں، امان ناموں، جاگیر وقطائع کے فرامین کے سوا جن کو خود رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا ہے اور جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔

حدیث کے اس کتابی ذخیرہ کے سوا عہد نبوت اور قرون صحابہ میں حدیث کا کتنا سرمایہ کتابی شکل اختیار کر چکا تھا، دنیا کو سن کر حیرت ہوگی کہ دس ہزار ہی نہیں، بلکہ اس سے کہیں زیادہ تعداد میں حدیثیں عہد نبوت اور عہد صحابہ میں کتابی شکل اختیار کر چکی تھیں۔

آپ خود فیصلہ کیجئے! حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر ہے اور دلائل و براہین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود اپنی یادداشت کے لئے روایت کردہ حدیثوں کو کتابی شکل میں لے آئے تھے۔ مشہور صحابی عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"تَحَدَّثْتُ عِنْدَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِحَدِیْثٍ فَاَنْكَرَهُ فَقُلْتُ اِنِّیْ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْكَ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ سَمِعْتَهُ مِنِّیْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدِیْ

فَاَخَذَبِیَدِیْ اِلٰی بَیْتِہٖ فَاَرَانَا کُتُبًا کَثِیْرَۃً مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَذٰلِکَ الْحَدِیْثَ فَقَالَ قَدْاَخْبَرْتُکَ اِنْ کُنْتُ حَدَّثْتُکَ فَھُوَمَکْتُوْبٌ عِنْدِیْ"۔

یہ صرف ایک نسخہ نہیں، بلکہ داری میں ہے کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد بشیر بن نہیک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نسخہ ان کی حدیثوں کا تیار کر کے خود ان کو پڑھ کر سنایا تھا، اسی طرح ان کے ایک اور شاگرد ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے بھی آپ کی حدیثوں کو جمع کیا تھا جو صحیفۂ ہمام کے نام سے مشہور ہوا ہے، یہ تو وہ نسخے ہیں، جن کا پتہ چلا ہے، ورنہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعداد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ سو کے قریب بتائی ہے، نجانے ان میں سے کتنوں نے یہ کام کیا ہوگا۔

ذرا آگے بڑھیے، خود حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اعتراف کرتے ہیں: "مَامِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ اَحَدٌ اَکْثَرُ حَدِیْثًا عَنْہُ مِنِّیْ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو" اور اس کی وجہ خود حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس قول سے واضح ہے: "قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَکْتُبُ کُلَّ مَااَسْمَعُ مِنْکَ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ فِی الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَاِنِّیْ لَااَقُوْلُ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ اِلَّاحَقًّا" اس سے واضح اندازہ ہو جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر سے زیادہ تھی۔

خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کی تعداد ایک ہزار دوسو چھیاسی ہے، سعید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: "اِذَا اَکْثَرْنَا عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ فَاَخْرَجَ اِلَیْنَامَخَالًا عِنْدَہٗ فَقَالَ: ھٰذِہٖ سَمِعْتُھَامِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَتَبْتُھَاوَعَرَضْتُھَاعَلَیْہِ"۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تلقیح میں لکھا ہے کہ حضرت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چھ ہے، مسلم میں ہے کہ حج کے متعلق انہوں نے ایک کتاب جمع کی تھی۔

عورتوں میں سب سے بڑی تعداد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثوں کی ہے، ان کی تعداد تقریباً دو ہزار دس ہے، حضرت عروۃ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں، انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہوئی حدیثوں کے مجموعے کو قلمبند کیا تھا، اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عہد صحابہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثوں کا مجموعہ بھی کتابی شکل میں آ چکا تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف دو ہزار چھ سو ساٹھ حدیثیں منسوب ہیں، ان کے مشہور آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلل میں نقل کیا ہے: "اِنَّ نَفَرًا قَدِمُوْا عَلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ مِّنْ اَهْلِ الطَّائِفِ بِكُتُبٍ مِّنْ كُتُبِهٖ فَجَعَلَ يَقْرَءُ عَلَيْهِمْ" لفظ کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک نہیں کئی کتابیں حدیثوں کی تیار کی تھیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کی تعداد ایک ہزار چھ سو تیس ہے، ان کا یہ علم ان کے مایہ ناز شاگرد حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے قلم بند ہو چکا تھا، ابن سعد میں سلمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے "اِنَّهٗ رَاٰی نَافِعًا مَوْلٰی ابْنِ عُمَرَ عَلٰی عِلْمِهٖ وَيُكْتُبُ بَيْنَ يَدَيْهِ" یہ مکثرین کی حدیثوں اور ان کی کتابی شکلوں کا ذکر ہے، اس کے علاوہ بھی متعدد صحابیوں رضی اللہ عنہم کے متعلق ثابت ہے کہ صرف ایک دو نہیں، بلکہ ان کے بھی اچھے خاصے لکھے ہوئے مجموعے موجود تھے، جن میں سے بعض تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہوئے تھے۔

مثلاً وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ جو حضر موت کے شہزادوں میں سے تھے، جب مدینہ آ کر مسلمان ہوئے اور واپس جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیفہ لکھوا کر ان کے حوالے کیا، جس میں نماز، روزہ، شراب، سود، وغیرہ کے احکام تھے، اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے یہ کلمات صادر ہوتے ہیں:

"اُکْتُبُوا لِاَبِیْ شَاہٍ" اسی طرح عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو جب آپ ﷺ نے یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو ایک تحریر بھی لکھوا کر ان کے حوالے فرمائی تھی جس میں فرائض، صدقات اور دیات سے متعلق بہت سی ہدایات تھیں۔

حضرت سمرہ بن جندب ﷜ کے بیٹے سلیمان بن سمرہ ﷫ کے متعلق صاحب "رُوِیَ عَنْ اَبِیْہِ نُسْخَۃً کَبِیْرَۃً"۔ ترمذی نے "کتاب الاحکام" میں ایک روایت "باب الیمین مع الشاھد" کے سلسلے میں جو درج کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خزرج کے مشہور سردار سعد بن عبادہ ﷜ کے پاس بھی ایک صحیفہ تھا، جس کے حوالے سے ان کے صاحبزادے بعض روایتیں بیان کرتے تھے، امام بخاری کی ایک روایت جو "کتاب الجہاد" میں "باب الصبر علی القتال" میں مروی ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ صحابی ﷜ بھی اپنی حدیثیں لکھا کرتے تھے، اسی طرح صحاح کی کتابوں میں حضرت علی ﷜ کے صحیفے کا بھی ذکر ملتا ہے، جس کو وہ اپنی تلوار کی میان میں رکھتے تھے۔

ان تمام دلائل و شواہد و براہین کو سامنے رکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قبل از تدوین حدیث، سنت کا کتابی شکل میں بھی وجود تھا اور یہ سنت ہم تک محفوظ طرق اور مضبوط ذرائع سے پہنچی ہے، مسلمانوں نے آغازِ اسلام سے قرآن پاک کے بعد اس علم کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنی پوری محنت، قابلیت اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ اس کی خدمت کی کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی قدیم روایات و اسناد کی حفاظت کی ایسی مثال پیش ہی نہیں کر سکتی اور ایسا ہونا ضروری تھا، کیونکہ اسلام قیامت تک کی زندگی لے کر آیا ہے، اس لئے صحیفۂ آسمانی اور حیاتِ نبوی کا رشتہ بھی قیامت کے دامن سے وابستہ ہے۔

قرآن و سنتِ ہدایت کی وہ ایسی دائمی مشعلیں ہیں جو قیامت تک بجھنے والی نہیں ہیں، موجودہ پُرفتن دور میں باطل اور اس کے آلۂ کاروں کی جانب سے ہمت شکنی کی تمام

کوششوں اور حوصلہ کسلی کے اس انتہائی مخالفانہ یاس انگیز ماحول میں بھی امت محمد یہ ﷺ کے دیوانوں کا ایک جانباز طبقہ اس وقت تک اپنے جگر کے ٹکڑوں کو حفظ قرآن اور تعلیم وتعلم حدیث اور فہم حدیث کی راہ میں گزران کر رہا ہے، خدا کی قسم! جب تک یہ دنیا زندہ ہے، صور اسرافیل کے بجنے تک سنت کے یہ محافظ جانباز سپاہی "قال اللّٰہ وقال الرسول" کی دل دہلا دینے والی صداؤں سے کرۂ ارض کی اس بستی کو گونجاتے رہیں گے اور باطل کے ایوانوں میں لرزہ برپا کرتے رہیں گے، باطل دبا تھا، دبا ہے اور دبے گا اور آیا ہی دبنے اور مٹنے کے لئے ہے:

خدا کی سرزمین پر اہلِ باطل حکمران کیوں ہوں
بتوں کو پوجنے والے حرم کے پاسباں کیوں ہوں

اگر تم چاہتے ہو امن سارے زمانے میں
تو یہ دولت ہے پوشیدہ محمدؐ کے خزانے میں

چلو ڈھونڈیں غلاموں کو شہنشاہ کردیا جس نے
گداؤں کو زمانے بھر کا مولا کردیا جس نے

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

ہوئے جو محمدؐ کی سنت کے نگہدار
ان لوگوں کو ہم ملک کا سردار کریں گے

جس راہ سے گزریں گے سنت محمدؐ کے فدائی
اس راہ کے ہر ذرے کو بیدار کریں گے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَایَزَالُ حَیٌّ قَیُّوْمٌ عَالِمٌ مُدَبِّرًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ امابعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا "صدق اللہ العظیم وقال النبی ﷺ "لِیُصَلِّ اَبَابَکْرٍ بِالنَّاسِ "قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْاَمَرْتَ غَیْرَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ قَالَ لَایَنْبَغِیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ اِمَامٌ وَفِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ۔ صدق رسولہ النبی الکریم۔

صدق کا پتلا، حلم کا خوگر، عطا کا دریا، وفا کا پیکر
نبی کا عاشق، عشق میں صادق، عظیم تر ہے صدیق اکبرؓ
نبی نے جب اپیل کی، ان سے نہ مانگی دلیل اس نے
جو پاس تھا سبھی لٹایا نہ کبھی بچایا، نبی کی خاطر

میرے بزم شامزئی کے محترم ومکرم اور ہمسفر ساتھیو! آج میں اس ہستی کی شخصیت پہ طائرانہ نگاہ ڈالنے لگا ہوں جو صدیق نبی کا رفیق اور لقب جس کا عتیق، جو انتہائی شفیق، جو دل کا رقیق ہے، جو خلیفہ اول بلافصل، سراپا عدل، صداقت میں بے بدل، وفا کی غزل، عطا میں بارش کی مثل، جو نبی کا یار، حیادار، وفادار، دلدار، غمخوار اور "اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ" کا مصداق ہے جسے نبی نے جنت کی خوشخبری دی جو پیغمبر کا سسر ہے اور ہمسفر بھی اور ذی قدر بھی اور مسند نبی کا وارث بھی۔

محترم دوستو! افضلیت صدیقؓ پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے چنانچہ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں بیہقی کے حوالے سے امام شافعی کی عبارت نقل کرتے ہوئے کہ "اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ وَاَتْبَاعُھُمْ عَلٰی اَفْضَلِیَّۃِ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِیٍّ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)" اور علامہ عینیؒ شارح بخاری لکھتے ہیں رواہ الطبرانی بلفظ "کُنَّا نَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَیٌّ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ

اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ یَسْمَعُ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلَایُنْکِرُہٗ '' اس کے بعد علامہ یعنی رطب اللسان ہیں: '' وَ عَلٰی ھٰذَا اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ''۔

سامعین محترم! جب آمنہ کے لخت جگر، سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں موجود تھے تو اپنی کاوشوں سے دین کو پوری دنیا میں پھیلاتے رہے اور انبیاء کے بعد یہ مقام حضرت صدیق اکبر کو ملا، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں '' اَنْتَ قَامَ مَقَامَ الْاَنْبِیَاءِ '' حضرت صدیق اکبر کی جرأت کا یہ عالم تھا کہ ایک موقع پر جب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت حالات کا بھی خیال کیجئے تو صدیق بول اٹھا '' جَبَّارٌفِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌفِی الْاِسْلَامِ '' (تاریخ الخلفاء)

محترم دوستو! ذرا غور طلب ہے اللہ امتحان خلیل کا بھی لے رہے ہیں اور صدیق کا بھی لے رہے ہیں، خلیل کا امتحان تھا کہ مال پیش کر یا جان پیش کر، صدیق کا امتحان تھا کہ مال پیش کر اور جان پیش کر چنانچہ جان پیش کر کے خلیل بھی کامیاب صدیق بھی کامیاب۔ صدیق جب دربار رسالت میں آئے تو بیوی بچوں کو چھوڑ کر آئے۔ پھر خلیل جہاں پہنچے بیت اللہ کو تعمیر کیا، صدیق جہاں پہنچے مسجد نبوی کو تعمیر کیا، جہاں خلیل پہنچے ہیں اس زمین کی قیمت ادا نہیں کی گئی اور جہاں صدیق پہنچے ہیں اس زمین کی قیمت خود ابو بکر نے ادا کی ہے۔

جہاں کعبہ بنا بڑی عظمت کی جگہ ہے بڑے تقدس والی جگہ ہے۔

لیکن مسلمانو! جو زمین صدیق نے مسجد کیلئے خرید کر دی پیغمبر اس کی فضیلت کو یوں بیان فرماتے ہیں، '' مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ '' صدیق کے متعلق جنتی ہونے کا شک کرنے والو! کبھی اتنا سوچو کہ صدیق وہ ہے جس نے اپنے ہاتھوں سے جنت خرید کر قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے اس کو وقف کر دیا ہے۔

خلیل کا امتحان کہ اولاد پیش کر، اسماعیل کو پیش کر دیا، صدیق کا امتحان کہ اولاد پیش کر، عائشہ کو نبی کے قدموں پہ لا کر رکھ دیا۔ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ حضرت

اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے وقت عمر کیا تھی بعض نے سات اور بعض نے گیارہ اور بعض نے سات گیارہ کے درمیان کہا ہے۔

اور اسی آخری قول کو ترجیح دی جاتی ہے اور جب سات اور گیارہ کا درمیان نکالیں تو نو بنتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بھی نو سال تھی۔

میرے دوستو! تیس پاروں والے قرآن کو بھی نے پڑھا ہے اگر عملی قرآن کو کسی نے پڑھا ہے تو وہ صدیق ہے اور یوں پڑھا ہے کہ اکیلے اپنی گود میں محبوب کا سر رکھ کر اللہ نے بھی کہہ دیا "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" صدیق ٹھہر ٹھہر کے پڑھو۔ اور اس انداز سے ابوبکر تین دن اور تین رات آقا کے چہرے کو تکتے رہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

رخ یار کو تکتا ہوں اس لئے
کہ پڑھتے ہیں اہل ذوق کتاب آہستہ آہستہ

میرے دوستو! ہر اچھے کام کی پہل ابوبکر نے کی ہے ابوبکر کہتے ہی اسے ہیں جو ہر کام میں اول آئے۔ نبی کی رفاقت میں، نبی کی ہجرت میں، نبی کے سفر میں، نبی کے حضر میں، مسلمانو! کلمہ پڑھنے کے بعد (۴۵۰۰۰) پینتالیس ہزار نقد کیش لا کر نبوت کے قدموں میں رکھنے والے سب سے پہلے ابوبکر ہیں۔

شب ہجرت (۵۰۰۰) پانچ ہزار نقد لے کر چلنے والے سب سے پہلے ابوبکر ہیں۔

جس کا خاندان نبی پر قربان، سب سے پہلے ابوبکر ہے۔

قرآن جس کو "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" کہے، سب سے پہلے ابوبکر ہے۔

قرآن جس کو "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا" کہے، سب سے پہلے ابوبکر ہے۔

قرآن جس کو "وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ" کہے، سب سے پہلے ابوبکر ہے۔

قرآن جس کو "فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى" کا مصداق بنائے سب سے پہلا ابوبکر ہے۔

مسجد قبا کی تعمیر میں نبی کے بعد سب سے پہلی اینٹ رکھنے والا ابوبکر ہے۔

مسجد نبوی کی زمین خرید کر دینے والا ابوبکر ہے۔

پیغمبر کے بعد مسجد نبوی کی پہلی اینٹ رکھنے والا ابوبکر ہے۔
صلح حدیبیہ کا مشورہ دینے والا ابوبکر ہے۔
سب سے پہلا امیر حج ابوبکر ہے۔
علی کے نکاح کا گواہ ابوبکر ہے۔
جس نے ٹاٹ اور بوریا کا لباس پہنا ابوبکر ہے۔
نبی نے اپنے ہاتھوں سے جس کو مصلی عطا کیا وہ ابوبکر ہے۔
پیغمبر کی زندگی میں جس نے سترہ نمازیں پڑھائیں وہ ابوبکر ہے۔
جس نے حضور کے چہرہ انور کی پیشانی میں بوسہ دے کر کہا
"طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا لَا یَجْمَعُ اللهُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ".
جس نے منکرین ختم نبوت کا قلع قمع کیا وہ ابوبکر ہے۔
جس نے قرآن کو جمع کیا وہ ابوبکر ہے۔
جس کی میت کو حیدر کرار نے روضہ کے سامنے رکھ کر کہا تھا آقا غلام حاضر ہے اجازت ہو تو دفن کردیں ورنہ جنت البقیع میں لے جائیں دروازہ کھلتا ہے تالہ ٹوٹتا ہے حجرے سے آواز آتی ہے:
اُدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی حَبِیْبِہ.
جس کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکاریں گے وہ ابوبکر ہے۔
جو پل صراط سے پہلے گزرے گا وہ ابوبکر ہے۔
تمام انبیاء کے تمام امتی جنت سے باہر ہوں گے جنت میں پہلا قدم رکھنے والا ابوبکر ہے۔
آخر میں اتنا ہی کہوں گا ۔

اے صدیق جو بھی تیرا احترام کرتے ہیں
ہم بڑے ادب سے ان کو سلام کرتے ہیں
تو نہ خدا کے کام کا نہ نبیؐ کے کام کا
جو منکر صدیق ہے وہ نطفہ حرام کا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. امابعد! فاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا، وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا" وقال النَّبِیُّ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَاَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ۔

کوئی پیدا نہ ہوگا ایسا انسان محشر تک
سبھی اس کے مقلد ہیں عمرؓ، عثمانؓ، حیدرؓ تک
اسی کے ساتھ چل کر ہم اتر سکتے ہیں جنت میں
یہی جھرنا پہنچتا ہے محبت کے سمندر تک
جہاں جبریل دستک بھی نہ دے سکتا تھا بن پوچھے
اسی گھر میں چلا جاتا وہ دوعالم کے رہبر تک
ابھی اس کی امامت کا نشہ ٹوٹا نہیں مجھ
ابھی اس کی تلاوت میں ہیں گم محراب و منبر تک

قابلِ صد احترام، محترم اساتذۂ کرام، طلبۂ عظام اور میرے بزم شاعرٔی کے غیور ساتھیو!

آج میں جس شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کیلئے آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں وہ سید الصحابہ، امام الصحابہ، صاحبِ غار ومزار بارگاہِ رسالت سے بارہا جنت کی خوشخبری سننے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

میرے دوستو! آپ کا نام عبداللہ اور لقب صدیق وعتیق ہے کنیت ابوبکر ہے، آپ کی تاریخ پیدائش ماہ اگست ۵۷۳ عیسوی ہے آپ کے والد کا نام عثمانؓ بن عامر ہے، والدہ کا نام ام الخیر سلمٰیؓ ہے، دادا کا نام عامر بن عمرو ہے، دادی کا نام آمنہ بنت عبدالعزیٰ ہے، نانا کا نام صخر بن عمرو ہے، اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ آپ نے چار شادیاں کیں تاریخ میں آپ کے تین

بیٹوں کا نام ملتا ہے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور محمد بن ابی بکر اور تین بیٹیوں کے نام یہ ہیں حضرت اسماء، حضرت عائشہ، حضرت ام کلثوم آپ قریش کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے آپ وہ واحد انسان ہیں جنھوں نے بحالت بلوغت سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے خود آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ''میں نے جس پر بھی ایمان پیش کیا اس نے سوچ و بچار شروع کی سوائے ابوبکر کے کہ جنھوں نے بلاچوں چرا اسلام قبول کیا''، مورخین لکھتے ہیں کہ آپ نے ۳۸ سال کی عمر میں ۶۱۱ء کو اسلام قبول کیا، آپ سے ۱۴۲ روایات مروی ہیں، آپ کو اس اعتبار سے بھی امتیازی شان حاصل ہے کہ آپ نے رسول اللہ کی معیت میں ہجرت کی باقی سارے صحابہ الگ ہجرت کر کے گئے صرف صدیق اکبرؓ ہیں جنھوں نے آقا کی معیت میں ہجرت کی۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے کوئی لمحہ، کوئی گھڑی، کوئی لحظہ حضور سے دور رہ کر نہیں گزارا بلکہ آپ تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے آپ کی شان میں حضور نے فرمایا اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ آپ ہی کیلئے حضور نے فرمایا لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّهٗ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ اور ایک موقع پر آقا نے یوں بھی ارشاد فرمایا مَالِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدًا اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَابَکْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُهُ اللهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

میرے بھائیو! جناب صدیق اکبر کی فضیلت کا خلاصہ یہ ہے کہ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْبَکْرٍ، انبیاء کی اگر اس دھرتی پر کوئی اعلیٰ ہے، افضل ہے، ارفع ہے تو صرف صدیق اکبر ہے۔ حضور جو بات کرتے ہیں صدیق تصدیق کرتا ہے، ادھر شمع رسالت چمکی ادھر سینہ صدیق میں اتری، نبوت اور صدیقیت اس طرح ساتھ ساتھ چلے جیسے فاعل اور قابل ساتھ چلتے ہیں، سورج روشنی دینے میں فاعلی قوت رکھتا ہے تو چاند اس سے منور ہونے میں قابلی قوت رکھتا ہے، سورج پردے کے پیچھے چلا جائے تو دنیا چاند سے مستفیض ہوتی ہے اور وہ بھی درحقیقت سورج کا فیض ہوتا ہے حضور کے پردہ فرمانے کے بعد تمام صحابہ اس چاند کے

اردگرد جمع ہو گئے، وہاں چاند کے گرد ستاروں کا ہالہ یہاں صدیق کے اردگرد صحابہ کرام کا ہالہ، آپ خلیفہ بلا فصل ہیں اور آپ کی خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے، صدیق کی خلافت علی منہاج النبوۃ تھی "وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا" کی مظہر تھی، صدیق نے تو لشکر اسامہ کی تاخیر بھی گوارا نہیں کی کسی نے کیا خوب کہا۔

کتنا قوی تھا عزم فضیلت نگاہ کا
رہنے دیا بھر نہ کسی کج کلاہ کا
آیا نہ دل میں خون کسی مقام پر
چھوڑا کبھی نہ ساتھ رسالت مآب کا
کرتا تھا خود سوار وہ اک اک سوار کو
وہ قائد جری تھا خدا کی سپاہ کا
کعبہ رہا ہمیشہ نگاہوں کے روبرو
بہکا سکا نہ اس کو تصور گناہ کا

میرے بھائیو! بالآخر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بمطابق ۱۳ اگست ۶۳۴ عیسوی کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی اور روضۂ اقدس میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آسمان اس کی قبر پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

شانِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ...... اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ.

استقامت کا لے سبق پھر اسوۂ صدیقؓ سے
پھر زمانے کو سُنا دے داستانِ زندگی
ہاں ! جنونِ شوق اٹھ پھر لے کے فاروقی علم
پھر دکھا دے دیدۂ عالم کو شانِ زندگی

میرے واجب الاحترام انتہائی معزز و مکرم عزیز طلباء ساتھیو! آج کی اس منعقد کردہ بزم میں آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں، انسانیت کو رشد و ہدایت کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے جب خلاقِ عالم نے سلسلۂ نبوت و رسالت کا آغاز فرمایا "مَاكَانَ نَبِیٌّ وَّلَا رَسُوْلٌ اِلَّا لَهُ الْحَوَارِيُّوْنَ" دنیا میں کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں آیا جس کی نبوت و رسالت کی گواہی دینے والے کوئی لوگ موجود نہ ہوں، مگر ہر دور کا نبی و رسول جس طرح ایک محدود عصر و زمانہ تک محدود رہا، اسی طرح اس پر حقیقی ایمان لانے والے بھی ایک مقررہ مدت تک انسانیت کے لئے اسوہ و نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت و شریعت و طریقت تا قیامت نسل انسانی کے لئے اسوۂ و نمونہ تھی تو رب کائنات نے ساتھی بھی وہ دیئے ہیں جو تا قیامت معیار حق و صداقت ہیں، ساتھی بھی وہ دیئے ہیں جو "امنوا کما امن الناس" کی سند ہیں، ساتھی بھی وہ دیئے ہیں جو "ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ" کے تذکروں سے مزین ہیں، ساتھی بھی وہ دیئے ہیں جو "یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" کی عملی تصویر ہیں، جن کو دیکھ کر اسوۂ نبوت کی خوشبو مہکتی ہے، شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

خدا ان سے راضی وہ راضی خدا سے
محبت کے بیمار یاد آرہے ہیں
غلامانِ احمدؐ پہ قربان ہم سب
حقیقی وہ احرار یاد آرہے ہیں

میرے بھائیو! پوری جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم مقام و منزلت کے عظیم منصب پر فائز ہے، لیکن میں جس کا آج تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، وہ بعد از انبیاء پوری کائنات کی عظیم ترین ہستی ہے جو درمیانِ حلقۂ رسالت ایک عظیم منصب کی مالک ہے، جو آیا تو ابوبکر کے نام سے، پیغمبر ﷺ سے تاجِ صداقت پہن کر جاتا ہے، وہ کون صدیقؓ ہے جس نے سب سے پہلے پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان کا شرف حاصل کیا ہے، وہ کون صدیقؓ ہے جو معراجِ نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کرتا ہے، وہ کون صدیقؓ ہے جس کے بارے میں آقا ﷺ فرماتے ہیں: "میں نے تمام لوگوں کا بدلہ چکا دیا ہے، مگر صدیق رضی اللہ عنہ کا بدلہ صرف رب کی ذات چکائے گی" وہ کون صدیقؓ ہے جو اپنے گھر کا پورا سامان پیغمبر ﷺ کے قدموں پہ لا کے ڈال دیتا ہے،

کون صدیق ہے جو حیاتِ نبوت میں سترہ نمازیں پڑھانے کا شرف حاصل کرتا ہے، وہ کون صدیق ہے جو آقا ﷺ پر وفاداری و جان نثاری کی ایک مثال قائم کرتا ہے، وہ کون صدیق ہے جس کی بیٹی کی بدولت "فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً" سے تیمم کا تحفہ ملتا ہے، وہ کون صدیق ہے جو مکہ میں سب کچھ چھوڑ کر ہجرت میں آقا ﷺ کا ساتھ دیتا ہے اور بزبانِ حال بتلا دیتا ہے:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

میرے بھائیو! ہجرت کی طلاطم خیز رات ہے، اہلِ مکہ کی تلواریں درِ نبوت کے باہر لہرا رہی ہیں، پورا مکہ عداوتِ نبوت سے بھرپور نظر آتا ہے، آقا ﷺ گھر سے نکلتے ہیں، درِ صدیق پہ پہنچتے ہیں، ایک طویل سفر کی تیاری کرنی ہے، جب آسمان کا سفر کرنا تھا تو نوریوں کا سردار درِ نبوت پہ حاضر ہوتا ہے، جب ہجرت کا سفر کرنا تھا، تو انسانیت کا سردار پیغمبر ﷺ درِ صدیق پہ تشریف لاتا ہے، آسمان کے سفر میں جب خطرے کی گھڑی آتی ہے تو نوریوں کا سردار پیغمبر ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور جب ہجرت کی رات کوئی گھڑی خطرے سے خالی نہیں ہوتی تو صدیق پیغمبر ﷺ کا ساتھ دیتا ہے، غارِ ثور میں پہنچ کر محبوب خدا کو پیار و محبت کے ادا جو ہر دیتا ہے کہ قرآن کہتا ہے:" ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ " قیامت کی صبح تک جب تک قرآن پڑھا جائے گا، قرآن یارِ صدیق کی گواہی دیتا رہے گا جس نے عشق و وفا کے تمام راستے عبور کر کے اعلان کر دیا:

ارادے جن کے پختہ ہوں، نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

میرے بھائیو! مقامِ صدیق کی بات ہے، آیت اترتی ہے: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ" سارے صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہوتے ہیں کہ آج دینِ متین کی تکمیل ہو چکی ہے، لیکن ایک کونے میں ایک بوڑھا عاشق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زار و قطار رو رہا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں: آپ کو کیا ہوا ہے؟ جواب بھی عشق و وفا سے بھرپور دیتے ہیں، فرمایا: جب دین مکمل ہو گیا تو میرا محبوب بھی عنقریب دنیا سے چلا جائے گا۔ فطرت پکار کر کہہ رہی تھی صدیق! اگر تو جدائی برداشت نہیں کرتا تو رب کا وعدہ ہے: دنیا میں تو پیغمبر ﷺ کے ساتھ اٹھا بیٹھا ہے تو قیامت کے دن بھی پیغمبر ﷺ کے ساتھ قبر سے اٹھے گا!

تیرے حاسد جلتے رہیں گے، پر نبوت و صداقت کو جدا نہیں کر سکتے، کیونکہ:

حسد کے مارے حسد کی آگ میں جلتے رہیں گے
اللہ جسے فضل سے نوازے وہ پیغمبرؐ کے پہلو میں سوتے رہیں گے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مناقب عمر رضی اللہ عنہ

الحمد للّٰه جلّ وعلا والصلوٰة والسلام علی من صلی علیه الاله .

اما بعد! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" وقال النبی ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَر. صدق الله وصدق رسوله الکریم.

رہبر عمرؓ ، آقا عمرؓ، مرشد عمرؓ ، مولا عمرؓ
برتر عمرؓ ،بالا عمرؓ، اعلیٰ عمرؓ، اولیٰ عمرؓ
ذات نبی پاک پر سوجان سے شیدا عمرؓ
ایمان میں، ایقان میں، احسان میں یکتا عمرؓ

محترم اساتذہ کرام اور میرے بزمِ شاہزنی کے نوجوان ساتھیو! میں آج اس تقابلی میدان میں جس عنوان کو موضوع بنانا چاہتا ہوں وہ ہے: مناقب عمرؓ۔

یوں تو "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْم" کی رو سے تمام اصحاب آسمان کے درخشندہ تارے ہیں کبھی تو قرآن میں اعلان ہوتا ہے "اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" کبھی اعلان ہوتا ہے "اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" کبھی اعلان ہوتا ہے "اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا" کبھی اعلان ہوتا ہے "اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ" کبھی اعلان ہوتا ہے

"رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"، کبھی اعلان ہوتا ہے، "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ"، کبھی اعلان ہوتا ہے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ... الآیة" لیکن ان میں سے ایک تارہ ایسا ہے جو "حضرت عمرؓ ابن خطاب" کے نام سے ملقب ہے۔

میرے عزیز! فاروق اعظمؓ کا مقام جو اسلام کی تاریخ میں ہے صرف اسلام کی تاریخ میں نہیں بلکہ پوری دنیا کی تاریخ میں "عمرؓ" کا مقام اونچا ہے اور عمرؓ وہ عظیم انسان ہے کہ جس کو نبی نے مانگا کہ "تجھے اسلام کی ضرورت ہے، مجھے اسلام کی ضرورت ہے۔ بیروں کو اسلام کی ضرورت ہے، ولیوں کو اسلام کی ضرورت ہے، صحابہ کو اسلام کی ضرورت ہے، لیکن اسلام کو عمرؓ کی ضرورت ہے عمرؓ کو نبی نے مانگا۔

سامعین گرامی! توجہ کریں، ہر نبی نے خدا سے کچھ نہ کچھ مانگا اللہ نے چاہا تو دیا نہیں چاہا تو نہیں دیا نبی کیلئے مفید ہوا تو دیا نبی کیلئے کوئی چیز مفید نہیں ہوئی تو نہیں دی۔ نوح ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے ربا! میرے بیٹے کو ہدایت دیدے۔ اللہ نے فرمایا "ہدایت نہیں مل سکتی نبی کے ہاتھ خالی آ گئے" ابراہیم ﷺ نے ہاتھ اٹھائے "اے اللہ! میرے باپ کو ہدایت دیدے" نبی کے ہاتھ خالی واپس ہوئے حضرت ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا "اے ربا! میرے چچا کو ہدایت دیدے اللہ نے فرمایا نہیں آپ کو چچا نہیں مل سکتا" چچا محمد ﷺ کا نبی کیلئے مفید نہیں تھا اور بیٹا نوح ﷺ کا نبی کیلئے مفید نہیں تھا باپ ابراہیمؑ کیلئے مفید نہیں تھا تو نہیں ملا لیکن جب محمد مصطفیٰ ؐ نے چچا کے بجائے خانہ کعبہ کی دیواروں کے نیچے عمرؓ کیلئے ہاتھ اٹھائے تو عمرؓ دوسرے دن ہی محمد ﷺ کی جھولی میں آ گئے۔ اگر عمرؓ اسلام کیلئے مفید نہ ہوتا تو عمرؓ بھی اسلام کے دامن میں نہ آتا۔ عمرؓ وہ عظیم انسان ہے جس کے کلمہ پڑھنے سے خانہ کعبہ کا دروازہ کھلا۔ جس کے کلمہ پڑھنے سے خانہ کعبہ میں اذان بلند ہوئی۔ عمرؓ اسلام کی تاریخ کا وہ عظیم انسان ہے جو دو قبلوں کا فاتح ہے۔ کلمہ علیؓ نے بھی نبی کا پڑھا تھا کلمہ ابوبکرؓ نے بھی نبی کا پڑھا تھا کلمہ عثمانؓ نے بھی نبی کا پڑھا تھا لیکن کعبہ میں اذان اس وقت ہوئی جب عمرؓ محمد ﷺ کی جھولی میں آئے نبی کا کلمہ عمرؓ نے بھی پڑھ لیا تھا اذان ہونے لگی تھی دار ارقم میں فاروق اعظمؓ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ عمرؓ اسلام لے آئے اور اذان پھر بھی گھر میں ہو آج اذان کعبہ کی چھت پر ہوگی اور جس وقت حضور ﷺ نے ہجرت کا اعلان کیا صدیق نے ہجرت نبی کے ساتھ کی، علیؓ نے ہجرت نبی کے حکم پر کی، عثمانؓ نے بھی ہجرت کی، سب صحابہ نے ہجرت کی، ہجرت خفیہ کی کسی نے ہجرت رات کو کی، کسی نے صبح صبح کی، کسی نے دوپہر کو ہجرت

کی، جب کوئی دیکھتا نہ تھا لیکن تاریخ کہتی ہے "اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلَانِیَۃً فَھُوَ عُمَرُ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ عَلَانِیَۃً فَھُوَ عُمَرُ، اَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ فِی دَارِ الْکَعْبَۃِ فَھُوَ عُمَرُ" جس نے پہلے پہل نبی کا کلمہ پڑھا وہ عمر تھا، جس نے علی الاعلان ہجرت کی وہ عمر تھا، جس نے پہلے پہل علی الاعلان کعبہ میں اللہ کا نام بلند کیا وہ عمر تھا، جب عمر ہجرت کرنے لگا تو کعبہ کے سامنے آیا اور کہا: "یَا اَبَا جَھْلِ اُھَاجِرُ بِحُکْمِ نَبِیّ" "ابوجہل! میں نبی کے حکم پر ہجرت کر رہا ہوں اگر تو مجھے روک سکتا ہے تو روک لے اگر بچوں کو یتیم کرانا ہے، بیویوں کو بیوہ کرانا ہے تو آ عمر کا راستہ روک لے۔ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا عمر اتنے عظیم انسان ہیں کہ دس سال چھ مہینے خلیفہ رہتے ہیں قیصر و کسریٰ کا جنازہ نکالتا ہے:

وَبَاتَ اَیْوَانُ وَھُوَ مُنْصَدِعٌ

کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْریٰ غَیْرُ مُلْتَئِمٍ

عمر دس سال خلیفہ رہے ہیں قرآن کے اندر یہ پیشن گوئیاں ہیں:

"الٓمّٓ . غُلِبَتِ الرُّوْمُ"، روم فتح ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے: "وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا" اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلافت دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

آخر میں ان اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔

یاد بہاری کی طرح گزرا عراق و روم سے

ابر کرم بن کر اٹھا ، ایران پر برسا عمرؓ

ما بعد ختم المرسلین کوئی نبی اٹھنا نہیں

یہ سلسلہ چلتا اگر تو اک نبی ہوتا عمرؓ

آقا مرے صدیق بھی آقا مرے عثمان بھی

اک طرف مولا علیؓ ہیں، اک طرف مولا عمرؓ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سیرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

الحمدلله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفی......امابعد!

" لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا" صدق الله العظیم.

پاکیزہ کس کی سوچ ہے عثمانؓ کی طرح
ملا ہے کون موت سے عثمانؓ کی طرح
رکھا ہے کس کے سر پر حیا داریوں کا تاج
آنکھیں ہیں کس کی عرش کے مہمان کی طرح
کس کے ہاتھ کو نبی نے کہا ہے غنی کا ہاتھ
بیعت ہے کس کی بیعت عثمانؓ کی طرح

ارباب علم ودانش!

حضرت عثمانؓ کا تعلق بنوامیہ سے تھا آپ کی عمر ۳۴ سال تھی مکہ مکرمہ میں توحید کی آواز بلند ہوئی یہ آواز مکہ والوں کے لئے انتہائی نامانوس تھی انہوں نے اس آواز پر لبیک کہنے کے بجائے اسے دبانے کی کوشش کی۔ ہر طرف سے مخالفت عروج پر تھی مگر ازلی سعادت مند ابوبکر صدیقؓ اس آواز کو ہر سنجیدہ شخص تک پہنچانے کی دن رات کوشش کر رہا تھا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عفیف اور پارسا دوست عثمانؓ کو بھی دعوت اسلام دی یوں محسوس ہوتا ہے عثمانؓ پہلے سے تیار بیٹھے تھے کہا اٹھو مجھے بارگاہ نبوت میں لے چلو اور دامن مصطفویﷺ سے وابستہ کرادو۔ ابھی جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ کائنات کے سردارﷺ خود تشریف لے آئے آپ نے عثمان سے فرمایا: اے عثمان اللہ کی جنت قبول کرلو میں تمہاری اور تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

اللہ نے اپنے نبی کی زبان مبارک میں بڑی تاثیر رکھی تھی پتھر موم ہو جاتے تو؟

جیسے دل پگھل جاتے یہ تو عثمان کا دل تھا پانی سے زیادہ رقیق اور ریشم سے زیادہ نرم حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ زبان نبوت کے ان سادہ اور صاف جملوں میں نا جانے کیا تاثیر تھی میں نے بلا اختیار کلمہ شہادت پڑھ لیا کائنات کے سردار ﷺ کی غلامی اختیار کر لی۔

سامعین گرامی!

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا اپنے پرائے ہو گئے پرائے ظالم ہو گئے جو ظلم کر سکتے آپ کو کوئی کسر نہ چھوڑی رشتہ داروں نے منہ موڑ لیا لیکن جو جام ہدایت ساقی کوثر ﷺ کے ہاتھوں پی لیا تھا پھر اسکا نشہ اتر نا ناممکن تھا آخر کار ہجرت کو ترجیح دی لیکن غلامی رسول کو نہیں چھوڑا۔

سامعین محترم:

دامن اسلام سے وابستگی کے بعد حضرت عثمانؓ نے اپنے خزانے کے منہ کو اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کو خوشحالی کیلئے کھول دئے اتنا خرچ کیا کہ غنی انکے نام کا حصہ بن گیا بیواؤں اور یتیموں کیلئے ان کے دروازے ہروقت کھلے رہتے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے غزوہ تبوک کے موقعہ پر دس ہزار فوج کیلئے اکیلے سامان مہیا کیا اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے دیگر اخراجات کیلئے ایک ہزار دینار پیش کئے اس قدر فیاضی کو دیکھتے ہوئے پھر زبان نبوت رہ نہ سکی اور شان عثمانؓ میں وہ تاریخی جملہ فرمایا۔

"ماضر عثمان ما عمل بعدھا الیوم" آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اسے نقصان نہیں پہنچائے گا حضرت عثمانؓ کے مال کو اللہ نے ایسا استعمال کروایا۔

مسجد نبوی کی تعمیر تو مال عثمان کا۔

حضرت علیؓ کی شادی مال عثمان کا۔

بیئر رومہ کو خریدنا مال عثمان کا۔

غزوہ تبوک میں من جھز جیش العسرۃ فلھا الجنۃ کا اعلان مال عثمان کا۔

بیواؤں اور یتیموں کی تنگی دور ہوتی ہے مال عثمان کا۔
ستر ہزار مجاہدین کو سامان مہیا کرنا مال عثمانؓ کا۔
ہر جمعہ کو غلام آزاد ہوتا ہے مال عثمانؓ کا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارین کہاں

حضرت عثمانؓ نے جب سخاوت، فیاضی اور جنت کی انتہا کی تو پھر رسول ﷺ نے بھی اعزازات کی انتہا کردی ذرا تاریخ کے اوراق کو پلٹئے تو........

ذوالنورین کا لقب پانے والے عثمانؓ......
ذوالہجرتین کا لقب پانے والا عثمانؓ......
حدیبیہ کے موقع پر ۱۴۰۰ سو صحابہؓ نے بیعت شہادت لی تو عثمانؓ کے لئے......
حضرت محمد ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا......
جامع قرآن اور حافظ قرآن کا لقب آپ کے حصے میں......
شہادت کی خبر بزبان رسالت حضرت عثمان کے لئے......
"لکل نبی رفیق و رفیقی فی الجنة" عثمان کی بشارت حضرت عثمان کے لئے
اول المہاجرین کا تمغہ آپ کے لئے...... -
آسمان کے فرشتے جس سے حیا کریں تو نام عثمان کا نظر آتا ہے......

شہادت بھی ایسی نصیب ہوئی کہ صبر و تحمل کا معیار قائم قرار دیا کہ دنیا مثال لانے سے قاصر ہے کسی انسان کا خون بہانا پسند نہ کیا اسی دن بائیس غلام آزاد کیے جمعے کا دن ہے روزہ کی حالت ہے کچھ دیر پہلے رحمت دو عالم ﷺ کے روئے اقدس کی زیارت ہوئی، کلام اللہ کی تلاوت میں معروف ہیں جب شہید ہوتے ہیں تو خون قرآن کے مقدس اوراق پر گرتا ہے جب قیامت کے دن جب وہ عدالت قائم ہوگی جس میں سوائے انصاف کے کچھ نہ

ہوگا تو مختلف لوگ اپنی قربانیاں اور نیکیاں لے کر حاضر ہوں گیان میں شہدا بھی ہوں گے جب باری آئے گی گواہی کی تو کسی کی شہادت کی گواہی تلوار کی دھار دے گی، کسی کی شہادت کی گواہی نیزے کی نوک دے گی، کسی کی شہادت کی گواہی پھانسی کا پھندا دے گا، کسی کی شہادت کی گواہی زمین کا فرش دے گا، کسی کی شہادت کی گواہی بندوق کی گولی دے گی، کسی کی شہادت کی گواہی جیل کی کالی کوٹھری دے گی مگر قربان جاؤں ذوالنورین کی قسمت پر کہ ان کی شہادت کی گواہی اللہ کا قرآن دے گا۔

وہ داماد نبی ﷺ جسے ہم سب عثمان کہتے ہیں
حیادالے غنی اور ناشر القرآن کہتے ہیں
غنی تھے مال کیا ہے راہ حق میں جان تک دیدی
اسے ایثار کہتے ہیں اسے قربان کہتے ہیں
کوئی ظالم انہیں خائن کہے توبہ معاذ اللہ
اسے الزام کہتے ہیں اسے بہتان کہتے ہیں
انہیں کی خاطر بیعت رسول اللہ نے لی تھی
جسے خود حق تعالی بیعت رضوان کہتے ہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

شان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

الحمدلله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى. أما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم "ما كان لنبي ان يكون له أسرى حتى يثخن في الأرض" وقال النبي ﷺ لو كان بعدي نبياً لكان عمر رضي الله عنه.

تقاضا ہے کہ پھر دنیا میں شان حق ہویدا ہو
عرب کے ریگزاروں سے کوئی فاروق پیدا ہو
بڑا غوغا ہے اس قصر جہاں میں اہلِ باطل کا
کوئی فاروق پھر اٹھے تو حق کا بول بالا ہو

سامعین محترم! جب آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا جس کی کرنوں سے کفر اور شرک کے ایوانوں میں روشنی پھیل رہی تھی، سرچشمہ نبوت پھوٹ چکا تھا، جس کے آب باداں سے ضلالت وگمراہی کی آگ بجھی ہوئی کھیتیاں حق وہدایت کے سبزہ میں تبدیل ہو رہی تھی چمنستانِ رسالت مہک اٹھا تھا جس کی خوشبو سے ساکنان مکۃ المکرمہ کے دل و دماغ کو معطر کرنا شروع کر دیا تھا اس وقت کم وبیش (۳۹) افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے اوران پر مشرکین مکہ کی آتش غضب تیز ہو رہی تھی تو عبداللہ کے لختِ جگر کے پے در پے چیدہ دستوں کو دیکھ کر محسوس کیا کہ اسلام کی گاڑی کو آگے چلانے کیلئے فولادی مشینوں کی ضرورت ہے چنانچہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں دو افراد پر پڑیں اور در بار ربوبیت میں ہاتھ پھیلا کر فرمایا "اللّٰهم اعز الاسلام بعمر بن هشام او بعمر بن الخطاب"

میرے پیغمبر کی دعا قبول ہوگئی۔ امام الکونین، سراج الرسل کی تڑپ، خاتم الانبیاء کی آرزو، امام النبیین کی طبعی چاہت، قیصر و کسریٰ کے فاتح، صدیق اکبرؓ کے بعد کرہ ارض پر افضل ترین شخصیت، متعدد بار جس کی رائے کے مطابق فاطر السمٰوٰت نے وحی اتاری جس کو نبوت نے رب قدوس کی بارگاہ سے التجا کر کے مانگا تھا، جب یہ عظیم ہستی اسلام لاتی ہے تو کفر کے

ایوانوں میں زلزلہ آ گیا، باطل کی دیواریں ہل گئیں، آسمان کے دروازے کھل گئے، فرشتوں نے جھوم کر مبارک بادی، مشرکین کے گھروں میں صف ماتم بچھ گیا، اسلام کا بول بالا ہوا، باطل کا منہ کالا ہوا اور آسمانی دنیا پر ایک اور سحر طلوع ہوا اس کے بعد فاروق اعظم پیغمبر کی جماعت کو لیکر دارارقم سے بیت اللہ کی طرف نماز کیلئے روانہ ہوئے تو بزبان جرأت یہ اعلان کر دیا اے مکہ کے وڈیرو! اور جاگیردارو! آج خطاب کا بیٹا عمر اسلام لا چکا ہے جس نے بیٹوں کو یتیم کروانا ہو اور بیوی کو بیوہ کروانا ہو اور ماؤں کو روتے دیکھنا ہو تو وہ عمر کا راستہ روک کر دکھائے یہ اعلان کرنا تھا کہ کفار حواس باختہ ہو گئے۔

سامعین محترم! میں تاریخ کے عہد سے حجاب اٹھا کر فاروق اعظمؓ کی شان انوکھے انداز میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ فاروق اعظم جس کو پیغمبر نے فرمایا عمرؓ جس راستے پر تم چلتے ہو شیطان اس راستے پر نہیں آسکتا، وہ فاروق اعظمؓ جس نے ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل خطے پر دس سال اور دس دن تک اسلامی خلافت قائم کر رکھی تھی، جس نے سن ۱۴ھ میں امت کو تراویح کی نماز پر جمع کیا، جس نے فلسطین جا کر معاہدہ امن لکھا، جس کی خلافت میں ۱۸ ہجری میں نیشاپور، ۱۹ ہجری میں قادسیہ، ۱۹ھ اور پھر ۲۰ھ میں اسکندریہ پر اسلامی جھنڈا لہرا دیا گیا اور مجموعی طور پر ایک لاکھ چھتیس ہزار دنیا کے بڑے شہروں کو فتح کر کے ان تک پہنچ گئے۔

سامعین محترم! میں فاروق اعظمؓ کی شان قرآن وسنت کی روشنی میں دکھاتا چلوں وہ فاروق اعظم نے جس نے نبوت کے سامنے عورتوں کی پردے کی بات کی تو رب نے قرآن اتار دیا، کون فاروق اعظمؓ؟ جنہوں نے حرمت شراب کا مقدمہ اللہ کی عدالت میں دائر کیا تو اللہ نے فیصلہ کیلئے قرآن اتارا "يَسْـــئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَـمْـرِ وَالْمَيْسِرِ" دوسری جگہ فرمایا: "إِنَّمَا الْخَـمْـرُ وَالْمَيْسِـرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ" کون فاروق اعظم؟ جن کی رائے کے مطابق "وَاتَّخِـذُوْا مِـنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى" نازل ہوئی، کون فاروق اعظمؓ؟ جس نے امی عائشہ صدیقہؓ کے بہتان کو "هٰـذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" کہا تو رب نے اس کو قرآن کا حصہ بنا دیا "سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" کون فاروق اعظم؟ جس کی رائے پر آیت نازل ہوئی "وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ"،

کون فاروق اعظم؟ جس کی رائے بدر کے قیدیوں کے متعلق عرش معلی پر قبول ہوئی اور خالق عالم نے اس رائے کو وحی بنادیا "مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا، وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ"، کون فاروق اعظم؟ جس کی شان نطق نبوت نے یوں بیان فرمائی لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ، کون فاروق اعظم؟ جس کی کی شان میں پیغمبر نے فرمایا: "مَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ"، کون فاروق اعظم؟ جس کو لسان نبوت نے فرمایا "لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ"، کون فاروق اعظم؟ جس کی حق گوئی کی شہادت آمنہ کے درِّیتیم نے دی "اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ"، کون فاروق اعظم؟ جس کی شان میں ۳۰ سے زائد احادیث مقدسہ نبوی ہیں، کون فاروق اعظم؟ جنہوں نے قحط سالی کے وقت ۹۹ میل کی نہر کھدوا کر دریائے نیل کو بحرِ قلزم سے ملادیا، کون فاروق اعظم؟ جنہوں نے چار دانگ عالم میں عدل وانصاف کا ڈنکا بجادیا۔

غرض یہ پیکر انسانی زندگی کا کوئی پہلو، خطۂ ہستی کا کوئی گوشہ، تاریخ اسلام کا کوئی ورق ایسا نہیں ملتا جس میں اس پیکر دین وایمان مجسمہ عدل وحریت، مرکز مہر ووفا کا نام روز روشن کی طرح نہ چمکتا ہو، میں اس خلافتِ اسلامیہ کے تاجدار ثانی کی جرأت، دلیری وبہادری اور شجاعت کو سلام کرتے ہوئے اتنا ہی کہوں گا۔

قلندرانہ حیات اس کی، سکندرانہ صفات اس کی
کبھی دوا تھا وہ مفلسوں کا، کبھی وہ یتیم کا سائباں تھا
وہ ایک عنوان بشارتوں کا بصیرتوں کا بصارتوں کا
اسی سے راستہ تلاش کرنا، وہ دین فطرت کا کہکشاں تھا
حسنؓ سے پوچھو علیؓ سے پوچھو اس کے بارے میں نبیؐ سے پوچھو
اندھیری شب میں چراغ تھا وہ ساری دنیا میں ضوفشاں تھا
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مناقب علی رضی اللہ عنہ

الحمدللہ جل وعلا والصلوٰۃ والسلام علیٰ من صلیٰ علیہ الالہ اما بعد! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً" وقال علیہ السلام اَنَامَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا،مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَلْیَأْتِ الْبَابَ اَوْکماقال علیہ السلام۔

وَلَقَدْ مَنَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ

کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

اُوْفِیْھِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ

محترم اساتذہ کرام اور میرے بزم شامزئی کے نوجوان ساتھیو! میں آج اس تقابلی میدان میں جس عنوان کو موضوع سخن بنانا چاہتا ہوں وہ ہے "مناقب علیؓ"۔

یوں تو اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْم کی رو سے تمام اصحاب آسمان کے درخشندہ تارے ہیں لیکن ان میں ایک تارہ ایسا ہے جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے نام سے ملقب ہے۔

میرے عزیز و! اس ہستی کے مناقب مجھ جیسا کم ظرف اور کم علم انسان کیا بیان کرے جس کو آسمانوں سے "اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبْ" کا لقب ملا، جس کو حیدر کرار اور شیر خدا کہا گیا اور جس کو علمائے اہل سنت نے خوارج کے بول سَوَّدَاللّٰہُ وَجْھَہٗ کے مقابل کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ کی دعا دی اور قرآن نے جن کے گھرانے کی مدح سرائی اس طرح کی "وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا"، دوسری جگہ فرمایا "وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ قَبْلِہٖ" بعض مفسرین کے اقوال کے مطابق یہاں شاہد سے مراد حضرت علیؓ ہے جس کو مخاطب کر کے زبان نبوت یوں بول اٹھی "اَتَرْضٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَنْزِلُکَ مُقَابِلَ مَنْزِلِیْ فِی الْجَنَّۃِ" جن کے علم و دانش کے متعلق لسان رسالت یوں گواہی دے "اَنَامَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا، مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَلْیَأْتِ الْبَابَ" تو کبھی یوں فرمان ہوا "اَنَامِنْ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مِّنِّیْ"۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد از یں
من دیگرم تو دیگری

روایات میں ہے حضور اکرم ﷺ پہ وحی اتر رہی ہے آپ کا سر مبارک علیؓ کی گود میں "وَكَانَ رَأْسُهُ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ" یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو فرمایا: "اَصَلَّيْتَ يَا عَلِي" کہنے لگے نہیں آپ علیہ السلام نے دعا کی "اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ"۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں "فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَمَا غَرَبَتْ وَوَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَالْاَرْضِ"۔

ایک اور جگہ منقول ہے کہ طویل محاصرے کے بعد بھی خیبر فتح نہیں ہو رہا تھا اب جنگ کی کمان کون کرے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا "لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ" علیؓ جھنڈا اٹھا لیتے ہیں مقابلے میں خیبر کا مشہور پہلوان مرحب تکبرانہ انداز میں یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

حضرت علیؓ جوابی اشعار پڑھنے لگے!

وَلَقَدْ سَمَّتْنِيْ اُمِّيْ حَيْدَرَهْ
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرِ
اُوْفِيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

آخر کار جب مرحب موت کے گھاٹ اتر گیا گویا اس کی لاش زبان حال سے کہہ رہی تھی۔

یہ شکست فاش ملی مجھ کو، آج پہلی بار
اور پتہ چلتا ہے تو حیدر کرار ہے

ابو نعیم اصفہانی نے "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء" اور علامہ ابن جوزیؒ نے "الصفوۃ" کے اندر ضرار بن ضمرہ کا تاریخی خطبہ نقل کیا ہے امیر معاویہؓ نے ان سے کہا "صِفْ لِیْ عَلِیًّا" علیؓ کے اوصاف بیان کرو تو بول اٹھے "اِنَّہٗ کَانَ بَعِیْدَ الْمَدٰی" وہ بلند ہمت "شَدِیْدَ الْقُوٰی" مضبوط جسم "یَقُوْلُ فَصْلًا" قول فیصل کے مالک "وَیَحْکُمُ عَدْلًا" حاکم عادل تھے "یَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِہٖ" ان کے روئیں روئیں سے علم کے چشمے پھوٹتے "وَتَنْطِقُ الْحِکْمَۃُ مِنْ نَوَاحِیْہِ" اور رگ رگ سے حکمت بولتی "یَسْتَوْحِشُ مِنَ الدُّنْیَا وَزَھْرَتِھَا" دنیا کی رنگ رلیوں سے خوف کھاتے وَیَسْتَأْنِسُ بِالَّیْلِ وَظُلْمَتِہٖ رات اور اسکی تاریکی سے مانوس ہوتے "کَانَ وَاللّٰہِ غَزِیْرُ الدَّمْعَۃِ طَوِیْلُ الْفِکْرَۃِ یُقَلِّبُ کَفَّہٗ وَیُخَاطِبُ نَفْسَہٗ یُعْجِبُہٗ مِنَ اللِّبَاسِ مَاخَشُنَ وَمِنَ الطَّعَامِ مَاجَشُبَ وَاللّٰہِ کَاَحَدِنَا یُجِیْبُنَا اِذَا سَأَلْنَاہُ وَیَاْتِیْنَا اِذَا دَعَوْنَاہُ وَنَحْنُ وَاللّٰہِ مَعَ تَقْرِیْبِہٖ لَنَا وَقُرْبِہٖ مِنَّا لَانُکَلِّمُہٗ ھَیْبَۃً" رعب اور دبدبے کی وجہ سے ہم جیسے ان سے بات تک نہیں کر سکتے تھے "وَاَشْھَدُ بِاللّٰہِ لَقَدْ رَأَیْتُہٗ فِیْ بَعْضِ مَوَاقِفِہٖ" میں نے کئی بار ان کو دیکھا "وَقَدْ اَرْخَی اللَّیْلُ سُدُوْلَہٗ" جب رات اپنی چادریں ڈال چکی ہوتی "وَغَارَتْ نُجُوْمُہٗ" اس کے ستارے چھپ چکے ہوتے "یَمِیْلُ فِیْ مِحْرَابِہٖ مُصَلّٰی" پر بے چین "قَابِضًا عَلٰی لِحْیَتِہٖ" اپنے داڑھی کو یوں مٹھی میں لئے ہوئے "یَتَمَلْمَلُ تَمَلْمُلَ السَّلِیْمِ" سانپ کے ڈسے ہوئے انسان کی طرح تڑپتے ہوئے "وَیَبْکِیْ بُکَاءَ الْحَزِیْنِ" غمگین روتا دھوتے ہوئے "فَکَاَنِّیْ اَسْمَعُہُ الْاٰنَ" گویا وہ صدا میرے کانوں میں اب تک گونج رہی ہے "وَھُوَیَقُوْلُ" وہ کہہ رہے ہیں یَادُنْیَا غُرِّیْ غَیْرِیْ، دھچ کے آئی ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ دفع ہوجا دفع ہوجا "قَدْ بَتَتُّکِ ثَلَاثًا لَارَجْعَۃَ لِیْ فِیْکِ" تجھے تین طلاق۔

دُنْیَا تُخَادِعُنِیْ کَاَنِّیْ لَسْتُ اَعْرِفُ حَالَھَا

مَدَّتْ اِلَیَّ یَمِیْنُھَا فَقَطَعْتُھَا وَشِمَالَھَا

مَنَعَ الْاِلٰہُ حَرَامَھَا وَاجْتَنَبْتُ حَلَالَھَا

فَرَاَیْتُھَا مُحْتَاجَۃً فَوَھَبْتُ جُمْلَتَھَا لَھَا

فَعُمْرُکَ قَصِیْرٌ وَعَیْشُکَ حَقِیْرٌ وَخَطَرُکَ کَبِیْرٌ آہٍ آہٍ، ہائے ہائے مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، اے اللہ میرا توشہ کم ہے وَبُعْدِ السَّفَرِ اے اللہ! سفر لمبا ہے وَوَحْشَةِ الطَّرِیْقِ راستے میں بھی تنہائی ہے پتہ نہیں منزل طے کی یا راستے میں بھٹک جاؤں گا۔

غرض حضرت علیؓ کے فضائل ومناقب اتنے زیادہ ہیں حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ نے فرمایا اگر خلفائے ثلاثہ کی افضلیت نصوص سے ثابت نہیں ہوتی تو میں حضرت علیؓ کے فضائل دیکھ کر ان کو ترجیح دینے پر مجبور ہوتا، آخر میں حضرت علیؓ کے ان اشعار پر اکتفا کرتا ہوں جو انہوں نے دنیا کی بے ثباتی کے متعلق کہے!

یَا مَنْ بِالدُّنْیَا اشْتَغَلَ
قَدْ غَرَّهُ طُوْلُ الْاَمَلِ
اَوَلَمْ یَزَلْ فِیْ غَفْلَةٍ
حَتّٰی دَنَا مِنْهُ الْاَجَلُ
اَلْمَوْتُ یَاْتِیْ بَغْتَةً
وَالْقَبْرُ صُنْدُوْقُ الْعَمَلِ
اِصْبِرْ عَلٰی اَحْوَالِهَا
لَامَوْتَ اِلَّا بِالْاَجَلِ
قَلِیْلُ عُمُرِنَا فِیْ دَارِ دُنْیَا
وَمَرْجِعُنَا اِلٰی بَیْتِ التُّرَابِ
اَلَا یَا نَا کِنَ الْقَصْرِ
سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ
لَهٗ مَلَکٌ یُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

الحمدللّٰہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی امام الھدیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ أولی الْمَجْدِ وَالْعُلیٰ وَعَلیٰ أزْوَاجِهِ وَبَنَاتِهِ صَوَاحِبِ الفِقْهِ وَالْحَيَاء.
امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا" وقال النبی ﷺ "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلىٰ سَائِرِ الطَّعَامِ" أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام.

میرے قابل صد احترام اساتذۂ کرام اور گلشن بنوری کے لہلہاتے پھولو! میری تقریر کا عنوان "حضرت امی عائشہؓ کی فضیلت و خصائص" ہے۔

میرے دوستو! میں کس منہ سے حضرت امی عائشہؓ کی فضیلت و مناقب کو بیان کروں اگر آپ کی تمام خوبیوں و فضائل کو بیان کیا جائے تو یقیناً اس کیلئے عمر نوح چاہئے میں کوشش کرونگا اس مختصر وقت میں کچھ لب کشائی کرسکوں۔

حضرات سامعین!

اگر ابتدائی تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ہر صاحب علم و دانش پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ حضرت امی عائشہؓ ہی خوش نصیب عورت ہیں جن کے باپ بھی مسلمان، دادا جان بھی مسلمان، ماں بھی مسلمان، تمام بھائی و بہن بھی مسلمان تھے ابتدائے اسلام میں یہ سعادت کسی کی کو نصیب نہ ہوئی۔

یقیناً یہ حضرت عائشہؓ ہی تھیں جن کے شوہر نامدار امام الانبیاء، خاتم الرسل، تاجدار عرب و عجم محمد مصطفیٰ ﷺ تھے آپ کے علم میں ہوگا خلیفۃ الرسل، ثانی الاثنین، خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیقؓ آپؓ کے والد ماجد تھے۔

معزز سامعین! نبوت کا سورج جب اپنی پوری تابانی کے ساتھ فضائے عالم پر اپنے انوار کی

بارش کر رہا تھا اسی دور میں ابوبکرؓ کے گھر ایک باسعادت لڑکی کی پیدائش شوال نبوی میں ہوئی والدین نے اپنی اس بچی کا نام عائشہؓ رکھا پھر یہی عائشہؓ بعد میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ حیات اورام المومنین کے باسعادت لقب سے ملقب ہوئی تمام امہات المومنین سے زیادہ آپ ہی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی محبت تھی۔

آپ کی فضیلت ومناقب میں قرآن کریم کی بارہ آیتیں اتریں جو آپ کی عصمت وعفت اور فضیلت کیلئے حرف آخر ہیں آپ کی گود میں نبی کریم ﷺ پر قرآن کا نزول ہوا نبی کریم ﷺ کا جب اس جہاں فانی سے انتقال ہوا، تو آخری لمحات آپؓ کے پاس ہی گزارے آپؓ کی گود میں نبی کریم کا سرمبارک تھا اور اسی حالت میں آقائے دو جہاں کی روح عالم قدس کی طرف پرواز ہوگئی، حضرت امی عائشہؓ کے گھر اور حجرے میں ہی نبی کریم ﷺ کی تدفین ہوئی یوں آپ کے گھر کو مرقد نبی اور روضہ رسول ﷺ ہونے کی فضیلت وشرافت حاصل ہوئی۔

زمین کا ذرہ ذرہ حضرت امی عائشہؓ کی اس فضیلت پر تعجب کر رہا تھا اور قسمت عائشہؓ پر رشک کرتے ہوئے یہ آہیں بھرتا تھا کہ کاش کہ یہ فضیلت ہم کو حاصل ہوتی تمام صحابہ کرامؓ آپ کی فضیلت وشرافت علم وعمل وعفت وحیاء کے اس درجہ کے قائل تھے کہ جب بھی کوئی اہم مسئلہ پیش آتا یا کوئی بھی اہم کام ہوتا تو آپ سے مشورہ لیتے یوں آپ مرجع خلائق بن گئیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں:

"مَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا."

یعنی جب بھی اصحاب رسول پر کوئی مشکل بات پیش آئی تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو عائشہؓ کے پاس اس کے بارے میں علم پایا۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں تمام لوگوں میں عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ عالمہ تھیں بڑے بڑے

صحابہ بڑی بڑی بھی آپؓ سے مسائل پوچھتے آپ کے واسطہ سے امت کو دو ہزار دو سو دس احادیث پہنچیں یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ دین کا چوتھائی حصہ صرف امی عائشہؓ نے امت کو دیا۔

لَوْ جُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ كُلِّهِمْ ثُمَّ عِلْمُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ لَكَانَتْ عَائِشَةُ وَسِعَهُمْ عِلْمًا.

اس پر واضح دلیل ہے۔

بہترین شاعرہ تھیں، ادیبہ تھیں، طبیبہ تھیں، فقیہہ تھیں، فصیحہ تھیں، اور ہر فن مولی تھیں، عروہ بن زبیر صحابی رسول کی شہادت سنیئے:

مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرِيْضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْهٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

خطابت پر مکمل دسترس حاصل تھا ایک موقعہ پر یوں خطاب فرمایا:

لوگو! خاموش، خاموش! تم پر میرا مادری حق ہے مجھے نصیحت کا حق حاصل ہے فرمانبردار شخص کے علاوہ مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتا حضورؐ نے میرے سینے پر سر رکھ کر وفات پائی میں آپ کی محبوب بیوی ہوں خدا نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا میری وجہ سے مومن و منافق میں فرق ہے۔

آپ میں یہ تمام خوبیاں کیوں جمع نہ ہوں آپ کے شوہر نامدار تمام خوبیوں صفتوں کے مالک تھے تو آپ میں بھی یہ تمام صفات کا جمع ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

وَلَيْسَ عَلَى اللهِ بِمُسْتَنْكِرٍ
اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ

فصاحت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا موسیٰ بن طلحہؒ کا قول ترمذی شریف میں ہے۔

مَا رَأَيْتُ اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں پایا۔

اخلاقی حیثیت سے بھی انتہائی بلند مقام پر فائز تھی۔ نہایت شکر گزار، تہجد گزار، غیبت سے احتراز کرنے والی، اعلیٰ درجہ کی خوددار، شجاعت و دلیری میں یکتا نے روزگار تھیں جودوسخا میں بڑے بڑے سخی آپ کی نقل اتارنے میں ناکام رہے۔

ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے آپؓ نے شام سے پہلے ہی سب غریبوں میں تقسیم کر دیے اور اپنی افطاری کیلئے کچھ بھی نہ رکھا تب لونڈی نے عرض کیا کہ افطاری کیلئے کچھ رکھ لیا ہوتا فرمایا پہلے بتا دیتی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ سے زیادہ سخی میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں جب سے اسلام میں حج فرض ہوا آپ نے مرتے دم تک کبھی حج کی ادائیگی نہیں چھوڑی رضائے الٰہی کے لئے سٹرسٹھ (۶۷) غلاموں کو آزاد کیا دنیا و آخرت میں آپؐ کی رفیقہ حیات ہیں زَوْجَتُکَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ حضرت جبرئیلؑ نے خواب میں آکر بتایا۔

حضرت عائشہؓ کی فضیلت کو حضور ﷺ کی زبانی سنیے:

(۱)...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامِ۔

عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی اور کھانوں پر۔

(۲)...... يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يَقْرَأُكِ السَّلَامَ۔

اے عائشہ یہ جبرائیل امین ہے تجھ پر سلام بھیجتے ہیں۔

(۳)...... اپنے لخت جگر حضرت فاطمہؓ کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا أَلَا تُحِبِّيْنَ مَنْ أُحِبُّ فَذَالِكَ بِلٰى۔

اے بیٹی جس سے میری محبت ہو تو بھی اس سے محبت کر یعنی عائشہؓ سے۔

(۴)...... ۵۷ھ میں علم و فضل، عفت و حیا، جود و سخا کا یہ سورج ۱۷ رمضان المبارک منگل کی

رات جنت البقیع کے قبرستان میں عالم دنیا کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر راہی جنت ہوا۔

اس کے بعد میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جہاں کے سارے کمالات اے عائشہ تجھ میں ہیں اور نہیں تیرے کمال کسی عورت میں نہیں مگر دو چار۔

تیری پاکیزگی پہ خلق فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطاء کی، عافیت بخشی، فضیلت دی
خدا لم یزل کا بارہا تجھ پر سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا
رسول اللہ نے خود رکھا ہے صدیقہ لقب تیرا
شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگ بدر میں پایا
کہ اسے پرچم بنا کر رحمت عالم نے لہرایا
تیرا حجرہ امین خاص ذات رسالت کا
بساط عرش پر یہی ٹکڑا ہے باغ جنت کا
حشر کے دن سرور کونین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں اٹھیں گے مع شیخین اٹھیں گے
شفاعت کی تیرے رحمت سے ابتداء ہوگی
کہ اسی پر امتوں کی مغفرت کی انتہاء ہوگی

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا

الحمد لله جل وعلا والصلوة والسلام على نبيه المصطفى اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ" وقال النبی ﷺ "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" صدق الله ورسوله.

میرے واجب الاحترام اساتذہ کرام ودیگر مہمانان گرامی اور میرے ہم نوا ساتھیو! آج کی اس پر رونق بزم میں بندہ جس عنوان پہ لب کشائی کرنے جارہا ہے وہ ہے سیرت عفیفہ کائنات بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا۔

سامعین محترم! مجھ جیسا ادنی اور بے مایہ انسان اس ہستی کے متعلق کیا بیان کرے جسکی صفائی اور برأت کی گواہی آسمانوں سے اوپر عرش بریں پر خود رب لم یزل کی ذات باری نے ان الفاظ میں دی اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ ......الخ اور جسکی ایمانی طہارت اور باطنی پاکیزگی براہ راست خدائے پاک نے اپنے زیر نگرانی کی ہو۔

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا" اور جسکی فضیلت اور عظمت لسان نبوت نے ان الفاظ میں بیان کی ہو۔ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ میری مراد اس سے عفیفہ کائنات صدیقہ بنت صدیق، زوجہ رسول اُمُّنَا وَاُمُّكُمْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ہیں۔

عزیزان من! نبوت کے چار سال بعد صدیق اکبرؓ کے گھر میں ام رومان کے بطن سے اس روشن مہتاب کی ولادت ہوئی ہے جسے دنیا صدیقہ اور حمیرا کے لقب سے جانتی ہے صدیق اکبرؓ کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا جہاں خورشید اسلام کی شعائیں پرتو فگن ہوئیں اسی بنا پر ان کے کانوں نے کفر وشرک کی آواز تک نہیں سنی خود فرماتی ہیں جب سے میں نے اپنے

والدین کو پہنچا تا ان کو مسلمان پایا۔ جب عمر مبارک چھ برس کو پہنچتی ہے تو حضور اکی حرم میں آتی ہیں۔ اور نکاح اس سادگی سے ہوتا ہے کہ آپ لڑکیوں میں کھیل رہی ہوتی ہیں ان کی انا آتی ہے اوران کو لے جاتی ہے صدیق اکبر نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ جب نو سال کی ہوتی ہیں تو رخصتی بھی اس انداز سے ہوتی ہے کہ سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی ہوتی ہیں کہ ام رومان آواز دیتی ہے ماں کے پاس آتی ہے وہ منہ دھوتی ہیں بال درست کر دیتی ہیں۔ گھر میں لے کے جاتی جہاں انصار کی عورتیں انتظار میں ہوتی ہیں، گھر میں داخل ہونے کے بعد سب مبارک باد دیتی ہیں تھوڑی دیر بعد حضور خود تشریف لاتے ہیں۔ تمام ازواج میں سب سے زیادہ محبت حضور اکو آپ ہی سے تھی۔ یہاں تک کہ جب روح پرنور پرواز کر گئی تو اس وقت سینے پر سر ٹیک کر لیٹے تھے۔ وفات سے کچھ دیر پہلے حضرت عبدالرحمٰن آئے ہاتھ میں مسواک تھی، آپ مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھنے لگے۔ حضرت عائشہ سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں عبدالرحمٰنؓ سے مسواک لیکر دانتوں سے نرم کیا اور خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ نے مسواک فرمایا ۔ آپ فخریہ کہا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہے کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ نے منہ لگایا۔ حضورا کے بعد ۴۸ سال آپ نے بیوہ ہونے کی حالت میں بسر کئے اس زمانہ میں اپنے روحانی فرزندان کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ سانحۂ جنگ جمل پر عمر بھر افسوس کرتی رہیں۔ وفات کے وقت وصیت کی کہ مجھے روضہ رسولؐ میں نہ دفنانا بلکہ بقیع میں ازواج کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے ایک غلطی ہوئی ہے جب یہ آیت وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ پڑھتیں تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔

آپ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں مَا رَأَيْتُ اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ ۔ آپ کی فصیح اللسانی کا انداز ہ آپ کی ان احادیث سے ہوتا ہے۔ فرماتی ہیں فَمَا رَاٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ حضور نبوت سے پہلے جو خواب دیکھتے تو وہ سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا۔ آپ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبیں مبارک پر

عرق آجاتا تھا اس کو یوں ادا کرتی ہیں مِثْلُ الجُمَان پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے۔ راتوں کی راتوں میں بے خوابی کا تذکرہ یوں کرتی ہیں مَا اکْتَحَلَ بِنَوْمٍ میں نے سرمہ خواب نہیں لگایا۔
خطابت میں حضرت عمر اور حضرت علی کے علاوہ سب سے زیادہ ممتاز تھیں جنگ جمل میں جو تقریریں کیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ ایک جگہ فرماتی ہیں۔ اے لوگو! خاموش، خاموش تم پر میرا مادری حق ہے۔ مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے سوا اس شخص کے جو خدا کا نافرمان ہے مجھکو کوئی الزام نہیں دے سکتا آپ نے میرے سینے پر سر رکھے ہوئے وفات پائی۔ میں آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں۔ خدا نے مجھے دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مومن و فاسق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب سے تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔ فضل و کمال اور علمی میدان میں اپنی مثال آپ تھیں۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں:
مَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا (اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ) حَدِيثٌ قَطُّ فَسَئَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْماً ہمیں کسی حدیث کے بارے میں اگر اشکال ہوتا تو عائشہ کے پاس ہم اس کو پاتے
امام زہری جو سر خیل تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں بی بی عائشہ سب سے زیادہ جاننے والی تھیں كَانَتْ عَائِشَةُ اَعْلَمَ النَّاسِ يَسْئَلُهَا الْاَكَابِرُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عروہ بن زبیر کا قول مشہور ہے کہ آپ کو میں نے ہر فن و ہنر میں ماہر پایا مَا رَأَيْتُ اَحَداً اَعْلَمَ مِنْ عَائِشَةَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرِيْضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْهٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ امام زہری کی یہ شہادت بھی مشہور ہے کہ اگر تمام لوگوں کے علم کو جمع کیا جائے آپ کا علم ان سے بڑھ کر رہوگا لَوْ جُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ كُلِّهِمْ ثُمَّ عِلْمُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ لَكَانَتْ عَائِشَةُ اَوْسَعَهُمْ عِلْماً۔

الغرض آپ کی زندگی تمام کمالات اور صفات کی جامع ہے اور آپ کی سیرت اپنے روحانی فرزندان کے لئے حقیقی نمونہ ہے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیرت زینبؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "قَالَ النَّبِیُّ ﷺ هِیَ خَیْرُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ هِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ."

واجب الاحترام اساتذہ کرام اور بزم شاعرئی کے لہلہاتے پھولو!

میری تقریر کا موضوع "سیرت سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ" کے عنوان سے معنون ہے حضرت زینب گوشہ رسول اللہ ﷺ بعثت نبویہ سے دس سال قبل حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئیں، بنات رسول اللہ ﷺ میں آپ کو اولیت حاصل ہے اور علی القولین اولاد رسول اللہ ﷺ میں سب سے بڑی ہیں۔ الغرض محمد رسول ﷺ کی صاحبزادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بیٹی، باسلیقہ، باشعور، نیک سیرت اور پاکیزہ اخلاق سے مالا مال تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ چاہتی تھیں کہ حضرت زینب کا نکاح اپنے بھانجے حضرت ابوالعاصؓ سے ہو جائے جو بعد میں مشرف با اسلام ہوئے وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایُخَالِفُهَا لهٰذا ایسا ہی ہوا۔

سامعین محترم! امام الانبیاء احمد مجتبیٰ سرور کائنات ﷺ کو جب نبوت ملی تو اٰمَنَتْ خَدِیْجَۃُ وَبَنَاتُهَا لیکن دوسری طرف قریش یک لخت آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور عداوت کی انتہا کر دی چنانچہ اسی عداوت و دشمنی کا اثر تھا کہ ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں پر زور دیا تو انہوں نے سردار دو جہاں کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دیدی لیکن ظہور اسلام کے وقت حضرت ابوالعاصؓ سفر میں تھے دوران سفر ان کو نبوت کی خبر ملی گھر میں پہنچ کر حضرت زینب کی زبانی تصدیق ہوئی نبی کی رسالت کی تحقیق ہوئی اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود عدم تفریق ہوئی البتہ شوہر کہنے لگے کیا تم نے یہ بھی

سوچا کہ اگر میں نے اسلام قبول نہ کیا تو پھر کیا ہوگا؟ لیکن بنت رسول ﷺ فرمانے لگیں کیا میں اپنے صادق وامین باپ کو جھٹلا سکتی ہوں خدا کی قسم وہ سچے ہیں اور ان پر میری قوم کے افراد ایمان لا چکے ہیں اور تیری قوم کے بھی افراد ایمان لا چکے ہیں البتہ جب ابوالعاص کو ﷺ ہیں تو قریش ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور کہتے ہیں فَارِقْ صَاحِبَتَكَ وَنَحْنُ نُزَوِّجُكَ بِأَيِّ امْرَأَةٍ شِئْتَ مِنْ قُرَيْشٍ لیکن دامادِ رسول حضرت خدیجہ کے بھانجے ابوالعاص بے ساختہ بول اٹھے وَاللهِ لَا أُفَارِقُ صَاحِبَتِي مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِامْرَأَتِي أَفْضَلُ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حالانکہ اس وقت آپ مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے لیکن جو امام الانبیاء کا داماد ہو سرور کونین کی طرف منسوب ہو تو وہ کسی اور کو کیسے ترجیح دے سکتا ہے میں ضرور یہ کہوں گا: "ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ"۔

واجب الاحترام دوستو! ہجرت مدینہ کے بعد جب جنگ بدر کا مرحلہ آ پہنچا تو قریش اپنے ساتھ حضرت زینب کے شوہر ابوالعاص کو بھی لے کر آئے تھے آپ ابھی تک مکہ میں تھیں اس جنگ میں ایک طرف آپ کے کریم باپ تھے دوسری طرف آپ کے شوہر تھے جس طرف سوچتیں دل ڈوبنے لگتا انتہائی غمگین تھیں کہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی عاتکہ نے آکر آپ کو یہ خوشخبری سنائی کہ محمد ﷺ نے باوجود قلت صحابہ کے قریش کے لشکر عظیم پر فتح پائی آپ انتہائی خوش ہوئیں اور خوشی کے مارے بے اختیار وَافَرْحَتَا کے الفاظ منہ سے نکلے لیکن پھر فوراً غم کے مارے اپنے بچوں سے لپٹ گئیں اور اپنے شوہر کا حال پوچھا عاتکہ نے جواب دیا کہ وہ سسر کریم کی قید میں ہیں۔

چنانچہ جب قیدیوں کو مدینہ منورہ لایا گیا تو فدیہ کے عوض چھڑانے کا فیصلہ ہوا، ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی تو حضرت زینب نے اپنے شوہر کے فدیہ کیلئے اپنا ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ نے انہیں عقد نکاح کے وقت عطا کیا تھا۔

لیکن جب یہ ہار نبی کریم کے سامنے آتا ہے تو نبی کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی

ہیں، دل غمگین ہوتا ہے، پرانی باتیں یاد آتی ہیں، حیاء کے مارے صحابہ کے سر جھک جاتے ہیں الغرض یہ ہار انہیں واپس دیا جاتا ہے اور ان سے یہ وعدہ ہوتا ہے کہ حضرت زینب کو مدینہ بھیجا جائے۔

چنانچہ جب یہ خبر بنت رسول اکو پہنچتی ہے تو محبت رسول محبت خاوند پر غالب آتی ہے اور مدینہ کی تیاری شروع ہوتی ہے قریش کو جب یہ خبر پہنچتی ہے تو تعاقب کرنے نکلتے ہیں راستہ میں آپؓ پر حملہ کرتے ہیں تو آپ زمین پر گرتی ہیں اور زخمی ہوتی ہیں، اور یہ زخم عمر بھر تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں چنانچہ زبان رسالت گویا ہوتی ہے "هِيَ خَيْرُ بَنَاتِيْ أُصِيْبَتْ فِيَّ، هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِيْ أُصِيْبَتْ فِيَّ" آخر کار اتنے مصائب کے بعد مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہیں اور شوہر حالت شرک میں مکہ ہی میں رہ جاتے ہیں۔

سامعین محترم! تین سال اس پر مزید گزرتے ہیں اور چوتھے سال اور ہجرت کے چھٹے سال حضرت ابوالعاص کا مقدر بھی رفعت آشنا ہوا اور ظلمت کدۂ اصنام میں بھٹکنے والا یہ پیکر خاکی آفتاب ہدایت بن گیا چنانچہ داماد رسول نے سب کچھ چھوڑا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو نبی رحمت نے کمال شفقت ومحبت کا مظاہرہ فرمایا اور سیدہ زینب بنت رسول ﷺ کو نکاح اول میں بدستور ابوالعاص کے پاس بھیجا۔

سامعین محترم! حضرت زینبؓ نے باوجود اتنے اونچے مراتب پانے کے اپنے شوہر کے ساتھ نہایت شریفانہ کریمانہ زندگی گزاری ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، امور خانہ داری بحسن وخوبی انجام دیئے بالآخر یہ گوشۂ رسول اللہ ﷺ ۸ ھ میں اس دار فانی کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے راحت کی نیند سوگئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم.

امابعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا" وقال النبی ﷺ الصحابۃ کلھم عدول. صدق اللہ العظیم.

قلب و جگر میں عشق صحابہ ہوگا
جو سمجھتا ہے کہ عبادت ہے تمرا بازی
اے بے خبر! تیرے گناہوں کا ازالہ ہوگا
ایسے بدبخت کا منہ حشر میں کالا ہوگا

قابل صد احترام علماء کرام اور گرامی قدر حاضرین! آج میری گفتگو کا عنوان "عظمت صحابہ" کے نام سے معنون ہے۔ خالق ارض وسموت سے التجاء ہے کہ حق بیان کرنے کی توفیق عطا کرے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

سامعین محترم! اسلامی نقطۂ نگاہ سے انبیاء کرام کے بعد سب سے بلند و بالا مقام صحابہ کرامؓ کا ہے صحابی شریعت میں اس کو کہا جاتا ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو یا آپ ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کیا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کو موت واقع ہوئی ہو۔ ویسے تو سابقہ تمام انبیاء کی قوموں میں ان پر ایمان لانے والے موجود تھے لیکن حضور ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت یعنی صحابہ کرامؓ جنت کے شیدائی تھے، ناموس رسالت کے پروانے اور فدائی تھے، اگر صحابہؓ کی شان کو دیکھنا ہے تو تاریخ کے مطالعے سے نہیں بلکہ زمین و آسمان میں سب سے بڑے مرتبے والی کتاب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں ان کے تقویٰ کو دیکھنا ضروری ہے۔ آیئے! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قرآن میں صحابہ کرامؓ کی شان

کے تذکرے ہیں، ان کے عمل بالقرآن کے تذکرے ہیں، ان کی صداقت وایمان کے تذکرے ہیں، ان کے اخلاق وکردار کے تذکرے ہیں، ان کے افعال ونظریات کے تذکرے ہیں، ان کی دیانت وامانت کے تذکرے ہیں، ان کے اخلاق وکردار کے تذکرے ہیں، ان کے اعمال وافکار کے تذکرے ہیں، ان کے گفتار واقوال کے تذکرے ہیں، ان کی بہادری اور شجاعت کے تذکرے ہیں، ان کی دیانت وامانت کے تذکرے ہیں، ان کی عظمت وشرافت کے تذکرے ہیں حتی کے نبی علیہ السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینۃ الرسول میں تشریف فرما ہیں جبرئیل امین آکر اللہ کا پیغام سناتے ہیں کہ "فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ" اللہ کے رسول ﷺ سوچنے لگے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طہارت میں کونسا انداز اپنایا ہے کہ اللہ ان کی شہادت کا تذکرہ قرآن میں کرتے ہیں جب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ استنجا کرنے سے قبل مٹی کا ڈھیلا استعمال کرتے ہیں اور بعد میں پانی استعمال کرتے ہیں۔

سامعین محترم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ جماعت ہے کہ جس جماعت کو اللہ رب العزت نے اپنی فوج قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ" ، بلکہ جب ان کے تقویٰ کی باری آئی تو قرآن نے "وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" کہا، ان کی صداقت کی باری آئی تو قرآن نے "اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" کہا، ان کے ایمان کی باری آئی تو قرآن نے "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا" کہا، ان کے عمل بالقرآن کی باری آئی تو قرآن نے "وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ" کہا، ان کے عہد و میثاق کی باری آئی تو قرآن نے "اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ" کہا، ان کی بہادری اور شجاعت کی باری آئی تو قرآن نے "فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا" کہا، ان کی شان کی باری آئی تو قرآن نے "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" کہا، ان کی سختی کی باری آئی تو قرآن نے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کہا، ان کی نرمی کی باری آئی

تو قرآن نے "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کہا، ان کے رکوع وسجود کی باری آئی تو قرآن نے "تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" کہا، ان کی عبادت کی باری آئی تو قرآن نے "سِيْمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ" کہا، پھر میں احادیث رسول ﷺ کے ذخیروں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ آیا متن کے اندر جو صحابہ کرامؓ کی شان کے تذکرے ہیں شرح اور تفصیل اس کی حمایت کرتی ہے؟ تو احادیث رسول کے ذخیرے اپنے اوراق کھول کر رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ دیکھو! یہاں پر نبی علیہ السلام کا یہ فرمان صحابہ کی شان میں موجود ہے "أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ"، دوسری جگہ ارشاد ہے "خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ایک اور جگہ صحابہ کی شان اس انداز سے بیان کی "فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ" دوسری جگہ ارشاد ہے "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ"۔

سامعینِ محترم! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان کے کیا کہنے قرآن کہتا ہے کہ ان کی شان صرف قرآن وحدیث میں نہیں ہے بلکہ ان کی پیدائش سے قبل اللہ رب العزت نے ان کی شان کے تذکرے آسمانی کتابوں میں کئے ہیں۔ "ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ" جب میں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی تو میں سابقہ کتب سماویہ کی طرف متوجہ ہوا تو میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ تورات میں موسیٰ کی قوم کی شان میں چار آیتیں اور صحابہ کرامؓ کی شان میں نو آیتیں ہیں، انجیل میں عیسیٰ کی قوم کی شان میں پانچ آیتیں ہیں، زبور میں داؤدؑ کی قوم کی شان میں آٹھ آیتیں اور صحابہ کرامؓ کی شان میں پندرہ آیتیں ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ سابقہ کتب سماویہ میں صحابہ کرامؓ کی شان بیان کی گئی وجہ ایک نہیں لیکن اتنا عرض کرتا چلوں کہ سابقہ امتیں اپنے نبی کو یہ کہتی ہوئی نظر آتی ہیں "فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا" لیکن صحابہ کرام ہر وقت بلٰی اک اَنِیْ ذُاتِنْکِ کا اعلان کرتے رہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ نے نبی علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع کرنا تھا تو لازم تھا کہ ان کی صفات

کو بیان کیا جائے تاکہ ایمان کی مزین راہ میں رکاوٹ نہ ہو سکے ارے دوستو! صحابیت ایک ایسا درجہ ہے کہ جس تک رسائی ناممکن ہے۔ یہ محنت اور کوشش سے حاصل نہیں ہوتا، یہ تقویٰ اور پرہیزگاری سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ معراج صحابیت تک رسائی وہی کر سکتا ہے کہ جس کے قلب کو "اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی" سے دھویا گیا ہو جن کی محبت کا مرکز صرف ایمان ہو، "وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ" اور آسمانوں سے اتنے فرشتے اتر آئے ہو، کہ حضور ﷺ اپنے پاؤں کی انگلیوں پر چلنے پر مجبور ہو، جن کی گواہی کیلئے اللہ نے وحی اتاری ہو، جن کے مشورے کو اللہ نے قرآن کا حصہ بنا دیا ہو، جن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ فرما رہے ہو، "فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا"، جن کو "هُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا" سے واسطہ پڑا ہو، جن کو "اِنَّ الْاَخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابِیْ" کا مصداق قرار دیا ہو خلاصہ یہ نکلا کہ اسلام کو کَمَا حَقُّهٗ سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے حضرات صحابہ کرامؓ ہی تھے حتیٰ کہ پورا کا پورا دین انہی قدسی صفات لوگوں سے ثابت ہے تو دین کے تحفظ کیلئے، اسلام کی صحت کیلئے، حضرات صحابہ کرامؓ کا دفاع ضروری ہے آیئے اللہ رب العزت سے عہد کریں کہ صحابہ کرامؓ کا تحفظ کرتے ہوئے دین اسلام کا پرچار کریں گے اسی لئے۔

گھر اپنا کسی کو جلانے نہ دیجئے
صحابیت پہ کبھی آنچ آنے نہ دیں گے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من الذین اوفوعھدہ امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قال اللہ تبارک وتعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وقال النبی ﷺ وَمَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ .

اللہ نے زینت بخشی ہے افلاک کو روشن تاروں سے
اسلام نے زینت پائی محبوب خدا کے یاروں سے

میرے واجب الاحترام اساتذہ کرام اور گلشن بنوری کے مہکتے پھولو!
آج میں جس موضوع کو لے کر آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں وہ ہے "عظمتِ صحابہؓ"

سامعین محترم! اخلاق عالم نے جب اس عالم اسباب میں اپنی توحید و وحدانیت کی آبیاری کا ارادہ فرمایا تو نوع انسان میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء مبعوث فرمائے اور ہر نبی و رسول نے اپنے ادوار و اعصار و ازمان میں دین حق کی آبیاری کے لئے جو انتھک محنت و بے مثال کوشش اور لافانی جدوجہد کی ہے تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے یہ وہ جماعت ہے جس کے بارے میں عبداللہ ابن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ!

اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ
فَنَظَرَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَبَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ
ثُمَّ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ
فَاخْتَارَهُمْ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَنُصْرَةِ دِيْنِهٖ

یہ وہ جماعت ہے جنہوں نے غم کے پہاڑ سہہ کر اپنے بچے یتیم کروا کر، اپنے بیویوں کو بیوہ کروا کر، اپنی جان کے نذرانے دے کر، خود کو خون میں نہلا کر قیامت تک آنے والوں کو بزبان حال یہ پیغام دے دیا۔

واقف تو ہیں اس راز سے دار و رسن بھی
ہر دور میں تکمیل وفا ہم سے ہوئی ہے

آیئے! سیرت صحابہؓ کو سب سے پہلے رب کے کلام سے پھر نبی کے فرمان سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

سامعین کرام! جب میں صحابہؓ کے بارے میں قرآن سے سوال کرتا ہوں کہ اے قرآن تو ہی بتا کہ صحابہؓ کا مزاج کیا تھا تو قرآن پکار اٹھتا ہے!

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ......الخ

جب میں قرآن سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عبادت کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو قرآن اس انداز سے گویا ہوتا ہے!

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

جب میں قرآن سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی چاہت کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو قرآن یوں جواب دیتا ہے!

سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا.

جب میں مزید قرآن کی ورق گردانی کرتا ہوں تو کہیں قرآن اُولٰئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ کہہ کر ان کی ہدایت کا چرچا کرتا ہے اور کہیں اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہہ کر ان کی کامیابی پر مہر صداقت ثبت کرتا ہے ارے قربان جاؤں قرآن سے کہ جس نے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کہہ کر خدا کے ان سے راضی ہونے کا پروانہ جاری کر دیا۔

آقائے نامدار ﷺ ان پر سب و شتم سے منع کرتے ہیں ان پر لعن طعن کرنے والوں

پر زبان نبوت امت کا حکم دیتی ہے اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ الخ
اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ کا حکم دے کر ان کی اقتداء کا حکم دیتے ہیں۔

ارے قربان جایئے! محمد ﷺ پر جنہوں نے یہاں تک فرمایا کہ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِیْ کہ میرے صحابہ کو جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی۔

سامعینِ محترم! سلسلہ نبوت کی انتہاء محمد عربی ﷺ پر ہوتی ہے احکامات الٰہیہ قیامت تک آنے والے نسل انسانی کے دامن میں ڈالنے کی ضرورت تھی جس کے لئے ایک ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو اپنی جان کی بازی لگا کر، اپنے بچے یتیم کروا کر، گھر سے بے گھر ہو کر، وطن سے بے در ہو کر، اسلام کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بن سکیں۔

اس کے لئے جو جماعت منتخب ہوئی ہے وہ وہ لوگ ہیں جو شرم و حیا کے پیکر تھے، جو بندگانِ تسلیم و رضا تھے، جن کی مدد کے لئے فرشتے قطار در قطار، جن کا سب سے بڑا سرمایہ انبیاء کا تاجدار ﷺ، جو سچے پکے مسلمان، جن کی تجارت عاقبت کا سامان، جن کی دولت اہل فقر کے لئے قربان، جو مثل کہکشاں چاند ان پر قربان، حسن ان پر نازاں، کسی اور کی کہاں یہ شان، جن کے خلفاء ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) وہ چراغ آقائے دو جہاں ﷺ، ان کی صورت صورتِ ایمان، ان کی سیرت ایمان کی ترجمان، ان کی جاں رسول خدا کو عزیز از جاں، ان کی بخشش پر شاہد خود نبی آخر الزماں، خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی اس پر گواہ قرآن، ان کے عفو درگزر پر دنیا حیران، ان کی ہیبت سے باطل لرزاں، ان کے مقابل اشکار بدبخت و بدگماں ان کے خون سے رنگین تاریخ کی داستان، نظر آتے تھے قرآء حقیقت میں نمونۂ قرآن، ایسی کشمکش میں یوں گویا ہوتا ہے قرآن، اے جنات و انسان تم کیوں نہیں مانتے اس منعم کا احسان، فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

اے وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر پھولوں کو رنگت بخشی ہے
دو چار سے دنیا واقف گمنام نہ جانے کتنے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

صحابہ کرام معیارِ حق وپیکرِ عدل وانصاف

الحمدللّٰہ الذی خلق الشمس والقمر وخلق الشجر والھجر وخلق اللیل والسحر والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالانبیاء والرسل. امابعد! فقدقال اللہ تعالیٰ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا" وقال النبی ﷺ: "اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ" اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔

نہایت ہی واجب الاحترام، قابل صد تکریم اساتذہ کرام اور میرے ہمسفر نوجوان ساتھیو! آج کی اس باوقار محفل میں بندہ جس عنوان کے تحت اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے وہ "صحابہ کرام معیارِ حق اور عدل وانصاف کے پیکر ہے"۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ کسی کے معیارِ حق ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ امورِ شریعت کے بارے میں اس کا قول وفعل، حق و صداقت کیلئے کسوٹی ہو جب کسی شخص کا پیکرِ حق وصداقت ہونا نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہو جاتا ہے تو امورِ دینیہ میں اس کا معیارِ حق ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے چونکہ انبیاء کے بعد صحابہ سے بڑھ کر بلکہ ان کے برابر تک بھی کوئی مرتبہ نہیں پاسکتا تو جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات کے بعد اگر کوئی دین اسلام کا عملی معیار ہے تو وہ آپ کے تلامذہ ہیں آپ کی تربیت یافتہ جماعت ہے آپ کے علم وعرفان کو اخذ کرنے والی جماعت ہے میں انشاء اللہ ادلہ اربعہ سے ثابت کروں گا کہ صحابہ کرام معیارِ حق اور پیکرِ عدل وانصاف ہیں۔

احکام شرع کے مرجع اول قرآن کریم میں اللہ رب العزت صحابہ کرام کو پیکرِ حق و صداقت ہونے کی وجہ سے ان کو اپنی خوشنودی اور رضامندی کی سند ان الفاظ میں دیتے ہیں: "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ"، اسی طرح ایک دوسری جگہ اللہ رب العزت نے صحابہ

کرامؓ کو معیارِ حق وصداقت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ" اس آیت کریمہ میں الناس سے مراد کون ہیں؟ علامہ محمد بن احمد جزری الکلبیؒ فرماتے ہیں کہ "اصحاب رسول اللہ ﷺ" ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے صحابہ کرامؓ کی اتباع کو واجب اور ان کے طریقے کو لوگوں کیلئے حجت قرار دیتے ہوئے فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کیونکہ اس آیت کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں چنانچہ علامہ ابن اصلاح "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں اِتَّفَقَ الْمُفَسِّرُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ وَارِدٌ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قرآن کریم کی ایک اور آیت وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ کے اندر صحابہ کرامؓ کو نہ صرف اس آیت کیلئے بلکہ اہم سابقہ کیلئے بھی معیارِ حق وصداقت قرار دیا ہے کیونکہ یہ امت قیامت کے دن دوسری امتوں کیلئے گواہ بنے گی اگر یہ خود معیارِ حق وصداقت نہ ہو تو دوسری امتوں کیلئے کس طرح گواہ بن سکتی ہے اور آیت مذکورہ کے مصداق صحابہ کرامؓ ہیں جیسا کہ علامہ الوسی بغدادیؒ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں۔ اَنَّ الْخِطَابَ لِلْحَاضِرِيْنَ اَعْنِی الصَّحَابَةَ، ایک اور جگہ صحابہ کرامؓ کے معیارِ حق ہونے کو رب لم یزل نے یوں آشکارہ کیا: "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ اِیْمَانِكُمْ وَ صَدَّقُوْا مِثْلَ تَصْدِيْقِكُمْ فَقَدِ اهْتَدَوْا" اس آیت کی تفسیر علامہ الوسی بغدادیؒ کچھ اس انداز میں کرتے ہیں "فَاِنْ اٰمَنُوا الْاِیْمَانَ مُتَلَبِّسًا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ اِیْمَانًا مُتَلَبِّسًا بِهٖ مِنَ الْاِذْعَانِ وَالْاِخْلَاصِ وَعَزْمِ التَّفْرِیْقِ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

سامعین محترم! جس طرح صحابہ کرامؓ کا معیارِ حق وصداقت ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے اسی طرح احادیث مبارکہ سے بھی صحابہ کرامؓ کے معیارِ حق ہونے کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو امت کی درستگی کا سبب قرار دیتے ہوئے فرمایا مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ كَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ ان لوگوں کا امت کی درستگی کا سبب بننے ان کیلئے معیارِ حق وصداقت ہونا ضروری ہے ایک اور حدیث میں عبداللہ ابن

مسعودؓ فرماتے ہیں مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْمَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَاتُؤمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اسی طرح ایک اور حدیث میں خوشخبری ان الفاظ میں دیتے ہیں أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ ایک اور جگہ جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا تَفَرَّقَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ عَلَىٰ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلَىٰ ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَاهِيَ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ اس حدیث میں جنت کا مستحق ہونے کو صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے پر موقوف رکھا ہے اور کسی کے طرز اور طریقے پر چلنے سے جنتی اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ خود پیکر عدل و انصاف ہو اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس طرح پیغمبر ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت راہ ہدایت ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کے اقوال واعمال بھی ہمارے حق کا معیار اور پیمانہ ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ۔

میرے دوستو! صحابہ کرامؓ کا معیار حق و صداقت ہونا جس طرح قرآن وسنت سے ثابت ہے اسی طرح اجماع امت سے بھی ثابت ہے چنانچہ علامہ ابو نعیم اصفہانی معرفۃ الصحابہؓ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں إِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَىٰ أَنَّ الْجَمِيْعَ عُدُوْلٌ وَلَمْ يُخَالِفْ فِيْ ذٰلِكَ إِلَّا شُذُوْذٌ۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ الاصابہ میں صحابہ کرام کی عدالت و صداقت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں: "عَدَالَةُ الصَّحَابَةِ ثَابِتَةٌ مَعْلُوْمَةٌ بِتَعْدِيْلِ اللهِ لَهُمْ وَإِخْبَارِهِ عَنْ طَهَارَتِهِمْ وَاخْتِيَارِهِ لَهُمْ" اسی طرح علامہ ابن الصلاح صحابہ کرامؓ کے پیکر عدل وانصاف ہونے پر امت کا اجماع نقل کرتے ہیں أَنَّ الْأُمَّةَ مُجْتَمِعَةٌ عَلَىٰ تَعْدِيْلِ جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ امام المفسر ین امام قرطبیؒ "تفسیر قرطبی" میں صحابہ کرام کی عدالت کو دوٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہیں الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ اولیاء اللہ تعالیٰ ملا علی قاری اپنی مایہ ناز کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ میں یوں لب کشائی کرتے ہیں "وَالصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ مُطْلَقًا بِظَوَاهِرِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ"۔

سامعین محترم! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معیارِ حق اور جملہ عدول وانصاف ہونا جس طرح قرآن وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے اسی طرح قیاس سے بھی ثابت ہے۔ ذرا غور کریں! تو قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے صحابہ کرام عدل وانصاف کے پیکر ہیں کیونکہ رسول حق ہے، قرآن حق ہے، سنتِ رسول حق ہے اگر ان کو نقل کرکے امت تک پہنچانے والے حق نہ ہوں تو کتاب اللہ کا باطل ہونا لازم آتا ہے چنانچہ خطیب امام بغدادی نے "الکفایہ فی علم الروایہ" میں یوں نقل کرتے ہیں:

"وَذَالِکَ اَنَّ الرَّسُوْلَ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنَ حَقٌّ وَاِنَّمَا اَدّٰی اِلَیْنَا ھٰذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَنَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُجَرِّحُوْا شُھُوْدَنَا لِیُبْطِلُوا الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ۔"

میں اسی پر اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

فریضۂ جہاد اور ہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ بِاَوْلِیَائِہٖ وَاَذَلَّ الْکُفْرَ وَالْکَفَرَۃَ بِرُسُلِہٖ وَاَنْبِیَائِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ رَفَعُوْا لِوَآءَ الْاِسْلَامِ عَلٰی سَائِرِ الْاَدْیَانِ، اَمَّابَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ"
وقال النبی ﷺ اِذَا تَرَکْتُمُ الْجِھَادَ فَسَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ الذِّلَّۃَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمَ۔

سکھایا ہے ہمیں اے دوست طیبہ کے والی نے
کہ بوجہلوں سے ٹکرا کر ابھرنا عین ایمان ہے
جہاں باطل مقابل ہو وہاں نوک سناں سے بھی
برائے دین اسلام رقص کرنا عین ایمان ہے
عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری
میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تیری
ما سوااللہ کے آگ ہے تکبیر تیری
تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تیری
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہے ہم نے
کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدہ ایراں کو
کس نے پھر زندہ کیا تذکرہ یزداں کو

میرے انتہائی واجب الاحترام اساتذہ کرام اور گلشن بنوریؒ کے عزیز طلبہ ساتھیوں میں آج آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر گفتگو کرنے کی جسارت حاصل کر رہا ہوں وہ موضوع "فریضۂ جہاد اور ہم" کے نام سے معنون ہے۔ دعا کریں کہ اللہ مجھے حق بات کہنے کی

توفیق عطا فرمائے۔

میرے دوستو! جس طرح اسلام میں نماز اور روزے اور حج وزکوۃ کا ایک مقام ہے اسی طرح جہاد کا بھی ایک مقام ہے اور جس طرح کسی شخص کی ذات کی صحت اور اصلاح کیلئے نماز روزہ کی ضرورت ہے اسی طرح اصلاح معاشرہ اور امن عامہ کیلئے جہاد کے ذریعے مفسدین فی الارض کا علاج بھی ضروری ہے جس طرح کسی ملک و وطن میں اس ملک کے بادشاہ کے قوانین نافذ کرنے کیلئے باغیوں کی سرکوبی ضروری ہے اسی طرح روئے زمین کے مالک حقیقی اور خالق حقیقی کے احکام وقوانین کو پوری روئے زمین پر نافذ کرنا اور ان قوانین سے بغاوت اور انکار کرنے والوں کا قلع قمع کرنا بھی انتہائی ضروری ہے اور اسی احکام الٰہی کے نفوذ اور نافرمانوں کی سرکوبی کا نام جہاد ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسی جہاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ "اسی جہاد کی اجازت دیتے ہوئے رب تعالیٰ نے فرمایا: "اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا... الخ" اور "وَاِذَا تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ.. الخ" کی وعید آپ ﷺ نے اسی جہاد کے ترک پر فرمائی ہے "فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ" کی فضیلت اسی میدان کے مجاہد کی ہے "وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا... الآیۃ" میں اسی میدان کے گھوڑوں کی قسمیں اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا" کا حکم اسی میدان میں جوان مردی دکھانے کیلئے ہے۔

عزیزان محترم! یہی وہ جہاد ہے کہ جس کے ذریعہ سے اسلام کا غلبہ ممکن ہے، یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے کفر کا غرور خاک میں ملایا جاسکتا ہے، یہی وہ جہاد ہے جس سے ہر دور میں باطل خوفزدہ رہا ہے، یہی وہ جہاد ہے جس سے فارس اور روم کی سلطنتیں الٹ دی گئی تھیں، یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعہ صلاح الدین ایوبیؒ نے بیت المقدس یہودیوں سے آزاد کرایا تھا، یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے طارق بن زیاد نے ساحل سمندر پر کشتیاں جلادی تھیں، یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے محمد بن قاسمؒ نے سندھ کے راجاؤں کو سبق سکھایا

تھا، یہی وہ جہاد ہے جس کے خاطر سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے بالاکوٹ کے معرکے میں سکھوں سے لڑتے ہوئے جان کی بازی لگائی تھی یہی وہ جہاد ہے جسے اپنا کر طالبان نے افغانستان میں اسلامی حکومت اور قانون نافذ کیا تھا اور میرا دعویٰ ہے صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ چیلنج ہے کہ انشاء اللہ ایک دن ہم واشنگٹن پر بھی اسلام کا جھنڈا اسی جہاد کے ذریعے سے لہرائیں گے۔

میرے محترم دوستو! مجھے بڑے افسوس سے یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ آج ایک طرف تو طاغوتی قوتیں جہاد کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کیلئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہیں تو کبھی قادیانی اور کبھی سر سید احمد خان جیسے پٹھو تیار کر کے ان سے جہاد کے تنسیخ کے فتوے لئے جاتے ہیں تو کبھی بظاہر ہمدردانہ کتابیں چھپوا کر مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم بھی مغربیت سے متاثر ہو کر جہاد کی تعریف میں تاویلات کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور جہاد کو مختلف قیودات کے ساتھ مقید کر لیتے ہیں میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ جہاد بالمال بھی جہاد ہے، جہاد باللسان بھی جہاد ہے، جہاد بالقلم بھی جہاد ہے لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ" والی آیت میں کون سے جہاد پر مؤمنین کو ابھارنے کا حکم نبی ﷺ کو دیا جاتا ہے "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ" میں منافقین اور کفار سے کس قسم کے جہاد کا کرنے کو کہا جارہا ہے "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ" میں اللہ تعالیٰ کس قسم کے جہاد کیلئے صف بندی کرنے والوں سے محبت کا اعلان کرتے ہیں مجھے بتاؤ سرداران قریش کا غرور کس قسم کے جہاد کے ذریعے خاک میں ملایا گیا تھا حضور ﷺ کے دندان مبارک جہاد کے کون سے قسم پر عمل کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے منکرین زکوٰۃ اور مرتدین کے خلاف ابوبکر صدیق ؓ نے کس قسم کے جہاد کا علم بلند کیا تھا، عمر فاروق ؓ نے لاکھوں مربع میل تک اسلامی حکومت کس قسم کے جہاد کے ذریعے پھیلادی تھی، حضرت خالد بن ولید ؓ کا جسم جس میں ایک بالشت برابر جگہ بھی زخم

سے خالی نہیں تھی کس قسم کے جہاد میں چور چور کر دیا گیا تھا مجھے بتاؤ آج امریکہ اور برطانیہ کی نیندیں کس قسم کے جہاد کی وجہ سے حرام ہوگئی ہیں امریکہ اور اس کے حواری کس قسم کے جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کر رہے ہیں میرے مسلمان بھائیو! آج ہم چیخ رہے ہیں اور چلا رہے ہیں مر رہے ہیں اور کٹ رہے ہیں گوناگوں مسائل اور بحرانات کا شکار ہیں کیا کبھی ہم نے سنجیدہ طور پر سوچا بھی ہے کہ یہ مسائل اور مصائب کہاں سے آئے ہیں؟ یہ ذلت اور رسوائی کیوں؟ مسلمان ہر جگہ مظلوم کیوں؟ در در کی ٹھوکر کیوں کھا رہے ہیں؟

یاد رکھو ان تمام مسائل کے جہاں کئی اور اسباب ہیں وہیں ایک بڑا اور اہم سبب ترک جہاد بھی ہے کہ ہم نے آج جہاد کو ترک کر کے غیروں کی روش کو اختیار کیا ہے ہم نے جہاد سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے۔

میرے محترم دوستو اگر ہم اسی طرح جہاد سے پہلو تہی کرتے رہے اور خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوئے تو یاد رکھنا یہ اہل مغرب اور اہل کفر ہمیں ایسے کچل ڈالیں گے اور ایسے ختم کر دیں گے کہ ہماری داستان تک افسانوں میں نہ ملے گی اٹھو! بزدلی کا کشکول توڑ دو ایک نئی قوت بن کر میدان کارزار میں اتر کر اعلان کر دو۔

نغمہ توحید کو کچھ اس انداز سے گاتے ہیں ہم
خرمن باطل پر گویا آگ برساتے ہیں ہم
رات کی تاریکیاں منزل پہ چھا سکتی نہیں
نور برساتے ہیں تارے جس طرف جاتے ہیں ہم

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّابَعْدُ: فَاعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: " وَاِذَاتُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًاوَّعَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ "۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ "۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ۔

میرے انتہائی واجب الاحترام حضرات اساتذہ کرام اور میرے عزیز طالب علم بھائیو اور دوستو! " جہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم " کے باہمی تعلق کے موضوع پر چند معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔

عزیزانِ محترم! اخلاقِ عالم نے جہاد جیسی مقدس عبادت کو احیاءِ خلافت اور نفاذِ دین کا، اسی طرح دفاعِ دین اور بقاءِ دین کا بنیادی ذریعہ اور ضامن بنایا ہے، اس قطعی اور محکم فریضے کے اولین مخاطب فیضانِ نبوت سے براہِ راست فیضیاب ہونے والے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

جب ربِ وحدہٗ لاشریک کی طرف سے " فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا " کے ذریعہ معیارِ کمالِ ایمان بنا دیا گیا اور بارگاہِ رسالت سے بھی نبوت والی پاکیزہ زبان سے " اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ " کا واشگاف اعلان کر دیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے لئے معیار اور کسوٹی ٹھہرائے گئے تو ربِ لم یزل کی حکمتِ بالغہ سے ان پاکیزہ نفوس کے جملہ اعمال و افعال ایسے اعلیٰ وارفع درجے میں انجام پائے کہ

دوام ت کے لئے معیار و نمونہ بھی بنتے چلے گئے۔

فلسفۂ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مضبوط جہادی نظریہ ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جانی و مالی قربانی دے کر جہاد سے تعلق اور وابستگی کا اظہار کرنا ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صبر و عزیمت کی لازوال داستانیں ہوں یا احزاب کو منتشر کردینے کی جہادی تدبیریں اور کاوشیں ہوں یا حیران کن حربی کارناموں اور فتوحات کا منظر ہو، جسم پر سجنے والے خوشبودار جہادی زخم ہوں یا میدانِ کارزار میں شہادت کا مرتبہ پانے کا والہانہ انداز، یاد رکھنا یہ سب کچھ نہ صرف تاریخ کا روشن باب ہیں، بلکہ قیامت کی صبح تک امتِ مسلمہ کے لئے معیار اور نمونہ ہیں۔

امت مسلمہ جب انقلاب کی راہوں پر چلنا چاہے گی، اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جہاد کے باہمی تعلق کو ضرور سمجھنا اور سانچۂ عمل میں ڈھالنا پڑے گا، ورنہ نفاذ دین کی ہر کوشش بے سود ہوگی، ہر قربانی رائیگان اور ہر عزم بے ثمر رہے گا۔

قرآن و حدیث اور تاریخ سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جہاد کے باہمی تعلق اور ارتباط کی حقانیت اور عظمت کا درس ملتا ہے، ذرا توجہ کرنا! رب ذوالجلال اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں: "وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ" کہ تذکرۂ جہاد سے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں قتال فی سبیل اللہ کی نجی آرزو مچلنے لگتی ہے، ارے ان کا ایمان تو جذبۂ جہاد سے ٹھاٹھیں مارتا ہوا وہ سمندر بن جاتا ہے جو اپنی طلاطم خیز موجوں کے ذریعے وقت کے دجالوں کو ملیامیٹ کرنے کے لئے مچل رہا ہو۔

ہاں! جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہادی یلغار کی برکت سے کفر پر زمین کو تنگ کردیا اور کفر کی شان و شوکت اور حشمت بکھری تو کفر دنیا سے فنا چلا گیا، تب قرآن مقدس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" کا ایسا مبارک خطاب دیا جو قیامت کی صبح

تک کفر یہ نسلوں کا منہ چڑاتا رہے گا اور مسلمانوں کو دعوت عزیمت دیتا رہے گا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حسین جذبات اور مضبوط نظریۂ جہاد کی منظر کشی کرتا ہے، ارشاد فرمایا: "اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا" کہ وہ اپنے سینوں میں ایسا پختہ نظریۂ جہاد بسائے تھے کہ اتحادی افواج کے حملوں کی خبر پر خوف و مصلحت کا شکار ہوئے بغیر شوقِ شہادت سے مخمور ہو جاتے اور دشمن پر کاری ضرب بن کر ٹوٹ پڑتے، رب ذوالجلال سے ملاقات کے لئے سلسبیل و زنجبیل کی لذتیں لوٹنے کے لئے دیوانہ وار پھرا کرتے تھے، تب شاعر نے کیا خوب کہا:

یہ غازی تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراء و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

میرے محترم سامعین! قرآن مقدس کے بعد احادیث کا ذخیرہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہادی کارناموں سے لبریز و مزین نظر آتا ہے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تو پوری زندگی کا خلاصہ دو جملوں میں بند ہے، فرمایا: "رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَفُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ" کہ راتوں

کو راھب ہوتے ہیں تو دن کو جنگی شاہسوار بھی ہوا کرتے تھے۔

ذرا دیکھئے! آقا ﷺ بدر میں اترتے ہیں تو ۳۱۳ شہادت کے متوالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی گلشن اسلام کی بنیادوں میں اپنا لہو گرا کر اس کی آبیاری کرنے لئے بدر کی سرزمین کی طرف نکل پڑتے ہیں، وہاں معاذ و معوذ رضی اللہ عنہما بھی شوق شہادت کے جواں عزم کے ساتھ ننگی تلواریں لئے ابوجہل کی گردن کاٹنے نکل پڑتے ہیں، آقا ﷺ اُحُد کے دامن میں پڑاؤ ڈالتے ہیں تو شہادت کے متوالے بھی ساتھ نظر آتے ہیں، سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہادت کا مرتبہ پاکر شوق شہادت کی قلبی پیاس بجھاتے ہیں، غسیل الملائکہ کا اعزاز حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا مقدر بنتا ہے۔

آقا ﷺ پیٹ پر دو، دو پتھر باندھ کر خندق کھودر ہے ہیں اور فرمار ہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا هْتَدَيْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

اِنَّ الْاُولٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودنے میں مصروف نظر آتے ہیں، پیغمبر ﷺ خیبر کی سرزمین پر پہنچ کر اعلان فرمار ہے ہیں: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" ہاں! اس مقام پر صحابہ رضی اللہ عنہم پیغمبر ﷺ کے ساتھ نظر آتے ہیں، آقا ﷺ حنین و تبوک کی طرف محو سفر ہیں، تب بھی صحابہ رضی اللہ عنہم ساتھ

نظر آتے ہیں، الغرض ہر میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیغمبر ﷺ کے ساتھ ہیں، اور

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا اَبَدًا

کے اعلانِ صدق و وفا کے ساتھ اس بات کا عزمِ مصمم رکھتے ہیں کہ اگر نبوت والی زبان سے سمندروں میں کود جانے کا حکم ملے تب بھی کر گزریں گے، بالآخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہادی یلغار کی عظمت اور اپنے مقدس لہو کی برکت سے شہادتوں کی داستان کا ایسا گلشن سجا دیا ہے کہ جس کی شادابی سے تاریخ کے اوراق آج بھی سدا بہار نظر آ رہے ہیں اور مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہو چکا ہے۔

ذرا تاریخی اوراق پلٹ کر دیکھئے! تحریکِ نفاق و بغاوت اور فتنۂ ارتداد کے بھڑکتے شعلوں سے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو اس کی دجالیت سمیت واصلِ جہنم کر دیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر کشی کی تو کفر کو ملیامیٹ کر دیا، جہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری آب و تاب کے ساتھ چلتے رہے، عرب کی سرزمین سے نکل کر عجم کے سینے پر پھیلے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جہادی قوت سے شام، دمشق و عراق کی سرزمین کو روندتے چلتے گئے، روم و فارس کی حشمت تباہ و برباد کر دی گئی، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رستمی طاقت کو کاٹ کر زمین بوس کر دیا، افریقہ و یورپ کے در و دیوار پر اعلاء کلمۃ اللہ کی دستک سنائی گئی، جہادی قافلوں نے بحرِ اوقیانوس کی موجوں سے ٹکرا کر قبرص کے جزیروں کو اپنا مسکن بنایا، قسطنطنیہ کے دروازے بھی جہادی ضربوں سے توڑے گئے۔

الغرض ہر سمت عاشقانہ جانبازی اور والہانہ سرفروشی کا منظر نظر آتا ہے اور آج اس

فتنے اور جاہلیت کے دور میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدموں کی خاک پر قربان ہونے والے بہت سے فرزندانِ اسلام کفریہ طاغوتی طاقتوں سے ٹکرا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا روشن کردار زندہ کر چکے ہیں اور بدر و اُحد کی تاریخ یاد دلا کر کفر کے علمبرداروں کو ڈنکے کی چوٹ پر یہ پیغام دے دینا چاہتے ہیں کہ:

آثار سے ماضی ہر سو عیاں ہمارا
ہر خطۂ زمین ہے افسانہ خواں ہمارا
گزرا ہے ایسا عہدِ زریں گزشتہ کس کا
ارے ثانی کوئی بندۂ تاریخ داں ہمارا
کمزور ہم کو ہرگز نہ سمجھے اہلِ باطل
اٹھے نہیں کہ پھر ہے سارا جہاں ہمارا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اسلامی انقلاب اور جہاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَلَّبَنِیْ لِذِکْرِ حَبِیْبِہٖ فِی الْمَجَالِسِ وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ لِاِظْھَارِ حَقِّہٖ فِی الْعَوَالِمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الَّذِیْ اِشْتَھَرَ بَیْنَ الرُّسُلِ بِاَلْقَابِ صَاحِبِ السَّیْفِ وَرَسُوْلِ الْمَلَاحِمِ وَ قَسَّمَ بَیْنَھُمُ الْمَغَانِمَ...... اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْجِھَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں ، نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

میرے انتہائی واجب الاحترام قابل صد تعظیم اساتذہ کرام اور میرے ہم سفر ساتھیو ! آج میں جس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ ہے "اسلامی انقلاب اور جہاد" اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے سچ اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

سامعین محترم ! یہ بات تو روز روشن کی طرح واضح ہے، اس کو ہر کس و ناکس سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح پھول کو خوشبو کی ضرورت ہے، چاند کو روشنی کی ضرورت ہے، سورج کو کرنوں کی ضرورت ہے، آنکھوں کو بصارت کی ضرورت ہے، کانوں کو سماعت کی ضرورت ہے، پلکوں کو جھپکنے کی ضرورت ہے، دلوں کو دھڑکن کی ضرورت ہے، بالکل اسی طرح خدا کی

زمین میں خدا کے نظام کی ضرورت ہے، اسلامی نظام کی ضرورت ہے، جس کے بغیر امن و امان کا قیام، عدل و انصاف کا پیام، ظلم و جبر و تشدد کا اختتام، تمدن و ثقافتِ اسلامی کا اہتمام، مساوات و مدارات کا استحکام، اخوت و بھائی چارے کا انتظام، اسلامی ممالک کا انضمام مشکل ہی نہیں، بلکہ ناممکن ہے اور موجودہ وقت میں یہ انقلاب اور تبدیلی جہاد کے بغیر ممکن نہیں۔

میرے غیور مسلمانو! میں سیاست کی ضرورت سے انکار نہیں کرتا، میں وعظ و تقریر کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا، میں دعاؤں اور اذکار کی عظمت سے انکار نہیں کرتا، میں اصلاح و ارشاد کی فضیلت سے انکار نہیں کرتا، میں درس و تدریس کے ثمرات سے انکار نہیں کرتا، میں تصنیف و تالیف کی افادیت سے انکار نہیں کرتا۔

مگر میرے جیالے دوستو! جب بھی اس سرزمین میں عدل و انصاف کو بسایا گیا، اس گلشنِ ارض کو امن کا گہوارہ بنایا گیا، مظلوموں کی دادرسی کی گئی، انسانوں کو انسانوں کی عبادت سے روکا گیا اور اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کیا گیا، اخوت اور بھائی چارہ کا درس دیا گیا تو ہر دور میں بعض سرکش و جابر لوگوں نے اس کی زور و شور سے مخالفت کی اور اس نظام کے نفاذ کے سامنے آ ڑے گئے "وَيَبْغُونَ فِي الْاَرْضِ" کا سماں عیاں کیا تو اس وقت اللہ جل جلالہٗ نے ان لوگوں کے دماغ درست کرنے کے لئے اور ان کی باطنی خباثت کو صاف کرنے کے لئے اور ان کے ناسور مرض کے علاج کے لئے اور ان کے غرور کو خاک میں ملانے کے لئے اور اپنے مظلوم بندوں کو ظالمانہ نظام سے خلاصی دلانے کے لئے جہاد جیسے انقلابی عمل کو فرض قرار دیا۔

قرآن عظیم نے ببانگِ دہل اعلان کیا: "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ" یعنی تم پر قتال فرض کیا گیا اور کہیں فرمایا: "وَ قَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ" اور کہیں فرمایا "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تَعْلَمُوْنَ ''اور کہیں فرمایا:''وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ''اور جہاد کرتے رہو اللہ کے راستہ میں، حتی کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔

گرامی قدر احباب! توجہ فرمائیے! آج سے پندرہ صدیاں پہلے میرے آقا مدنی ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا تھا، جب آپ اس کی گہرائی اور پس منظر میں غور و فکر کریں تو آپ کو بدر و اُحد کے معرکے دکھائی دیں گے اور کہیں خندق و حنین کی جنگیں نظر آئیں گی اور کہیں تبوک کے تپتے صحراء دکھائی دیں گی اور کہیں خیبر کے نخلستان نظر آئیں گے اور کہیں تلواروں کی سنسناہٹ اور تیروں کی سرسراہٹ سنائی دیں گے۔

اگر میری یہ بات درست ہے تو آپ کو بھی ماننا پڑے گا کہ جہاد کے بغیر اسلامی نظام ناممکن ہے، بلکہ میں واشگاف کہتا ہوں کہ اگر صرف وعظ و نصیحت سے انقلاب برپا ہوسکتا تو حضور ﷺ کے وعظ تمہارے وعظوں سے کہیں زیادہ مؤثر تھے، اگر صرف دعاؤں سے کفار کو شکست دی جاسکتی تو میرے مدنی آقا ﷺ کی دعائیں تمہاری دعاؤں سے کہیں زیادہ اثر رکھتی تھیں، حالانکہ آپ ﷺ نے صرف وعظ و نصیحت اور دعاؤں پر انحصار نہیں، بلکہ جہاد کے لئے میدان میں بھی تشریف لائے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ تیرا سالہ مدنی زندگی میں ستائیس مرتبہ بنفس نفیس میدان جنگ میں نظر آئے۔

نبی کی حیات مقدس کو دیکھو، ملے گی سراپا جہاد مسلسل
وفا کی صلابت میں فولاد و آہن، کرم کی لطافت میں رحمت مکمل

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

علم و جہاد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اما بعد: فاعوذ باللہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ" وَقَالَ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ "هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ: "قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ.

جبیِ مسلم وہ تیز طوفان ہے جو کہ روکے سے رُک نہیں سکتا
مسلمان کا سر کٹ تو سکتا ہے، جھکانے سے جھک نہیں سکتا

میرے بھائیو، عزیز طلباء، ساتھیو! آپ جیسے علوم نبوت کے امجارہ داروں کے سامنے میں ایک طفلِ مکتب ہونے کی حیثیت سے چند معروضات گوش گزار کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، موضوع سخن "علم و جہاد" ہے جو کہ تمام موضوعات میں انتہائی اہمیت وانفرادیت کا حامل ہے، امام الانبیاء ﷺ کی حیاۃ طیبہ کا اگر بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو اس موضوع کے دونوں جزء آفتاب و ماہتاب بن کر میرے پیغمبر ﷺ کی حیاۃ طیبہ کو آشکارا کرتے ہیں، حلقۂ رسالت کے متعلمین ان دونوں جزؤں سے مزین وآراستہ نظر آتے ہیں۔

جی ہاں! تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے ہوئے اگر پیغمبر ﷺ ایک معلم انسانیت کی حیثیت سے مسجد نبوی کے صحن میں اپنی مسند تدریس پر رونق افروز نظر آتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم بلاتفریق زانوئے تلمذ طے کرتے نظر آتے ہیں، دوسری جانب وہی پیغمبر ﷺ وہی صحابہ رضی اللہ عنہم علم جہاد تھام کر بدر و اُحد کے میدانوں کو، حنین و تبوک کے میدانوں کو، خیبر،

خندق کے میدانوں کو اپنے مقدس خون سے آراستہ کر کے گویا اعلان کرتے ہیں:

ہمارا خون حاضر ہے وفا کے نام پر

ہم جان بھی دے دیں گے خدا کے نام پر

میرے بھائیو! علم کی فضیلت ومنقبت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن چند خصوصیات ایسی ہیں، چند کمالات وصفات ایسی ہیں جو مجاہد کو تمام نسلِ انسانی سے ممتاز کرتی ہیں، میں آج انہیں خصوصیات کو ملحوظِ نظر رکھ کر ایک مجاہد اور اہلِ علم کا موازنہ کرنا چاہتا ہوں، علوم نبوت کے چشمے دنیا میں، بہت پھوٹے ہیں، جن سے مختلف طبقاتِ انسانی نے جنم لیا، ایک طرف فقہاء کا لشکر ہے تو دوسری طرف محدثین کا گروہ اور جماعت ہے، ایک طرف اسماء الرجال کی جماعت ہے تو دوسری طرف محققین کا گروہ ہے۔

ان تمام تر طبقات میں سے کوئی شخص دنیا سے وصال کر جائے، آپ کہہ سکتے ہیں فلاں عالم دین کا انتقال ہوا ہے، فلاں فقیہ فوت ہو گئے ہیں، قرآن آپ کو فوت کہنے سے منع نہیں کرے گا، لیکن جب باری عَلَم جہاد بلند کرنے والے کی آتی ہے، پھر حکم خداوندی آجاتا ہے: ''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ'' خبردار! راہِ خدا میں جان دینے والے کو مردہ نہ کہنا ''بَلْ اَحْيَآءٌ'' بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور ایسی کامل واکمل حیاۃ سے سرفراز ہیں کہ پوری دنیا کی عقلیں جمع کرلو، پوری دنیا کا علم جمع کرلو، پوری دنیا کا شعور وفہم جمع کرلو ''وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ'' تم شہیدوں کی زندگی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

میرے بھائیو! علم کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس کا جانے والا راہِ خداوندی کا مسافر کہلاتا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ'' جو علم کی طلب میں نکلا وہ واپسی تک اللہ کے راستے میں

ہے۔اہل علم جانتے ہیں "حَتّٰی" کا لفظ غایت کے لئے ہوتا ہے، مابعد کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جب وہ واپس لوٹنے کا ارادہ کرلے ، راہِ خداوندی کی تمام برکات وفضائل، اجر وثواب بھی رک جاتا ہے،لیکن میں قربان جاؤں سفر جہاد پر نکلنے والے مجاہد کی عظمت پر آقا ﷺ فرماتے ہیں۔"قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ "صرف دو الفاظ میں مجاہد کی عظمت سمجھا دی ہے۔"قَفْلَةٌ "کا معنی سفر سے گھر واپس لوٹ آنا، مطلب یہ ہے کہ جس طرح مجاہد کا میدان جہاد میں کھڑا رہنا اجر وثواب کا باعث بنتا ہے، اپنے بچوں میں لوٹ آنا بھی اجر وثواب کا باعث بنتا ہے۔

میرے بھائیو! شریعتِ مطہرہ کے جس قدر احکامات بینات ہیں، سب کی بنیاد علم ہی پر ہے، قرآن کے سمجھنے کی بنیاد علم ہے، حدیث کے سمجھنے کی بنیاد علم ہے، فقہ وقیاس کی بنیاد علم ہے، اسی فقہ کا ایک اصول اور ضابطہ ہے، ایک قاعدہ وقانون ہے کہ نماز کے دوران ایک رکن کے بقدر کوئی پاؤں اٹھالے تو نماز فاسد ہے، فقیہ پاؤں اٹھائے نماز فاسد ہے، عالم پاؤں اٹھائے نماز فاسد ہے، محدث ومحقق پاؤں اٹھائے نماز فاسد ہے،لیکن جب باری راہِ حق میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے مجاہد کی آتی ہے ، تو قانون بدل جاتا ہے، اصول وضابطہ بدل جاتا ہے۔

فقہ کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے! اور مجاہد کی نماز کا امتیاز دیکھئے!! "وَقَفَ الْإِمَامُ طائفةً بازاءِ العَدُوِّ وَصَلّٰى رَكْعَةً بِطَائِفَةٍ أُخْرٰى "امیر جہاد دو گروہ بنائے، ایک امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے، چلا جائے ، دوسرا آجائے ، ایک رکعت پڑھ کے چلا جائے ، پہلا آجائے۔ یعنے تو کسی فقیہ کا نماز میں پاؤں اٹھانا قبول نہیں، عالم کا نماز میں پاؤں اٹھانا قبول نہیں، کسی محدث ومحقق کا پاؤں اٹھانا قبول نہیں ہے، مجاہد کا میدان میں آنا جانا بھی قبول ہے۔

میرے بھائیو! آج ستم ظریفی کی انتہا ہے، طعن وتشنیع کی انتہاء ہے کہ آج علم

و جہاد میں ایک بُعد اور دوری پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، انہیں دو متضاد چیزیں باور کرانے کی سعی کی جارہی ہے، انہیں ایک دوسرے کے منافی ہونا قرار دیا جارہا ہے، دنیادار ایک ڈاکٹر کئی سالوں تک سائنس کا علم حاصل کرکے جب تھیٹر روم میں آپریشن کی غرض سے مریض کا سینہ چاک کرتا ہے، تو دنیا کا کوئی شخص اسے سفاک قرار نہیں دیتا، ظالم قرار نہیں دیتا ہے، اس کے آپریشن کو اس کے علم کے منافی نہیں سمجھتا، سب کو پتہ ہے یہ جان بچانے کے لئے کررہا ہے، مٹانے کے لئے نہیں۔

اگر ایک آدمی کی جان کی خاطر آپریشن کرنا ڈاکٹر کے علم کے منافی نہیں ہے تو پھر میدانِ جہاد میں پوری انسانیت کی جان بچانے کے لئے مجاہد کا تلوار لہرانا بھی علم کے منافی نہیں ہے، جس طرح ڈاکٹر آپریشن کرکے محسن انسان ہے، تو پھر مجاہد بھی اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر محسن انسانیت ہے، جس طرح ڈاکٹر ظالم و سفاک نہیں ہے، مجاہد کو بھی ظالم نہیں کہا جاسکتا ہے۔

میرے بھائیو! دین اسلام کے چار اصول ہیں: ''قرآن و حدیث، اجماع و قیاس'' میں نے چاروں اصولوں سے یہ بات سمجھائی ہے کہ جس طرح علم کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے، جہاد کی فضیلت بھی قرآن سے ثابت ہے، جس طرح علم کی فضیلت حدیث، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے، جہاد کی عظمت بھی حدیث و اجماع اور قیاس سے ثابت ہے۔

اگر علم آئیڈیا ہے، جہاد اس کی پریکٹس ہے، اگر علم بدن ہے تو جہاد اس کی روح ہے، اگر علم اُجالا ہے تو جہاد اس کی راحت ہے، اگر علم حق ہے تو جہاد اس کا پرچار ہے اور اسی پرچار کے لئے اپنا لہو بہا کر یہ اعلان کرنا پڑے گا:

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

علم و جہاد

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ..... اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ". وَقَالَ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَالسَّيْفِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

ہم روک رہے ہیں باطل کو کوئی آئے ہمارے ساتھ چلے
یہ رستہ جنت جاتا ہے جو چاہے ہمارے ساتھ چلے

میرے واجب الاحترام عزیز ساتھیو! علم و جہاد سے مزین و معنون موضوع پر جسارت سخن کر رہا ہوں، ادوار کائنات کے مختلف زمانوں میں یہ دونوں پہلو انبیاء علیہم السلام کی حیاۃ بابرکات سے عیاں نظر آتے ہیں جن کی انتہائے تکمیل سید الانبیاء ﷺ کی حیاۃ طیبہ پر ہو جاتی ہے، ہر صاحب عقل و خرد اور نظر عمیق رکھنے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ سرکار کائنات ﷺ کے لگائے ہوئے حلقے کبھی تو بغرض درس و تدریس صحن مسجد نبوی کو رونق بخشتے نظر آتے ہیں اور کبھی یہی حلقے میدان کارزار میں احقاق حق و ابطال باطل کے لئے سینہ سپر ہو کر صفوں میں بدل جاتے ہیں اور جرأت و استقامت کی وہ مثال دیتے ہیں کہ رب کا قرآن بھی پکار اٹھتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ" یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صفیں بنا کر درسگاہ نبوت کے تعلیم یافتگان اپنے علم پر عمل کرنے میدان جہاد میں آتے ہیں۔

اگر صحنِ مسجد میں علم کے حلقے لگائیں تو ملائکِ آسمان ان پر رحمت و سکائن کے پھول برساتے ہیں، اگر میدانِ جہاد میں صفیں بنائیں تو رب محبت کی بارش کر کے اپنے جوارِ رحمت میں محبوب بنانے کا اعلان کر دیتا ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! علم و جہاد کے دو الفاظ حیاۃ نبویہ کے عظیم شاہکار ہیں، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ امت کی بقاء کا راز انہیں دو الفاظ میں مضمر ہے، اگر ایمان کی حفاظت کرنی ہے تو علم نبوت کو ڈھال بنانا پڑے گا، اگر جان کی حفاظت کرنی ہے تو علم جہاد لہرانا پڑے گا: ''أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا '' جہاد کی حکمت و علت یہ ہے کہ جب ظلم سر چڑھ کر بولنے لگے۔

جب رحم و کرم کے تمام نقوش مفقود ہو کر رہ جائیں، جب عزت و آبرو کی چادریں تار تار ہونے لگیں تو پھر صحنِ نبوی میں علم و حکمت کے تشنگان کو ہاتھ میں تلواریں لے کر اس ظلم کا قلع قمع کرنے کے لئے بدر و اُحد برپا کرنا پڑے گا، حنین و تبوک کے میدانوں کو پار کرنا پڑے گا، خیبر و یرموک کے ذرّات کو اپنے لہو سے مزیّن کر کے دنیا کو بتانا پڑے گا، صرف درس و تدریس سے ظلم کا خاتمہ کرنا ہوتا تو بدر و اُحد کا معرکہ برپا نہ کرنا پڑتا، اگر صرف علومِ نبویہ وراثتِ پیغمبرؐ ہوتے تو یمامہ کے میدانوں میں ناموسِ رسالت کی خاطر ۱۲۰۰ اصحابہ ﷺ کی جانیں دینے کی ضرورت نہ پڑتی، عشقِ نبوت کا حق ادا کرنا ہے تو آؤ! برسرِ میدان اعلان کر دو:

مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

میرے عزیز ساتھیو! دورِ حاضر میں ستم ظریفی کی انتہاء ہے کہ علم و جہاد کو ایک

مغایر چیز تصور کیا جا رہا ہے، دونوں میں ایک بُعد پیدا کیا جا رہا ہے، پھر خیر ابھی ایک سوال ہے، علوم نبویہ کی درس و تدریس کے تمام مراکز میں بخاری بھی پڑھائی جاتی ہے، مسلم بھی پڑھائی جاتی ہے، ترمذی بھی پڑھائی جاتی ہے، ابوداؤد بھی پڑھائی جاتی ہے، نسائی شریف بھی پڑھائی جاتی ہے، سُنن ابن ماجہ بھی پڑھائی جاتی ہے۔

اگر میدان جہاد میں تلوار لہرانا تحصیل علم کے منافی ہوتا تو امام بخاری ؒ کو جہاد کے ۲۴۱ باب باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر جہاد علم کے مغایر ہوتا تو امام مسلم ؒ کو ۱۰۰ باب باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ امام ابوداؤد ؒ کو ۱۷۶ باب باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ امام ترمذی ؒ کو ۱۱۵ ابواب باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ امام نسائی ؒ کو ۴۸ باب باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ امام ابن ماجہ ؒ کو ۴۶ ابواب باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟

ان تمام ائمہؒ نے یہ ابواب باندھ کر دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ وراثتِ پیغمبر اگر تبلیغ کا نام ہے، وراثتِ پیغمبر اگر تصوّف کا نام ہے، وراثتِ پیغمبر اگر حصولِ علمِ دین کا نام ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ بدر واحد کا معرکہ برپا کرنا بھی پیغمبر کی وراثت ہے، حنین و تبوک کو عبور کرنا بھی پیغمبر کی وراثت ہے، جسم و بدن کو لہولہان کرانا بھی پیغمبر کی وراثت ہے تو دنیا کو بتا دو:

خون حاضر وفا کے نام پر جان دے دو خدا کے نام پر
جیسے طائر ہو قفس میں مضطرب روح پھڑکی یوں قضا کے نام پر

میرے عزیز ساتھیو! بات چلتی ہوئی آتی ہے، ہندوستان پر انگریزی سامراج کا تسلط ہوتا ہے، اہلِ ہند کا ایمان و جان دشمنانِ دین کی چال میں ڈھلتی نظر آتی ہے، حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی ؒ اسی علم و جہاد کو لے کر مقابلہ کرتے ہیں، جی ہاں! اساسِ علم کی

گواہی اگر دارالعلوم دیوبند کے در و دیوار دیتے ہیں تو اساسِ جہاد کی گواہی شاملی کے ذرات دیتے ہیں، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب مسلکِ دیوبند میں صفحہ: ۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں: ''دارالعلوم دیوبند میں فنِ سپاہ گری کا شعبہ قائم ہوتا ہے، جس میں جہاد کی تعلیم وتمرین کے استاد رکھے جاتے ہیں، جب استخلاصِ وطن کی تحریک اُٹھتی ہے تو لاکھوں منتسبین دیوبند اپنے اپنے رنگ میں کام کرتے نظر آتے ہیں''۔

میرے بھائیو! آج بھی اگر ظلم انتہاء کو پہنچ جائے، احکاماتِ الٰہیہ کی دھجیاں اڑا دی جائیں، شراب نوشی کی محفلیں سرِ عام سجنے لگیں تو پھر اسلام آباد میں غازی برادران صدائے حق بلند کر کے وراثتِ نبوت کا حق ادا کرتے ہیں اور دنیائے کفر میں زلزلہ برپا کر کے اعلان کرتے ہیں:

اُٹھو اہلِ حق! اہلِ باطل سے ٹکرانے کا موسم ہے
مکانِ کفر کی بنیاد کو ڈھانے کا موسم ہے
خدا پر ایک دن میں جان دی ستر صحابہؓ نے
اٹھ اس داستاں کو پھر سے دُہرانے کا موسم ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

علم وجہاد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔۔۔ اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ"۔ وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:"وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْراً عَظِيْماً،دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً "وَقَالَ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَالْجِهَادِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"اِنَّمَابُعِثْتُ مُعَلِّماً"وَفِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰی"بُعِثْتُ مَرْحَمَةً وَّمَلْحَمَةً"۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ۔

نکل کر جو کتب سے تو میدان کارزار آیا
نکل کر منبروں سے وہیں پھر دشت وکوہسار آیا
کیا تھا جو حاصل علم عمل ہوا میدان میں
جہانِ فانی میں عجب پھر دین پہ نکھار آیا

میرے قابل صد تکریم معزز ساتھیو! آج کے اس منعقد کردہ عظیم الشان پروقار تقریری مقابلہ میں ''علم وجہاد'' کے وسیع وعمیق موضوع پر جسارتِ سخن وشرفِ ہم کلامی حاصل کر رہا ہوں۔

اگر آپ گوشۂ چشم بصیرۂ بنظر عمیق مطالعہ فرمائیں تو علم و جہاد انسانیت کی بقاء حیات کا پہلا مقتضی نظر آتا ہے، اگر باطنی وقلبی امراض کے لئے علم ایک نسخۂ کیمیا کی حیثیت رکھتا ہے تو ظاہری وبدنی امراض کے لئے جہاد ایک آبِ حیاۃ کی حیثیت رکھتا ہے، اگر

''اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً'' کہہ کر امراضِ قلبی و باطنی سے نجات دلائی جاتی ہے تو ''بُعِثْتُ مَرْحَمَةً وَّمَلْحَمَةً'' کہہ کر امراضِ ظاہر یہ و بدنیہ کو نیست و نابود کیا جا رہا ہے۔

بنظرِ غائر اوراق کی ورق گردانی کیجئے، اگر ایک طرف صحنِ مسجدِ نبوی میں حلقۂ رسالت اسرار و معارف، علوم و حکم سے آراستہ و پیراستہ نظر آتا ہے، تشنگانِ علوم نبوت جب اپنے فہم و ادراک سے علم و حکمت کو جذب کرتے ہیں تو حالات کے تغیرات و تبدلات، گردشِ لیل و نہار، حالات کا اتار چڑھاؤ، بھوک و افلاس کا غلبہ ان کے حوصلے نہ توڑ سکا، مکتبِ نبوی کا ایک ایک طالب جہاں فہم و فراست، تفقہ و تدبر سے مزین و منور نظر آتا ہے، وہاں وہی طالب علم بہادری و شجاعت، جاںنثاری و جوانمردی کے جوہر سے لیس نظر آتا ہے اور بزبانِ حال اعلان کرتا ہے:

زورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
کوئی قفس ٹوٹا نہیں آج تک فریاد سے

میرے بھائیو! علم و جہاد کی انفرادیت و افادیت ایک مسلم امر ہے، اگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حلقۂ رسالت میں زانوئے تلمذ طے کر کے علومِ نبویہ سے سرفراز ہوں تو رب کائنات کہتا ہے: ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ'' یعنی ایمان و علم رفعتِ درجات کا سبب بنے گا، اگر یہی حلقۂ رسالت میدان کارزار میں لگتا ہے تو میں نے قرآن سے پوچھ لیا کہ یہاں انہیں عشق و وفا سے کیا ملے گا؟ قرآن کہتا ہے: ''فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا، دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً'' یہاں انہیں برتری حاصل ہوگی، میدان کارزار میں رب کائنات پانچ انعامات سے نوازے گا، پہلا: ''فَضَّلَ اللّٰهُ'' رب کائنات انہیں فضیلت دے گا، دوسرا: ''اَجْرًا

عَظِیْماً ''دوسرا انعام اجر عظیم ملے گا، تیسرا: ''دَرَجَاتٍ مِّنْہُ'' رب ان کے درجے بلند کرے گا، چوتھا: ''وَمَغْفِرَۃً'' خطاؤ گناہ معاف ہوجائیں گے، پانچواں: ''وَرَحْمَۃً'' رب کی رحمت برسے گی۔

صاحب روح المعانیؒ نقل کرتے ہیں: آقاءِ دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں: ''وَأُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا الْعَبْدَ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ'' جہاد سے سو درجے بلند ہوتے ہیں ''مَابَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَابَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ'' دو درجوں کا فاصلہ آسمان وزمین کے برابر ہے۔ ''وَالَّذِیْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ'' میں اگر رفعتِ علوم نبوت کا ذکر ہے تو ''دَرَجَاتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً'' میں رفعت جہاد کا تذکرہ ہے۔

میرے دوستو! ''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ أُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ'' کے معیار پر پورا اترنا ہے تو حیاۃ صحابہؓ کو پرکھ کر دیکھو کہ اگر بے سروسامانی کی حالت میں حلقۂ رسالت سے تشنگانِ علوم نبوت اپنی پیاس بجھاتے ہیں، فقر و فاقہ کی زندگی گزار کر تحصیل علم سے آشنا ہوتے ہیں تو اسی بے سروسامانی کی حالت میں میدان جہاد میں کود پڑتے ہیں، آیت ''وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّۃٌ'' اس بے سروسامانی و بے بسی کا نقشہ پیش کرتی ہے۔

فقر و فاقہ کی حالت میں حضرت ابو ہریرہؓ جہاں پیغمبر ﷺ کے چہرۂ اقدس کے سامنے ۵۳۷۴ احادیث روایت کرتے ہیں، حلقۂ رسالت میں فہم حدیث و تفقہ فی الدین کے امام بنتے ہیں، وہاں غزوۂ خیبر میں جوانمردی کے وہ جوہر دکھاتے ہیں کہ تمام عقول انسانی اس کا ادراک نہیں کرسکتیں، ایک ادنیٰ غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ علوم نبویہ کے حصول میں لگتے ہیں تو تفقہ فی الدین کے امام کہلاتے ہیں، وہی عامر بن فہیرہؓ تلوار

ہاتھ میں لے کر تجدیدِ عشق و وفا کی پاسداری کرتے نظر آتے ہیں، کیونکہ آقا ﷺ نے فرمایا:
''اَنَا الضَّحُوْکُ وَالْقِتَالُ'' بدری صحابہ ؓ نے یہ سن کر تمام اطراف عالم میں علم جہاد بلند کر کے بتا دیا:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں بھی دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

میرے بھائیو! گردشِ تاریخ رواں دواں رہی، ہر دور میں علم و جہاد انسدادِ جہالت و فساد میں مؤثر نظر آتا ہے، جب ہندوستان میں لارڈ میکالے نے ظلمات و فسادات کے جھنڈے گاڑ دیئے تو پھر مخلصین دیوبند نے علم و جہاد میں تطبیق کی وہ مثال قائم کی ہے کہ جب حکمران ظلمت و فساد کی آغوش میں چلے جائیں، اور مسلمانوں کا دین و ایمان دشمن کا ہدف بن جائے، ماؤں کی ماستالوٹی جارہی ہو، بیٹیوں، بہنوں کی چادریں برسرِ راہ تار تار ہونے لگیں، پھر اہلِ علم پر فرض بنتا ہے کہ وہ علم جہاد بلند کر کے وراثتِ نبوت کی پاسداری کر کے اغیار کو یہ بتلا دیں:

واقف تو ہیں اس راز سے یہ دار و رسن بھی
ہر دور میں تکمیلِ وفا ہم سے ہوئی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ..... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

میرے انتہائی معزز و مکرم اساتذۂ کرام وطلباء عظام! میں آج کے اس تقریری مقابلہ میں چند معروضات آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا، دنیا کے اندر جب تک مسلمان کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ و کتاب الزکوٰۃ و الصوم کی طرح کتاب السیر و الجہاد پر عمل پیرا تھے، پوری دنیا میں ان کا تسلّط وغلبہ، رعب ودبدبہ نمایاں طور پر نظر آتا ہے، لیکن جب سے اس کتاب کو پس پشت ڈال دیا گیا، پوری دنیا میں ظلم و بربریت کا نشانہ بنتے چلے جاتے ہیں، جس کی نوبت آج علماء حق کی شہادت اور سولہ کروڑ عوام کی موجودگی میں دینی مدارس ومساجد کے تقدس پامال ہونے تک پہنچ چکی ہے علم وعلماء کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم ہے، لیکن آج "فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً" کی روشنی میں ایک مجاہد کا موازنہ کرنا چاہتا ہوں۔

میرے دوستو! ایک بڑے سے بڑا عالم فوت ہو جائے، فقیہ فوت ہو جائے، آپ کہہ سکتے ہیں: فلاں عالم فوت ہو گئے، فلاں فقیہ فوت ہو گئے، شریعت آپ کو لفظ فوت

کہنے سے منع نہیں کرتی ،لیکن جب باری مجاھد کی آتی ہے تو ایک قانون بن گیا ،ایک دستور بن گیا" وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ "کہ شہید کو مردہ مت کہنا ،بلکہ وہ زندہ ہے ،میں نے قرآن سے سوال کیا ،اے قرآن !بات سمجھ نہ آئی ،عالم فوت ہوتا ہے ،اس کے تمام اعضا ،اس کے جسم کے ساتھ لگے ہیں ،فقیہ کے پورے اعضاء مکمل ہیں ،اسے پھر بھی فوت کہہ سکتے ہیں اور یہ مجاھد ہے ،جس کے اعضاء بھی میدان کارزار میں بکھرے پڑے ہیں ،بدن کا ایک ایک حصہ جدا کر دیا گیا ہے ،یہ پھر بھی زندہ ہے ،یہ کیسے؟ قرآن جواب دیتا ہے ،ہاں !یہ شہید زندہ ہے:" لَا تَشْعُرُونَ "تم نہیں سمجھ سکتے ،مجاھد کو جو حیات کامل حاصل ہے ،دنیا کا کوئی شخص اس کی زندگی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

میرے دوستو! خالق کائنات کی طرف سے جو احکامات مسلمانوں پر لاگو ہوئے ہیں ،تمام مسلمانوں پر ان کی پاسداری کرنا ،ان پر عمل کرنا لازم ہے اور تمام مسلمان ان پر عمل کرنے میں یکساں ہیں ،ان احکامات میں سے سب سے اہم نماز ہے ،نماز میں ایک دستور ہے کہ کوئی قبلہ رخ سے پھر جائے ،اس کی نماز فاسد ہے ،ایک رکن کے بقدر پاؤں اٹھالے ،اس کی نماز فاسد ہے ،یہ حکم تمام مسلمانوں کے لئے ہے ،لیکن جب باری مجاھد کی آتی ہے تو دستور بدل گیا ،قانون بدل گیا ،منشور بدل گیا ،آپ نے قدوری میں ،کنز الدقائق میں پڑھا ہوگا ،دنیا کی کوئی فقہ کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے ،میدان جہاد میں" وَقَفَ الْإِمَامُ طَائِفَةً بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ وَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَةً وَمَضَتْ هَذِهِ إِلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ تِلْكَ الْأُخْرَى "(کنز الدقائق) امام دو دستے بنائے گا ،ایک دشمن کے مقابلے میں ہو ،ایک دستے کو ایک رکعت پڑھائے ،وہ چلا جائے ،دوسرا آجائے ،اس کو ایک رکعت پڑھائے ،وہ چلا جائے ،پہلا آجائے ،یہ آنے جانے کے باوجود نماز میں کہلائے گا ،عام مسلمان کا نماز میں

پاؤں اٹھانا قبول نہیں ہے، اور مجاہد کا میدان میں آ نا جانا بھی قبول ہے۔

میرے بھائیو! یہ دنیا دارالعمل ہے، آخرت دارالجزاء ہے، دنیا کے اندر کوئی بڑا عالم کیوں نہ ہو، کوئی بڑا فقیہ کیوں نہ ہو، کوئی عام مسلمان کیوں نہ ہو، دنیا میں اس کی جنت کی کوئی ضمانت نہیں، آخرت میں جا کر ہی وہ جنت میں جائے گا، لیکن مجاہد کو دیکھو، میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں: "اِعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، عام مسلمان قیامت کے دن جنت میں جائے گا، مجاہد دنیا میں تلواروں کے سائے تلے جنت میں گھوم رہا ہوتا ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! یہی تو وہ انعامات و احسانات ہیں مجاہد پر کہ مجاہد جب شہید ہوتا ہے تو ہنستا کھیلتا مسکراتا ہوا اپنے رب کے حضور حاضر ہوتا ہے، آپ نے اخبارات و رسائل میں اکثر مجاہد کی تصویر دیکھی ہوگی، شہادت کے وقت اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوا کرتی ہے، جس کی زندہ مثال مجاہدِ وقت غازی عبدالرشید شہید ؒ کی تصویر دیکھ لیجئے، چہرے پر مسکراہٹ نمایاں نظر آتی ہے، آخر وجہ کیا ہے؟ شہید مسکراتا کیوں ہے؟ آپ بارھواں پارہ کھولئے، جب زلیخہ نے عورتوں کے ہاتھوں میں پھل دیئے، چھریاں دیں، حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر آئی، جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا، قرآن کہتا ہے: "فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ" یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، لیکن انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھنے کی وجہ سے ہاتھ کٹنے کا درد نہ ہوا، ارے مجاہد جب شہید ہوتا ہے، وہ یوسف کو حسن دینے والے رب کے حسن کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اسے کیا پتہ کہ مجھے گولی کہاں لگی ہے؟

میرے دوستو! میں انتہائی ادب کے ساتھ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، آج یہ

عظیم آواز منبر و محراب سے لگنا کیوں بند ہو چکی ہے؟ مجھے جواب دیا جاتا ہے، ہماری قوت کمزور ہے، ہماری طاقت کمزور ہے، پھر میں سوال کروں گا، اگر کامیابی کا دارومدار قوت و طاقت پر ہے تو اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ ''وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ '' بدر میں قوت و طاقت نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد کر کے دکھائی ہے۔

اگر مال کی کثرت، قوت و طاقت کی کثرت سے ہی فتح ہوتی ہے تو اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ ''لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا'' یوم حنین میں مال کی کثرت تھی، طاقت کی کثرت تھی لیکن اس کے باوجود شکست ہو جاتی ہے، معلوم ہوا فتح و شکست کا دارومدار قوت مالیہ پر نہیں، قوت ایمانیہ پر ہے، دل میں ایمان مضبوط ہو، دنیا کی کوئی طاقت ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تو آج بھی وقت ہے ایمان کو مضبوط کر کے میدان کارزار میں کود جائیں اور شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہو کر اس شعر کا مصداق بن جائیں:

شہید کا ہے مقام کیسا ، افق کے اس پار جا کے دیکھو
حیات تازہ کے کیا مزے ہیں ، ذرا یہ گردن کٹا کے دیکھو

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

جہاد فی سبیل اللہ

الحمدللہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ" وقال النبی ﷺ لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا اَوْ کَمَاقَالَ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صدق اللہ العظیم صدق رسولہ النبی الکریم۔

سوچا ہے کفیل اب کچھ بھی ہو ہر حال میں اپنا حق لیجئے
عزت سے جئے تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے
یہ بات عیاں ہے دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خون میں نہا کر دم لیں گے

نہایت ہی واجب الاحترام اساتذہ کرام، معزز مہمانوں اور میرے بزم شاعری کے غیور نوجوانو!

آج میں آپ حضرات کے سامنے جہاد فی سبیل اللہ کے عنوان پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے مجھے اور آپ حضرات کو جاننا چاہیے کہ جہاد کسے کہتے ہیں اور جہاد کا کیا حکم ہے اور ہمیں جہاد کس سے کرنا ہے اور کب تک جہاد کرنا ہے اور جہاد نہ کرنے پر کیا نقصان ہوگا اور جہاد کے کیا کیا فضائل ہیں؟

معزز سامعین! جہاد لغت میں مشقت تکلیف برداشت کرنے کو کہتے ہیں "اَلْجِھَادُ بِکَسْرِ الْجِیْمِ اَصْلُہٗ لُغَۃً ھُوَالْمَشَقَّۃُ وَشَرْعًا بَذْلُ الْجُھْدِ فِیْ قِتَالِ الْکُفَّارِ" شرعاً جہاد اس کو کہتے ہیں کہ اپنی پوری طاقت اور صلاحیتوں کو کفار کے مقابلے میں خرچ کرنے کا نام جہاد ہے اگر معاشرے میں برائیاں پھیل جائیں جس سے مسلمانوں کو اور اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہو تو اس وقت کوئی عالم دین ان برائیوں کے خلاف تقریر کرتا ہو۔ جس سے یہ برائیاں ختم

ہو جائیں تو یہ بھی جہاد ہے اور اس جہاد کو جہاد باللسان کہتے ہیں۔ اگر عالم دین کی تقریر سے برائیاں ختم نہ ہوں تو وہ قلم اٹھا کر ان برائیوں کے خلاف تحریر شروع کرتا ہے جس کی وجہ سے اگر یہ برائیاں ختم ہو جائیں تو یہ جہاد بالقلم ہے۔ اگر ان تمام کوششوں کے باوجود معاشرے کی برائیاں ختم ہونے کے بجائے پھیل جائیں تو اس وقت تلوار ہاتھ میں لیکر میدان کارزار میں اتر کر ان برائی پھیلانے والوں کے خلاف لڑنے کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

اگر مسلمان اپنی دفاع کیلئے جہاد کریں تو اس وقت جہاد فرض عین ہوگا اگر مسلمانوں کی سلطنت قائم ہو اور مسلمان خود پیش قدمی کر کے کافروں سے ابتدا ہی جہاد کریں تو اس وقت جہاد فرض کفایہ کے درجے میں ہوگا۔

جہاد کے حکم کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا ''كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ '' جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے اگرچہ تمہیں گراں لگتا ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے ''إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ '' اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی مال اور جان خرید لیا ہے۔ یا اللہ جان اور مال یہ سب آپ کے دیئے ہوئے پھر کس عوض میں ان کو خرید رہے ہیں؟ تو رب نے فرمایا ''بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ '' جنت کے بدلہ میں یا اللہ ہمارا کام کیا ہے؟ تو رب العزت نے فرمایا ''يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ '' وہ جہاد کرتے ہیں اللہ کے راستے میں ''فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ '' وہ کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود شہید کئے جاتے ہیں۔

یا اللہ ہم کس سے جہاد کریں؟ تو میرے رب نے فرمایا ''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ '' اے نبی آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد کریں اور ان میں سختی کریں یہاں تک کہ وہ ٹیکس دینے پر مجبور ہو جائیں یہ تو دنیا کی سزا ہے یا اللہ آخرت میں ان کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟ تو رب نے فرمایا ''وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ '' ان

کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے یا اللہ ہم جہاد کب تک کریں؟ تو رب نے فرمایا
فَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ "اس وقت تک جہاد کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے
وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ "اور پوری دنیا میں اللہ کے احکامات نافذ ہو جائیں۔

جہاد کے چھوڑنے پر کیا کیا نقصانات ہیں؟ تو اس کے متعلق میرے رب نے فرمایا:
"اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اِذَا تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةَ" جب تم جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا۔

دوسری حدیث میں فرمایا "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ" جو شخص اس حال میں رہ جائے جس نے پوری زندگی میں جہاد بھی نہ کیا نہ اس نے دل میں جہاد کا شوق رکھا تو وہ شخص نفاق کے ایک شعبہ میں مرا۔

جہاد کرنے والوں کے بارے میں میرے رب نے فرمایا ہے!
"يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ"

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" اللہ کے راستے میں ایک صبح اور ایک شام لگانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔

اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جہاد جیسے عظیم کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق فرمائے۔ آخر میں اتنا کہوں گا:

میری زندگی کا مقصد ترے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مجاہد میں اسی لیے نمازی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تحفظ ختم نبوت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. امابعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما" وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام" انا خاتم النبیین لانبی بعدی".

سلام ان پر ہوئے قربان جو ناموس رسالت پر
خدا کی رحمت ہو ان شہیدان محبت پر

ارباب عقل و دانش واصحاب فکر و نظر اور میرے بزم شاعری کے ہمدم ساتھیو!

میں آج کی اس پر رونق اور باوقار محفل میں جس عنوان کو لے کر حاضر ہوا ہوں وہ ہے تحفظ ختم نبوت۔

عزیزان گرامی: مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تشریعی نہ غیر تشریعی نہ ظلی نہ بروزی، جو آپؐ کے بعد دعوی نبوت کا مرتکب ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سامعین کرام! اس عقیدے کے دفاع وتحفظ کیلئے اللہ تعالی وقتا فوقتا رجال کار پیدا فرماتے رہتے ہیں جو اس عقیدے کی حفاظت کیلئے ہمہ وقت کمر بستہ ہو کر ہر دور میں جھوٹے مدعیان نبوت کا سرتوڑ مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ اس عقیدے کی دفاع وتحفظ سب سے پہلے خود قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا چنانچہ فرمایا: "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ، وکان اللہ بکل شیء علیما" اس آیت کی تفسیر میں لسان رسالت یوں بول اٹھتی ہے" انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم" کبھی یوں ارشاد ہوتا ہے" انا خاتم النبیین لانبی بعدی" ایک اور جگہ پر یوں ارشاد ہوتا ہے انا اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

اس عقیدے کا دفاع اور تحفظ کرتے ہوئے زبانِ نبوت یوں گویا ہوتی ہے
"فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" ایک مقام پر یوں پیشن گوئی فرمائی لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي"
جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ اسنڈ آیا تو اس کی سرکوبی کیلئے خلیفہ بلافصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میدانِ عمل میں آئے اور تحفظِ ختمِ نبوت کا اعلان کرتے ہوئے برملا پکار اٹھے: "قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ أَوَيَنْقُصُ الدِّينُ وَأَنَا حَيٌّ" صحابہ کرام کے دورِ مبارک کے بعد ائمہ کرام اس کے دفاع کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ تیسری صدی کے مجدد ملت امام طحاوی ان الفاظ میں ختمِ نبوت کی دفاع کرتے ہیں:
"وَكُلُّ دَعْوَةِ نُبُوَّةٍ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيٌّ وَهَوًى وَهُوَ الْمَبْعُوثُ إِلَى الْخَلْقِ وَالْوَرَى كَافَّةً"
امام ابن حجر فرماتے ہیں "مَنِ اعْتَقَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَفَرَ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ" "فقہ حنفی کی معتبر کتاب جو پانچ سو جید علماء کرام کی مشترکہ کاوشوں سے وجود میں آئی۔ اس میں جلی اور واضح الفاظ میں یہ لکھا ہے: "إِذَا لَمْ يَعْرِفِ الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ"۔
مفسر کبیر علامہ "محمود آلوسی بغدادی" اپنی شہرہ آفاق تفسیر "روح المعانی" میں یوں رقمطراز ہوتے ہیں:
"وَكَوْنُهُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْأُمَّةُ وَصَدَعَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيُكَفَّرُ مُدَّعِي خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ۔"
محترم سامعین! آیئے! ذرا اپنے برصغیر پاک و ہند کی تاریخ پہ نظر ڈالتے ہیں۔ جب سرزمین برصغیر پر قادیانی فتنہ اٹھا اور انگریز کی پیداوار مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس

کے مقابلے میں ناموس رسالت کے پروانے میدان عمل میں اتر آئے چنانچہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسانؒ، احمد شجاعؒ آبادیؒ اور دوسرے حضرات نے مل کر ایک غیر سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جو سیاست سے ہٹ کر صرف اور صرف: نبی نقطۂ نظر سے قادیانیوں سے برسر پیکار ہو۔ اس جماعت کا نام مجلس تحفظ ختم نبوت رکھا گیا اس پر امیر شریعت کو قید و بند کی صعوبتیں اور مشقتیں جھیلنی پڑیں، جیل کی سلاخوں کے پیچھے چکی پیستے ہوئے امیر شریعت کی بے چینی جب انتہا کو پہنچتی تو رات کی تاریکی میں درد و کرب کے عالم میں یہ اشعار پڑھتے!

زندگی کی اداس راتوں میں ایک دیا سا ٹمٹماتا ہے
اے ہوا اسے بھی گل کر دے گزر چکی رات اب کون آتا ہے
اب ذکر نہ چھیڑ مستی کا اب نام نہ لے پیمانے کا
جب ساقی نہ رہا تو پھر لطف ہی کیا ہے مے خانے کا

تحریک ختم نبوت میں مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جو کردار ادا کیا وہ بجائے خود ایک تحریک، ایک تاریخ اور دعوت و عزیمت کا ایک روشن باب ہے مستقبل کا مورخ جو لکھے گا سو لکھے گا لیکن "مولانا تاج محمودؒ" اور محدث العصر، پیکر اخلاص، حضرت بنوریؒ کی قربانی خطۂ عالم پر ثبت رہے گی۔

امیر شریعت نے جب تحفظ ختم نبوت کا جھنڈا امام سیاست، امام انقلاب، حضرت مفتی محمودؒ کے ہاتھ میں تھمادیا تو آپ نے ان کی صحیح جانشینی کا حق ادا کیا۔ آخر بھٹو کی حکومت مرزائیوں کو پاکستان کے آئین میں کافر قرار دینے پر مجبور ہوئی چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ ہماری تاریخ کا وہ یادگار دن ہے جب ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے شہیدان ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور حضرت مفتی صاحب کی دن رات کی محنت اور مجاہدانہ کردار کی وجہ سے پاکستان کی قومی اسمبلی نے امت مسلمہ کی ترجمانی کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر قادیانیوں کو دائرہ اسلام

سے خارج قرار دیا۔

سلام ان پہ ہوئے قربان جو ناموس رسالت پر
خدا کی رحمت ہو ان شہیدان محبت پر

حضرت مفتی صاحب سے کسی عقیدت مند نے خواب میں یہ پوچھا کہ حضرت کیسے گزری؟ ساری زندگی قرآن وحدیث کی تبلیغ میں گزری۔ اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کوشش وکاوش کی وہ سب اپنی جگہ پر مگر نجات ختم نبوت کی خدمت کے صدقے میں ہوئی۔

میں سر محشر کچھ اس شان سے پہنچا ماہر
شور اٹھا کہ محمد کا غلام آتا ہے

واٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

گستاخ رسول کی سزا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا. وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ جُلِدَ

حاضرینِ مجلس! آج کی محفل میں، میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں وہ "گستاخ رسول کی سزا" کے عنوان سے معنون ہے۔ حق تعالیٰ شانہ سے دست بدعا ہوں کہ مجھے حق سچ اور حق کے انداز میں بیان کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

محترم سامعین! دین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری، سچا اور تا قیامت رہنے والا دین ہے یہ دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے امت تک پہنچا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کے داعی، مبلغ، پیغمبر اور معلم ہیں۔ دشمنانِ دین کی روزِ اول سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی طرح دین اسلام کو نیچا دکھائیں لیکن کسی دم بھی انکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا جب دشمنانِ اسلام کو کامیابی کی راہ نظر نہ آئی تو انہوں نے چاہا کہ اس دین کے معلم کی ذات گرامی کو مجروح کیا جائے تو اسلام پر نشتر چلانا ممکن ہو سکے گا تو اعداء دین اسلام کے اچھے دامن کو داغدار کرنے کیلئے رسالت و نبوت پر حملہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہے۔ لہٰذا ناموسِ رسالت پر نشتر زنی درحقیقت اسلام پر حملہ اور ناموس رسالت کا دفاع اسلام کا دفاع ہے۔ ایسے دریدہ دہن کی سزا تعیین کرکے معاشرے کو اسکے ناپاک وجود سے پاک کرنا دینِ اسلام کے تحفظ کا تقاضا اور بنیادی حق ہے۔

معزز سامعین! آیئے اصول اربعہ اور اقوال مشاہیر امت کی روشنی میں ایسے شخص کی سزا معلوم کرتے ہیں۔ احکام شرع کے مرجع اول قرآن کریم میں ارشاد ہے: "وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ." اس آیت کے ذیل میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یَکُوْنُ الْمُؤْذِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَافِرًا عَدُوًّا لِلّٰهِ

ورسولہ محارب اللہ ورسولہ۔" ایک مقام پر گستاخ رسول کی سزا یوں آشکارا کی گئی ہے۔
"ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔" اس کی تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سنیے من اذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعن فی شخصہ او دینہ اونسبہ اوصفۃ من صفاتہ صراحۃ او کنایۃ او تعریضا او اشارۃ کفر اور کافر کی سزا قتل ہے ایک موقع پر قرآن یوں کہتا ہے: "وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم۔"
طعن فی الدین کیا ہے؟ آیئے علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر دستک دیتے ہیں چنانچہ وہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح المعانی میں رطب اللسان ہیں وجعل من ذلک الطعن بالقرآن وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحاشاہ بسوء جب تو ہین رسالت طعن فی الدین کے زمرے میں آتی ہے تو اس کی سزا بھی ان ہی کی زبانی سنیے فیقتل الذمی بہ عند جمع مستدلین بالآیۃ سواء شرط انتقاض العھد بہ ام لا۔
سامعین محترم! احکام شرع کا دوسرا مرجع سنت رسول اللہ ﷺ ہے چنانچہ نبوت کی لسان حق ترجمان گستاخ رسول کی سزا کے متعلق حکم صادر فرماتی ہے عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ قولی حدیث کے بعد فعلی حدیث سے معلوم کرتے ہیں کہ ایسے ملعون شخص کی کیا سزا ہونی چاہئے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے نبوت پہ گستاخی کے نشتر چلا کر اسلام کے اجلے دامن کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کرے چنانچہ امام ابوداؤدؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ پیغمبر علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتی تھی ایک شخص نے اس کا کام تمام کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کے خون کو معاف قرار دیدیا۔
عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یھودیۃ کانت تسب النبی ﷺ وتقع فیہ فخنقھا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ ﷺ دمھا اگر گستاخی رسول

قابل معافی جرم: وتا تو آپ ﷺ اَمَنْ یَکْفِیْنِیْ عَدُوِّیْ فرما کر کعب بن اشرف کے لئے جان نثاروں کی جماعت روانہ کیوں فرماتے ہیں اور ابورافع کو قتل کرنے والے کو جنت کی خوشخبریاں کیوں سناتے ، ابن ابی سرح جو کہ کتابت وحی کیا کرتا تھا جب مرتد ہو کر کفار مکہ سے مل گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد کو جیسے چاہتا لکھوا لیتا تھا فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اس کے قتل کا حکم جاری فرما کر امت کو یہ تعلیم دی کہ گستاخ رسول کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں کُنْتُ اَصْرِفُ مُحَمَّدًا حَیْثُ اُرِیْدُ مِنْ قَوْلِی عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ وَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ الْفَتْحِ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِقَتْلِہٖ۔

احکام شرع کا تیسرا مرجع اجماع ہے چنانچہ اجماع کی بھی یہی بتلاتا ہے گستاخ رسول کافر ہے قَالَ جَمَعَ الْعُمَّاءُ عَلٰی اَنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَالْمُنْتَقِصَ لَہٗ کَافِرٌ اور اس کی سزا قتل ہونے پر بھی اجماع قائم ہو چکا ہے وَقَالَ اَبُوْبَکْرِ بْنُ الْمُنْذِرِ اَجْمَعَ عَوَامُ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ الْقَتْلُ قیاس بھی گستاخ رسول کی سزا قتل ہونے کی تائید کرتا ہے اس لئے یہ دین ہمیں ہم تک پہنچانے والے آپ ﷺ ہیں اگر ان کی ذات کو مجروح کیا گیا اور ان کے بارے میں کسی قسم کی بھی گستاخی کی گئی تو پورا کا پورا دین مجروح ہو جائے گا اس لئے دین کے تحفظ اور بقا کے لئے آپ علیہ السلام کا دفاع ناگزیر ہے۔

سامعین محترم! اصول اربعہ سے گستاخ رسول کی سزا قتل ثابت ہونے کے بعد اقوال مشاہیر امت کی طرف چلتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے مَنْ سَبَّ اللّٰہَ اَوْ سَبَّ اَحَدًا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاقْتُلُوْہُ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور باقی احناف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ایسا شخص مرتد اور واجب قتل ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابُہٗ فِیْمَنْ تَنَقَّصَہٗ اَوْ بَرِئَ مِنْہُ اَوْ کَذَّبَہٗ اِنَّہٗ مُرْتَدٌّ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گستاخ رسول اسلام و کفر کی تمیز کے بغیر واجب القتل ہے مَنْ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْشَتَمَہٗ اَوْعَابَہٗ اَوْنَقَصَہٗ قُتِلَ

مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نبی کی ادنیٰ سی توہین بھی صریح سب ہے كُلُّ مَنْ تَعَرَّضَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمَافِيْهِ إِسْتِهَانَةٌ فَهُوَ كَالسَّبِّ الصَّرِيْحِ فَإِنَّ الْإِسْتِهَانَةَ بِالنَّبِيِّ كُفْرٌ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فتویٰ ہے كُلُّ مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ تَنَقَّصَهُ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ.

سامعین محترم! ان تصریحات کے بعد اب اس میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہی ہے لہٰذا اے امت کے رہنما و مقتدا بننے والو اپنا یہ نظریہ بنالو کہ گستاخ رسول کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں:

یارانِ وفا دورِ صحابہ کو صدا دو
توہینِ رسالت کے یہ آثار ہٹادو
ہر کافر و دجال کے فتنوں کو گرا دو
اب جو کچھ بھی ہے ختم نبوت پہ لٹادو
دل بیدار کر کہ دل خوابیدہ جب تک
سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
نہ تیری ضرب ہے کارگر نہ میری ضرب ہے کاری
کہ بے جملہ جزاء کی تمنا بھی نہ کر
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰه تَعَالٰی: مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ ... الخ، قَالَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ.

جو ختم نبوت کا طرف دار نہیں ہے
لاریب ہے وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
خاموش رہے سن کے جو اسلام کی توہین
بے شرم ہے بزدل ہے وہ خود دار نہیں ہے

عزیز دوستو!

شہسوارانِ خطابت کے اس مسابقہ میں جس موضوع کو لیکر حاضر ہوا ہوں وہ ''ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار'' کے عنوان سے معنون ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ کو دنیا میں پیدا فرمایا ان کی عظمت کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بجایا گیا اس محمد کے شہر کی قسم رب نے کھائی اس کے شہر کی خاک کو شفا خود رب نے قرار دیا اور جگہ جگہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام سجایا محمد رب کا اتنا لاڈلا! کہ خدا نے اسے خاتم المرسلین بنایا، ان کے سر پر تاج ختم نبوت سجایا، پورے عالم کی فضاؤں میں لانبی بعدی کا پرچم لہرایا، یہ ختم نبوت کا مسئلہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ سب پہلے امت کو اجماع کی دولت اس پر نصیب ہوئی۔ قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ "پورے شجرۂ اسلام کی آبیاری کے لئے ۲۵۹ صحابہ شہید ہوئے لیکن ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو جنگ لڑی گئی اس جنگ یمامہ میں ۱۲۰۰ صحابہ شہید ہوئے جس میں اکثر صحابہ حفاظ تھے اور ۷۰ وہ بدری صحابہ تھے کہ جن کے بارے میں بارگاہ خداوندی سے یہ اعلان ہو چکا تھا: "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ"

چنانچہ ہر دور میں جھوٹے مدعیان نبوت آتے رہے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ

اپنے پاکیزہ بندوں کو ہمیشہ پیدا فرماتا رہتا ہے چنانچہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے عقیدہ ختم نبوت کی چادر کو تار تار کر کے اہل اسلام سے دشمنی مول لی اور اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کا سہرا بھی علماء دیوبند کے سر بندھوایا۔

علماء دیوبند نے پھانسی کے تختوں پر گولیوں کی بوچھاڑ میں جھکڑیوں کی جھنکار میں جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں جب تک جان میں جان باقی رہی قادیانیت کا تعاقب کیا۔

وہی دہر میں راز نکتہ داں سمجھتے ہیں
جو تیرے عشق کو دین کا درس سمجھتے ہیں

عزیز دوستو!

علماء دیوبند نے عدالت اور قانون کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر قادیانیت کو پکڑا چنانچہ ۱۹۳۲ء میں علامہ انور شاہ کشمیری نے قادیانی کیس کو جوابات دینے اور ۱۹۳۳ء میں جب حضرت انور شاہ کشمیری کی دوبارہ مقدمہ بہاولپور کے لئے آئے تو مسجد میں ایک شخص مولانا عبدالحنان ہزاروی نے آپ کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا ہم سے تو گلی کا کتا بھی اچھا ہے جو مالک کے نمک کا حق ادا کرتا ہے ہمارے ہوتے ہوئے لوگ ناموس رسالت پر حملہ کریں اگر ہم تحفظ نہ کر سکے تو کتے سے بھی بدتر ہوں گے باوجود بیماری کے آپ کی چارپائی کو عدالت میں لا کر رکھا گیا تو آپ نے جلال الدین شمس مرزائی مبلغ کو فرمایا کہ اگر اس طرح نہیں مانتے تو آنکھیں بند کرو میں کھڑے کھڑے دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔

آتا ہے قلندروں کو جس وقت جلال
شاہوں کے سروں سے تاج گر پڑتے ہیں

بعد میں کسی نے پوچھا حضرت اگر وہ آنکھیں بند کر لیتا تو آپ کیا کرتے تو آپ نے فرمایا دکھا دیتا کیونکہ اس وقت انور شاہ نہیں وکیل ختم نبوت بات کر رہا تھا۔

قادیانیوں کو مباہلہ کی دعوت بھی دی ایک مرتبہ ایک قادیانی مبلغ مبارک احمد سے ایک مرد قلندر نے مباہلہ کیا تو وہ پاگل ہو گیا اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

عزیزان انجمن وہ لال حسین اختر ہی تو تھے جس کا نام سن کر قادیانی میدان

بھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے، جس کی رعب دار آواز سے قادیانی مربی قاضی نذیر کا پیشاب نکل گیا تھا، وہ فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب کون تھے جن کے نام سے قادیانی تھراتے تھے اور وہ عطاء اللہ شاہ بخاری کون تھا جس کے لفظوں کی لڑیاں انسانی قلوب میں جگہ بنالیا کرتی تھیں۔ جن کے بارے میں سید حسین احمد مدنی نے فرمایا "ان کا دل صرف اسلام کے لئے دھڑکتا تھا۔ محدث العصر یوسف بنوری فرماتے ہیں وہ ایک ہی شخصیت جس نے ایسا کام کیا وہ ایک صدی میں ایک ادارہ بھی بمشکل کر سکے گا جن کو امیر شریعت کا لقب انور شاہ کشمیری نے دیا تھا انہوں نے اپنی پوری زندگی ختم نبوت کے مبلغ ہونے کی حیثیت سے گزار دی، چوکوں اور چوراہوں پر خطاب کئے، عوام الناس کے دلوں پر اپنے بیان سے ایسا اثر دکھاتے تھے کہ مجمع کا مجمع ختم نبوت کے لئے جان کی بازی لگالیا کرتے تھے، وہ لوگ جو دولہا بن کر بارات کے ساتھ نکلتے ختم نبوت کے لئے جان دے کر شہید ہوجایا کرتے تھے امیر شریعت فرمایا کرتے تھے کہ میں مدینہ کبھی نہ جاؤں گا میں مدینہ جاؤں نانا جی سوال کریں گے اے عطاء اللہ! پاکستان میں قادیانی میرے دین کو کتے کی طرح کاٹ رہے تھے اور تم مدینہ آئے ہوتو کیا جواب دوں گا ختم نبوت کے مسئلے میں اکثر جیل میں رہتے تھے۔

عزیزان محترم!

کیا وہ وقت یاد نہیں جب کالج کے طلبہ پر ربوہ کی سرزمین میں ٹرین میں شب خون مارا گیا تو علماء دیوبند نے سر پر کفن باندھ کر میدان میں نکلے تھے محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے جامعہ بنوری ٹاؤن کی کنجیاں مفتی ولی حسن کو دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ختم نبوت کا مسئلہ حل کرنے جارہا ہوں پتہ نہیں کہ میں دوبارہ آؤں گا چنانچہ اس تحریک میں ۱۵ سے ۲۰ ہزار لوگوں نے شہادت کے جام نوش کئے پھر بالآخر ۷ ستمبر کو بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو مفتی محمود رحمہ اللہ کی پارلیمنٹ کے اندر دن رات کی کوششوں سے کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار قائد جمعیت پاکستان مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ پارلیمنٹ میں موجود تھے اور باہر مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ موجود تھے۔

دوستو! اسی ختم نبوت کے مسئلہ کے لئے حضرت لدھیانوی ہم سے جدا ہوئے جن کے

چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے، جس کی رعب دار آواز سے قادیانی مربی قاضی نذیر کا پیشاب نکل گیا تھا، وہ فاتح قادیان مولانا صباحت صاحب کون تھے جن کے نام سے قادیانی گھروں سے نہ نکلتے تھے اور وہ عطاء اللہ شاہ بخاری کون تھا جس کے لفظوں کی لڑیاں انسانی قلوب میں جگہ بنالیا کرتی تھیں۔ جن کے بارے میں سید حسین احمد مدنی نے فرمایا "ان کا دل صرف اسلام کے لئے دھڑکتا تھا۔ محدث العصر یوسف بنوری فرماتے ہیں وہ ایک یہی شخصیت جس نے ایسا کام کیا وہ ایک صدی میں ایک ادارہ بھی بمشکل کر سکے گا جن کو امیر شریعت کا لقب انور شاہ کشمیری نے دیا تھا تو انہوں نے اپنی پوری زندگی ختم نبوت کے مبلغ ہونے کی حیثیت سے گرادی، چوکوں اور چوراہوں پر خطاب کئے، عوام الناس کے دلوں پر اپنے بیان سے ایسا اثر دکھاتے تھے کہ مجمع کا مجمع ختم نبوت کے لئے جان کی بازی لگالیا کرتے تھے، وہ لوگ جو دولہابن کر بارات کے ساتھ نکلتے ختم نبوت کے لئے جان دے کر شہید ہو جایا کرتے تھے امیر شریعت فرمایا کرتے تھے کہ میں مدینہ کبھی نہ جاؤں گا میں مدینہ جاؤں نانا جی سوال کریں گے اے عطاء اللہ! پاکستان میں قادیانی میرے دین کو کتے کی طرح کاٹ رہے تھے اور تم مدینہ آئے ہو تو کیا جواب دوں گا ختم نبوت کے مسئلے میں اکثر جیل میں رہتے تھے۔

عزیزان محترم!

کیا وہ وقت یاد نہیں جب کالج کے طلبہ پر ربوہ کی سرزمین میں ٹرین میں شب خون مارا گیا تو علماء دیوبند نے سر پر کفن باندھ کر میدان میں نکلے تھے محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے جامعہ بنوری ٹاؤن کی کنجیاں مفتی ولی حسن کو دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ختم نبوت کا مسئلہ حل کرنے جا رہا ہوں پتہ نہیں کہ میں دوبارہ آؤں گا چنانچہ اس تحریک ۱۵ سے ۲۰ ہزار لوگوں نے شہادت کے جام نوش کئے پھر بالآخر ۷ ستمبر کو بھٹو کے دور حکومت قادیانیوں کو مفتی محمود رحمہ اللہ کی پارلیمنٹ کے اندر دن رات کی کوششوں سے کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار قائد جمعیت پاکستان مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ پارلیمنٹ میں موجود تھے اور باہر مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ موجود تھے۔

دوستو! اسی ختم نبوت کے مسئلہ کے لئے حضرت لدھیانوی ہم سے جدا ہوئے جن کے

قلم سے کفر لرز تا تھا شیعت اور قادیانیت کے ایوانوں میں دراڑیں پڑ جاتی تھیں۔

مدتوں روئیں گے ارباب وفا تیرے لئے
عمر بھر کا داغ ہے یہ ایک دو دن کا نہیں

میرے دوستو!

تاریخ اٹھا کر دیکھو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ کو یہ صفحات ملیں گے کہ مولانا سرفراز خان صفدر نے ملتان کی سینٹرل جیل میں بھی بیٹھ کر ختم نبوت کے حوالے سے تصنیف کی ہے۔

صیاد و نگہباں چمن پر ہے یہ روشن
آباد ہیں ہمیں سے نشیمن بھی قفس بھی

عزیزان انجمن!

آخری بات کر کے ختم کرتا ہوں اس ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر میرے اکابر علماء دیوبند نے اپنی اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر زندگیاں لگا دی ہیں تندوتیز فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جس کے امیر خواجہ خان محمد صاحب اور نائب امیر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہیں پوری دنیا میں ان ناپاک عزائم رکھنے والوں کے خلاف میدان عمل میں برسر پیکار ہے قادیانیت کو انگلینڈ ہو یا امریکہ انڈونیشیا ہو یا جاپان ہر جگہ ان کا تعاقب کر رہی اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور ہم سب کو اس عظیم مشن کیلئے قبول فرمالے۔

آخر میں اتنا کہوں گا:

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
برسوں مجھے گلشن کی فضاء یاد کرے گی
فدا ہے جاں میری عظمتِ ختم نبوت پر
کچل دوں گا خلاف اس کے کہیں ہو فتنہ گر پیدا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

توہینِ رسالت اور اسلام

نحمده ونصلى على رسوله الكريم. امابعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" وقال النبى ﷺ لَايَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَايَرْحَمُ النَّاس.. صدق الله العظیم

سامعین محترم!

۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں سلطنت مغلیہ اور ۱۹۲۳ء میں ترکی میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد سے مسلمانانِ عالم پر جو کرب و غم نوٹا تھا اس کا بوجھ ڈیڑھ صدی کا عرصہ طے کر کے آج اکیسویں صدی کے مسلمان کیلئے ناقابل برداشت بن چکا ہے۔ آج نظر اٹھا کر دیکھئے تو صومالیہ سے لیکر افغانستان تک، فلسطین سے لیکر کشمیر تک اور بوسنیا سے لیکر عراق تک ہر مسلمان کا چہرہ اسی غم کی پرچھائیوں میں ڈوب کر حسرت و یاس یا اہانت کا کوئی پہلو ظاہر یا پوشیدہ ہو دربار نبوت کے آداب کی تصویر بنا ہوا ہے ڈیڑھ صدی پر مشتمل حرمان نصیبی کے اس جاں گسل سفر میں مسلمان مصائب و آلام کے جن مراحل سے گزرتے آرہے ہیں ان کا بغور جائزہ لیا جائے تو آج جس مرحلے سے ہم گزر رہے ہیں اس سے بڑا سخت مرحلہ کبھی نہیں گزرا آج چاروں طرف نت نئے فتنوں کی یلغار کے مقابلے میں فرزندان توحید کو جس ضعفی اور بے کسی کا سامنا ہے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آج دنیائے کفر، اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا ایجنڈا لیکر ایک طرف عالم اسلام پر فوجی حملوں میں مصروف ہے تو دوسری طرف کلچر آف سولائزیشن کا مصنوعی ماحول پیدا کر کے دین اسلام، اسلامی تعلیمات اور معتقدات کے خلاف فکری جنگ جاری رکھے ہوئی ہے۔

سامعین محترم!

عالمی سطح پر روبہ عمل اس شیطانی ایجنڈے کے پیچھے دراصل "وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا. حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

فیـــن لهـــم الحـــق'' کی وہ نار خواہش پوشیدہ ہے جس کی تسکین کیلئے طاغوت نئی سینکڑ صدیوں سے مصروف عمل ہے لیکن اس مقصد کیلئے مسلمانوں کی جملہ عقیدتوں کے محور و مرکز سید نا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس سے گستاخی کا جواب ارتکاب کیا گیا ہے۔ دینِ اسلام کے خلاف کی جانے والی اب تک کی تمام کوششوں میں سب سے گھناؤنی کوشش ہے اس کا آغاز ستمبر ۲۰۰۵ء کو ڈنمارک کے ایک غیر معروف اخبار گولانڈ پوسٹین کے ذریعہ ہوا جبکہ بعد ازاں ناروے، جرمنی اور ہالینڈ سمیت یورپ کے سترہ اخبارات نے مزید ہوا دی اور پھر جنوری ۲۰۰۸ء ایک رکن پارلیمنٹ گریک نے تو قرآن پر فتنہ کے نام سے فلم بنا کر گویا اس کی ابتداء کردی کہ کفر اب اسلام کے خلاف پوری طرح متحد ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ آزادی اظہار کی آڑ میں اس مذموم ارتکاب کو اسلام کس نظر سے دیکھتا ہے۔

حاضرین گرامی!

اسلام نبی کریم ﷺ سمیت کسی بھی نبی کے بارے میں کسی ایسے خیال یا رائے کے اظہار کی اجازت نہیں دیتا جس میں سوء ادب، تنقیص یا اہانت کا کوئی پہلو ظاہر یا پوشیدہ ہو در بارِ نبوت کے آداب بیان کرتے ہوئے شانِ بیان اللہ کا کلامِ ہدایت دیتا ہے: یٰـٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَـــهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ''اس واضح پیغام کے باوجود جو کوئی حدِ ادب عبور کرنے کی جسارت کرے اس کے بارے میں حکم ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا'' دوسری جگہ ارشاد ہے "وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" دربارِ نبوت کے یہ آداب و احکام تو مسلمانوں کیلئے ہیں مگر منکرین رسالت کیلئے بھی قرآن ضابطہ مقرر کرتا ہے چنانچہ یہود مدینہ کی بعض گستاخانہ سرکشیوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید بیان کرتا ہے "مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا

وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّام بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا '' اس آیت میں یہودی کی ایک شنیع حرکت کا پردہ چاک کر کے انہیں سمجھایا گیا کہ دربار نبوت کے جملہ آداب ان پر بھی لاگو ہیں۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا" کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں کا عقیدہ بن گیا کہ توہین رسالت کا مرتکب واجب القتل ہے ،اسلام ایسے شخص کی سزا موت مقرر کرتا ہے جو نبی کریم ﷺ کی شان میں دانستہ یا نادانستہ گستاخی کا ارتکاب کرے اور یہ قطعی حکم ہے جس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے چنانچہ ائمہ اربعہ امام داؤد ظاہری، امام ابن حزمؒ، امام ابن تیمیہؒ اوران کے جملہ صاحب فضل و کمال شاگرد اس بات پر متفق ہیں کہ شاتم رسول واجب القتل ہے اور یہ سزا بطور حد ہوگی فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ بزازیہ اور تنبیہ الولاۃ کے مطابق سزائے موت بطور حد دی جائے گی امام خیرالدین ربانی فتاویٰ خیریہ میں شاتم رسول ﷺ کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ فقہ حنفی کے ایک اور امام علامہ ابن عابدینؒ شامی کہتے ہیں کہ گستاخ رسولؐ ہرصورت واجب القتل ہے چاہے اس کی گستاخی اعلانیہ ہو یا خفیہ ابن سحنون مالکی کا فتویٰ ہے'' أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَنَّ شَاتِمَهٗ كَافِرٌ وَحُكْمُهُ الْقَتْلُ وَمَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَكُفْرِهٖ كُفِرَ '' مشہور شافعی مسلک امام ابوبکر بن منذر کا کہنا ہے کہ شاتم رسولؐ کے بارے میں امام شافعیؒ کا مسلک بھی وہی ہے جو امام مالک اور دوسرے ائمہ فقہ کا ہے فقہ حنبلی کے مشہور امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے شاتم رسولؐ کے بارے میں ایک معرکۃ الآراء کتاب ''اَلصَّارِمُ الْمَسْلُوْلُ عَلٰى شَاتِمِ الرَّسُوْلِ'' تالیف کی جس میں آپ نے قرآن و سنت، تعامل صحابی، تابعین اور مضبوط دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ گستاخ رسول کو حداً سزائے موت دی جائیگی اور اس سلسلے میں توبہ قَبْلَ الْاَخْذِ اور بَعْدَ الْاَخْذِ کوئی قابل قبول نہیں۔

سامعین محترم!

شانِ رسالت میں گستاخی کی اس سزا پر اسلامی دنیا میں ہمیشہ سے عمل ہوتا رہا اور مسلمان آج بھی باوجود اس کے کہ وہ ایسے بدبختوں کو سزا دینے کی قوت نہیں رکھتے اس سزا کو کلی جائز اور روا سمجھتے ہیں اور اس سے کسی بھی طور اور ایک لمحے کیلئے بھی دستبردار ہونے کو تیار نہیں آج آزادیِ اظہار کا سہارا لیکر شانِ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کے ارتکاب کو جائز سمجھنے والے اہل یورپ کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ باوجود اس کے کہ وہ مذہب کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینک چکے ہیں ان کے قومی دستور میں ''بلیس فیمی ایکٹ'' یعنی قانون تحفظ مذہب موجود ہے ان کے آئینی ماہرین اپنے اس قانون کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مذہب پر حملہ اسٹیٹ پر حملہ کرنے کے مترادف ہے چنانچہ آج امریکا برطانیہ سمیت یورپ کی تمام ریاستوں کے آئین میں تو ان مذہب و مسیح کے حوالے سے لکھنا بھی جرم ہے چنانچہ یہودیوں کے ایک افسانوی نظریئے ہولوکاسٹ کے خلاف زبان کھولنا پورے مغرب کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے تو بتایا جائے دین اسلام، اسلامی شخصیات اور بالخصوص کائنات کی سب سے قابل احترام ہستی سیدنا محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اہل مغرب یاد رکھئے! مسلمان کمزور ضرور ہیں مگر ابھی اتنے گرے نہیں کہ سب کچھ ٹھنڈے پیٹوں ہضم کرلیں۔

شہ جن و بشر پر شر گوارا کر نہیں سکتا
کہ حملہ ذات عالی پر گوارا کر نہیں سکتا
گو اپنی ذات پر ہر ستم سہہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقا پر گوارا کر نہیں سکتا
امام الانبیاء کی شان اقدس میں گستاخی
صحافت اس قدر خود سر گوارا کر نہیں سکتا
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ختم نبوت کی اہمیت اور ردِ قادیانیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ...... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"اَنَاخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ".صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزمِ کون و مکان کو سجایا گیا
اس کی رحمت ہے بے حد و بے انتہاء اس کی شفقت تخیل سے ماوراء
جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا اس کی رحمت سے اس کو سجایا گیا

میرے قابل صد تکریم اساتذۂ کرام وطلباء عظام! آج آپ کے سامنے "ختم نبوت کی اہمیت اور ردِ قادیانیت" کے وسیع وعمیق موضوع پر جسارت سخن کر رہا ہوں۔

مسئلہ ختم نبوت ان مسائل بدیہیہ وضروریہ میں سے ہے کہ جن پر دلائل و براہین کی جسارت کرنا درحقیقت انہیں اکتساب ونظر کے سانچے میں ڈھالنے کے مترادف ہے، مگر آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے میرے آقا ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا: "لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ ثَلَاثُوْنَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ".

ارباب فکر ونظر، وارثان قلب وجگر پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جو چیز ابتداء کی صفت

سے متصف ہو، وہ انتہاء کی صفت سے بھی موصوف ہوتی ہے۔ جب رب کائنات نے قصرِ نبوت کی تعمیر کی ہے تو اس کا اختتام حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ عالی پر فرمادیا، جس کی تائید خود آقا ﷺ نے یوں فرمائی: "فَجِئْتُ أَنَا فَأَتْمَمْتُ تِلْكَ اللَّبِنَةَ" میں نے آ کر قصرِ نبوت کی تکمیل کی ہے، قرآن کریم کی دوسو آیات، بے شمار احادیث نبویہ، اجماعِ صحابہؓ وتابعینؒ، اجماعِ فقہاءؒ ومحدثینؒ ختمِ نبوت کی عکاسی کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کا کمال منصب نبوت دو چیزوں سے مزین نظر آتا ہے، پہلے نمبر پر ماقبل کے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرنا، دوسرے نمبر پر مابعد آنے والے نبی کی خوش خبری دینا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آکر اعلان کرتے ہیں: "إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ" مگر میرے آقا ﷺ کا کمال منصب نبوت اعلانِ ختم نبوت پر ہوتا ہے، رب کائنات نے فرمایا: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" رب کائنات نے لاۃ کی نفی کر کے آقا ﷺ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔

دنیا کا ایک ضابطہ واصول ہے کہ ہر فرزند ارجمند اپنے باپ کے منصب کا جانشین ہوا کرتا ہے، ابراہیم علیہ السلام اگر پیغمبر ہیں تو بیٹا اسحاق علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں، اگر اسحاق علیہ السلام پیغمبر ہیں تو بیٹا یعقوب علیہ السلام بھی پیغمبر ہے، اگر یعقوب علیہ السلام پیغمبر ہیں تو بیٹا یوسف علیہ السلام بھی پیغمبر، رب نے لاۃ رجال کی نفی کر کے اس قاعدے کی رو سے امکانِ نبوت ہی کو ختم فرمادیا، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ إِبْرَاهِيْمُ"۔

میرے بھائیو! وصالِ پیغمبر کے بعد تین اہم مسائل پیش آتے ہیں:

پہلا مسئلہ: مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا مسئلہ ہے۔

دوسرا مسئلہ: جیش اسامہؓ کی روانگی کا مسئلہ ہے۔

تیسرا مسئلہ: ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔

مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے مسئلہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف پایا جاتا ہے، جیش اسامہؓ کو بھیجنے کے مسئلہ پر اختلاف پایا جاتا ہے، مگر سب سے پہلا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا ختم نبوت کے مسئلے پر ہو جاتا ہے، چنانچہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''خاتم النبیین'' میں رقمطراز ہیں: ''اول اجماع کہ درامت ابست منعقد شد اجماع برقتل مسیلمہ کذاب بسبب او دعوائے نبوت بود''۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مسک الختام فی ختم نبوۃ سیدالانام'' میں لکھتے ہیں: ''امت کا سب سے پہلا اجماع مدعیٔ نبوت کے واجب القتل ہونے پر ہوتا ہے۔'' آقا ﷺ نے فرمایا تھا: ''لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلاَلَۃِ'' میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔

یہ تمام تر تصریحات و توضیحات و تشریحات میرے پیغمبر ﷺ کی ختم نبوت کی عکاسی کرتی ہیں، اے کاش! میری یہ آواز گنبد خضراء تک بادِ صبا پہنچادے کہ آقا! آپ کا ماننے والا غلام چوری کا مرتکب ہو سکتا ہے، زنا کا مرتکب ہو سکتا ہے، قتل کا مرتکب ہو سکتا ہے، صغائر کا مرتکب ہو سکتا ہے، مگر اسود عنسی جیسے مسیلمہ کذاب جیسے طلیحہ اسدی جیسے مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

سامعین محترم! اس برصغیر میں انگریز نے اپنے ظالمانہ دور حکومت کو استحکام بخشنے

نے لئے اپنے معبد تاریک میں ایک شخص کو نبی بنا کر پیش کیا، جسے دنیا نام احمد قادیانی کذاب و دجال کے نام سے جانتی ہے، نبی کے اقوال وافعال پر سب سے زیادہ اعتماد ہونے کی بناء پر انگریز نے اسے نبی باور کرایا اور اپنی جابرانہ حکومت کے حق میں اس سے فتاوی دلوائے۔اس قادیانی دجال نے آغاز امر میں مجددیت کا دعویٰ کیا،اس کے بعد وفات مسیح ابن مریم کا دعویٰ کر کے قیامت سے پہلے آنے والے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، جبکہ قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ابھی نہیں ہوئی: "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ "۔

احادیث نبویہ موعود مسیح حضرت مریم علیہا السلام کے صاحبزادے کو قرار دیتی ہیں: "لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ تُقَاتِلُ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ "اس کے بعد سید موی کیا کہ محمد عربی ﷺ نے اپنے آپ کو نبیوں کی مہر فرمایا ہے اور مجھ پر بھی آپ ﷺ نے نبوت والی مہر لگادی ہے، لہٰذا میں بھی نبی ہوں، جبکہ حدیث کا آخری حصہ " لَانَبِیَّ بَعْدِیْ " کا اعلان کرتا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ سابقہ نبیوں کے لئے آپ ﷺ مہر تھے۔

جس دستِ محمدؐ سے ہو بند لفافہ

تا حشر نہ ہوگا ، نہ ہوا اس میں اضافہ

عزیزان من! قرآن کریم کی قطعی نصوص، متواترا حادیث کا عظیم ذخیرہ اور اجماع وقیاس کے علاوہ غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے، ان کا نام مفرد تھا، حضرت شیث علیہ السلام فرستادۂ حق تھے، ان کا نام بھی مرکب نہ تھا، مفرد تھا، حضرت محمد ﷺ سمیت تمام نبیوں کے اسمائے مبارکہ مفرد تھے، داعیان توحید پیغمبروں کے ناموں میں یہ اختصاص قدرت نے خاص حکمت کے ساتھ رکھا تھا، جبکہ غلام احمد قادیانی کا نام مفرد نہیں، مرکب ہے۔

تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو سب سے زیادہ واجب التعظیم رکھنے کے لئے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا، جبکہ غلام احمد قادیانی گل شاہ کا شاگرد تھا، تمام انبیاء علیہم السلام اعلیٰ کردار کے حامل تھے، غلام احمد قادیانی شراب کا رسیا، غیر عورتوں کے ساتھ غیر اخلاقی حرکات میں معروف تھا، تمام نبی اور رسول شکل وصورت میں ذی وجاہت، ذی وقار اور حسین تھے، غلام احمد قادیانی کی شکل دیکھ کر ابکائی آتی تھی۔

میں اپنی تقریر کا اختتام ان اشعار پر کرتا ہوں:

اکملت لکم آیت قرآنی کو پڑھ کر
ظلی و بروزی کی نبوت کو مٹا دو
ہو جس کو محمد ﷺ کی مساوات کا دعویٰ
"فجزاؤه جهنم" کی وعید اس کو سنا دو

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ختم نبوت کی اہمیت اور ردّ قادیانیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ". وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

قابل صد احترام اساتذہ کرام، قابل صد تکریم اماکن بعیدہ سے بزم آراء ہونے والے علماء عظام و مہمانان گرامی اور میرے ہمدم و ہمقدم ساتھیو اور گلشن بنوری کے چہکتے عندلیبو!

آج کی اس پروقار بزم خویشاں میں بندہ کو جس موضوع و عنوان پر گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے، وہ ہے ''ختم نبوت کی اہمیت اور ردّ قادیانیت''۔ بارگاہ صمدیت میں بعد الحاح دست بدعا ہوں کہ صحیح گفتگو کی توفیق عنایت فرمائیں۔

گرامی قدر سامعین! یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ﷺ ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی، نہ ظلی، نہ بروزی، جو نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

گرامی قدر سامعین! میں قرآن و حدیث و اقوال صحابہؓ اور اقوال ائمہؒ کی روشنی میں سب سے پہلے ختم نبوت کی اہمیت اور پھر ردّ قادیانیت بیان کروں گا، چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کی اہمیت کو یوں بیان کیا ہے کہ: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" اس آیت کی تفسیر اولاً حضور ﷺ کے فرمان سے کرتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "أَنَا خَاتَمُ

النَّبِيِّينَ لَانَبِيَّ بَعْدِیْ ''ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ ''ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَنَا اَوَّلُ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرُھُمْ فِي الْبَعْثِ''۔

ماقبل میں ذکر کردہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام المفسرین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں: ''فَھٰذِهِ الْاٰیَةُ نَصٌّ فِيْ اَنَّهٗ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ وَاِذَاکَانَ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ فَلَارَسُوْلَ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی وَالْاَحْرٰی لِاَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ اَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ کُلَّ رَسُوْلٍ نَبِيٌّ وَلَایَنْعَکِسُ وَبِذٰلِکَ وَرَدَتِ الْاَحَادِیْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِیْثِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْھُمْ''۔

ایک اور مقام پر رب لم یزل نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کی اہمیت کو یوں بیان کیا ہے: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ''۔اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''لَمْ یَنْزِلْ بَعْدَ ھٰذِهِ الْاٰیَةِ حَلَالٌ وَّلَا حَرَامٌ وَّلَا شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَالْحُدُوْدِ وَالْاَحْکَامِ''۔

ارباب عقل و دانش! قرآن وحدیث کے بعد ختم نبوت کی اہمیت اقوال صحابہؓ سے سنئے! چنانچہ خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَوْ یَنْقُصُ الدِّیْنُ وَاَنَا حَيٌّ'' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''بَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ''۔

اب ختم نبوت کی اہمیت کے بارے میں اقوال ائمہ کی طرف چلتے ہیں، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ عقیدہ طحاویہ میں فرماتے ہیں: ''وَکُلُّ دَعْوَةٍ بَعْدَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَغْيٌ

"وھو نبی وھو المبعوث الی الحق والھدی کافۃ" اور اسی ختم نبوت کی اہمیت کے بارے میں آقا قاضی عیاض نے فرمایا ہے: "انا لم یعرف الرجل ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم" ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ختم نبوت کی اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں: "و دعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع"۔

عزیزانِ من! قرآن وحدیث واقوالِ صحابہؓ اور اقوالِ ائمہؒ سے ختم نبوت کی اہمیت ثابت کرنے کے بعد اب اس کے رد قادیانیت کی طرف چلتے ہیں، چنانچہ برصغیر میں جب انگریز نے اپنے استبدادی پنجے مضبوطی سے گاڑ دیے تو اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی اختیار کی، دین فروشوں اور فتویٰ بازوں کے علاوہ انہیں ایک ایسے مدعی نبوت کی ضرورت پیش آئی، جو ان کی ظالمانہ اور کافرانہ حکومت کو سندِ الہام مہیا کر سکے، اس لئے انہوں نے ہندوستان بھر کے ضمیر فروش طبقات سے اپنے مطلب کا آدمی غلام احمد قادیانی تلاش کیا۔

چنانچہ غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا، جس کی پیش گوئی ۱۴سو سال پہلے حضور ﷺ نے کی تھی: "لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی"۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے دور کے کذاب کو واصلِ جہنم کیا اور اس دور میں اس فتنے کے خلاف سب سے پہلے دیوبند مکتب فکر کے علماء نے آواز اٹھائی، علماء دیوبند کے مساعی، جمعیت کے صدقے پوری امت کے تمام مکاتب فکر کے علماء قادیانیوں کے خلاف صف آراء ہوئے تو پورے ہندوستان میں قادیانیوں کا کفر امت محمدیہ ﷺ پر آشکارا ہوا،

چنانچہ مقدمۂ بہاولپور میں علمائے دیوبند کی طرف سے وکالت کے لئے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ،اس مقدمہ کی کارروائی ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء تک چلی ،آخر کار جج نے ان کے کفر پر عدالتی مہر لگائی۔

مارچ ۱۹۳۰ء کو لاہور میں انجمن خدام الدین کے سالانہ اجتماع میں پانچ سو (۵۰۰) علمائے کرام کے اجتماع میں امام العصر انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر شریعت کا خطاب دیا اور فتنۂ قادیانیت کے محاذ کی ذمہ داری ان پر ڈالی، ۱۹۳۹ء میں ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد مسجد سراجیاں میں مشاورت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔

۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء اسلام کی مثالی جدو جہد سے مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ،قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی نمائندگی کا شرف اللہ تعالیٰ نے دار العلوم دیوبند کے عظیم رہنما مفکر اسلام مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو بخشا،قانونی طور پر قادیانی اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا،غرض دار العلوم دیوبند کے سرپرست اول حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی الف سے تحفظ ختم نبوت کی تحریک شروع ہوئی اور محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاء پر کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

یاران وفا دور صحابہؓ کو صدا دو
ہر ظالم و جابر کے تم ہوش اُڑا دو
اس دور میں قادیانیت کے یہ آثار مٹا دو
جو کچھ بھی ہو اب ختم نبوت پہ مٹا دو

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اسلام میں حدود کا تصور

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا" صدق اللہ العظیم۔

میرے انتہائی قابلِ صد احترام، اساتذۂ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو! آج کی اس محفل میں جس موضوع پر لب کشائی کی صدارت کر رہا ہوں وہ ہے "اسلام میں حدود کا تصور"

بلاشبہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اسلام کے اندر انسانیت سے متعلق ہر شعبہ کیلئے ایسے قوانین اور احکامات موجود ہیں کہ اگر ان کو عمل میں لایا جائے تو انسان کے فلاح کی مکمل گارنٹی دی جاسکتی ہے اور انسانیت سے متعلق ایک شعبہ سیاست کا بھی ہے جو کسی ملک کے نظامِ حکومت کو چلانے کا شعبہ ہے اور کسی ملک کے نظام کو چلاتے ہوئے اس کی اولین ترجیح وہاں امن و امان کا قیام ہوتا ہے اور جب تک کسی ملک کے عوام کو جان کے اعتبار سے، مال کے اعتبار سے اور عزت کے اعتبار سے حفاظت فراہم نہ کی جائے تو اس وقت تک اس ملک میں امن و امان کی ضمانت نہیں دی جاسکتی یہی وجہ ہے کہ آج بین الاقوامی قوانین انہی کی حفاظت کا نہ صرف حکم کرتی ہے بلکہ جو شخص بھی کسی ملک کے اندر ان میں سے کسی ایک کو بھی غیر محفوظ بنا کر ملک کے امن و امان کو تہ و بالا کرنا چاہتا ہے تو اسلام اس شخص کیلئے حدود اور سزاؤں کا حکم دیتا ہے کیونکہ یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے ان تینوں چیزوں کی حفاظت کا بنیادی تصور قائم رکھا ہے چنانچہ اگر کوئی ناعاقبت اندیش خواہ مخواہ کسی دوسرے کی جان کا دشمن بن جاتا ہے تو اسلام ایسے شخص کیلئے قصاص کا حکم کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے "وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس... الایۃ" اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کی عزت چاہتا ہے تو اسلام کا حکم حدِ زنا اور حدِ قذف کی صورت میں حرکت میں آکر اعلان کرتا ہے "الزانیۃ والزانی

الایۃ" اور "والذین ہم لفروجہم حافظون الا علیٰ ازواجھم" اور اگر کوئی شخص کسی کے مال محفوظ پر ہاتھ صاف کرتا ہے تو حد سرقہ کا قانون حرکت میں آ کر حکم کرتا ہے "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ... الایۃ" اس لئے اگر وقت کا کوئی خلیفہ یا وقت کا کوئی حکمران اپنے ملک کے اندر امن و امان کا خواہشمند ہے تو اس سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ اسلامی حدود کو اپنے ملک کے آئین کا حصہ بنا کر اپنی عدالتوں کو حدود آرڈیننس سے مزین کرو پھر دیکھنا کہ ملک امن امان کا گہوارہ ہے۔

بہرحال کوئی شخص فلسفہ کفر کی سازشوں کا شکار ہو کر ارتداد کا فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے تو اسلام کا حکم تازیانہ قتل کی صورت میں حرکت میں آتا ہے بخاری شریف کی روایت ہے "مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ" اسی طرح اگر کوئی شخص دشمنان اسلام کی خوشنودی اور ڈالروں کا آسرا لیکر اسلامی ملک کے پرامن معاشرے میں دہشت گردی پھیلاتا ہے تو اسلام کا حکم حدِ حرابہ کی صورت میں حرکت میں آتا ہے "اَلَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا... الخ" اگر کوئی شخص نشہ آور چیزیں استعمال کر کے اپنے حواس کھو بیٹھے اور شہریوں کی جان مال اور عزت کیلئے خطرہ بن جاتا ہے تو اسلام کا قانون حدِ شرب کی صورت میں حرکت میں آ کر اعلان کرتا ہے:

"مَنْ شَرِبَ خَمْرًا فَاجْلِدُوْہُ فَاِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَۃِ فَاقْتُلُوْہُ"

عزیزانِ محترم! اسی طرح اگر کوئی وقت کا حکمران یا وقت کا خلیفہ اپنے ملک کے اندر پرامن معاشرہ دیکھنے کا خواہشمند ہے تو اس کیلئے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ حدود اللہ کو اپنے ملک کے آئین میں شامل کر کے دیکھے کہ کیسے شہریوں کو تحفظ فراہم نہیں ہوتا اور کیسے امن و امان کا گہوارہ نہیں بنتا ہے؟

قیادت ہاتھ میں لو مسلمانوں زمانے کی
ورنہ کفر دنیا کو ہلاکت میں گرادے گا

نظام دین رحمت ہے بشارت ہے بہاروں کی
اسے نافذ کرو یہ دنیا کو جنت بنادے گا
گلدستہ کو عجب ڈھنگ سے باندھو
اک پھول کا مضمون ہے تو سو رنگ سے باندھو
نام سے قانون کے ہوتے ہیں کیا کیا ستم
جبر یہ زیر نقاب دیکھئے کب تک رہے
دولت ہندوستان قبضۂ اغیار میں
بے حد و حساب دیکھئے کب تک رہے
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اسلامی تاریخ

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. امابعد!فقدقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید. أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ "قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ" صدق اللہ العظیم.

کبھی تدبر کیا اے نوجوان مسلم تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا ہے تو ٹوٹا ہوا تارا
جس دور پہ نازاں تھی دنیا،ہم وہ زمانہ بھول گئے
دنیا کی کہانی یاد رہی اور اپنا فسانہ بھول گئے

واجب الاحترام اساتذہ کرام اور بزم شاعرئی کے ہونہار ساتھیو!

انسان کا حال اس کے ماضی کے ساتھ مرتب ہوتا ہے اور اس کا مستقبل ماضی پر ہی پروان چڑھتا ہے چاہے وہ انسان کی ذاتی زندگی ہو یا اس کی اجتماعی زندگی ہو چنانچہ انسان اپنے ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھ کر اپنے مستقبل کو شاندار بناتا ہے اور اسی طرح وہ اپنے محاسن اور خوبیوں کو دہرا کر مستقبل کو تابناک بناتا ہے اور یہی انسان کی اجتماعی زندگی یعنی قوموں کا حال ہے۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ "تاریخ آئینہ ہے جس میں قوموں کے عروج وزوال نظر آتے ہیں کہ کسی قوم کی عظمت کا شاہد اس کی تاریخ ہوا کرتی ہے اسی لئے قوموں کی زندگی میں تاریخ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

اور اسلام میں تاریخ کی اہمیت اس لحاظ سے بھی زیادہ ہے کہ اس کی تاریخ زمانے کے اعتبار سے چودہ سو سال اور رقبے کے لحاظ سے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب تک پھیلی ہوئی ہے لہٰذا کسی مورخ کی تاریخی نظر حجاز مقدس کی طرف اٹھتی ہے تو وہاں صحابہ کرام کی

تلواروں کی جھنکار سنائی دیتی ہے، جب بغداد کی طرف اٹھتی ہے تو وہاں امام ترمذی نظر آتے ہیں، جب کوفہ کی طرف اٹھتی ہے تو امام اعظم امام ابوحنیفہ نظر آتے ہیں، جب فلسطین کی طرف نظر اٹھتی ہے تو نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کی للکار نظر آتی ہے، جب سرزمین ہند کی طرف نظر اٹھتی ہے تو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی حفاظتِ اسلام کی تڑپ نظر آتی ہے، سمرقند بخارا کی طرف نظر اٹھتی ہے تو محدثین کی "قال الرسول" کی صدا گونجتی ہے اور جب کہسار افغانستان کی طرف نظر اٹھتی ہے تو سلطان محمود غزنوی اسلام کے علمبردار نظر آتے ہیں۔

اسلامی تاریخ کے ان شہ پاروں اور شہ سواروں پر نہ صرف اسلام اور اہلِ اسلام کو فخر ہے بلکہ عالم انسانیت کیلئے ان کی زندگی باعث فخر اور سعادت ہے۔

تاریخ اسلام میں ان جیسے انمول ہیرے ایک یا دو نہیں بلکہ اسلامی تاریخ ایسے جواہر سے بھری پڑی ہے شاید اسی لئے شاعر کو یہ کہنا پڑا!!

وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر پھولوں کو رنگت بخشی ہے

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہیں

تاریخ اسلام کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ اس کی باتیں مستند اور مراجع معتبر ہیں۔

محترم سامعین! اسلامی تاریخ کے بہت سارے واقعات قرآن مقدس کی تفسیر میں محفوظ ہیں اور بہت سارے واقعات آپ کو امام بخاری کی صحیح بخاری، امام مسلم کی صحیح مسلم، امام ترمذی کی جامع ترمذی، امام ابوداؤد کی سنن ابی داؤد، امام ابن ماجہ کی سنن ابن ماجہ میں ملیں گے اور علماء ومحدثین کے نزدیک صحاح ستہ خود بھی معتبر ہے اور ان کے جلیل القدر مصنفین اصحاب اعتماد ہیں اس کے برعکس اقوام عالم کی تاریخوں میں من گھڑت واقعات شامل ہو چکے ہیں اور اپنے مفاد کی خاطر ان کے تاریخ دانوں نے ان کی تاریخ کو بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔

اسلامی تاریخ کی تیسری بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس میں ایسے انمول افراد نظر آتے

ہیں یہ اگر صحیح معنوں میں ان کی اتباع کی جائے تو دنیا آج ایک دفعہ پھر تاریکیوں سے نکل کر روشنیوں کی طرف، جہالت سے نکل کر علم کی نورانیت کی طرف، مایوسیوں سے نکل کر خوشیوں کی طرف ظلم سے نکل کر عدل کی طرف اور شر سے نکل کر خیر کی طرف آ سکتی ہیں شاید انہیں انمول ہستیوں کی شان میں اقبال مرحوم نے یہ شعر کہا تھا!

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے، جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا اور دریا، سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

برادران اسلام! ان سب حقائق کا اپنی جگہ پر مسلّم ہونے کے باوجود جہاں اس پرفتن دور میں اسلامی تعلیمات سے لاپرواہی برتی جارہی ہے وہیں شاندار اسلامی تاریخ کو اہل اسلام نے نہ صرف نظرانداز کیا ہے بلکہ آج کا مسلمان نوجوان اعدائے اسلام کی تاریخ کو حسرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور رونے کا مقام تو یہ ہے کہ بعض تو اپنی تاریخ سے زیادہ یہود و نصاریٰ کی تاریخ کو محبوب رکھتے ہیں یہ حالت دیکھ کر بے اختیار زباں پر یہ شعر آتا ہے!

وطن تو آزاد ہو چکا ہے، دل و دماغ ہیں غلام اب بھی
شراب غفلت پئے ہوئے ہیں یہاں خاص و عام اب بھی

ارے غافلوں تمہیں امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم کا واقعہ یاد کیوں نہیں آیا فاروق اعظم دنیا کے بہادر ترین سپہ سالار اور آدھی سے زیادہ دنیا کے فرمان روا ہو کر قاضی شریح کی عدالت میں پیش ہوتے ہیں جب قاضی امیر المومنین کے خلاف فیصلہ صادر کرتے ہیں تو سیدنا فاروق اعظمؓ وہ تاریخی جملہ کہتے ہیں جسے صرف تصور کرنا ہی ناممکن نظر آتا ہے فاروق اعظم قاضی شریح کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

اِنْقَلِبْ اِلَى الْكُوْفَةِ، وَلَّيْتُكَ قَضَاءَ هَا

کوفہ جایئے میں نے آپ کو قاضی مقرر کر دیا۔

یہ ہے اسلام میں حق بات کرنے والوں سے محبت کہ اپنے خلاف فیصلہ دینے والے

کو قاضی بنادیا جاتا ہے۔ اس طرح کے ایک یا دو واقعہ نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کا دامن ایسے واقعات سے بھرا پڑا ہے جن کا تصور آج کے انسان کیلئے مشکل ہے۔

آخر میں تاریخ کے ان شہسواروں، چمکتے موتیوں اور انمول ہیروں کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرونگا جو استاد الاساتذہ، نمونہ اسلاف، حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اکثر پڑھا کرتے ہیں!

أُولٰئِکَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
إِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اسلامی نظام تعلیم کی اہمیت

الحمدلله وحده والصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده

امابعدا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ" صدق الله العظیم.

میرے انتہائی قابل صد احترام اساتذہ کرام اور بزم شاعری کے غیور ساتھیو! اور دیگر مہمانان گرامی آج کی اس مبارک نشست میں میں اسلامی نظام تعلیم کی اہمیت پر کچھ معروضات پیش کرنا چاہوں گا دعا کریں اللہ مجھے حق سچ کہنے کی اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

عزیزان محترم! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کامیابی اور ناکامی کی بھاگ دوڑ میں نظام تعلیم وہ واحد ذریعہ ہے جو کسی بھی قوم کی تہذیب وثقافت کیلئے آئینہ دار اور کسی بھی ملک اور معاشرے کی ترقی کیلئے بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی ملک کے شیرازے کو بکھیرنا ہوتا ہے یا کسی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹانا مقصود ہوتا ہے تو اس کیلئے ایٹم بم یا بارود کا استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ فلاسفہ کا کہنا یہی ہے کہ ان کے نظام تعلیم کو بدل دو چنانچہ اسی نظریئے پر عمل کرتے ہوئے انگریز سامراج نے جب برصغیر پر قدم جمائے تو برصغیر کے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پاش پاش کرنے کے لئے انگریز نے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو بدلنے کی کوشش کی اور پھر اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے لارڈ میکالے کے مرتب کردہ نظام تعلیم کو ترویج دے کر داخل نصاب کرایا۔

عزیزان محترم! آپ اس سازش کا صحیح اندازہ ماضی قریب کی ایک رپورٹ سے لگا سکتے ہیں کہ ۲۰۰۰ء سے لیکر ۲۰۰۳ء تک امریکہ نے مسلم دنیا کے بارے میں جتنی رپورٹیں تیار کیں ان میں مسلمانوں کے نظام تعلیم کو بنیادی طور پر ہدف بنانے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے تو آج یہ نتائج

ہمارے سامنے ہیں کہ ایک طرف تو ہم افرادی قوت کی کمی کی سزا بھگت رہے ہیں اور دوسری طرف حقائق یہ ہیں کہ صرف ہمارے ملک کا نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم کسی ایسے دانشور کے پانے سے قاصر ہیں جو اپنے اس نظام تعلیم کے مقاصد کا تعین کر سکے یا قوم کو اجتماعی سوچ فراہم کر سکے اس لئے تو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے فرمایا تھا کہ اس تعلیم سے کوئی بابو یا اسکالر تو بن سکتا ہے لیکن امام شاہ ولی اللہؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ اور شاعر مشرق علامہ اقبالؒ جیسی شخصیتیں نہیں بن سکتے تو اکبر آلہ آبادی نے بھی خوب کہا تھا۔

یوں قتل میں بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

عزیزان محترم! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نظام تعلیم کے مقابلے میں وہ کونسا نظام تعلیم ہے جو ہماری تہذیب وثقافت کیلئے آئینہ دار ہو: ہمارے ملک اور معاشرے کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکے، وہ کونسا نظام تعلیم ہے جو ہمارے نوجوانوں میں امام شاہ ولی اللہؒ جیسی فکر، مولانا قاسم نانوتویؒ جیسا کردار، شاعر مشرق جیسی سوچ پیدا کرے۔

عزیزان محترم! اس سوال کے جواب کیلئے ہمیں ملک بھر کی لائبریریوں کو کھنگالنے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر صرف اسلامی نظام تعلیم کا مطالعہ کریں تو مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ اسلامی نظام تعلیم ہی وہ نظام ہے جو طلبہ کرام کو اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ اقدار سکھاتا ہے، اسلامی نظام ہی ہے جس سے نا صرف راہنما یا اس قوم کے سچے اور محب وطن سیاستدان پیدا ہوتے ہیں بلکہ بڑے بڑے انجینئر اور سائنسدان بھی اسی نظام تعلیم سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ صرف ایک دعویٰ نہیں بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ جابر بن حیان، ابن الہیثم اور ابوالفارابی المسعودی جیسے عظیم سائنسدان اور فلسفی اسی نظام تعلیم سے پیدا ہوئے ہیں جن کے تجربات سے آج تک سائنسدان رہنمائی حاصل کر کے ترقی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آج چاند تک پہنچنے کا دعویٰ کرنے والے شاید اس بات سے ناواقف ہیں کہ آٹھویں صدی عیسوی میں مصنوعی چاند ایجاد کرنے والے حاکم بن ہاشم نے

اسلامی نظام تعلیم سے تربیت پائی تھی، سب سے پہلے عینک کا شیشہ اوراڑنے والی کے موجد ابوالقاسم ابن الفرناس اسی اسلامی نظام تعلیم کے تربیت یافتہ تھے، لاہور کی تاریخی شاہی مسجد اور شاہی قلعہ کا انجینئر اسی تعلیم سے سبق حاصل کر چکا تھا۔

عزیزان محترم! داستان ان حقائق کی بڑی طویل ہے لیکن صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موجودہ نظام تعلیم کو پس پشت ڈال کر فنی اور سائنسی بنیادوں پر مبنی اسلامی نظام تعلیم کو ترجیح دی جائے جو قوم کو منزل اور مقصد کا تعین کر کے نظام خلافت کی لذت سے آشنا کرے نئی نسل کو ساحرات کی تقلید کے بجائے اسلاف کی تقلید کا سبق سکھائے اس لئے آج کے مجمع کے توسط سے میں دینی وعصری تمام طلبہ برادری کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ تعلیمی اداروں میں اسلامی نظام تعلیم کی تنفیذ کیلئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر ایک پرچم کے سائے تلے ایک قوت بن کر علماء حق کی سرپرستی میں کردار ادا کریں۔ کامیابی کا ستارہ آپ ہی کے حق میں چمکے گا۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ:

"وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ. إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اسلام کا نظامِ عدل اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ." وقال النبی ﷺ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ. صدق اللہ و صدق رسولہ النبی الکریم.

سامعین گرامی قدر!

آج میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر لب کشائی کی جرأت کر رہا ہوں وہ ہے "اسلام کا نظام عدل اور سیدنا عمر فاروق" آج کے اس مادی دور میں ہر طرف سے اسلام پر طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اسلام کو طعن کا نشانہ بناتے ہیں وہ لوگ اسلام کی الف سے بھی واقف نہیں۔ ہمارا اسلام وہ آفاقی مذہب ہے جس نے ایک عام غریب آدمی کو بھی یہ حق دیا ہے کہ وہ وقت کے حکمران پر دعویٰ کر کے عدالت میں حاضر کرا سکتا ہے اور مجال نہیں کہ وقت کا حاکم عدالت میں قاضی کے روبرو پیش نہ ہو۔

میرے دوستو! دنیا کا کوئی مذہب بھی ایک غریب آدمی کو یہ حق نہیں دیتا جو حق اسلام نے دیا ہے کہ وقت کا حکمران ملزم کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہو یہ صرف اسلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس میں امیر غریب، حاکم محکوم سب برابر ہیں۔ اگر امیر پر الزام ہے تو اسے عدالت میں آنا پڑے گا اور اگر وزیر پر الزام ہے تو اسے عدالت میں آنا پڑے گا۔ اگر امیر المؤمنین پر الزام ہے تو اسے عدالت میں آنا پڑے گا اور انصاف وعدل کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے۔

مثال کے طور پر خود فاروق اعظم کا دور ہے سبحان اللہ دور فاروقی پر بھی قربان جائیں کہ عدل وانصاف کا ایسا بھرپور دور ہے کہ کسی شخص کو جرأت نہیں ہے کہ وہ کسی بکری

کے ساتھ ناانصافی کرے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت فاروق اعظم کا دور ہے مسجد نبوی کے قریب گھر میں پرنالہ لگا تھا جس سے بارش کا پانی مسجد کے اندر گرتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اسے ہٹوا دیا تو جس صحابی کا گھر تھا ان صحابی نے عدالت میں کیس کر دیا کہ جو پرنالہ خود حضور ﷺ نے لگوایا تھا وہ عمر نے کیوں اتارا یا قاضی کی طرف سے عدالت میں طلبی ہوئی عدالت میں حاضر ہو کر ملزم کے کٹہرے میں وقت کا سب سے بڑا حکمران کھڑا ہے، فردِ جرم عائد ہوتی ہے، جرم ثابت ہو جاتا ہے، وقت کا حکمران اپنے اوپر جرم ثابت ہونے پر نالاں نہیں ہوتا ناراض نہیں ہوتا بلکہ حضرت فاروق اعظم اس صحابی سے فرماتے ہیں کہ میرے کندھے پر چڑھ کر یہ پرنالہ دوبارہ اپنی جگہ واپس لگا دو۔ یہ ہے اسلام کا نظامِ عدل فیصلہ کسی وزیر کے خلاف ہی کیوں نہ۔

میرے بھائیو!

حضرت عمر فاروق خطبہ دے رہے ہیں ایک اعرابی کھڑے ہو کر کہتا ہے اے عمر! ہم تمہیں اس وقت تک خطبہ نہیں دینے دیں گے جب تک تم اپنی صفائی پیش نہ کرو کیونکہ مالِ غنیمت میں جو کپڑا آیا تھا اس کپڑے سے ہماری تو ایک ایک چادر بنی لیکن آپ کا پورا سوٹ کیسے تیار ہو گیا حالانکہ آپ کا قد بھی لمبا ہے اگر کوئی آج کا حکمران ہوتا، اگر کوئی جمہوریت کا راگ الاپنے والا حکمران ہوتا تو فوراً اس شخص کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا جاتا مگر یہ اسلامی حکومت تھی جس کے سربراہ فاروق اعظم تھے فاروق اعظم غصے نہیں ہوئے ناراض بھی نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ مالِ غنیمت کے کپڑوں میں سے ایک چادر میرے حصے میں آئی ایک چادر میرے بیٹے کے حصے میں آئی ان دونوں چادروں کو ملا کر میرا کپڑا تیار ہوا پھر اس اعرابی سے کہا کہ اب میں خطبہ دے سکتا ہوں اعرابی نے اجازت دیدی تو فرمایا کہ جب تک حضور کے ایسے صحابی زندہ ہیں عمر غلط نہیں جا سکتا ناانصافی نہیں کر سکتا۔

میرے دوستو! اسلام میں عدل کا نظام امتیاز بردست ہے آپ ﷺ کے دور میں جب ایک

فاطمہ نامی عورت کے ہاتھ کاٹے جانے لگے جس نے چوری کی تھی وہ عورت کسی بڑے گھرانے کی تھی آپ ﷺ سے اس کی سزا کی معافی کے بارے میں سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: ''کہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جاتا''۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام کے نظامِ عدل سے کسی کو مفر نہیں۔

کعبۃ اللہ کا طواف ہو رہا ہے، ایک غریب آدمی کا پاؤں سردار کی چادر پر آ گیا سردار نے گھوم کر اس غریب آدمی کو تھپڑ مار دیا اس غریب صحابی کی چیخ نکل گئی رو کر بولے کیا عمر فاروق کا انتقال ہو گیا لوگوں نے بتایا کہ عمر فاروق زندہ ہیں۔ یہ غریب صحابی دوڑے دوڑے حضرت فاروق اعظم کے پاس مدینے پہنچے اور اس سردار کی شکایت کی اسی وقت دربارِ خلافت سے حکم جاری ہوا کہ اس سردار کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ سردار کو گرفتار کر کے خلیفہ کے حضور پیش کیا گیا حضرت عمر نے پوچھا کہ: کیا اس غریب صحابی کو تھپڑ تم نے مارا اس سردار نے اقرار کر لیا کہ میں نے تھپڑ مارا اس لئے کہ اس کا پاؤں میری چادر پر آ گیا تھا فرمایا: ''اچھا! آدھا طواف کر کے تم منہ سیدھا کر کے تھپڑ کھانا پڑے گا واہ عمر نے یہ نہیں سوچا کہ یہ سردار ہے اس کی بے عزتی ہو جائے گی بلکہ اس غریب صحابی سے اس سردار کو تھپڑ لگوایا تا کہ رہتی دنیا تک یہ مثال قائم ہو جائے کہ اگر غریب پر زیادتی ہو گی تو اسلام اس غریب کو حق دلوائے گا، اگر غلام پر زیادتی ہو گی اسلام غلام کو حق دلوائے گا غرض دنیا کے جس کونے میں بھی کسی پر زیادتی ہو گی اسلام اس کو حق دلوائے گا، دعا فرمائیں اللہ پاک مجھے اور آپ کو اسلام کے نظامِ عدل کی بہاریں دکھائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اسلام کا نظامِ امن

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۔۔ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: "وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ.

تیری نگاہ کا مرکز ہے پستیاں ولیکن
بلندیوں کے ستارے کچھ اور کہتے ہیں
ہمارے خرمنِ امن و سکون کو جلا کر بھی
تیری نظر کے اشارے کچھ اور کہتے ہیں

انتہائی واجب الاحترام اربابِ علم ودانش اساتذہ اور عزیز طلبہ! قرآن وحدیث کے وسیع وعریض اور ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے "اسلام کے نظامِ امن" کے چند ہیرے اور جواہرات نکال کر آپ حضرات کے دامن اقدس میں پرونے کا متمنی ہوں۔

عزیزانِ من! اسلام پوری زندگی کے مکمل نظام اور حیاتِ انسانی کے مکمل ضابطے کا نام ہے، انسان کی زندگی مختلف شعبوں میں منقسم ہے، اسلام میں شعبۂ معاشرت بھی ہے، معیشت بھی ہے، سیاست بھی ہے، تحقیق بھی ہے، تفسیر بھی ہے، حدیث بھی ہے، اسلام کی درخشاں تاریخ نے ہر شعبے میں امن کا نظام فراہم کیا ہے۔

اگر لفظ اسلام پر غور کیا جائے تو اسلام کا "الف" کہتا ہے کہ یہ امن کا مرکز ہے،

''س'' بتلاتا ہے کہ سلامتی کا محور ہے''ل'' بتلاتا ہے کہ یہ لطافت کا پھول ہے''م'' بتلاتا ہے کہ یہ محبت کا گہوارہ ہے، قبل از اسلام عورت کی بھی کوئی ویلیو (حیثیت) نہ تھی، مگر اسلام نے آ کر بتلایا کہ عورت پیدا ہو تو اسے رحمت کہتے ہیں، جوان ہو تو اسے غیرت کہتے ہیں، بیوی بن جائے تو اسے عزت کہتے ہیں اور اگر ماں بن جائے تو اسے جنت کہا جاتا ہے۔

سامعینِ مکرم! غور کرنے کی بات ہے کہ عورت کا باہر نکلنا بھی فتنوں کا باعث تھا تو اسلام نے''وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ '' کہہ کران کو گھروں میں امن دے دیا۔ اگر بوقتِ ضرورت باہر جانا ہو تو''يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ '' کا حجاب امن وآشتی اوڑھا دیا اور ساتھ ساتھ مردوں کو یہ حکم بھی دے دیا:''قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ'':

یہی وہ اسلام کا نظامِ امن ہے کہ جس نے آ کر حلت وحرمت کے مابین درسِ امتیاز دیا اور سلامتی وامن کو عام کرنے کے لئے''اَفْشُوْا السَّلَامَ'' کا حکم جاری کر دیا۔ یہی وہ اسلام کا نظام امن ہے کہ مسلمان تو مسلمان جس نے کافروں کو بھی امن بخشا، جو کافر جزیہ ادا کرے گا اس کے مال و جان، عزت وآبرو کے امن کی ضمانت اسلام نے دی۔ قتل وغارت گری بھی فساد تھا، مگر یہ اسلام ہی ہے کہ جس نے''وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَّا أُوْلِي الْأَلْبَابِ '' کہہ کر امن کی فضا قائم کر دی، اور''اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ '' کی صدائے لم یزل بلند کر کے اسلام کے نظام امن کی بالادستی قائم کر دی۔ چوری بھی امن کو تباہ کرنے کا ذریعہ تھی، مگر اسلام نے''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا '' کہہ کر امن کی لہر دوڑا دی۔ زنا بھی امن کو پامال کرتا تھا، لیکن اسلام نے آ کر یہ آرڈیننس جاری کر دیا کہ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا '' اور پھر فرمایا''اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ''۔

سامعینِ مکرم! آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کے دامن میں کیا ہے؟ آؤ! میں بڑے چیلنج سے کہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی چیز ہے کہ جس کا حکم اسلام نے نہیں دیا ہے، انسان تو انسان ہے، اسلام نے تو جنات کو بھی تکلیف دینے سے منع کر دیا اور حکم جاری کر دیا کہ "لَاتَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهَا زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ" فرشتوں کو بھی تکلیف دینے سے منع کر دیا اور اعلان فرمایا: "مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ"۔ اسلام نے حشرات الارض کو بھی امن دیا اور اعلان فرمادیا کہ: "لَايَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ" جی ہاں! یہی وہ اسلام ہے جو کافر کو بھی دعوت دیتا ہے، پھر گوارا اٹھاتا ہے۔

آیئے! میں آپ کو مزید آگے لے جاتا ہوں، اس ہستی کو جس کو آمنہ کا لال کہتے ہیں، محبوبِ ربِ ذوالجلال کہتے ہیں، جب آقا ﷺ بڑی شان وشوکت سے مکہ میں فاتحانہ انداز میں داخل ہو رہے تھے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب کو بلالو، چنانچہ وہ بھی آگئے، جنھوں نے سمیہ رضی اللہ عنہا کے ٹکرے کئے تھے، وہ بھی آگئے، جنھوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کلیجے کو کچا چبایا تھا، وہ بھی آگئے جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے، وہ بھی آگئے، جنھوں نے حضور ﷺ کو پاگل، دیوانہ اور مجنوں کہا تھا، یہ سب سامنے کھڑے ہو گئے، اقوام عالم کا دستور تو یہ چلا آ رہا تھا کہ: "اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانوں پر یہ کلمات جاری تھے کہ: "اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ" لیکن اسلام نے رسالت پناہ کی زبان مبارک سے "لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" اور "اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ" کی صدائیں بلند کروا کر عالم میں نظام امن کا ڈنکا بجا دیا۔

میں جب تاریخ کے صفحات کھنگالتا ہوں تو مجھے اسلام کے نظام امن کا وہ درخشاں

دور بھی نظر آتا ہے کہ جب ایک عورت زیورات سے لدی پھندی دمشق سے چلتی ہے اور مدینہ طیبہ میں آتی ہے اور پورے راستے میں اسے میلی آنکھ اٹھا کر دیکھنے والا کوئی نہیں ملتا ہے، مجھے وہ دور بھی نظر آتا ہے کہ جب زلزلہ آیا تو خلیفۂ وقت نے زمین پر دُرّہ مار کر کہا کہ کیوں کانپتی ہو، کیا میں نے تمہارے اوپر عدل وانصاف اور امن وامان قائم نہیں کیا؟

آج ہم نے اسلام کے اسی نظامِ امن کو پس پشت ڈالا اور برہنہ مغربی تہذیب کو اپنایا تو ہم بدامنی کا شکار ہو گئے، ہماری زندگیوں کے ہر ہر شعبہ سے سکون واطمینان نکل گیا، شاعر نے کہا:

قیادت ہاتھ میں لو اے مسلمانو! زمانے کی
وگرنہ کفر دنیا کو ہلاکت میں گرا دے گا
نظامِ دین رحمت ہے، شجاعت ہے، بہاروں کی
اسے نافذ کرو، دنیا کو جنت بنا دے گا

تو میرے دوستو! آج ہم ایک مرتبہ پھر اسلام کے نظامِ امن کے دامن میں پناہ لیں تو آج بھی وہی امن قائم ہوسکتا ہے کہ جو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ہوتا تھا، آخر میں کہتا ہوں:

آؤ دوستو! ایک کام کریں
اسوۂ نبی کو عام کریں
جن سے ہو نظامِ امن کی روشنی
ان چراغوں کا اہتمام کریں

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اسلام کا نظامِ امن

الحمدلحضرة الجلالة و الصلوٰة و السلام علیٰ خاتم الرسالة.
أما بعد! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" صدق اللّٰه العظیم.

قیادت ہاتھ میں لوائے مسلمانو! زمانے کی
وگرنہ کفر دنیا کو ہلاکت میں گرا دیگا
نظام دین رحمت ہے بشارت ہے بہاروں کی
اسے نافذ کرو دنیا کو جنت بنا دے گا

واجب التکریم اساتذۂ کرام، طلباءِ عظام اور میرے بزمِ شاعرزئی کے ہم مشن ساتھیو!
آج کی اس پررونق اور باوقار محفل میں جس عنوان پراپنے بے جوڑ، بے ربط خیالات لے کر حاضر ہوا ہوں وہ ہے "اسلام کا نظامِ امن" رب لم یزل کی بارگاہ صمدیت میں ملتجی ہوں کہ حق وصواب پہ مبنی گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)
سامعین کرام! امن وامان کی اہمیت وضرورت ہر دور اور ہر امت میں مسلم رہی ہے۔ امن وامان کے بغیر ہر فرد کی زندگی بے کیف اور بے بہار ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ سارے سنجیدہ انسان بقائے امن وآشتی کی جدوجہد میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے مختلف عالمی ادارے قائم کیے مختلف انجمنیں معرض وجود میں آئیں، کبھی السیف ازم کی تحریک چلائی اور کبھی ورلڈز موؤمنٹ قائم کی مگر دنیا نے دیکھا ان تحریکوں اور اداروں کی موجودگی میں انسانوں کو دو عالمگیر جنگوں سے دوچار ہونا پڑا جس میں کروڑوں انسانی جانیں ضائع ہوئی اور کھربوں کا سرمایہ برباد ہوا، امن وآشتی کے نام پر آج بھی دنیا میں مختلف نظریوں کا ہجوم ہے، نیشنلزم، سیکولرازم اور کیپٹل ازم جیسے نظریئے کارفرما ہیں لیکن اس کے باوجود امن و آشتی دنیا سے ناپید ہے انسانی جان ومال اور عزت وآبرو اپنی قدر وقیمت سے محروم ہیں اس صورت حال سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ایک پاکیزہ اور ٹھوس نظامِ امن کی ضرورت ہے

جو انسانی مساوات اور عالمی اخوت کا درس دے یقیناً اسلام ہی وہ نظام امن پیش کر سکتا ہے۔

اس لئے کہ اسلام کا نظام امن اس وقت دنیا میں آیا تھا جب دنیا بربادی کے نقطہ عروج پر پہنچ چکی تھی، پوری دنیا سے امن وامان حرف غلط کی طرح مٹ چکا تھا، اسلام نے آ کر دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیا اسلام نے سب سے پہلے دنیا کے تمام انسانوں کو اخوت اور بھائی چارے کی لڑی میں پرویا " یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً " امن وآشتی کے فروغ کیلئے اسلام نے عدل ومساوات کا حکم دیا کیونکہ عدل ومساوات معاشرے میں قیام امن کیلئے نہایت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ارشاد ہے " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ " پھر اس عدل وانصاف پر استقامت اختیار کرنے کا حکم دیا اس طور پر کہ دشمن کی وجہ سے بھی تمہارے قدم ڈگمگا جائیں " وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى "۔

سامعین محترم! معاشرے میں قیام امن کیلئے تین چیزیں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی کی جان محفوظ ہو، دوسری چیز آدمی کی عزت وآبرو محفوظ ہو اس پر کسی کا حرف نہ آئے، تیسری چیز آدمی کا مال محفوظ ہو، اسلام ان تینوں کو امن فراہم کرتا ہے۔ قتل اور خون ناحق پر پابندی لگا کر اسلام نے امن وامان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ارشاد ہے " وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ " قتل ناحق کی پرزور مذمت کی " مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا "، اگر کوئی شخص قتل ناحق کا ارتکاب کر بیٹھے اور امن وامان بگاڑنے کی کوشش کرے تو اسلام نے اس کیلئے کڑی سزا تجویز کر رکھی ہے " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى "، اسلام نے قصاص کا قانون اس لئے بنایا کہ آئندہ کوئی اس جرم کا ارتکاب نہ کرے اور مقتولین کے ورثاء کا جذبہ انتقام ٹھنڈا پڑ جائے یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے اندر قصاص کے بعد حیات تازہ کی لہر دوڑ جاتی ہے " وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ "

سامعین محترم! اسلام جیسے جان کی حفاظت کرتا ہے یوں ہی مال کی حفاظت کی بھی ضمانت

دیتا ہے ارشاد نبوی ہے"فَاِنَّ دِمَائَکُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا"، اگر کوئی شخص امن و آشتی کی جڑیں کاٹنے پر اتر آئے اور کسی کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کرے تو اسلام اس فعل قبیح کے انسداد کرنے کیلئے اس فعل کے مرتکب کو عبرت ناک سزا دینے کا حکم دیتا ہے"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَاءً بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ"۔

قیام امن کیلئے تیسری بنیادی چیز عفت اور عصمت کا تحفظ کرنا ہے۔ عفت وعصمت بچانے کیلئے انسان کٹ مرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں امن وامان کا مسئلہ سنگین صورتحال سے دوچار ہو جاتا ہے اسلام نے دوسرے شعبہ جات زندگی کی طرح زندگی کے اس شعبہ کی بھی اصلاح کی انسانیت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے"فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ"سیدھی راہ متعین کرنے کے بعد اسلام میں اس کے باوجود اگر کوئی شخص کسی کی عصمت وعزت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کر کے زنا کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسلام اس کو عبرت ناک سزا دیتا ہے"اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔

اور قیام امن کیلئے سزا بھی کھلے عام دیتا ہے"وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ"۔

سامعین محترم! جس معاشرے میں لوگوں کی جان محفوظ ہوتی ہے، لوگوں کی عصمت محفوظ ہوتی ہے اور لوگوں کا مال محفوظ ہوتا ہے تو وہ معاشرہ امن وآشتی کا دلفریب منظر پیش کرتا ہے قیام امن کیلئے وہی نظام نافذ کرنا ہوگا جس نظام نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو بہار بنا دیا تھا، اگر کوئی شخص قیام امن کیلئے دیگر ازموں کو اختیار کرتا ہے تو ان کی یہ کوشش صدا بہ صحرا ثابت ہوگی۔

آخر میں اتنا ضرور کہوں گا!

اپنی ملت کو قیاس اقوام عالم سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ". وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَهَا حَلَالًا مُتَكَاثِرًا مُفَاخِرًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ۔

مجبور ہوں ، مجبور تر ، مقروض ہوں ، مقروض تر
اپنی جیبوں کو بھریں مجبور کا خون چوس کر
ہے یہی سرمایہ بڑھانے کا موجودہ نظام
اٹھ! "قُلِ الْعَفْوَ" لے کر یہ جبر پامال کر

قابلِ صد احترام اساتذہ کرام وطلبہ عظام! آج بندہ جس عنوان کو موضوع سخن بنانے کے لئے حاضر ہوا ہے، وہ "اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام" کے عنوان سے معنون ہے، بارگاہ صمدیت میں بعجز و نیاز دعا گو ہوں کہ حقیقت پر مبنی گفتگو کر کے اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

معماران ملت! کائنات ہست و بود میں سکونت پذیر اور رہنے سکون پر موجود

ہر انسان فطرت کے اس اصول پر کاربند ہے کہ وہ رب ذوالجلال خالق کائنات کی تخلیق کردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو، یہ انفرادی جذبہ جب زندگی کی کشمکش اور وسائل حیات کی کشاکش میں ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے تو قانونِ فطرت ایسے اجتماعی معاشرے کی تشکیل کرتا ہے، جس میں باہمی امداد وتعاون عدل ومساوات کی بنیاد پر اُستوار ہو، اس تصوراتی نظام کے خاکے میں اگر حقیقت کا رنگ بھرا جائے تو اسلامی نظامِ معیشت کی تصویر نکھر کر سامنے آتی ہے، جس کا مقصود صرف انسانوں کی ضروریات وحاجات کی تکمیل نہیں، بلکہ اقوام میں باہمی اخوت وہمدردی اور مساوات کے جذبے کو ابھارتا ہے، جو ''اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُھُمْ بَعْضًا'' کا اہم سبق پڑھاتا ہے۔

سامعینِ محترم! پندرہویں صدی عیسوی میں جہالت کی چادر اوڑھے سویا ہوا یورپ بیدار ہونے لگا، علم وترقی کے مسدود راستے اس پر کھلنے لگے، ان کے معاش کا دھارا تجارت کے رُخ پر بہنے لگا، لیکن اس دور میں تجارت کا مفہوم اپنے دامن میں عوام کی خوشحالی اور فلاح کے لئے جگہ نہ بنا سکا، بلکہ ایک خاص طبقہ کی معاشی برتری ہی اس کا نصب العین ٹھہری، ڈیڑھ سو برس بعد جب صنعتی انقلاب نے دستک دی اور مشینی ایجادات کے ذریعہ سالوں کی محنت مہینوں اور دنوں میں سمٹنے لگی تو وحی ہدایت سے محروم تاجروں اور سرمایہ داروں کا یہ طبقہ لاتعداد دولت پر سانپ بن بیٹھا، زیادتی یہاں تک کہ اٹھارہویں صدی میں افریقہ اور انیسویں صدی میں ہندوستان اس استعمار کی نذر ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ساری دنیا سرمایہ دار طاقتوں کی تجارتی منڈی بن گئی۔

سامعینِ گرامی! اس تاریخی پس منظر کے بعد آیئے! اسلام اور کیپٹل ازم یعنی سرمایہ دارانہ طرزِ معاش کے درمیان موازنہ کرتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد نفع بڑھانے پر ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جاتا ہے، جبکہ اسلام نے ایسا نظام معاش پیش کیا ہے، جو دولت مندوں کے لئے نفع کی جولانگاہ نہیں، بلکہ ''وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی '' کی کسوٹی پر اجتماعی ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ بن کر اپنی افادیت کو عام کرنا چاہتا ہے، سرمایہ داری نظام کی روح یہ ہے کہ بچت کو جمع اور جمع شدہ دولت کو لگا کر مزید دولت حاصل کی جائے۔

جبکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دولت سے بقدر ضرورت فائدہ اٹھا کر باقی کو خرچ کردیا جائے''وَیَسْـئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ'' ارشاد نبوی بھی اس کی طرف رہنمائی کرتا ہے: ''مَنْ کَانَ لَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْبِهٖ عَلٰی مَنْ لَاظَهْرَلَهٗ وَمَنْ کَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍفَلْیَعُدْبِهٖ عَلٰی مَنْ لَازَادَلَهٗ '' ابن حزم ﷫ نے المحلی میں حیدر کرار حضرت علی ﷜ کا فرمان لکھا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَی الْاَغْنِیَآءِ فِیْ اَمْوَالِهِمْ بِقَدْرِ مَایَکْفِیْ فُقَرَآئَهُمْ فَاِنْ جَاعُوْااَوْعَرَوْااَوْجَهَدُوْافَبِمَنْعِ الْاَغْنِیَاءِ وَاِنَّ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْ یُّحَاسِبَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَوْیُعَذِّبَهُمْ '' سرمایہ دار ذہنیت کے ہاں تجارت و صنعت کے میدان میں ہر شخص آزاد ہے، چنانچہ آزادانہ فائدے کے حصول کی خاطر جائز و ناجائز کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، جبکہ اسلام نے معاشی سرگرمیوں کی اس آزادی کو حلال و حرام کی کچھ پابندیوں میں محدود کیا، تاکہ پاکیزہ معاشرہ وجود پذیر ہو اور ''لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌغُذِیَ بِالْحَرَامِ '' کی وعید سے بچا جاسکے۔

سرمایہ دارانہ نظام ہی کا یہ تحفہ ہے کہ دولت سمٹ سمٹ کر چند ہاتھوں میں محدود ہو جاتی ہے، چنانچہ آج دنیا کی اسی فیصد دولت پر ۵٪ فیصد لوگ قابض ہیں، جبکہ اسلامی نظام معیشت میں ایسے اصول قطعاً ناقابل تسلیم ہیں، جن سے دولت پھیلنے کی بجائے چند افراد کی

تجوریوں کی زینت ہے:"وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ "دوسرے مقام پرارشاد ہو:"كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ "سرمایہ دار اگر چاہے تو حصول نفع کی خاطر مخرب اخلاق اور مضر صحت اشیاء کی پیداواری کا سہارا لے کر معاشرے کو تباہ کردے، جبکہ اسلام ایک ایسی پاکیزہ تجارت اور معاش کی ترغیب دیتا ہے، جس میں اخلاقیات کی تباہ کاری نہ ہو:"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ "اور"إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"۔

• سرمایہ داری نظام میں ذخیرہ اندوزی کے ذریعے معنوی قلت پیدا کر کے عوام کو جیتے جی مرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جبکہ اسلام اجتماعی مصالح کے لئے نقصان دہ ذخیرہ اندوزی پر لعنت بھیجتا ہے:"مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ مَلْعُوْنٌ "سرمایہ دار طبقہ ایسے طرز حکومت کی حمایت کرتا ہے، جس میں قوانین کے ذریعہ اپنے نظام کی حفاظت وترقی کا سامان فراہم کرسکے، جبکہ اسلام کے تشکیل کردہ معاشرے میں سیاست ومعیشت کو جہاں مذہب کا پابند بنایا گیا، وہاں معاشیات میں"اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ "اور"أَحَبُّهُمْ إِلَى اللّٰهِ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ "فرما کر اخوت وہمدردی کے احساسات بیدار کئے گئے، اسلامی نظام معیشت میں مسلمانوں کی رفع حاجات کے لئے"بیت المال، عشر، جزیہ، خمس اور زکوٰۃ وصدقات"کا صاف وشفاف نظام ہے۔

سامعین محترم! سرمایہ دارنہ نظام کی بدولت ۱۹۲۹ء میں امریکہ کی اسٹاک مارکیٹ والی اسٹریٹ کریش ہوئی تو تین سال تک کسی کو کوئی راستہ سجھائی نہ دیتا تھا، وہ امریکا جو کبھی کہا کرتا تھا کہ دنیا مالیاتی نظام میں ہماری تقلید کرے، آج وہ خود جاں بلب ہے،

فرانسیسی اخبار اور مغربی جریدہ (چیلنج) کے موجودہ عالمی بحران کا ذمہ دار سودی نظام کو بتا رہے ہیں۔

اگر آج بھی اسلامی نظام معیشت پر عمل کیا جائے تو دنیا اس بحران سے نکل سکتی ہے، مگر افسوس ہے ان مسلمان دانشوروں پر جو انہی کھوٹے سکوں سے امید لگائے بیٹھے ہیں۔ میں ان کو دعوت عمل دیتا ہوں کہ آؤ! مغرب کی اندھی تقلید چھوڑ کر اسلامی نظام معیشت اختیار کر لو، کیوں کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب کو نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اسلام میں انسانی جان کی حرمت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۔ اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: " مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعاً وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعاً ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

تم نے لُوٹے بے نوا صحرا نشینوں کے خیام
تم نے لُوٹی کشتِ دہقاں، تم نے لوٹے تخت وتاج
پردۂ تہذیب میں غارت گری ، آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے ، میں روا رکھتا ہوں آج

سامعینِ محترم! اگر ہم تاریخ کے اوراق کو کھنگالیں تو اسلام سے پہلے انسان ایسے دور میں نظر آئے گا، جہاں ظلم وجبر کی ظلمتیں تھیں، جہاں حق قوت کا نام تھا، جہاں انسان راستے میں پڑے اس کنکر کی مانند تھا جو ٹھوکروں کو چپ چاپ سہتا ہے، لیکن جب اسلام کا آفتاب فاران کی چوٹی سے عالَم کو روشن کرتا ہوا طلوع ہوا تو اس نے تمدن انسانی کے قانون کی سب سے پہلی دفعہ یہ لگائی کہ اس کا خون محترم ہے اور اس کا حق زندہ رہنے اور زندہ رہنے دینے کا ہے تو دنیا نے دیکھا کہ وہ لوگ جن کی طاقت کی بے رحم موجیں انسان کی حرمت کو چیرہ چیرہ کر رہی تھیں، وہ تحفظِ انسانی کے نمائندے بن کر دنیا کے نقشے پر ابھرے، لیکن یہ انقلاب ان کی زندگی میں آ کیسے گیا، تحفظِ انسانی کا جوار بھاٹا اٹھ کیسے گیا؟

تو اے تحفظِ انسانی کے نام لیواؤ! گوش ہوش سے سن لو!

(۱) کہ حرمت انسانی کے پامال کرنے والوں کو اسلام نے " وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ " کا نعرہ لگا کر اس کی عظمتوں کی گواہی دی۔

(۲) خون سے اپنی پیاس بجھانے والوں کو "مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً" کا فیصلہ دے کر شیر و شکر کر دیا۔

(۳) خون کی ہولی کھیلنے والوں کو "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا" کی وعید سنا کر دوزخ کے عذاب سے ڈرایا۔

(۴) حرمتِ انسانی کی دھجیاں اڑانے والوں کو "لَا يَقْتُلُ الْقَاتِلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" سے سمجھایا۔

(۵) تو کہیں "اَلْإِيْمَانُ قَيَّدَ الْفَتْكَ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ" ارشاد فرما کر حرمتِ انسانی کو ایمان کی شرط قرار دیا۔

(۶) تو کبھی عرفات کے میدان میں "إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ" کا درس دے کر ظلم کو بے نقاب کرتے ہوئے یہ صدا لگائی کہ:

اس ظلم کا چہرہ بالآخر میں نوچ ڈالوں گا
میرے ہاتھوں میں جگنو ہے، اندھیرا کچھ نہیں کہتا
تلاطم خود بخود بے تاب رہتا ہے سلامی کو
اگر تیراک اچھا ہو تو دریا کچھ نہیں کہتا

سامعینِ گرامی! اسلامی تعلیمات کی رو سے انسانی جان کی کیا قدر و قیمت ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے حالتِ اضطرار میں حرمتِ انسانی کا پاس رکھتے ہوئے گناہ کی اجازت دے کر انسانی عظمتوں کا پلڑا بھاری کر دیا کہ شراب پینی پڑے تو پی لو، خنزیر پیٹ میں اتارنا پڑے تو اتار لو، کلمۂ کفر کہنا پڑے تو زبانوں پر لے آؤ، مگر حرمتِ انسانی پر آنچ نہ آنے دو۔

میرے عزیزو! یہ اسلام ہی تو ہے جو اپنا زیاں تو برداشت کر سکتا ہے، مگر انسانی جان کی توہین برداشت نہیں کر سکتا، بقول جگر مرحوم:

اس نفع کی دنیا میں یہ ہم نے لیا ہے درس جنوں
اپنا تو زیاں منظور، مگر اوروں کا زیاں تسلیم نہیں

سامعینِ محترم! انسان تو وہ ہے کہ جس کی حرمت اس مقدس گھر سے بھی بڑھ کر ہے کہ جس کے اردگرد دیوانے دیوانہ وار چکر لگا کر محبوب کو راضی کرتے ہیں، لیکن اللہ اکبر! قربان جائیے آمنہ کے لعل ﷺ کے قدموں کی دھول پر، بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے "لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ حُرْمَةً مِّنْكَ" ارشاد فرما کر اس انسان کو فضیلت کی عروج ثریا پر بٹھا دیا، لیکن یہ انسان بھی بڑا عجیب ہے، جب انسانیت کے جامے سے باہر نکل آیا، تو یہ درندوں سے زیادہ سنگدل ہو گیا، بابری مسجد کی شہادت پر تو اس نے کہرام مچایا، لیکن یہ بھول گیا کہ مسلمان کی جان بیت اللہ کو ڈھانے سے زیادہ سنگین ہے۔ اے انسان! تو کب تک اور کتنے کعبوں کو ڈھائے گا اور کتنے سہاگ اجاڑے گا اور کتنے والدین کی ممتا ٹھنڈی کرے گا اور کتنی بہنوں کی سسکیوں سے اپنی آخرت تباہ و برباد کرے گا؟ خدا کے لئے ہوش میں آ جا اور بے حسی کی چادر اتار دے، ورنہ تو زلزلے اور طوفان تیرا انتظار کر رہے ہیں، آندھیاں اور پتھروں کی بارشیں تیرا انتظار کر رہی ہیں اور بالآخر قیامت تیرا انتظار کر رہی ہے۔

عمل سے کردار سے حالات سے دستور سے
آدمی خود ہی قیامت کو بلائے دور سے
آج کوئی دیکھ لے وحدانیت کے نور سے
صور بھی بے چین نکلنے کو ہے ناقور سے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اسلام اور سیاست

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبیَّ بعدہٗ ولا نبوۃ بعدہٗ ولا رسول بعدہٗ ولا رسالۃ بعدہٗ ..... امّا بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید: "وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ" وقال النبیُّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ" صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبیُّ الکریم.

یہ بات عیاں ہے دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خون میں نہا کر دم لیں گے
سیاہ و سفید پرچم ہے ہر حال میں یہ لہرائے گا
یہ نغمہ ہے آزادی کا دنیا کو سنا کر دم لیں گے

جناب صدر مجلس معزز علمائے کرام طلباء عظام مہمانان گرامی! آج کی اس پروقار محفل میں بندہ جس موضوع وعنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے، وہ ہے ''اسلام اور سیاست'' خداوند قدوس کی بارگاہ میں التجا ہے کہ سدا حق کی صداقتوں پر جاری فرمائے۔ (آمین)

عزیزان گرامی! اردو لغات میں سیاست کو بمعنی حکومت، سلطنت، ملکی معاملات بیان کیا گیا ہے، فارسی لغات میں سیاست کا معنی ''رعیت داری کردن'' سے کیا جاتا ہے اور

سیاست کی اصطلاحی تعریف شارح مشکوٰۃ وکیل احناف ملا علی قاری رحمہ اللہ یوں کرتے ہیں:
''اَلسِّیَاسَةُ اَلْقِیَامُ عَلَی الشَّيْءِ بِمَا یُصْلِحُهٗ'' اور امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ
فرماتے ہیں: ''هِيَ الْحِكْمَةُ الْبَاحِثَةُ عَنْ كَيْفِيَّةِ رَبْطِ الْوَاقِعِ بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ''۔
مولانا محمد میاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اجتماعی زندگی انسان کی فطرت ہے، تمام نوع
انسانی کو یا کم از کم ایک ملک کے انسانوں کو ایک جسم قرار دے کر اس کی صحت کے تحفظ اور
ترقی اور اس کی بیماریوں اور خرابیوں کے ازالہ کرنے کی تدبیر سوچنا اور ان کو نافذ کرنا سیاست
یا نظام حکومت کہلاتا ہے، کیونکہ جب ہم اسلام کے بنیادی اسباق پر نظر و غور کرتے ہیں تو اس
کی عظیم نظر نوع انسانی کی فلاح و بہبود پر جمی دکھائی دیتی ہے، وہ مصالح الخلق وفوائد کو اپنا
آخری نصب العین اور مقصد ٹھہراتی ہے، جہاں کہیں انسانیت کی فلاح و بہبود اور اصلاح
معاشرہ کی بات آتی ہے تو اسلام فوراً بلا تاخیر اس کا حکم دیتا ہے اور جہاں کہیں نوع انسانی کی
تکلیف و مضرت کا پہلو نظر آتا ہے تو اسلام فوراً نفی، نہی اور حرام کا حکم لگا کر اس طرف جانے
سے اس عظیم مخلوق کو روکتا ہے۔
چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن میں یوں نظر آتی ہے: ''وَإِذْ قَالَ
إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ'' جس کی بنیاد پر ہم
کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی اول نظر امن و سکون کے قیام پر ہے، چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس
عقدہ کو یوں حل کرتے ہیں:
''فَإِنَّ الشَّرِيْعَةَ مَبْنَاهَا وَأَسَاسُهَا عَلَى الْحِكَمِ وَمَصَالِحِ
الْعِبَادِ فِي الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَهِيَ كُلُّهَا مَصَالِحُ وَكُلُّهَا حِكْمَةٌ فَكُلُّ
مَسْئَلَةٍ خَرَجَتْ مِنَ الْعَدْلِ إِلَى الْجَوْرِ وَعَنِ الرَّحْمَةِ إِلَى ضِدِّهَا وَمِنَ

المصلحة الى المفسدة من الحكمة الى العبث فليست من الشريعة وان اُدخل من التأويل "۔

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ جو بھی فعل و عمل عدل و انصاف کا سبب بنے وہ شریعت ہی کا حصہ ہوگا اور سیاست اگر اس جذبے سے ہو تو وہ بھی شریعت مطہرہ کا جزء ہے، یہی اسلامی سیاست تھی جس کی بناء پر مدینہ کی چھوٹی سی ریاست اس ۱۵ سال کے قلیل عرصہ میں ۱۲ لاکھ مربع میل پر تنظیم سیاست و فراست سے اور تدبر و بصیرت سے اسلام کا پرچم لہرانے میں کامیاب ہو گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہونے والے ایسے لوگ جن کو بھیڑیں چرانے کا ڈھنگ نہ تھا، ایک وقت آیا کہ وہی سلطنتوں کے فاتح بن گئے، بڑی بڑی طاقتیں ان کے سامنے لرزنے لگیں، شرک و بدعت اور یہودیت و عیسائیت کے بہی خواہوں نے گھٹنے ٹیک دیے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

عزیزانِ من! سیاست کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف بیان کرنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ قرآن کی نظر میں سیاست کی کیا اہمیت ہے؟ چنانچہ قرآن پاک کے مطالعہ میں صلح و جنگ اتحاد اور قوت و اجتماعیت کی ترغیب دینے والی آیتوں کے ساتھ ساتھ صراحۃً ایک آیت ایسی ملتی ہے جو مقصدِ انسانیت خلافت کا قیام اور زمین میں احکام خداوندی کی تحفیذ ٹھہراتی ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے: "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَآئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً "۔

خلیفہ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے صاحب تفسیر طبری یوں فرماتے ہیں:

"اَلْخَلِيْفَةُ الْفَعِيْلَةُ مِنْ قَوْلِكَ خَلَفَ فُلَانٌ فُلَانًا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ اِذَا قَامَ مَقَامَهُ فِيْهِ بَعْدَهُ" کما قال تعالیٰ: "ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ" اور قرآن کریم میں مختلف انبیاء ﷩ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے "وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ" چنانچہ طبری ﷫ ابن زید کا قول نقل کرتے فرماتے ہیں "وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ اَرَادَ ابْنُ زَيْدٍ اَنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنَّهُ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً لَهُ يَحْكُمُ فِيْهَا بَيْنَ خَلْقِهِ بِحُكْمِهِ"۔

چنانچہ مذکورہ حوالوں سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق خلافت کے قیام کے لئے بھی ہوئی ہے، قرآن و حدیث کی دوسری نصوص سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء ﷩ اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ"۔

ابوالبرکات عبداللہ النسفی ﷫ فرماتے ہیں: "لِاَنَّ اٰدَمَ كَانَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَرْضِهِ وَكَذٰلِكَ كُلُّ نَبِيٍّ كَمَا قَالَ تَعَالٰى يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ" اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ" یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن کثیر ﷫ البدایہ والنھایہ میں "وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ" کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں میراث سے مراد نبوت، حکومت اور بادشاہی ہے۔ حضرت یوسف ﷤ کی حکومت کے بارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا: "وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ"۔

عزیزان گرامی ! قرآن کریم کے آئینہ میں سیاست کا جائزہ لینے کے بعد احادیث کا درجہ ہے، لیکن سیاست یا امارت کے متعلق فرمودات نبوی اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا احصاء ممکن نہیں اور ایسا کیوں نہ کہ آپ خود ایک سیاسی لیڈر اور رہنما تھے، ایسی ہستی کہ دس سال حکومت وسلطنت کا تجربہ ہونے کے ساتھ ساتھ وحی الٰہی بھی ان کی رہنمائی کرتی ہو اور اس کی دعوت میں عالمگیریت بھی ہو تو وہ کیونکر سیاسی اصول کے طے کرنے اور ان کے نشیب وفراز سے اپنی امت کو بے خبر رکھ سکتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اسلام اور سیاست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ: "وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَۃً". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "کَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْأَنْبِیَاءُ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیے
دنیا کو دیا پیغام سکوں طوفانوں کے رخ موڑ دیے
اس محسن عالم نے زاہد ! کیا کیا نہ دیا اس عالم کو
دستور دیا ، منشور دیا ، کئی راہیں دیں ، کئی موڑ دیے

جناب صدر مجلس، معزز علمائے کرام، طلبائے عظام اور مہمانانِ گرامی! آج کی اس پر وقار محفل میں بندہ جس موضوع وعنوان پر لب کشائی کرنا چاہتا ہے، وہ ہے" اسلام اور سیاست" رب کائنات کی بارگاہ صمدیت میں التجا ہے کہ سچ حق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزان گرامی! سیاست کا لغوی معنیٰ "سَاسَ یَسُوْسُ سِیَاسَۃً" سے لوگوں کے معاملات سنبھالنا اور ان کے لئے تدبیر وانتظام کرنے کے آتے ہیں اور عالم اسلام کے عظیم مبلغ حضرت امام غزالی ؒ اپنی مایہ ناز کتاب "احیاء العلوم" میں سیاست کی اصطلاحی

تعریف یوں کرتے ہیں: "هِيَ التَّأْلِيفُ وَالتَّعَاوُنُ عَلَى أَسْبَابِ الْمَعِيْشَةِ وَضَبْطِهَا"۔ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ سیاست کی اصطلاحی تعریف میں یوں رقمطراز ہیں "فَالسِّيَاسَةُ وَالْمُلْكُ هِيَ كَفَالَةُ بِالْخَلْقِ وَخِلَافَةُ لِلّٰهِ فِي الْعِبَادِ لِتَنْفِيْذِ الْأَحْكَامِ فِيْهِمْ"۔

عالم اسلام کے عظیم مؤرخ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ تجلیات عثمانی کے حوالے سے سیاست کی اصطلاحی تعریف یوں کرتے ہیں: "اَلسِّيَاسَةُ إِقَامَةُ الْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَحُسْنُ الْمُعَامَلَةِ وَالْمُعَاشَرَةِ فِي الرِّيَاسَةِ بِالْحِكْمَةِ الشَّرْعِيَّةِ" سیاست کی اصطلاحی تعریفوں کی روشنی میں پیغمبر ﷺ کی مبارک زندگی میں سیاست کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ ملکی مسائل کو حل کرنے کے لئے کس قسم کی تدبیریں کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ کا سیاسی شعور کیا تھا؟۔

آج ہم مغربی سیاست کی بدنامی کی وجہ سے برملا سیاست کا نام نہیں لے سکتے بلی الاعلان سیاست کا اظہار نہیں کر سکتے، کیونکہ مغربی اصطلاح میں عظیم سیاست دان اس کو کہا جاتا ہے، جس نے جھوٹ بولنے میں پی ایچ ڈی کیا ہو، مغربی اصطلاح میں عظیم سیاستدان اس کو کہا جاتا ہے جو عوام کو دھوکہ دینے میں مہارت رکھتا ہو اور بڑا سیاست دان اس کو کہا جاتا ہے، جس نے وعدہ خلافی کو اپنے لئے نصب العین بنایا ہو، جبکہ اسلام میں سیاست کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ پیغمبر ایک ہی وقت میں اپنی امت کے لئے مذہبی رہبر بھی ہیں اور سیاسی پیشوا بھی کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اہل مکہ کو ۱۳ سالہ مکی زندگی میں توحید اور حقانیت اسلام کا درس دیا، اس کے بعد مدنی زندگی میں مکمل اسلامی ریاست قائم کر کے اس کے لئے خارجہ پالیسی بنائی، عدالتی نظام قائم کر کے لوگوں کے ملکی مسائل کو

حل کرنے کے لئے بہترین انتظامات کیے اور ارشاد فرمایا: "کَانَتْ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ" آج اہلِ اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیغمبر ﷺ کے فرمان کو سامنے رکھ کر غاصبوں سے اپنا حق چھیننے کے لئے بیدار ہو جائیں اور دینِ اسلام سے بے خبر اسلام اور سیاست کو دور سمجھنے والوں کو یہ پیغام دیں:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

عزیزانِ گرامی! حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجدِ نبوی کی تعمیر کی، تاکہ مسلمان اجتماعی صورت میں اپنی عبادت ادا کر سکیں اور ایک قائد کے پیچھے چل کر دینِ اسلام کے لئے راستہ ہموار کریں، مسجدِ نبوی تعمیر کرنے کے بعد حضور ﷺ نے اپنے خطبہ میں علی الاعلان توحید و رسالت کا اعلان فرمایا۔ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد میرے نبی ﷺ نے دوسرا کارنامہ یہ انجام دیا کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لئے حدود مقرر کر کے اس کو حرم قرار دیا، کیونکہ حرم ہونے کی وجہ سے اس شہر کی تمام چیزیں محفوظ سمجھی جاتی تھیں۔ میرے پیغمبر ﷺ کی اس عظیم سیاست کی وجہ سے اہلِ مدینہ اپنے آپ کو خطرات سے ایسا ہی محفوظ سمجھتے تھے، جیسا کہ مکہ حرم ہونے کی بنا پر اہلِ مکہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔

اس سیاست میں میرے پیغمبر ﷺ کی سیاسی بصیرت بھی ملاحظہ کیجئے کہ اگر نبی مدینہ منورہ کو حرم قرار نہ دیتے تو مکہ کا فتح ہونا ممکن نہیں تھا، کیونکہ مکہ حرم تھا اور حرم کے اندر قتال ممنوع تھا لیکن مدینہ کو حرم قرار دینے کے بعد جب قریشِ مکہ مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو مسلمانوں کے پاس بھی مکہ میں داخل ہونے کے لئے جواز پیدا ہوا، یوں میرے نبی ﷺ کی

عظیم سیاسی بصیرت کی وجہ سے مکہ مکرمہ فتح ہوا، خانہ کعبہ کے اندر رکھے ۳۶۰ بتوں کو توڑ کر خانہ کعبہ پر اسلام کا جھنڈا لہرا کر بزبانِ حال ہمیں بھی یہ پیغام دے گئے:

بتوں کے شہر میں جا کر خدا کا نام لکھ دینا
جہاں پر کفر لکھا ہو وہاں اسلام لکھ دینا
اگر وہ صلح کے پھولوں کو پاؤں تلے مسل دے
تو شاخِ گل کے ہر پتے پہ قتلِ عام لکھ دینا

عزیزانِ گرامی! اگر اسلام میں سیاست نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ کبھی بھی یہ سیاسی امور انجام نہ دیتے۔

انبیاء علیہم السلام کا صاحبِ فضیلت ہونا، بدیہیات میں سے ہے اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، لہٰذا وہ بھی صاحبِ فضیلت ہوئے، میرے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے: "صِنْفَانِ مِنَ النَّاسِ إِذَا صَلَحَا صَلَحَ النَّاسُ وَإِذَا فَسَدَا فَسَدَ النَّاسُ اَلْعُلَمَاءُ وَالْأُمَرَاءُ" اس لئے جب تک علماء ان اصولوں پر چلتے ہوئے قوم کی دینی و سیاسی سرپرستی کرتے رہے، تب تک دینِ اسلام اور قوانینِ اسلام کا رواج تھا اور علماء اور صلحاء کی ایک سیاسی طاقت ہوا کرتی تھی، جو حکمرانوں کو ہمہ وقت سیدھا رکھتی، لیکن صد افسوس کہ آج کا دیندار طبقہ بھی علماء کو مساجد و مدارس تک محدود رہنے کی تلقین کرتا ہے، کاش کہ وہ اپنے اکابرین کے اقوال کا مطالعہ کرتے کہ اکابر کی نظر میں سیاست کی کیا اہمیت ہے؟۔

چنانچہ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ سیاست جزءِ شریعت ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسان کے اصولی اعمال میں سے بلند ترین عمل سیاست ہے"۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیاست کو سیاست کہنا ایک اصطلاح ہے، ورنہ یہ شریعت کا ایک

حصہ ہے۔ ابوحنیفہ ثانی علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیاست عادلہ شریعت ہی کا حصہ ہے''۔ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ: ''سیاست کو دین سے الگ سمجھنا جائز نہیں''۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''سیاست و دیانت میں سیاست وسیلہ ہے''۔ مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیاست اسلام کی ابتدائی منزل ہے''۔

شہید ناموس صحابہ علامہ حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیاست منبر و محراب کا حصہ ہے''۔ ترجمان علماء دیوبند قائد ابن قائد مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا حسین احمد مدنی کے روحانی فرزند حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ: ''سیاست انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اسلام اور عصبیت

الحمد للّٰہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی من لانبیّ
بعدہ! امّا بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللّٰہِ الرّحمٰن
الرّحیم: "یا ایّھا النّاس انّا خلقناکم مّن ذکرٍ وّانثٰی وجعلناکم شعوبًا
وّقبائل لتعارفوا" وقال النّبیّ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم: "کلّکم
بنوا ادم وادم من تراب" صدق اللّٰہ العظیم وبلّغنا رسولہ النّبیّ الامّیّ
الکریم۔

نام اسلام لیا کام نہ کرنا چاہا
پست راہوں پہ چلا اور ابھرنا چاہا
نسل و رنگ کے فتنوں کو ہوائیں دے کر
ظلم برباد کیا اور سنورنا چاہا

واجب القدر و الکریم حضرات اساتذۂ کرام، مہمانانِ گرامی اور میرے ہم مشن طالب علم ساتھیو!

آج کے اس عظیم الشان تقابلی سلسلۂ تقاریر میں بندہ جس موضوع وعنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے وہ ہے "اسلام اور عصبیت" اللہ تبارک وتعالیٰ حق و سچ کی گفتگو کے ساتھ بزم آرائی کی توفیق بخشے (آمین)۔

عزیزانِ گرامی! اسلام محبتوں کو فروغ دینے والا، آپ میں رشتۂ اخوت قائم کرنے والا، ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے، جو جملہ بھلائیوں کو محیط اور اللہ رب العزت

کے نزدیک مقبول و معتبر ہے" اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ "اس میں قومیت، صوبائیت، لسانیت اور عصبیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے، عصبیت کی طرف بلانے والا، عصبیت پر قتل و قتال کرنے والا اور آپ تا دم قائم رہنے والا اس روئے زمین پر بدترین بوجھ ہے، پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ نے ان سے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ"۔

قرآن مجید فرقان حمید عصبیت کے تمام بتوں کو پاش پاش کر کے مسلمانوں کو ایک جان اور دو قالب ہونے کا درس دیتا ہے، جیسا کہ نفس واحدہ سے ان کی تخلیق ہے، اسی طرح ان کا اتحاد بھی اسلام میں مطلوب ہے: "اَلَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ "مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے قرآن نے اس مضمون کو دوسرے انداز میں بھی بیان فرمایا ہے" مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ"۔

اور مزید راسخ کرنے کے لئے عصبیت سے بچنے اور ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنے کے لئے قرآن مجید فرقان حمید امتیازات کے تمام بتوں کو کچل کر اعلان کرتا ہے: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى "بھائی چارے، کا درس دیتا ہے: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ "تا کرامت مسلمہ کی جمعیت، عصبیت کی فضا میں تحلیل نہ ہو جائے، قبائل اور خاندانوں کو اسلام نے تفاخر کے بجائے تعارف کا ذریعہ قرار دیا: " وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا"۔

رنگ و نسل کے امتیازات کو بھی اسلام پیروں تلے روند کر اس کو صرف اور صرف اللہ کی تخلیق کا کرشمہ اور قدرت الٰہی کا مظہر سمجھتا ہے: " وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ "اسلام نے برتری اور فضیلت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا

ہے: "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" پیغمبر اسلام ﷺ اس کی توضیح وتشریح میں فرماتے ہیں: "لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَى" ایک اور مقام پر پیغمبر اسلام ﷺ یوں ارشاد فرماتے ہیں: "اَلْمُسْلِمُوْنَ إِخْوَةٌ لَا فَضْلَ لِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا بِالتَّقْوَى" "رنگ ونسل، ذات پات، حسب ونسب کے تمام امتیازات کو پیوند خاک کرتے ہوئے فرمایا: "كُلُّكُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ"۔

عزیزان گرامی! امت مسلمہ کی اجتماعیت کو افتراق کے تنکوں میں بکھیرنے والی عصبیت مسلمانوں کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتی ہے، کفریہ طاقتوں نے عصبیت کی آگ بھڑکا کر مسلمانوں کی عظیم جماعت کو ملک و وطن، رنگ ونسل، زبان وقبائل کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر کے باہم دست وگریبان کیا، اسپین میں آٹھ سو سالہ اقتدار عصبیت کی نذر ہو گیا، خلافت عثمانیہ بھی عصبیت کی وجہ سے پارہ پارہ ہو گئی، ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کا سقوط بھی اسی عصبیت کا نتیجہ تھا، افغانستان میں سوویت یونین کی شکست کے بعد مسلمانوں میں جگہ جگہ قومیت کی بھڑکنے والی آگ بھی اسی عصبیت کی مرہون منت تھی، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صوبائیت اور لسانیت کے نام سے عصبیت کو بدبودار نعروں نے ملکی فضا کو مسموم کر دیا ہے اور مملکت عزیز کے وجود کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔

اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان میں مغربی ممالک ایک خاص سازش کے تحت عصبیت کو پروان چڑھا رہے ہیں، حالانکہ اسلام نے عصبیت کے جملہ راستوں کو مسدود کر دیا ہے، پیغمبر اسلام ﷺ نے: "اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ" کہہ کر بھائی بندی کا درس دیا، غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کچھ ان بن ہو گئی، انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

نے یـالـلانصـار! پکارا، مہاجر نے مہاجرین کو پکارا، جب یہ خبر رحمت عالم ﷺ تک پہنچ
آپ ﷺ نے فرمایا: "مَا بَالُ دَعْوَی الْجَاهِلِيَّةِ "صورت حال سے آگاہی کے بعد
زبان رسالت گویا ہوئی: "دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ "تم ان بدبودار نعروں کو چھوڑ دو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر انتہائی غمخواری کے عالم میں فرمایا: "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ
كُفَّاراً يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ "الغرض پیغمبر اسلام ﷺ نے عصبیت کی لعنت
سے امت کو بچانے کے لئے اس کے تمام راستے مسدود کر دیئے، تاکہ امت کی جمعیت قائم
رہے، فرمایا: "وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا "اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو، مسلمانوں
کی فلاح، کامیابی اور نجات اسی میں ہے کہ عصبیت کے تمام بتوں کو گرا کر اسلام کے دامن
رحمت اور سایۂ عاطفت میں پناہ لیں، کیونکہ!

اسلام نے بت توڑ دیئے نسل و وطن کے
یہ زہر خطرناک ہے اس زہر سے پرہیز
اس منزل مقصد کی طرف مل کے چلیں سب
پڑھتے ہوئے اقبالؔ کا یہ قول دلآویز
معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام

الحمدلله وحده الصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده. امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ" وقال النبی ﷺ لَوْكَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّالَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ اَوْقَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتّٰى يَتَنَاوَلَه او کماقال علیه السلام.

لقب ملا ہے آپ کو امام اعظم
نعت الٰہی سے مشتق نام تیرا
نبی ﷺ نے دی جو ، اہل فارس کو بشارت
مصداق اس کا ابوحنیفہ نعمان ہے

صاحب صدر، معزز اساتذہ کرام اور میرے ہر دل عزیز ساتھیوں میں جس موضوع پر لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں وہ امام ابوحنیفہ کے محدثانہ مقام کے عنوان سے معنون ہے۔

سامعین محترم! اللہ رب العزت نے امام ابوحنیفہ کو علوم نقلیہ وعقلیہ میں جو مرتبہ عطا کیا ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں جس طرح امام صاحب علم قرآن، علم فقہ اور علم کلام میں نمایاں مقام رکھتے ہیں اسی طرح علم حدیث میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔

مگر بعض نادان، کم عقل امام صاحب کو علم حدیث میں ناقص گردانتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام صاحبؒ حدیث سے ناآشنا تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو صرف ۱۷ حدیثیں یاد تھیں۔

یہ امام صاحبؒ پر الزام و بہتان ہے اور انتہائی بغض وعداوت کا نتیجہ ہے حالانکہ امام صاحبؒ کی شخصیت روز روشن کی طرح بے داغ ہے، امام صاحبؒ کا علم حدیث میں کیا مقام تھا سب سے پہلے امام صاحب کے زمانہ طالب علمی پر نظر ڈالیں تو امام صاحبؒ ۲۰ سال کی عمر میں علم حدیث کے حصول میں مگن نظر آتے ہیں امام صاحبؒ کے ہم کتب ساتھی، محدث کبیر، امام مسعر بن کدام آپ کے متعلق اس طرح رقم طراز ہیں۔

"طَلَبْتُ مَعَ أَبِي حَنِيْفَةَ الْحَدِيْثَ فَغَلَبَنَا، وَأَخَذْنَا الزُّهْدَ فَبَرَعَ عَلَيْنَا، وَطَلَبْنَا مَعَهُ الْفِقْهَ فَجَاءَ بِهِ مَاتَرَوْنَ."

سامعین محترم! امام صاحب کی محدثانہ شان دیکھنی ہو تو امام صاحب کے اساتذہ حدیث کو دیکھیں ایک طرف تو محدث اعمش نظر آئیں گے، تو ایک طرف نافع اور حماد نظر آئیں گے، جنہوں نے براہِ راست صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا چنانچہ امام صاحبؒ نے کوفہ میں تمام بڑے اساتذہ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ ابن قیم الجوزیؒ لکھتے ہیں "كَانَ نُعْمَانُ قَدْ جَمَعَ حَدِيْثَ بَلَدِهِ كُلَّهُ"۔

امام صاحب اپنے ہم عصر محدثین کی نگاہ میں مشہور محدث تھے۔ عبدالرحمٰن المقری امام صاحب کو فن حدیث کا شہنشاہ قرار دیتے ہوئے تاریخ بغدادی جلد ۳ کے صفحہ ۳۴۵ پر کچھ یوں بیان فرمائے ہیں۔

"كَانَ إِذَا حَدَّثَ مِمَّنْ أَبِي حَنِيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَاهِنْشَاه" ہاں شہنشاہ کا لفظ استعمال کر کے بتادیا دوسری طرف محدث کبیر نصر بن محمد جواہر المضیہ (جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۸۲) میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لَمْ أَرَ رَجُلًا أَلْزَمَ لِلْأَثَرِ مِنْ أَبِي حَنِيْفَةَ" جبکہ امام زیلعیؒ یوں فرماتے ہیں "كَانَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ كِبَارِ حُفَّاظِ الْحَدِيْثِ"۔

سامعین محترم! امام اعظم نہ صرف حفاظِ حدیث میں سے تھے بلکہ مؤلف الحدیث تھے جس کی بنا پر آپ کے محدثانہ مقام کو چار چاند لگ گئے چنانچہ ملا علی قاریؒ اس کے متعلق یوں فرماتے ہیں "أَنَّ الْإِمَامَ ذَكَرَ فِيْ تَصَانِيْفِهِ نَيِّفًا وَّسَبْعِيْنَ أَلْفَ حَدِيْثًا" اور آپ کی حدیث پر شہرہ آفاق کتاب "کتاب الآثار" کے متعلق فرمایا وَانْتَخَبَ الْآثَارَ عَنْ أَرْبَعِيْنَ أَلْفِ حَدِيْثًا جو کہ امام صاحب کے حدیث میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سامعین گرامی! میں ایک اہم نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ امام صاحب کے فقیہ اعظم ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے جبکہ فقیہ اور محدث میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے ہاں ہاں بر

محدث کیلئے تو فقیہ ہونا ضروری نہیں مگر ہر فقیہ کیلئے محدث ہونا ضروری ہے لہٰذا جب یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ امام صاحب فقیہ اعظم تھے تو یہ فقاہت اس بات کو بدرجہ اولیٰ مستلزم ہے کہ امام صاحب محدث اعظم ہیں کیونکہ فقیہ فقہی مسائل کا استنباط قرآن وحدیث کی روشنی میں کرتا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک حافظ الحدیث نہ ہو تو اس سے پتہ چلا کہ امام صاحب کو حدیث بھی کافی تعداد میں یاد تھیں اس سے امام صاحب کا محدثانہ مقام واضح ہوتا ہے اسی کی طرف حافظ محمد بن یوسف الشافعی "عقود الجمان" میں اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں " كَانَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ مِنْ كِبَارِ حُفَّاظِ الْحَدِيْثِ لَوْلَا كَثْرَةُ اِعْتِنَائِهِ بِالْحَدِيْثِ مَا تَهَيَّأَلَهُ اسْتِنْبَاطُ مَسَائِلِ الْفِقْهِ" (عقود الجمان صفحہ ۱۵۶)

سامعین محترم! امام صاحب نہ صرف محدث تھے بلکہ محدث بناتے تھے یعنی شیخ المحدثین تھے کون ہے جو امام سفیان بن عیینہ کے نام سے واقف نہ ہو وہ فرماتے ہیں:" أَوَّلُ مَنْ صَيَّرَنِيْ مُحَدِّثاً فَهُوَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ"۔(الجواہر المکان)

آیئے! مؤرخین امام صاحب کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں چنانچہ امام المؤرخین علامہ ابن خلدون امام صاحب کے محدثانہ مقام کو یوں بیان فرماتے ہیں: "وَيَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِيْ عِلْمِ الْحَدِيْثِ اعْتِمَادُ مَذْهَبِهِ بَيْنَهُمْ رَداً وَقُبُوْلاً"۔

سامعین محترم! دلائل سے امام صاحب کا محدثانہ مقام روز روشن کی طرح واضح ہے اس کے بعد بھی امام صاحب پر زبان درازی کرنا شمس وقمر پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری خوشبو سے مہکتا ہی رہیگا

میں اپنی تقریر عبداللہ ابن مبارک کے ان رطب اللسان اشعار پر ختم کروں گا۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا
اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ

بِآثَارٍ وَفِقْهٍ فِي حَدِيثٍ

كَآثَارِ الزُّمُوْزِ عَلَى الصَّحِيفَةْ

فَمَا بِالْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيْرٌ

وَلَا بِالْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَةْ

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادَ رَمْلٍ

عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِيْ حَنِيْفَةْ

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شاہ ولی اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون" وقال رسول ﷺ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ صدق اللہ العظیم۔

توڑا ہے جس طلسم ظلم کو شاہ نے
او دی ہے صبح امید کو شاہ نے
ہر گام پر جلا کے دئے سنگ میل نے
قائم کیا ہے نقش سفری کو شاہ نے
یوں ظلمتوں کی آنچ بجھائی ہے شاہ نے
دیوار عظمت وشجاعت چنی ہے شاہ نے

اشراف امت علماء کرام، قابل تقدیس وعظمت اساتذہ کرام اور آشنہ غم وورد ساتھیو!

اظہار وبیان کے تربیتی سلسلہ کی اس آخری کڑی کے طور پر منعقدہ علم ودانش سے مہکتی محفل میں جس میں آپ کے روبرو ہوں میں آج آپ کے دامن ساعت کو علم حکمت کی اس بارگاہ میں حاضر کرنا چاہتا ہوں جس نے پچھلے تین سو سال کے اندر اس بر اعظم سے لیکر چاردانگ عالم میں ملت اسلامیہ کی وہ شیرازہ بندی کی ہے کہ باطل کا غرور پاش پاش ہوگیا ہے۔ سنہ ۱۱۱۴ھ، ۴ شوال کو شاہ عبدالرحیم کے گھرانے میں درجنوں مبشرات کی تعبیریں اس آفتاب کے طلوع کے ساتھ پوری ہوئی جس کی ضیاء پوشیوں نے اس وقت اسلام کا نام روشن کیا جب مغل سلطنت آخری ہچکیاں لے رہی تھی، عربی النسل، فاروقی خاندان کے اس فرزند کا نام ولی اللہ رکھا گیا مگر بعد پدر بزرگوار کو قطب الدین عالی کی بشارت نے قطب الدین احمد نام تجویز کرایا عمر ۵ سال تھی کہ دنیا کو بھولا ہوا سبق پڑھانے

والاکتب میں داخل ہوا، سات سال کی عمر میں سینہ کلام الٰہی کا حافظ تھا، دس سال کو پہنچا تو استعداد جوبن پر تھی، پندرھویں سال جملہ علوم متداولہ میں اپنی مہارت ثبت کر چکا تھا، جب عمر کی سترھویں بیٹھی پر جب پاک باز والد کا سایہ سرت جدا ہوا تو شاہ صاحب پرخرقہ تصوف سج چکا تھا، بعدازاں تیرہ سال یہ مجسم فضل و کمال ہند کے بت کدے میں اذان حق دیتا رہا ہن ۱۱۴۳ھ کو صدائے غیب نے اس سرزمین کی طرف اذن سفر دیا جہاں قرآن کی پیشگوئی "وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا" کے موافق کائنات کا حسن و جمال سمٹ سمٹ کر حاضری دیا کرتا ہے یہ آپ کی زندگی کا وہ مبارک سفر ہے جس میں آپ پر علم و حکمت و پوشیدہ راز کی نقاب کشائی کیلئے خدا نے شیخ ابوطاہر الکردی المدنی جیسے محقق دوراں کے آگے زانوئے تلمذ طے کرایا علاوہ ازیں شیخ عبداللہ المصری و شیخ عبداللہ لاہوری شیخ سید کوئی جیسے اساطین علم نے آپ کے بحرِ علم کی موجوں میں وہ اضطراب پیدا کیا کہ رہتی دنیا آپ کے فیضان نظر کی بھیک مانگتی رہے گی ۱۱۷۶ھ بمطابق ۱۷۶۲ء میں آپ کی حیات ظاہری کا چراغ گل ہو گیا مگر اس کی روشنی تاروز اہل فکر و نظر کو خیرہ کر رہی ہے۔

ذی وقار اہل مجلس! شاہ صاحب جس صدی میں جلوہ افروز ہوئے وہاں ایک طرف ہندو، مسلمانوں کی سلطنتوں کا سہاگ لوٹ رہے تھے تو دوسری طرف مغرب بھی ابلیسی فکر، فلسفہ و سائنس میں ڈھل رہی تھی، اور فرنگ کا پنجۂ استبداد ہندوستان کی طرف بڑھ رہا تھا ایسی صورتحال میں شاہ صاحب نے تجدید کا کارنامہ اس وسعت کے ساتھ انجام دیا کہ خود تاریخ اسلامی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے ایک طرف آپ نے عقائد کی اصلاح کیلئے امت کو دوبارہ قرآن کی طرف رجوع کی دعوت دی اور فتح الرحمٰن کی شکل میں فارسی ترجمہ قرآن اور الفوزالکبیر کی صورت میں قرآن کا خزانہ ترتیب دیا۔ اسی سلسلہ کی کڑیاں بیان القرآن، تفسیر عثمانی اور حضرت لاہوری کے درس قرآن ہیں پھر آپ نے اسلامی نظام کے تشکیل دینے کا مطالبہ کرنے والوں کا منہ بند کرتے ہوئے "حجۃ اللہ البالغۃ" علم کی دنیا کا وہ شاہکار پیدا کیا کہ انسانی عقل اس کے آگے عاجز نظر آتی ہیں پھر

حدیث وفقہ میں افتراق کے دعویداروں کو خاموش کرنے کیلئے "تطبیق بین الحدیث والفقہ" کا اسلوب وضع کیا اسلامی اقتصاد کے اصول وضع کرتے ہوئے "مدنیت" اور "ابتغاء الرزق" کی اصطلاحات میں انسانیت کے معاشی فلاح کا گر بتلایا، پھر ازالۃ الخفاء کو تحریر کرکے خلافت اسلامی کا منبع بتا کر سیکولرزم، ملوکیت اور جمہوریت کی بیخ کنی کردی پھر عملی طور پر ہندوستان کی سیاسی صورتحال میں قائدانہ کردار ادا کرکے سیاست کی اہمیت کو طشت ازبام کردیا ان زریں کارناموں کی مختصر فہرست ہے جس نے قصر اسلام کی جڑیں اتنی گہری کردی کہ انگریز کا استبداد حکمرانوں کا جبر، انگریز کی دسیسہ کاریاں اس کے ثبات کے آگے لرزہ بر اندام ہیں۔

اصحابان باوفا! بدقسمتی سے کچھ طائفہ آپ کی تابناک شخصیت کو اپنی مطلب برآری کیلئے استعمال کررہے ہیں کچھ نابکار فقہاء کی تنقیص کو آپ کی آڑ میں شعار بنائے ہوئے ہیں اور کچھ فتنہ پرداز آپ کی عبارتوں کو اپنی قبیح شکلوں کا غازہ بنا رہے ہیں۔

آج پھر حق کی طرف ابتلاء آزمائش کے جھکڑ رواں ہیں اور باطل کروٹیں لے رہا ہے۔ ہم فرزندان شاہ ولی اللہؒ ہر اس مرحلہ پر مقابلہ کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

کس طرف پر ہم نے گوشہ لب اے جلال جہاں غماز کیا
اعلان جنون دل والوں نے اب کے بہ بزار انداز کیا
سو بیکاں تھے پیوست گلو، جب چھیڑی شوق کی لے ہم نے
سو لیے ترازو تھے دل میں جب ہم نے رقص آغاز کیا
بے حرص ہوا، بے خوں خطر، اس ہاتھ پر سر اس کف پر جگر
یوں کوئی صنم میں وقت سنو نظارہ بام ناز کیا
جس خاک میں مل کر خاک ہوئے وہ سرمہ چشم خلق بنی
جس خار پہ ہم نے خوں چھڑکا، ہم رنگ گل گل طناز کیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فتنۂ خلق قرآن اور امام احمد بن حنبلؒ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا" وقال النبی ﷺ اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانَ يُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مِفْرَقِ رَاْسِهٖ فَيَخْلُصُ اِلٰى قَدَمَيْهِ فَلَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ فَلَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ.

یہ ہے پہچان خاصانِ خدا کی ہر زمانے میں
کہ خوش ہوکر خدا ان کو گرفتار بلا کردے

اربابِ عقل ودانش واصحابِ فکر ونظر اور میرے ہمسفر ساتھیو! میں آج کی اس بھری محفل اور باوقار مجلس میں جس عنوان کے گرد اپنے خیالات کا گرد اڑانے جارہا ہوں وہ ہے" امام احمد بن حنبلؒ اور مسئلہ خلق قرآن"۔

محترم سامعین!

روز اول سے لے کر تا امروز حق وباطل کا معرکہ جاری ہے، اہل حق اور اہل باطل ابتدائے آفرینش سے آپس میں دست وگریبان ہیں، یہ کشمکش ہر دور اور ہر زمانے میں ان دونوں فریقین کے مابین جاری ہے لیکن انتہا میں جیت اہل حق کی ہوئی اور باطل بری طرح شکست خوردہ ہوکر رہ جاتا ہے "بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ"

کشمکش ہوتی رہی دن رات مرگ وزیست میں
انتہا میں موت جیتی اور ہاری زندگی

انہی فرزندانِ حق میں سے استقامت وعزیمت کے ایک جبل اور کوہ گراں جسے دنیا امام احمد بن حنبلؒ کے نام سے جانتی ہے جس نے راہ حق میں استقامت کے وہ درخشندہ اور روشن کارنامے رقم کیے جسے رہتی دنیا تک تاریخ اپنے اوراق میں سجاتے رہے گی وہ قربانیاں

دیں اور وہ مصائب و آلام سہے جسے سن کر انسانی روح بھی کانپ اٹھتی ہے لیکن وہ اپنے موقف سے نہ ہٹے اور نہ ہی اپنے مشن سے دستبردار ہوئے۔ وقت کے خلیفہ نے آپ کو ہر طرح سے منوانے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ مسئلہ خلق قرآن کا مسئلہ تھا خلیفہ وقت مامون رشید خلق قرآن کا معتقد تھا جبکہ امام کا برملہ اعلان تھا کہ جس طرح خدا کی ذات قدیم ہے تو خدا کی صفات بھی قدیم ہیں قرآن خدا کی صفت ذاتی ہے اسے حادث مانو گے تو خدا کا (نعوذ باللہ) مرکز حوادث بننا لازم آئے گا نعوذ باللہ ثم (نعوذ باللہ) مامون کا اصرار تھا کہ امام کو منوایا جائے۔ بہت سے علماء و محدثین نے خلیفہ کے عقیدے سے اتفاق کیا، مصلحت پسندی کا لبادہ اوڑھ کر اپنے عقیدے سے بھی منحرف ہو گئے اور اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لیکن امام حق، اہل حق کا نمائندہ بن کر اپنے جان کی بازی لگا کر سر مقتل بھی خدا کی توحید کچھ اس انداز سے گا تا رہا:

تیرے عشق میں میں نے کوہ غم سر پہ لیا ، جو ہو سو ہو
یہ عشق و نشاط زندگی چھوڑ دی ، جو ہو سو
ہوائے طوفان تند و تیز جاؤ ، ہمیں سمجھاؤ مت
بحر غم میں دل کی کشتی ڈال دی ، جو ہو سو ہو

عزیزان محترم!

امام احمد بن حنبل پر آزمائشوں کا سلسلہ مامون کی موت تک ختم نہیں ہوا بلکہ مامون نے اپنے جانشین معتصم بن الرشید کو وصیت کی کہ وہ قرآن کے بارے میں اس مسلک اور عقیدے پر قائم رہے اور اس کی پالیسی پر عمل کرے کہاؤ خُلْبَیْسَرَۃ اَخِیْکَ فِی الْقُرْاٰنِ۔

اب مسئلہ خلق قرآن کی مخالفت اور عقیدہ صحیحہ کی حمایت اور حکومت وقت کے مقابلے کی ذمہ داری تنہا امام کے اوپر تھی جو گروہ محدثین کے امام اور سنت و شریعت کے اس وقت امین تھے۔

امام کو معتصم بغداد سے بلاتا ہے چار چار بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑی تھیں تین دن تک ان سے اس مسئلہ پر مناظرہ کیا گیا لیکن وہ اپنے عقیدہ سے نہیں ہٹے۔ آخر وہ کیسے ہٹ سکتے ہیں فرمان نبوی ہے لایزالُ طائفةٌ مِنْ اُمَّتِیْ قائمةٌ علیٰ امر الله لایضرُّهُمْ من خذلهُمْ ولامَنْ خالفهُمْ رب ذوالجلال نے جن کے استقامت کے متعلق یہ فرمایا ہو:

"وَمَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ"

چوتھے دن والی بغداد کے پاس ان کو لایا گیا ان کو لایا جاتا ہے اس نے کہا کہ احمد! تم کو اپنی زندگی دوبھر لگے گی خلیفہ تم کو اپنی تلوار سے قتل کرے گا لیکن اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم نے اس کی بات قبول نہ کی تو مار پڑے گی اور تم کو ایسی جگہ ڈال دیا جائے گا جہاں کبھی سورج نہیں آئے گا اس کے بعد امام کو معتصم کے سامنے لا کر اور ان کو اس انکار و اصرار پر ۲۸ کوڑے لگائے جاتے ہیں ایک تازہ جلاد صرف دو کوڑے لگاتا تھا پھر دوسرا جلاد بلایا جاتا تھا امام ہر کوڑے پر فرماتے تھے۔

اَعْطُوْنِیْ شَیْأً مِنْ کتابِ الله اَوْسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ حَتّٰی اَقُوْلَ بِهٖ یہ کوڑے ایسے تھے کہ ایک کوڑا اگر ہاتھی پر بھی پڑتا تو چیخ مار کر بھاگتا۔ لیکن پھر بھی امام حق، حق پر ڈٹے رہے۔

حضرت خبابؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے کہا: اَلَاتَدْعُوا اللهَ تَعَالٰی لَنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ ہمارے لئے نصرت کی دعا کیوں نہیں کرتے آپ چونک پڑتے ہیں اور یکدم بیٹھ کر غصہ میں فرماتے ہیں۔

اِنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانَ یُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰی فِرَاقِ رَأْسِهٖ فَیَخْلُصُ اِلٰی قَلَمَیْهِ فَلَایَصْرِفُهٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِهٖ وَیُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیْدِ فَلَایَصْرِفُ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِهٖ۔

کیا تم یوں ہی بغیر آزمائش و ابتلاء کے جنت کے طلب گار بنے بیٹھے ہو اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔

آج امام کی زندگی پر نظر ڈال کر اسلام اور ایمان کے نام لیوا مصلحت پسندی اور حکمت وبصیرت کے رٹ لگانے والے ذرا اپنا گریبان جھانک کر تو دیکھیں کہ کہیں ہم میں ایمانی کمزوری تو نہیں یا کہیں امام احمدؒ حکمت وبصیرت سے عاری اور مصلحت سے نابلد تو نہ تھے آج اسلام اور ایمان کا دعویدار نانِ شبینہ اور چند ٹکے کی کوڑیوں پر اپنا دین وایمان بیچ کر بھی اسے مصلحت سے تعبیر کرتا ہے اقبالؒ نے کیا خوب کہا۔

نہ سلیقہ تجھ میں کلیم کا نہ قرینہ مجھ میں خلیل کا
تو ہلاک جادوئے سامری میں قتیل شیوہ آذری
تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اکابر دیوبند کیا تھے؟

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد!اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "لَایَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَایَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَ لَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰالِکَ "صدق اللہ العظیم وصدق رسوله الکریم۔

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کبھی دریا میں سمندر نہیں گرتا

آج جس موضوع کو لیکر حاضر ہوا ہوں وہ ہے "اکابر دیوبند کیا تھے؟" اللہ مجھے حق اور سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ میں آج اس مختصر سے وقت میں ان برگزیدہ اور بزرگ ہستیوں کے متعلق کیا عرض کروں بس مختصر لفظوں میں یوں کہتا ہوں کہ وہ خیر القرون کی یادگار تھے وہ سلف صالحین کا نمونہ تھے وہ اسلامی مزاج و مذاق کی جیتی جاگتی تصویر تھے وہ علم وعمل کے پیکر تھے وہ اخلاص ووفا کے مجسمے تھے وہ ورع وتقوی، دیانت ومتانت کے پتلے تھے اکابر دیوبند علم وفضل کے سمندر سینے میں جذب کئے ہوئے تھے، مگر اس کے باوجود ان کی تواضع وفنائیت انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی آخر، میں ان کے متعلق کیا کہوں اس لئے کہ

طویل عمر ہے درکار اس کے پڑھنے کو
ہماری داستان اوراق مختصر میں نہیں

وہ "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" کے حقیقی مصداق تھے وہ "قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ" اور "یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" کے تمغے کے حقیقی مستحق تھے، وہ ایک طرف اہل باطل سے نبرد آزما ہو کر "لَا تَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ" کی جیتی جاگتی تصویر تھے تو دوسری طرف اہل بدعت کا تعاقب کر کے "يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ" کا حقیقی مظہر بنے ہوئے تھے وہ ایک طرف دعوت وارشاد، اصلاح باطن کے میدان میں "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" کے عملی نمونے تھے تو دوسری طرف انگریز سامراج کے خلاف جہاد باللسان یعنی کہ "اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" کا حقیقی نمونہ پیش کر رہے تھے وہ حق کی خاطر جان کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے اور ڈنکے کی چوٹ پر بانگ دہل گویا یہ اعلان کر رہے تھے کہ

تیرے عشق میں میں نے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
یہ عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
اے طوفان تند و تیز جاؤ ہمیں سمجھاؤ مت
بحرِ غم کے دلدل میں کشتی ڈال دی جو ہو سو ہو

سامعین محترم! بانی دارالعلوم دیو بند حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ علوم کے بحر بے کنار تھے، ان کی تصانیف "آب حیات"، "تقریر دلپذیر" اور "قاسم العلوم" وغیرہ سے ان کے مقام بلند کا کچھ اندازہ ہو جاتا ہے جنہیں سمجھنے سے اچھے اچھے علماء بھی قاصر رہ جاتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ کا یہ جملہ دارالعلوم میں معروف تھا کہ آب حیات کا چھ مرتبہ مطالعہ کیا تو تب جا کر کچھ کچھ سمجھ میں آئی، حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں اب بھی مولانا کی تحریریں میری سمجھ میں نہیں آتی اور زیادہ غور وخوض کی مشقت مجھ سے برداشت ہوتی نہیں اس لئے مستفید ہونے سے محروم رہتا ہوں حضرت نانوتوی کا حال یہ تھا کہ

فرماتے ہیں جس طرح میں صرف بدنام ہوں اسی طرح مولویت کا دھبہ بھی مجھ پر لگا ہوا ہے اس لئے ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا پڑتا ہے اگر مولویت کی قید نہ ہوتی تو تاملی خاک کا بھی پتہ نہ چلتا اللہ اکبر یہ ہے تواضع سچ کہا گیا ہے۔

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ فروتنی کو دل میں اپنی جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی
جو ظرف کے خالی ہیں صدا دیتا ہے

حضرت شیخ الہند کو دیکھئے پورے انگریز سامراج کو للکارا تھا انگریز سلطنت اس بوریہ نشین کے سامنے ٹک نہ سکی اور بالآخر اپنا بوریہ بستر گول کر کے ہندوستان سے دم دبا کر بھاگ نکلے۔ حضرت تھانوی کو دیکھئے تصنیف وتالیف کے میدان میں وہ کارنامہ انجام دیا کہ پوری امت میں حضرت تھانوی جیسے کثیر التصنیف شخصیت نہیں گزری ایک ہزار چوبیس کتابیں لکھ کر دنیائے تصنیف میں اپنی تاریخ رقم کر دی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی جرأت کو دیکھئے انگریز کے خلاف فتوی دیا کہ انگریز فوج میں بھرتی ناجائز ہے اس کی پاداش میں جیل لے جائے جاتے ہیں انگریز کہتا ہے مولانا! یہ فتوی واپس لے لو جانتے ہو اس فتوی کی سزا کیا ہے؟ حضرت مدنی نے سفید کپڑا ہوا میں لہرا کر فرمایا کہ مجھے اس فتوی کی سزا معلوم ہے جبھی تو کفن اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں حضرت کشمیری کی ذہانت کو دیکھئے! ایک کتب خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر اس کتب خانہ کی ساری کتابیں ضائع ہو جائیں تو میں اسے ہو بہو لکھ سکتا ہوں "بفضل اللہ وبعونہ" حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی سیاست کو دیکھئے کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کی کسی تجویز پر سابق

بنزل غلام محمد نے کہا کہ" مولانا! یہ امورِ مملکت ہیں علماء کو ان باتوں کی کیا خبر لہذا علماء ان معاملات میں دخل اندازی سے گریز کریں"۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے جواب دیا کہ "ہمارے اور آپ کے درمیان اے، بی، سی ڈی کے پردے حائل ہیں اگر ان مصنوعی پردوں کو اٹھا کر دیکھ لیا جائے تو پتہ چل جائے گا کہ عالم کون ہے اور جاہل کون ہے؟" حضرت بنوریؒ کو دیکھئے جو زندگی کے ہر موڑ پر ہمیں اخلاص و وفا اور للّٰہیت کا درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اخلاص کا یہ عالم تھا کہ فرماتے ہیں کہ" مجھے وہ نورانی قاعدہ پڑھانا زیادہ محبوب ہے جس کی نیت اخلاص پر ہو اس بخاری سے جو دکھلاوے کیلئے پڑھائی جاتی ہو" اور للّٰہیت کا یہ عالم تھا کہ مولانا یوسف لدھیانویؒ سے فرمایا کہ جب آپ کسی کام میں پھنس جائیں تو یوں دعا مانگیں "اے یوسف بنوریؒ کے رب! یہ کام نہیں ہو رہا، اور وہ کام ان شاء اللہ ہو جائے گا"۔

تصانیف و تالیف کے میدان میں جب ان کا قلم چلا تو چلتا ہی چلا گیا نَفْحَةُ الْعَنْبَرِ فِي حَيَاتِ أَنْوَرِ، مَعَارِفُ السُّنَنِ، مُقَدِّمَةُ فَيْضِ الْبَارِي اور مُقَدِّمَةُ نَصْبِ الرَّايَةِ اور بے شمار کتب تصنیف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آج بھی گلشن بنوریؒ کے فیض یافتہ تشنگانِ علوم اہلِ باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر درسِ حریت کا پیغام سرمدی لوگوں کو یوں سنا رہے ہیں کہ:

حالات کے قدموں میں، قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا
گرتے ہیں بڑے شوق سے سمندر میں دریا
لیکن کبھی دریا میں سمندر نہیں گرتا

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

علماء احناف کی محدثانہ خدمات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا کَمَا سَمِعَ" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

واجب التکریم اساتذۂ کرام اور معزز سامعین!

آج کے اس تقریری مقابلے میں "علماء احناف کی محدثانہ خدمات" پر کچھ گفتگو کروں گا، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے اس سلسلے میں درست نقطۂ نظر پیش کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

سامعینِ محترم! تاریخی حقائق سے آشنا دنیا کا کوئی بھی منصف مزاج اور صاحبِ علم انسان اس بات کا انکار نہیں کرسکتا کہ جو خدمت علم حدیث کی روایۃً اور درایۃً علماء احناف نے کی اور روایتِ حدیث کے جرح وتعدیل کے جو اصول انہوں نے قائم کئے، بعد کے محدثین نے روایت ودرایت کے انہی پیمانوں سے علوم حدیث کی جانچ پرکھ کی، چنانچہ تاریخی شواہد اس بات پر واضح اور بین ثبوت ہیں کہ روئے زمین پر پہلی مدوّن اور مرتب کتاب جو وجود میں آئی، وہ سیدالاذکیاء، فقیہ الامت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کا مجموعہ ہے، جس کا چالیس ہزار احادیث سے انتخاب کیا گیا، جسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الآثار" کے نام سے جمع علمِ حدیث کی دنیا میں پہلا کارنامہ انجام دیا، چنانچہ ملاعلی

قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "إنَّ الإمامَ ذَكَرَفِي تَصَانِيفِهِ نَيِّفاًوَسَبْعِينَ اَلفَ حَدِيثٍ وَانتَخَبَ الآثَارَمِنْ اَرْبَعِينَ اَلفَ حَدِيثٍ".

علم میں امام صاحب رحمہ اللہ کے مرتبے کو بیان کرتے ہوئے صاحب عقود الجمان فرماتے ہیں: "كَانَ أَبُوحَنِيفَةَ مِنْ كِبَارِ حُفَّاظِ الحَدِيثِ". علامہ عبدالکریم شہرستانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ان کے استاذ حماد بن سلیمان رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ اَئِمَّةُ الحَدِيثِ" امام صاحبؒ کے بعد آپ کے شاگردِ رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے علم حدیث میں "كتاب الذكر والدعاء" نامی کتاب لکھی، امام ابن معینؒ علم حدیث میں آپ کی جلالتِ شان کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "مَارَأَيْتُ أَحَداًفِي أَصْحَابِ الرَّأْيِ أَثْبَتَ فِي الحَدِيثِ وَلَاأَحْفَظَ وَلَاأَصَحَّ رِوَايَةً مِّنْ أَبِي يُوسُفَ" امام صاحب رحمہ اللہ کے دوسرے تلمیذِ رشید امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ نے اپنی شاہکار کتاب "مُوَطّا امام محمد" اور "كِتَابُ الحُجَّةِ عَلىٰ أَهْلِ المَدِينَةِ" لکھ کر علم حدیث کی نمایاں خدمت سرانجام دی۔

اس کے بعد عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے "كتاب الزهد"، "كتاب الجهاد" اور "كِتَابُ البِرِّوَالصِّلَةِ" لکھ کر علم حدیث کی خدمت میں اپنا حصہ شامل کیا پھر تیسری صدی ہجری کے مشہور حنفی محقق و محدث امام ابوجعفر احمد طحاوی رحمہ اللہ نے "شَرحُ مَعَانِيْ الآثَارِ" اور "مُشْكِلُ الآثَارِ" لکھی۔

چوتھی صدی ہجری میں امام احمد کامل بغدادی رحمہ اللہ نے "سنن احمد بن کامل" لکھی۔ پانچویں صدی کے مشہور و معروف محدث امام جعفر بن محمد نسفی رحمہ اللہ نے "كتاب الدعوات، كتاب الخُطَبِ النَّبَوِيَّةِ، فضائلُ القرآن" اور "مَعْرِفَةُ

"الصحابة" لکھی۔ ساتویں صدی ہجری کے مشہور حنفی محدث ابوالعلاء محمود بن ابی بکر کالابازی رحمہ اللہ نے "کتاب السنن" اور "منتخب النخبة" لکھی۔ ساتویں صدی کے ایک دوسرے حنفی محدث علامہ ضیاء الدین ابوحفص عمر بن بدر موصلی رحمہ اللہ نے کتاب "المغنی عن الحفظ والکتاب العقیدة الصحیحة فی الموضوعات الصحیحة اور "الوقوف علی معرفة الموقوف" لکھی۔ آٹھویں صدی کے مشہور حنفی محدث علامہ علاؤ الدین مغلطائی رحمہ اللہ نے "اکمال تهذیب الکمال فی اسماء الرجال" لکھی۔

دوسرے محدث ابومحمد عبداللہ بن یوسف زیلعی رحمہ اللہ نے "نصب الرایة فی تخریج احادیث الهدایة" لکھی۔ نویں صدی ہجری کے مشہور ومعروف شارح حدیث علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے "نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح شرح معانی الآثار" اور "عمدة القاری فی شرح البخاری" لکھی۔ دسویں صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ نے "تذکرة الموضوعات، قانون الموضوعات، مجمع بحار الانوار" اور "المغنی" لکھی۔

گیارھویں صدی ہجری کے مشہور ومعروف عالم ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "الموضوعات الکبری، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة" اور مشکوٰۃ کی مشہور شرح "مرقاة المفاتیح" لکھی۔ بارھویں صدی ہجری میں محمد بن محمد بن حسین طرابلسی رحمہ اللہ نے "کتاب الکشف الالٰهی عن شدید الضعف والموضوع والواهی" لکھی۔ تیرھویں صدی ہجری میں علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی رحمہ اللہ نے "عقود الجمان فی شعب الایمان" لکھی۔ اور چودھویں صدی کے مشہور ومعروف فقیہ اور محدث علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے "الآثار المرفوعة فی الاحادیث الموضوعة" لکھی۔

سامعین محترم! علم حدیث کو سب سے پہلے دوسری زبانوں میں منتقل کرنے کی خدمت کا شرف بھی علماء احناف کثر اللہ سوادہم کو حاصل ہے، چنانچہ علم حدیث کی سب سے پہلے فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کی خدمت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے چار جلدوں میں مشکوٰۃ کی شرح "أَشِعَّةُ اللَّمَعَاتِ" لکھ کر انجام دی، پھر ان کے فرزند نور الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کا ترجمہ "تَيْسِيْرُ الْقَارِيْ" اور مسلم کی شرح "مَنْبَعُ الْعِلْمِ" لکھی، محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "مؤطا امام مالک" کا پہلا فارسی ترجمہ "اَلْمُصَفّٰى" کے نام سے کیا، حتی کہ روئے زمین پر خدمت حدیث کے لئے سب سے پہلا "دار الحدیث" حنفیوں نے قائم کیا، چنانچہ محمود بن سعد زنگی رحمہ اللہ کے بارے میں صاحب جواہر لکھتے ہیں: "وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ بَنٰى دَارَ الْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ"۔

سامعین گرامی! علماء احناف کی محدثانہ خدمات کے قریبی مظاہر و مناظر دیکھنے ہوں تو اس سلسلۃ الذہب کی حسین کڑی علماء دیوبند ہیں، چنانچہ شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مدینہ منورہ کے حلقات درس، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی "فَيْضُ الْبَارِيْ" محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کی "بَذْلُ الْمَجْهُوْدِ" علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی "فَتْحُ الْمُلْهِمِ" علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی "إِعْلَاءُ السُّنَنِ" اور محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی "مَعَارِفُ السُّنَنِ" خدمات حدیث کی تابندہ دلیل ہیں، اگر کوئی پھر بھی علماء احناف کی محدثانہ خدمات کا انکار کرے تو سعدی رحمہ اللہ کی زبان میں یہی کہہ سکتا ہوں:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

میدانِ جہاد میں علماء دیو بند کا کردار

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ امّا بعد
فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَقَاتِلُوْ هُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ" وقال النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ: "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ" او کما قال علیہ الصلوٰۃ وَالسَّلَامُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمیں پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

صاحبِ صدر، معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب، ہم مشرب اور ہم عیش ساتھیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج میں آپ حضرات کے سامنے "میدانِ جہاد میں علماء دیو بند کا کردار" کے موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کر رہا ہوں، رب لم یزل سے دعا ہے کہ مجھے حق سچ کہنے اور ہم سب کو حق پر ڈٹنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

سامعینِ محترم! میدانِ جہاد اور علماء دیو بند برصغیر پاک و ہند کے تاریخ کے دو لازم و ملزوم کردار ہیں، مکار انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے تجارتی نام سے ہندوستان کے وجود پر قدم رکھا اور باشندگانِ ہند کی شہہ رگ آزادی پر اپنا ناپاک، خونی پنجہ جمایا تو اس مکار استعمار کو ہندوستانی سرزمین پر چیلنج کرنے والی پہلی جماعت علماء دیو بند کی تھی۔

سامعینِ گرامی! یقیناً آپ سوچ رہے ہونگے کہ میں غلط بیانی اور ہیر پھیر سے

کام لے رہا ہوں، کہاں انگریز سامراج کی آمد اور کہاں دارالعلوم دیو بند کا قیام؟ لیکن سامعینِ محترم! میں آپ کو تاریخ کا حوالہ دے کر بتانا چاہتا ہوں، تاریخ کے صفحات کھنگال کر دیکھو، انگریز کے خلاف ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دینے والے اولین شخص مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تھے، جو علمائے دیو بند کے علمی جدِ امجد تھے، گویا دارالعلوم دیو بند کو سامراج دشمنی وراثت میں ملی تھی، میں یہ نہیں کہتا کہ میدانِ جہاد صرف علمائے دیو بند کے خون سے رنگین ہے، یقیناً دوسرے لوگوں نے بھی قربانی دی ہے، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ:

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک ہی فضا میں
شاہین کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

۱۸۵۷ء کو جنگِ آزادی کا میدان سجا تو علمائے دیو بند عملی طور پر میدانِ جہاد میں کود پڑے، شاملی کے محاذ پر اکابرینِ دیو بند نے دو بدو جنگ میں حصہ لیا، کسی نے امارت سنبھالی تو کوئی کمانڈر بنا، کوئی شہید ہوا تو کچھ جنگ ہارنے کے باوجود غازی بن کر نکلے، تاریخ سے پوچھو! حافظ ضامن شہید کون تھا؟ شاملی کا سالار کون تھا؟ کالا پانی اور مالٹا کے اسیران کون تھے؟

جنگِ آزادی ناکامی سے دوچار ہوئی تو علمائے دیو بند روپ بدل کر ایک اور بظاہر سادہ مگر خطرناک ترین صورت میں سامنے آگئے، سہارنپور یوپی میں دارالعلوم دیو بند کا قیام دراصل انگریز استعمار کے خلاف اولین مضبوط مورچے کا قیام تھا، بہت سے لوگ اعتراض کر سکتے ہیں کہ حضرت! دیو بند تو ایک علمی مدرسہ تھا، اس کا جنگِ آزادی اور جہاد میں کیا کردار؟ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں بانیٔ دارالعلوم دیو بند مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا تھا کہ: ''انگریز استعمار کے خلاف جنگ میں دارالعلوم دیو بند کی اینٹ سے اینٹ

بج جائے، جنگ بہر حال جاری رہے گی'' اور یقیناً یہ جنگ ہر دور میں جاری رہی۔

حاضرین بالتمکین! دارالعلوم دیوبند کے اولین طالب علم کی تاریخ اٹھاؤ، جس نے ایک طرف تحریکِ ریشمی رومال کے نام سے ہندوستان کی آزادی کا سب سے بڑا منصوبہ بنایا تو دوسری طرف قبائل میں یاغستانی جہاد کے نام سے غیور افغان قبائل کو انگریز کے مدمقابل کروادیا، جن کے متعلق انگریز گورنر سرجیمز نے کہا تھا کہ اس شخص کی اگر بوٹی بوٹی کردی جائے تو ہر بوٹی سے انگریز کے خلاف بغاوت ٹپکے گی اور یقیناً شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی شاگرد اس کی جسمانی بوٹیوں کی شکل میں کبھی تحریکِ خلافت تو کبھی تحریکِ ہجرت، کبھی تحریکِ ترکِ موالات تو کبھی تحریکِ یاغستانی جہاد کی صورت میں ہر دور کے اندر انگریز کے لئے دردِ سر بنے رہے، اسی شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۱۹ء میں جمعیت علمائے ہند کی بنیاد رکھوائی، جس نے اپنے عشروں پہلے قائم شدہ جماعتوں کانگریس اور مسلم لیگ سے کئی سال پہلے ہندوستان کی مکمل آزادی کا نعرہ لگایا:

بڑی مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

صاحبِ صدر! فرزندانِ دیوبند نے نہ صرف انگریز کو للکارا، بلکہ جب انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے اپنے پالتو کتے کو میدان میں چھوڑا، جس نے ایک طرف ختمِ نبوت پر ڈاکہ ڈالا تو دوسری طرف انگریز کے خلاف جہاد کی حرمت کا نعرہ لگایا تو علمائے دیوبند ہی تھے، جنہوں نے ۱۹۲۹ء میں مجلسِ احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی، جس نے پوری قادیانیت کو ہلا کے رکھ دیا۔

آزادیٔ ہند اور تحریکِ پاکستان کو دیکھو، ایک طرف مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری طرف مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو پورا برصغیر آج تک انگریزوں کا غلام

ہوتا۔ایک نے انگریز سامراج کو ہندوستان چھوڑ نے پر مجبور کر دیا تو دوسرے نے ہندو بننے کو مجبور کر کے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت کے قیام کے حصول کو ممکن بنادیا۔

قیام پاکستان کے بعد کی تاریخ پڑھو! ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں جانوں کی قربانی دینے والے پروانے کون تھے؟ کشمیر کے ڈوگرہ راج کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں کا مسلک کیا تھا؟ان کی امداد کے لئے جانے والے ہزاروں قبائل کون تھے؟ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں ہندوستان کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں یہودیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ ۱۹۸۰ء کی روسی یلغار کے خلاف اکوڑہ خٹک سے جہاد کا فتویٰ دینے والے مولانا عبدالحق کون تھے؟ قادیانیت کو کافر ثابت کروانے والے مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ رفضیت کے کفر کو بے نقاب کرنے والے مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ آغاخانیت کے خلاف ڈٹنے والے مولانا عبیداللہ چترالی کا تعلق کس سے تھا؟ ظالم حکمرانوں کو للکارنے والے مولانا حسن جان مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ اور اس وقت پورے عالم کفر کو چیلنج کرنے والے کون ہیں؟ یہ اتنی طویل داستان ہے کہ صرف نام گنوادوں تو زبان ساتھ چھوڑ جائے گی، اس لئے بس صرف اتنا عرض ہے کہ:

جواں ہمت سبق لیتے ہیں دنیا میں حوادث سے
زبوں ہمت جو ہوتے ہیں، وہ پچھتایا ہی کرتے ہیں
جنہیں آتا ہے مرنا اپنی عزت اور اصولوں پر
وہ اپنی برتری دنیا سے منوایا ہی کرتے ہیں

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اکابرین علماء دیوبند اوران کی خدمات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ .... أَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:" فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ".وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ".صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہلِ جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالَم کو

میرے واجب الاحترام قابلِ صد تکریم اساتذہ کرام وطلباء عظام! آج اس منعقد کردہ عظیم الشان تقریری مقابلہ میں خدمات اکابرین دیوبند کے حسین ترین موضوع کو اجاگر کرنے کی جسارتِ سخن کر رہا ہوں، موضوع اس قدر معلومات کا حامل ہے کہ جس کا احاطہ کرنے کے لئے عقلِ سلیم کے ساتھ ساتھ نظرِ عمیق و بصرِ غریق کی بھی اشد ضرورت ہے، اس لئے کہ علماء دیوبند کی خدمات کسی علاقے، خطے، شہر اور ملک تک محدود نہیں ہیں، بلکہ جہاں کہیں اسلام کی شعاعیں اور کرنیں نظر آئیں گی، وہاں علماءِ دیوبند کا آفتاب و ماہتاب آب و تاب کے ساتھ منور و جگمگاتا نظر آئے گا۔

عقل و خرد حیران ہے کہ علماءِ دیوبند کے علمی ذخائر کو اُجاگر کروں یا ان کی صوفیانہ

روئے داد کی جھلک پیش کروں، ان کے مبلغانہ وعظ ونصائح کی سیر کراؤں یا ان کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ کروں، جنہوں نے ہر دور میں غم واندوہ کے پہاڑ سہہ کر بحرِ عشق ووفا کو عبور کیا ہے، عالمِ ہستی کا ایک ایک ذرہ جن کی روداد عشق بیان کررہا ہے، ہندوستان سے افغانستان تک، شاملی سے بالاکوٹ تک، زندانِ مالٹا سے کشمیر کی بلند و بالا چوٹیوں تک جنہوں نے ایفائے عہد کی ایک مثال قائم کر کے بہانگِ دُہل یہ اعلان کیا ہے:

راہِ وفا میں ہر سو کانٹے دھوپ زیادہ ، سائے کم

پر اس راہ پر چلنے والے خوش ہوئے ، پچھتائے کم

میرے بھائیو! اکابرین دیوبند اس امت کی وہ شخصیات بابرکات ہیں، جنہوں نے ہر دور میں ضروریاتِ امتِ بے نوا کی دستگیری کی ہے، پورے عالمِ اسباب میں اسلامی تشخص کو متعارف کرانے میں اکابرین دیوبند کی خدمات ایک جداگانہ ومنفردانہ حیثیت رکھتی ہیں، کسی فرقے کی بنیاد افراط وتفریط پر مبنی ہے، کسی فرقے کی بنیاد حضرات فقہاءؒ و محدثینؒ پر ہرزہ سرائی کرنے پر ہے، کسی فرقے کی بنیاد اساسِ دین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرنے پر ہے، مگر علماء دیوبند تمام تر ضد وعناد سے ماوراء ہو کر اسلام کی خدمت کا علم لہراتے ہیں۔

علمی ذخائر کتب پر نظر کرو، شروحاتِ کتب احادیث دیکھو یا پھر حواشی کتب کا مطالعہ کرو، عربی ادب کے ذخائر کو پرکھو یا علوم درسیہ کے ابحار بے کنار پر غور کرو، جی ہاں! فرقۂ باطلۂ وضالۂ کے خلاف حضرت نانوتویؒ کے مناظراتِ علمیہ کو دیکھ لو، اصلاحِ نفس وایمان پر حضرت تھانویؒ کے علمی کارناموں کو دیکھ لو، حضرت مولانا الیاسؒ وزکریاؒ کی مبلغانہ کاوشوں پر نظر کرو، قفس وزنداں کی سلاخوں کو چومنے والے حضرت شیخ الہندؒ ومدنیؒ کی روداد کا مطالعہ کرو،

علوم دریسہ کی اشاعت و ترویج میں سرزمینِ دیو بند پر قائم شدہ دارالعلوم دیو بند کے در و دیوار کو دیکھو جو آج بھی امتِ مسلمہ کے دین وایمان کے ضامن وامین بن کر یہ اعلان کرتے ہیں:

دیوبند نے اسلام کا پرچم دنیا پہ لہرایا ہے
ظلم وستم کے دور کے اندر حق کا دیپ جلایا ہے

میرے بھائیو! آج عقل وخرد سے عاری دنیا ایک نقطۂ سوال بن کر جسارت کرتی ہے کہ علماء دیو بند نے دنیا کو کیا دیا ہے؟ تو میں جواب دینے کے بجائے یہ کہوں گا کہ ہماری خدمات دیکھنی ہیں تو جاؤ! افرنگ کے برپا کئے ہوئے طوفانوں سے پوچھ لو، بالاکوٹ و شالی کے ذرات سے پوچھو، چاندنی چوک تا خیبر علماء کی گردنیں لٹکائے جانے والے درختوں سے پوچھو، دہلی ولاہوری کی جامع مسجد اور شاہی مسجد کے در و دیوار سے پوچھو، خدمات دیو بند دیکھنی ہیں تو دریائے راوی کی موجوں سے پوچھ لو، روس وترکی کی چٹانوں سے پوچھو، خدمات دیو بند دیکھنی ہیں تو عرب کے تپتے ہوئے ریگزاروں سے پوچھو، ہماری خدمات سلاسل و زنداں کی تاریکیوں سے پوچھو، ہماری خدمات دیکھنی ہیں تو وزیرستان واسلام آباد کے گلی کوچوں کو دیکھ لو، عدالت کے کٹہروں اور پھانسی کے پھندوں کو دیکھ لو، یہ تمام تمہیں علماء دیو بند کی خدمات کی روداد سنائیں گے، ہمارے خلوص و وفاء کی گواہی دے کر ہماری خدمات کا اعتراف کریں گے، کیونکہ:

واقف تو ہیں اس راز سے یہ دار و رسن بھی
ہردور میں تکمیل وفا ہم سے ہوئی ہے

میرے بھائیو! خدماتِ علماء دیو بند کس قدر اہمیت وشرفیت کی حامل ہیں، جن میں دین کا ہر شعبہ عیاں و پنہاں نظر آتا ہے، دارالعلوم دیو بند کا نقطۂ آغاز درس وتدریس سے

ہوتا ہے جو ان کی تمام تر خدمات کا عنصر غالب ہے، اکابرینِ دیوبند نے اپنی خدمات کو صرف تاسیس دارالعلوم دیوبند تک محدود نہ رکھا، بلکہ پوری دنیا میں دینی مراکز کا جال پھیلا کر واضح کر دیا کہ کتاب و سنت اور اس کے متعلقات علوم و فنون کی تعلیم و تدریس خدماتِ دیوبند کا اولین حصہ ہے، پھر جب روحانی توجہ و تصرف کی ضرورت پیش آتی ہے تو حضرت نانوتویؒ حلقۂ ارشاد و تلقین قائم کرتے ہیں، جس سے خدمتِ تربیتِ باطنی و تزکیۂ نفس بھی متحقق ہوتا ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے پرسنل لاء کا تحفظ اور پھر اس کا عملی اجراء و نفاذ بھی دیوبند کی خدمات کا حصہ ہے، فن سپاہ گری و مجاہدانہ تعلیم و تربیت بھی دیوبند کے بنیادی مقاصد کا حصہ ہے، فرقۂ باطلہ کے خلاف محاذ قائم کر کے علمی مباحث پر غور کرنا، مسلمانوں کے لئے تذکیر و موعظت اور اصلاحِ معاشرہ بھی دیوبند کے خدماتی کارناموں کا حصہ ہے، حسب تقاضاءِ وقت تصانیف و تالیفات کا اجراء بھی دیوبند کی خدمات کا حصہ ہے، غرض دین کا ایک ایک جز و خدماتِ دیوبند سے مزیّن نظر آتا ہے، جس کو دیکھ کر یوں کہا جائے:

اس بزمِ جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے محفل تک
بے تابی ان کی عام ہوئی صحراؤں سے لے کر ساحل تک

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

دورِ حاضر میں اہلِ علم کی ذمہ داری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ". صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

اس بزمِ جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوارِ چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
خود اہلِ جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالَم کو

وارثانِ علومِ نبوت اساتذۂ کرام وطالبانِ علم وحکمت طلباءِ کرام!

آج کے اس تقریری مقابلہ میں چند معروضاتِ سخن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جس موضوع کو مشک وعنبر سے اپنا دامنِ گفتگو آراستہ کر کے لایا ہوں وہ ہے" دورِ حاضر میں اہلِ علم کی ذمہ داریاں"۔

اربابِ علم وحکمت! اس بات کا انکار کرنا آفتابِ نیمروز کا انکار کرنے کے مانند ہے، ہر دور میں اس امت کی ناؤ جب حالات کی طوفانی لہروں کا شکار ہوئی، جب اس کشتی ناخدا کی روانی گردشِ حالات کی نذر ہونے لگی، جب اس امت کی نبضِ سکون فسادِ زمانہ سے پھڑ کنے لگی، جب اس امت کا شیرازہ واتحاد روئے زمین پر بکھرنے لگا تو پھر اس امت کا

نداوی کرنے والا وہ عظیم طبقہ ''حضرات علماء کرام'' کا ہے جنہوں نے روکھی سوکھی کھا کر
، پھٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر اس امتِ ناتواں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا ہے، جنہوں نے
انسانیت کا طرۂ افتخار تحت الثریٰ سے اٹھا کر اوجِ ثریا تک پہنچایا ہے انسان کو انسانیت کا وہ
راستہ فراہم کیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کیا خوب فرماتے ہیں: ''لَوْ لَا الْعُلَمَاءُ لَعَادَ النَّاسُ
مِثْلَ الْبَهَائِمِ إِلَّا أَنَّهُمْ بِالتَّعْلِيمِ يُخْرِجُوْنَ النَّاسَ مِنْ حَدِّ الْبَهِيْمَةِ إِلَى حَدِّ
الْإِنْسَانِيَّةِ'' جن کے کردار و گفتار سے جہل وطغیان کی تاریکی اس قدر چھٹ جاتی ہے کہ
آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فضل ومقام کا یہ پروانہ عطا فرماتے ہیں: ''أَمَا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ
الْفِقْهَ أَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ '' جی ہاں! اس جہان رنگ و گل میں
جب بھی کوئی بادِ سموم چلی ہے یہ مقدس باغ و بہار میں بادِ صبا بن کر یہ اعلان کرتا ہے:

واقف تو ہیں اس راز سے یہ دار و رسن بھی
ہر دور میں تکمیلِ وفا ہم سے ہوئی ہے

عزیزانِ من! آج کسی بھی صاحبِ قلب وجگر پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حالات
کی سنگینی امتِ مسلمہ کے خون سے ہولی کھیلتی نظر آتی ہے، امتِ مسلمہ کی جان قطرۂ آب سے
زیادہ ارزاں نظر آتی ہے، امتِ مسلمہ کے مالی ذخائر اغیار کی نگاہوں کا تنکا بنے نظر آتے ہیں،
اعمال واخلاق کا استیصال فحاشی کے کوہِ گراں کی صورت میں گرتا نظر آتا ہے تو آج بھی اگر کوئی
طبقہ اس امت کی دادرسی کے لئے حریت تسلیم عطا کر سکتا ہے تو وہ صرف علماء کا طبقہ ہے۔

جی ہاں! میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمہ داری اہلِ علم پر یہ ڈالی تھی ''إِذَا ظَهَرَتِ
الْفِتَنُ وَالْبِدَعُ وَسُبَّتْ أَصْحَابِيْ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ '' یعنی جب فتنوں کا دور دورا

ہو جائے، جب بدعات وخرافات کی گھٹائیں آسمانِ دنیا پر چھانے لگ جائیں، جب خیار امت پر لعن طعن کا بازار گرم ہو جائے تو پھر بارانِ علم کا ابرِ رحمت برسا کر ان فتنوں کا سدِّ باب کرنا اہلِ علم کی اولین ذمہ داری ہے، آج جب امتِ مسلمہ کے اعمال میں فساد وبگاڑ کی آتش پرسوز دھک رہی ہے تو "یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ" کے فریضہ کے ساتھ ساتھ "وَیُزَکِّیْهِمْ" کا فریضہ سرانجام دینا اہلِ علم کی اہم ذمہ داری ہے۔

صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں: "مَنْ اَصْلَحَ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّاسِ" اصلاحِ حالات کا دار ومدار اصلاحِ اعمال کے ستون پر استوار ہوتا ہے، آج جب ایمانیات وعقائد میں فساد وبگاڑ کا عفریت مکروہ داخل ہو چکا ہے تو پھر غلبۂ اسلام کی خاطر ایمانیات وعقائد پر توجہ دینا اہلِ علم کی اہم ذمہ داری ہے۔

صاحبِ روح المعانی علامہ آلوسی رحمہ اللہ آیتِ استخلاف میں رقم طراز ہیں: "اَلدَّلَالَةُ عَلٰی اَنَّ الْاَصْلَ فِیْ ثُبُوْتِ الْاِسْتِخْلَافِ الْاِیْمَانُ" آج اگر بدعات ورسوم غلبۂ اسلام میں ایک رکاوٹ ہیں تو احیاءِ سنت کا پرچار کرنا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے، آقائے دوجہاں ﷺ فرماتے ہیں: "مَادُمْتُمْ مُسْتَمْسِکِیْنَ بِسُنَّتِیْ مَازِلْتُمْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلٰی اَعْدَآئِکُمْ" آج جب مال ودولت کے حصول میں امتِ مسلمہ کے افراد مگن ہو گئے تو انہیں "اِذَا عَظَّمَتْ اُمَّتِیْ الدُّنْیَا نُزِعَتْ مِنْهَا هَیْبَةُ الْاِسْلَامِ" کی وعیدِ شدید سنانا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے اور حالات کی سنگینی کا خوف دور کر کے امتِ مسلمہ کو یہ پیغام دینا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے کہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

ارباب علم و حکمت! آج کی مسلم نو جوان نسل جہاں بہت سی طاغوتی قوتوں کا ہدف بن چکی ہے، وہاں ''الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ '' کی شیطانی سازشیں انہیں بے حیائی وفحاشی کی چکی میں پستی نظر آتی ہیں، تو ''إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ '' کا عملی پرچار کرنا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے، آج کفریہ طاقتیں جہاں بلادِ اسلامیہ کا امن تباہ کرنے کی خواہاں ہیں، وہاں مراکزِ اسلام حرمین کا تقدس بھی ان کی سازشوں میں گھرنظر آتا ہے۔

آقائے کائنات ﷺ کا یہ فرمانِ مقدس عملی طور پر ایوانِ کفار میں پہنچانا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے''لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَإِذَا ضَيَّعُوْا ذَالِكَ هَلَكُوْا ''یعنی حرمین کے تقدس کی بقاء میں اس امت کی بقاء ہے۔

آقا ﷺ کے فرمان کے مطابق ''يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى لَكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا ''تمام کفریہ طاقتیں امتِ مسلمہ کے خلاف جمع ہو چکی ہیں تو پھر امتِ مسلمہ کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو ایک جگہ جمع کر کے''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ '' کی فضا قائم کرنا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے، کیونکہ یہی اتفاق واتحاد غلبۂ اسلام کی ضمانت دیتا ہے، جسے اقبال یوں تعبیر کر گیا:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اکابرین کی اطاعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ
...... اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ"۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ: "وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا"۔
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

میرا دعویٰ ہے کہ منزل مل ہی جائے گی ضرور
شرط یہ ہے کہ تم کسی کے نقشِ پا سے مل چلو

جنابِ صدرِ مجلس معزز اساتذہ کرام، طلباء عظام! آج کی اس پُر رونق محفل میں بندہ جس موضوع وعنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگا ہے، وہ ہے "اکابرین کی اطاعت" رب کائنات کی بارگاہ صمدیت میں التجا ہے کہ سداحق کی صداؤں پر جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزانِ گرامی! یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جہاں رب کائنات نے اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے، وہاں پر اکابرین کی اطاعت کا بھی حکم صادر فرمایا، چنانچہ قرآن مقدس میں ارشاد ہے: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" کہیں پر خالق کائنات نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت قرار دے کر ارشاد فرمایا: "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ

طاعَ اللّٰہَ"۔

کہیں پر رب لم یزل نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو معیار حق قرار دے کر ایمان میں ان کی اطاعت حکم صادر فرمایا: "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِہٖ" کہیں پر: "آمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ" "ایمان لے آؤ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایمان لایا، کہیں پر رب کائنات اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم صادر کرتے ہیں: "وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً"۔

ایک اور مقام پر خالق کائنات مومنوں کو شیطان کی اطاعت سے روک کر اپنے اکابرین کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں: "وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ"۔ ایک اور مقام پر خداوند کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنے ساتھ محبت اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ"۔ الغرض دنیا کے افق پر وہی لوگ چمک اٹھے اور تاریخ عالم نے ان ہی لوگوں کے ناموں کو عزت واحترام کے ساتھ محفوظ رکھا، جنہوں نے اپنے اکابرین کی اطاعت کی اور ان کے نقشِ قدم پر چلے:

قسم ہے شان وحدت کی تجھے آباد کر دے گا
ادب استاد کا ایک دن تجھے استاد کر دے گا
از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

عزیزانِ گرامی! قرآن کریم کی آیتوں سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اپنے اکابرین کی اطاعت کرنا کس قدر اہم ہے، قرآن کریم کے بعد احادیث مبارکہ کی طرف

رجوع کرتے ہیں کہ بانیٔ اسلام محمد مصطفیٰ ﷺ اکابرین کی اطاعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، چنانچہ زبان نبوت اکابرین کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے یوں گویا ہوتی ہے: "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ" کہیں اکابرین کی عزت و احترام اور اطاعت نہ کرنے والوں کو وعید سناتے ہوئے فرماتے ہیں: "وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا" جو ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

کہیں پر زبان نبوت والد کی رضامندی کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی قرار دے کر اس کی اطاعت کا حکم دیتی ہے: "رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ" کبھی "اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ" کہہ کر والدہ کی اطاعت میں جنت کی بشارت سناتے ہیں، کہیں پر اکابرین کی اطاعت کے بارے میں: "وَلَمْ یُبَجِّلْ عَالِمِیْنَا فَلَیْسَ مِنَّا" یعنی جو ہمارے علماء کی قدر نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں' فرما کر علماء کرام کی اطاعت پر زور دیا ہے۔

کہیں پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی اطاعت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا اور اپنی نافرمانی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا قرار دیا ہے: "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ" کہیں پر "مَنْ یُطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ" فرما کر اپنے امیر کی اطاعت کا حکم صادر فرمایا ہے۔

عزیزان گرامی! قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اکابرین کی اطاعت کی اہمیت معلوم کرنے کے بعد علماء امت کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ اکابرین کی اطاعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں: چنانچہ محدث العصر محدث زماں مؤسس جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ اپنے مکتوبات کے اندر ہر طالب

لم کے لئے وضع قطع میں سلف صالحین کی اتباع کرنے کو ذکر کر کے اکابرین امت کی اطاعت پر زور دیتے ہیں۔

امام اہلسنت والجماعت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہٗ پچیس سال تک ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کے بعد جب آخر میں اس کی رائے اکابرین کی رائے کے خلاف نکلی تو اپنی رائے ایک طرف رکھ کر ''سرفراز صفدر غلطی پر ہے، میرے اکابرین کی رائے درست ہے'' فرما کر اکابرین کی اطاعت کا سبق سکھاتے ہیں۔

اسی طرح امام المجاہدین استاذ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ العالیہ اپنی مایہ ناز خطبات کی کتاب ''علمی خطبات کامل'' کے اندر اکابرین کے ساتھ محبت، ان سے عقیدت اور ان کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: علماء حق کو کبریت احمر یعنی سرخ سونا سمجھ کر ان کا احترام اور ان کی قدر کریں، لیکن خدانخواستہ اگر ہم نے اکابرین امت کی قدر نہیں کی اور ان کی اطاعت کو ہاتھ سے چھوٹنے دیا تو وہ وقت دور نہیں کہ ہم ان کی زندگیوں کو ترستے رہیں گے، لیکن ان کو نہیں پائیں گے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

وَمَاعَلَیْنَااِلَّاالْبَلَاغ

عصر حاضر اور دینی مدارس کے فضلاء کی ذمہ داریاں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ...

اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْکَرِیْمُ.

میرے انتہائی واجب الاحترام معزز اساتذہ کرام اور خانوادۂ بنوری کے غیور نوجوانو!

علم دین تمام مسلمانوں کی مشترکہ جائیداد ہے اور مشترکہ چیز کی حفاظت تمام شرکاء پر لازم ہوتی ہے، لہٰذا اس دین کی حفاظت عام مسلمانوں پر عموماً اور آپ علماء و فضلاء پر خصوصاً اور اس کی صحیح ترویج فرض و لازم و ضروری ہے اور یہ حفاظت اسلام کے قلعوں یعنی مدارس اسلامیہ کے ذریعہ ہی ممکن ہے جو ہر مرکز سے بڑھ کر مستحکم، طاقت ور اور حرکت و نمو سے لبریز ہیں، یہ مدارس اگر اپنا کام چھوڑ دیں تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں اور انسانیت مرجھانے لگے ان مدارس کو قدم قدم پر زندگی کا جائزہ لینا ہوتا ہے، بدلتے ہوئے حالات میں احکامات دینے ہوتے ہیں فتنوں کی یلغار کے دور میں ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو جمانا ہوتا ہے۔

انہی مدارس میں آپ کو ایک عرصہ تک رکھ کر مستقبل کا معمار بنایا جاتا ہے، تاکہ آپ گمراہ لوگوں کو صحیح راہ دکھائیں، معاشرے کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کے لئے ناخدا ثابت ہوں، یہاں کے پڑھے ہوئے علوم آپ کے پاس امانت ہیں، آپ یہاں سے مدرس بن کر نکلیں،

آپ کو مبارک، لیکن اس وقت زمانے کو اس سے زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے، ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس کی بنیادی مادی زندگی کو اصل ماننا اور محسوسات وظواہر کی پرستش کرنا ہے، اس لئے اس وقت زمانے کو ان مردان کار کی ضرورت ہے جو اس نئے دور کو ایک نئی فکری قیادت، ایک نیا دینی اعتماد، ایک نئی روحانی واخلاقی قوت عطا کرسکیں۔

پہلے انقلاب بڑی سست رفتاری اور آہستگی کے ساتھ آتا تھا، وہ بیل گاڑیوں اور ہاتھیوں، اونٹوں اور زیادہ سے زیادہ تیز رفتار گھوڑوں کا زمانہ تھا، اس وقت انقلاب انہی سواریوں کی رفتار سے آتا تھا، پھر ریل چلی انقلاب ریل پر سفر کر کے آنے لگا، ہوائی جہاز چلے انقلاب کی رفتار تیز ہوئی، اب انقلاب ایٹمی انرجی استعمال کرتا ہے، آواز سے زیادہ تیز جہازوں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے دم کے دم وہ انقلاب گھر گھر پہنچ جاتا ہے۔

آج سلطانی جمہور کا زمانہ ہے، ہمارے اوپر پارلیمنٹ کی حکومت ہے، وہ زندگی کے تمام شعبوں اور تعلیم وتربیت کے تمام ذرائع پر حاوی ہے، رات کو پارلیمنٹ میں کوئی قانون پاس ہوتا ہے اور اگلے دن پورے ملک میں اس کا نفاذ ہو جاتا ہے، اور ہم سب کو اپنی زندگی میں تبدیلی وتغیر کرنا پڑتا ہے۔

آج دنیا بدل چکی ہے، انقلاب زمانہ اور گردشِ لیل ونہار نے اچانک آپ کو اس جگہ پر لا کھڑا کیا ہے، آپ آج اس محدود ماحول میں بہت خوش ہیں، آپ کو ہر طرف نورانی شکلیں نظر آتی ہیں، آپ کے کانوں میں "قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ" کی صداؤں کے سوا کوئی صدا نہیں پڑتی، یہ آپ کا دارالحدیث ہے، وہ آپ کی مسجد کا روحانی ماحول ہے، اور یہ مدرسہ کی علمی فضا ہے، لیکن کل جب آپ یہاں سے جائیں گے تو وہاں آپ کو بہت کچھ دنیا بدلی ہوئی نظر آئے گی، اس لئے آپ کو ہوشیار رہنا پڑے گا، اگر آپ نے گردوپیش کا جائزہ

نہیں لیا تو آپ اس دنیا میں خود بے گانے بن جائیں گے۔

تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرو، یہ بات آپ کے نقش خیال پر مثل الم نشرح واضح ہو جائے گی کہ عالم اسلام کی تاریخ میں اس سے زیادہ نازک دور نہیں آیا ہے ،اس لئے کہ امت مسلمہ پر ہر طرف سے کفر کی یلغار ہے، مغربیت کا طوفان ہے، عیسائیت کی تبلیغ ہے، میڈیا کی تباہ کاریاں ہیں، مادیت کا سیلاب ہے، عالمی کفریہ طاقتوں کا اتحاد ہے ،ایمانی افکار ونظریات پر حملے ہیں، فرقہ واریت کے زہریلے ناگ ہیں لسانی قومی، وطنی تعصبات کی آگ ہے، بابری مسجد سے بیت اللہ تک، لال مسجد سے مسجد نبوی تک، فلسطین سے افغانستان تک، عراق سے کشمیر تک، غرض مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک کلمہ گو انسانوں کے خون کی طویل لکیریں ہیں۔

نوجوان نسل کی دین دوری اور مذہبی روایات سے بغاوت ہے، مسلمان مذہب کے نام پر بٹ چکے ہیں، دین کے نام پر فرقہ بندیاں کی جارہی ہیں، زبان کی بنیاد پر تقسیم ہے، علاقائیت کے نام پر گروہ ہیں، قوموں کے نام پر جماعتیں ہیں، اس دور میں حالات کو بدلنے، قلب ودماغ کو متاثر کرنے، ارادوں کو فنا کرنے، جذبات کو ختم کرنے، اقدار کو تبدیل کرنے اور قطع نظر وطریقہ فکر میں انقلاب لانے کے اتنے وسائل کسی دور میں نہیں تھے۔ جو پچھلے دور میں گزرے ہیں، ان کے پاس کیا سامان تھا؟ کیا سیاست کی یہ شیرینی اور چاشنی تھی؟ جمہوریت اور مساوات کا یہ نعرہ تھا؟ اخبارات اور رسائل، پریس، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کی یہ طاقتیں تھیں؟ جلسے جلوسوں اور پروپیگنڈے کی یہ مہارت تھی؟۔ یہ عظیم دانش گاہیں، یونیورسٹیاں اور کالج تھے؟۔

آج فلسفہ اور سائنس کے بجائے سیاسیات ومعاشیات اور تاریخ وادب سے الحاد

تشکیک کا کام لیا جا رہا ہے، ہمیں پوری صورت حال کا وسیع النظری، وسیع القلبی اور حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لینا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ ہم کو زندگی کے عملی میدان میں اترنے اور اسلامی دعوت اور شریعت اسلامی کی حفاظت کا مقدس فریضہ اپنے ذمے لینے سے پہلے کیا کیا تیاریاں کرنی چاہئیں اور کن کن طریقہائے جنگ سے واقف اور کن جدید اسلحوں سے مسلح ہونا چاہئے؟

سامعین محترم! اس نازک صورتحال میں فضلاء کرام کی ذمہ داری کے متعلق میں اپنے آپ سے پوچھوں؟ آپ سے پوچھوں؟ نہیں میں براہ راست رب کے کلام سے پوچھتا ہوں تو مجھے جواب ملتا ہے کہ تمہاری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ "لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ" "کہ تم علم دین میں ایسا رسوخ اور کمال پیدا کرو کہ اس کی کلیات اور جزئیات تمہاری نوک زباں ہوں، تاکہ کل اگر باطل انکار فقہ کی صورت میں سامنے آئے تو تم قاطع غیر مقلدیت بن کر مولانا امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کی صورت میں نظر آؤ، اگر باطل انکار حدیث کی صورت میں سامنے ہو تو تم منکرین حدیث کے لئے تلوار بے نیام بن کر مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ کی صورت میں نظر آؤ، اگر عقائد باطلہ اور بدعت کی صورت میں سامنے آئے تو تم شیخ الہند رحمہ اللہ، انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، سید یوسف بنوری رحمہ اللہ کی صورت میں نظر آؤ۔

دوسری عظیم ذمہ داری جو قرآن کریم نے فضلاء کی ذکر کی ہے وہ یہ کہ "وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ" "کہ تعلیمی ایام میں اپنی توجہ کو ہر طرف سے کاٹ کر صرف علمی ترقی کے لئے جدوجہد کریں، لیکن حصول علم کے بعد جب اپنی قوم کی طرف جاؤ تو "قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ" "کی شاہراہ پر چلتے ہوئے "اُدْعُ اِلٰى

سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ " کے زیور سے آراستہ ہو کر "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ " کا مصداق بن کر" یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ " پر عمل پیرا ہو کر درد دل کے ساتھ، پیغمبرانہ تڑپ کے ساتھ جائیں اور وہ اعلان کریں جو پیغمبر اسلام ﷺ نے فاران کی چوٹی سے کیا تھا: اے لوگو! نارِ جہنم کی طرف پروانوں کی طرح لپک کر جانے والے انسانو!" سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ "۔

اپنے کنبے قبیلے، خاندان، اعزاء، اقرباء، قوم سب کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے، معاشرے کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کریں، امت کی ہر موڑ پر راہنمائی کریں، تاکہ ممالک اسلامیہ کے مسلمان جب تک زندہ رہیں، ان کا رشتہ ملت ابراہیمی اور شریعت محمدی سے استوار رہے اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوں تو وہ اسی دین کے وفادار اور حلقہ بگوش ہوں، ہر ظلم کے خلاف، ہر ظالم کے خلاف، ہر دجال کے دجل و فریب کے خلاف، ہر جابر کے جبر کے خلاف علم بغاوت بلند کریں اور اعدائے دین و اہل باطل کو للکار کر کہیں: " رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا "۔

فضلائے کرام کی تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ " فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " کی عملی تفسیر بن کر معاشرے کے عقائد کی اصلاح کریں، قرآن وسنت اور اس کے احکامات کے نفاذ کے لئے جدّ وجہد کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ اربعہ اور سلف صالحین رحمہم اللہ کی نقل کردہ تعبیر کے مطابق دین کی صحیح ترجمانی کریں، وطن عزیز کی جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اس کی نظریاتی اساس کا تحفظ کریں۔

نبی آخر الزمان ﷺ کی عزت وناموس پر ہمہ وقت کٹ مرنے کے جذبے سے

سرشار رہیں، تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے اور محدث العصر سید محمد یوسف بنوری جیسے اور ہزاروں علماء کی قربانیوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور" حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ "پر عمل کرتے ہوئے جہاد مقدس کے جذبے سے لوگوں کو سرشار کریں۔

فضلائے کرام کی چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ" اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ "ہونے کے ناطے اپنی تحریروں، تقریروں کے ذریعے عوام الناس کے دلوں میں اسلام کی عظمت کو اجاگر کریں، بھٹکی ہوئے انسانیت کے بنجر دلوں کو اللہ اللہ کی ضربوں سے شاداب کریں اور اپنی شخصیت میں استغنا رکھیں، نہ دبیں، نہ جھکیں، نہ بکیں اور شاعر کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے حسب ذیل کی خدمت انجام دیں:

دیا سکو تو صدا دیا دو بجھا سکو تو دیا بجھا دو

دیا بجھے گا تو سحر ہوگی، صدا دبے گی تو حشر ہوگا

سامعین محترم! یہ عظیم ذمہ داریاں نبھانے کے لئے آپ کو گلی گلی، نگر نگر، دھرتی دھرتی، کوچہ کوچہ ہر جگہ کٹھن مراحل اور مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑے گا، اپنوں اور بے گانوں کے سب وشتم کا نشانہ بننا پڑے گا، معاشرتی زندگی میں اس کی بڑی قیمت چکانی پڑے گی، آپ کا مقاطعہ کیا جائے گا، مساجد سے نکالا جائے گا، کفر وضلالت کے فتوے لگائے جائیں گے، بنیاد پرست، قدامت پسند، دہشت گرد، رجعت پسند اور دقیانوسی کے الزامات آپ پر لگیں گے۔

دنیا کی بہت سی لذتوں سے آپ کو کنارہ کش رہنا پڑے گا، لیکن آپ نے شریعت کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت، مصلحت کوشی اور رواداری نہیں برتنی ہوگی، باطل کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنی ہوگی، اگر اس راہ میں جان کی بازی بھی لگانی پڑی تو دریغ نہیں کرنا ہوگا، اسلاف کے اس ورثہ کو سینہ سے لگانا ہوگا اور اپنی تمام تر کوششیں، ہر قسم کی کاوشیں، تقریریں اور تحریریں اسی ورثہ کی حفاظت اور اس کی بازیافت پر صرف کرنی ہوں گی۔

خون کے آنسوں رونے کا مقام ہے کہ باطل ہماری اس وراثت کو مٹانے کے لئے نت نئے فتنوں کے دام خم کے ساتھ نئی امنگوں اور ولولوں کے ساتھ، نئی تیاریوں، نئے طریقوں اور نئی چالوں کے ساتھ نئے نعروں اور للکاروں کے ساتھ میدان میں للکارتا ہوا، ڈکارتا ہوا، خم ٹھونک کر دعوت مبارزت دے رہا ہو اور مؤمن میں کم ہمتی اور فرسودگی، پستی اور انسردگی، کنارا کشی اور پسپائی کی ذہنیت پیدا ہو جائے، اس کے قویٰ میں اضمحلال پیدا ہو جائے، وہ زندگی کے میدان سے فرار اختیار کرے یا کنارہ کش ہو کر کسی گوشۂ عافیت کو تلاش کرے، جہاں وہ اپنی زندگی کے دن گزار سکے۔

اس زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ اور چیلنج یہ ہے کہ اسلام کو اس کی جداگانہ تہذیب، اس کی مخصوص معاشرت، اس کے عائلی قوانین، اس کے نظام تعلیم، اس کے زبان و ادب اور رسم الخط اور اس کے پورے ورثہ سے الگ کر دیا جائے اور اسلام چند رسوم اور تقریبات اور چند عبادات کا نام رہ جائے، آؤ عہد کریں، اس ورثہ کی حفاظت کریں گے، چاہے ہمیں امام بخاری کی طرح ملک بدر کیا جائے، شیخ الہند رحمہ اللہ اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرح کالا پانی اور مالٹا کے جزیروں میں جانا پڑے، علمائے ہند کی طرح سولیوں پر لٹکنا پڑے۔

مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ، مفتی عبدالسمیع شہید رحمہ اللہ، مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ، مفتی جمیل خان شہید رحمہ اللہ، مفتی

سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ارشاد اللہ عباسی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کرانا پڑے۔

آؤ عہد کرو، اس ورثہ کی حفاظت کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کردیں گے، اپنے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کروادیں گے، پر دین پر آنچ نہیں آنے دیں گے:

ہم سے تاریخ ہے تاریخ کا عنوان ہیں ہم
وقت بھی جانتا ہے وقت کی پہچان ہیں ہم
ہم سے الجھو گے تو انجام برا ہوگا
رب کعبہ کی قسم صاحب ایمان ہیں ہم
زندگی زندہ ہے دنیا میں ہمارے دم سے
موت محکم ہماری ہے مسلمان ہیں ہم

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت جی الیاس رحمۃ اللہ اور ان کی دینی دعوت

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم "انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا" وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "الناس کابل مائۃ لا تکاد تجد فیھا راحلۃ"۔ صدق اللہ و صدق رسولہ النبی الکریم۔

بجا ہیں جن کے ہونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی

سامعین محترم! آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی قبل دہلی کے باہر حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مرقد کے قریب "چونسٹھ کھمبے" کے نام جو تاریخی عمارت ہے اس کے سرخ پھاٹک پر ایک عمارت میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے جن کا نام "مولانا اسماعیل صاحب" تھا۔ آپ کا قدیم آبائی وطن جھنجھانہ ضلع مظفر نگر تھا لیکن پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد آپ نے مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی کے خاندان میں مولانا منظور حسین صاحب کی نواسی سے عقد ثانی کیا۔ جس سے ۱۳۰۳ء میں ایک بچہ کی ولادت ہوئی جس کا تاریخی نام اختر الیاس تھا اور اب جن کو دنیا بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس کاندھلوی کے نام سے یاد کرتی ہے مولانا ۱۳۱۴ء کے اخیر یا ۱۳۱۵ء کے شروع میں گنگوہ آ گئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا محمد یحییٰ صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا اس کے بعد ۱۳۲۶ء میں آپ شیخ الہند کے حلقۂ درس میں شرکت کیلئے دیوبند تشریف لے گئے۔

سامعین محترم! ۱۳۲۶ھ میں حضرت الیاس کاندھلوی دیوبند سے حدیث کی تکمیل کے بعد اپنے گرد و پیش کے ماحول پر نظر ڈالتے ہیں تو انہیں ہر طرف فسق و فجور کی گھٹا ٹوپ اندھیریاں نظر آتی ہیں جس کی بنا پر دل ہی دل میں بعض اوقات ماہی بے آب کی طرح تڑپتے

آہیں بھرتے اور فرماتے میرے اللہ میں کیا کروں؟ کچھ ہوتا نہیں اور کبھی کبھی دین کے اس دردا اور اس فکر میں بستر میں کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اٹھ کر ٹہلنے لگتے اور بعض مرتبہ پورا اور دوسرا کہنے کے بعد غالب کے مشہور شعر کو لطیف ترمیم کے ساتھ پڑھتے!

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

اس کیفیت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے زمانے کے لوگ مجنون کیوں کہتے تھے "لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ" کی بار بار ضرورت کیوں پیش آتی تھی۔

سامعین محترم! اس کے بعد مولانا اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صاحبؒ کی وفات کے بعد اہل میوات کے بے حد اصرار اور اپنے شیخ حضرت خلیل احمد سہارنپوریؒ کی اجازت سے میوات تشریف لے گئے اور اپنے پہلے سفر میں دس مکاتب قائم کئے لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد حضرت نے یہ محسوس کرلیا کہ اہل میوات کی حالت اس حد تک گر چکی ہے یہاں اصلاح عام کے بغیر مکاتب بھی صحیح معنی میں کامیاب نہیں ہوسکتے اس کی وجہ یہ تھی کہ قوم میں حمیت ایمانی کے شعلے بجھ چکے تھے چنانچہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ کو دوسرے حج سے واپس آنے کے بعد آپ نے تبلیغی گشت شروع کردیا جس قوم میں آپ نے گشت شروع کیا اس قوم کی حالت کی منظر کشی کرتے ہوئے ایک انگریز مؤرخ کہتا ہے کہ میوات اپنی عادات میں آدھے ہندو ہیں اور ان کے گاؤں میں شاذ و نادر ہی مسجد ہوتی ہے ۲۵ گاؤں میں صرف آٹھ مساجد ہیں چنانچہ حضرت جی نے خود اور دوسروں کو بھی دعوت دی کہ عوام میں نکل کر دین کے اولین کلمہ و نماز کی تبلیغ کریں جبکہ لوگ دعوت کے اس رخ سے نا آشنا تھے اور دین کی تبلیغ کیلئے عامیوں کا زبان کھولنا بڑا پہاڑ محسوس ہوتا تھا چند ہی آدمیوں نے بڑی شرم وحیا اور بڑی رکاوٹ کے بعد یہ خدمت انجام دی چنانچہ اس طرح سے حضرت جیؒ کے لگائے ہوئے اس باغ کی ابتداء ہوئی پھر چشم فلک نے وہ وقت بھی دیکھا کہ جب نظام الدین میں کمرے تعمیر کئے جارہے تھے

تو حضرت جی نے کہا کہ کمرے ہوا کے رخ پر تعمیر کرواس لئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ٹھنڈے ملکوں کے باشندے یہاں قیام کر رہے ہیں چنانچہ کچھ عرصے کے بعد ٹھنڈے ملکوں کے رہنے والے یہاں آئے اور انہوں نے قیام کیا۔

سامعین محترم! حضرت جی کی تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ بے طلبوں میں دین کی طلب پیدا کی جائے خود حضرت جیؒ فرمایا کرتے تھے جس طرح زندگی کے ضروری کاموں میں تقسیم عمل نہیں ہے کہ ایک کھائے دوسرا پئے اور تیسرا پہنے اسی طرح سے مذہب میں بھی تقسیم عمل نہیں ہو: چاہیے ہر ایک کو دین کا کام کرنا چاہیے حضرت جیؒ کے یہاں سچے جذبات، ایمان وکامل احتساب، احسانی کیفیت، قیامت کے استحضار، آخرت کا تمثل، کامل یکسوئی اور انہماک، مقصد کا عشق، درد و بیقراری، جہد و مشقت علوہمت، دینی حمیت، اتباع سنت، حلم و بردباری، رعایت حقوق، اخلاق وتواضع، وسعت قلب، دعا وانابت الی اللہ کا نتیجہ ہے کہ آج یہ کام چھ براعظم میں پھیل چکا ہے۔

اے راہ علم کے ہمسفر ابابیلو! حضرت جی کی سیرت ہم کو یہ چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ تمہارے چاروں طرف اندھیریاں منڈلا رہی ہیں علم وعمل کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو اور بہترین توشہ (تقویٰ) ساتھ لے لو اور پھر دیوانہ وار میدان عمل میں کود پڑو اور پھر سے دھرکے اندھیروں کو اجالوں سے بدل دو۔

اے روح محمد شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں اب بحر عرب میں
پوشیدہ جو مجھ میں ہے وہ طوفان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روح محمد
کہ آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مسجد کی اہمیت وعظمت

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على اشرف الانبياء و المرسلين محمد وعلى اله و اصحابه اجمعين. امابعدا فَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا" وقال النبى ﷺ "اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا". صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم.

گرامی قدر اساتذہ کرام، عزیز طلبہ ساتھیوں اور دیگر مہمانان گرامی!

آج کی اس بابرکت محفل میں جس موضوع پر گفتگو کا حکم ہوا ہے وہ موضوع ہے "مسجد کی اہمیت وعظمت" اس مختصر وقت میں مسجد کے متعلق اپنی گفتگو کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرونگا، اول مسجد کی ابتداء کب سے ہوتی ہے، دوم مسجد کی اہمیت اور فضیلت کیا ہے، اور سوم مسجد کے آداب کیا ہیں۔

عزیزان گرامی! جب ہم تاریخ کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اس صفحہ ہستی پر سب سے پہلی مسجد اور سب سے پہلے اللہ کا گھر جس کی تعمیر ہوئی وہ خانہ کعبہ ہے۔ قرآن کریم ان الفاظ میں اس بات کی تائید کرتا ہے "اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ" علامہ بیہقیؒ نے دلائل نبوت میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم اور حوا علیہما السلام کے دنیا میں آنے کے بعد اللہ نے جبرائیل امین کے ذریعے ان کو پیغام بھیجا کہ وہ بیت اللہ بنائیں انہوں نے حکم کی تعمیل کی پھر ان سے کہا گیا کہ اس کا طواف کریں اور یہ بھی بتایا گیا کہ اے آدم! آپ اوّل الناس ہیں اور یہ گھر اَوَّلُ الْبَيْتِ وُضِعَ لِلنَّاسِ ہے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے بعد آدم علیہ السلام کو بیت المقدس میں مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا ابوذرؓ سے روایت ہے "قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِى الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَىُّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى" علامہ ابن ہشامؒ نقل کرتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ

تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب بیت المقدس کی تعمیر کرو چنانچہ انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی اور اس میں عبادت کی۔ اس طرح صفحۂ ہستی پر مساجد بننے کا سلسلہ جاری ہوا اور آج الحمدللہ دنیا کے چپے چپے پر مساجد قائم ہیں۔

سامعین گرامی! اسلام کی نظر میں مسجد کو بڑی اہمیت اور عظمت حاصل ہے اسلام نے مسجد کو مسلمانوں کیلئے اتفاق اور اتحاد کی علامت قرار دیا مسلمانوں کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کیلئے مسجد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مسجد کی حیثیت ایک مرکز کی ہے جہاں سے اسلامی معاشرے کے تمام امور تکمیل پا سکتے ہیں۔ مسجد نبوی کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ وہ بیک وقت دینی درسگاہ بھی تھی جہاں علوم نبوت کے پروانے علمی پیاس بجھانے کیلئے حاضر رہے تھے، وہ ایک فوجی چھاؤنی بھی تھی جہاں سے مسلمانوں کے سالار اعظم ﷺ مختلف محاذوں کیلئے لشکر روانہ کرتے تھے، وہ ایک عدالت بھی تھی جہاں اس کائنات کے منصف اعظم ﷺ انصاف پرمبنی فیصلے کیا کرتے تھے، وہ ایک خانقاہ بھی تھی جہاں عشق خدا کے دیوانے جذب وسلوک کے منزل طے کرتے تھے، مساجد کرۂ ارض پر اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں: "وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا" اسی وجہ سے مسجد بنانے والے کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی۔

"مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" کفار اور مشرکین کو زیبا نہیں کہ وہ اللہ کے گھروں یعنی مساجد کو آباد کریں "مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ"، جو شخص مسجد کو آباد کرتا ہے اور اس کی خبر گیری کرتا ہے زبان رسالت نے اس کے ایمان کی گواہی دی ہے ارشاد فرمایا "اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ" اس سطح ارض پر اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور پسندیدہ مقامات مساجد ہیں ارشاد فرمایا: "اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا" یہی وجہ ہے کہ مساجد میں آنے والوں کا اللہ تعالیٰ اعزاز فرماتے ہیں ارشاد فرمایا "مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" صرف یہی نہیں بلکہ مساجد سے تعلق رکھنے والوں کیلئے قیامت کے دن عرش کے سائے کی خوشخبری سنائی گئی

ارشاد ہوا" سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ" ان سات خوش نصیبوں میں وہ شخص بھی ہوگا جسکا دل مسجد کے ساتھ لگا رہا" وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ" مسجد سے تعلق کی بدولت اس ہیبت ناک دن میں عرش کا سایہ نصیب ہو جاتا ہے۔

عزیزانِ گرامی! اسلام نے مسجد کی عظمت اور فضیلت کے پیش نظر مسجد کے آداب بھی بیان کئے ہیں جن کا لحاظ رکھنا مسلمانوں کیلئے ضروری ہے۔ اسلام نے مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا طریقہ بتادیا، ارشاد فرمایا "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" مسجد کا حق ہے کہ اس میں داخل ہونے والا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، ارشاد فرمایا "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ" چونکہ مساجد مقدس مقامات اور عبادت خانے ہیں جہاں فرشتے بھی اترتے ہیں اور مسلمان بھی عبادت کیلئے جمع ہوتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا کہ بدبودار چیزیں کھا کر مساجد نہ آئیں، ارشاد فرمایا "مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا" مسجد اللہ کا گھر ہے اس میں صرف اللہ کی عبادت ہونی چاہئے مسجد میں دنیاوی گفتگو، بے ہودہ اشعار اور دنیاوی معاملات سے منع کیا گیا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے "نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْإِشْتِرَاءِ فِيهِ" اگر کوئی بدنصیب ایسا ہے جو مسجد کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے خرید و فروخت کرتا ہے یا دنیاوی اغراض کیلئے اعلانات کرتا ہے تو اس کیلئے بددعا کا حکم دیا گیا ارشاد فرمایا "إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ" شریعت نے مسجد کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے ہر قسم کی غلاظت اور گندگی پھیلانے سے منع کیا ہے، ارشاد فرمایا "الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسجد کے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے مسجد سے تعلق اور محبت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

زبان کی حفاظت

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا" صدق اللہ العظیم ۔ وقال النبی ﷺ: مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَابَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَابَیْنَ فَخِذَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

اِحْفَظْ لِسَانَکَ اَیُّھَا الْاِنْسَان

لَا یَلْدَغَنَّکَ فَاِنَّہٗ ثُعْبَان

محترم اساتذہ کرام اور میرے ہم مشن ساتھیو! آج کی اس پر رونق محفل میں، بندہ جس عنوان کو موضوعِ سخن بنا کر شرفِ خطابت حاصل کر رہا ہے وہ ہے "زبان کی حفاظت"۔

سامعین محترم! اگر چہ زبان اعضاء انسانی میں سے ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن دوسرے اعضاء کی بنسبت اس کو ایک خاص قسم کی اہمیت حاصل ہے گویا کہ عضو تو چھوٹا سا ہے لیکن اس کے کرشمے بہت بڑے بڑے ہیں جس قدر اس کی خوبیاں بہت ہیں تو اسی قدر اس کی خرابیاں بھی بے شمار ہیں اس کے صحیح استعمال سے آخرت میں بڑے بڑے درجے مل جاتے ہیں اور اس کے غلط استعمال کے سبب انسان بہت سے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے شرکیہ اور کفریہ کلمات نکلتے ہیں۔

یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔

یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے چغلخوری کی جاتی ہے۔

یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے غیبت کی جاتی ہے۔

یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے تہمت زنی کی جاتی ہے۔

یہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے مسلمان بھائی کا تمسخر کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رب ذوالجلال نے جب لسانِ انسانی کو ان صفات متضادہ کا مالک بنایا تو اس کو ویسے ہی بے لگام نہ چھوڑا بلکہ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کی حفاظت کرنے کا حکم فرمادیا۔

چنانچہ تقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال نے زبان کو صحیح قول میں استعمال کرنے کا یہ امر صادر فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا" اور ایک مقام پر حقوق العباد کو بیان کرتے ہوئے رب ذوالجلال نے زبان کی حفاظت کی یہ اصولی ہدایتیں صادر فرمائیں۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ"

اور ایک مقام پر غیبت کی حرمت کو سمجھایا:

"وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا"

اور غیبت کرنے والے کیلئے یہ سخت وعید نازل فرمائی:

"أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ"

اور کسی بے گناہ اور بے قصور انسان کے خلاف زبان استعمال کر کے اس پر تہمت لگانے کے

مقامات پر آپ کو وہ احادیث ملیں گی جنھیں امام الانبیاء، سید الانبیاء، میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے زبان کی حفاظت کے متعلق ارشادات فرمائے ہیں۔

چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

"مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَابَيْنَ فَخِذَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ"

یعنی جو شخص مجھے زبان اور شرمگاہ کے صحیح استعمال کی ضمانت دے تو میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں اور کامل مسلمان کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ"

اور لایعنی اور فضول گوئی سے بچنے کی تاکید کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَايَعْنِيْهِ."

کیا میرے آقا نے لسان انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:

"اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ يَهْوِيْ يَنْزِلُ بِهَا فِى النَّارِ اَبْعَدَمَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"

کیا میرے آقا نے لسان انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ"

کیا میرے آقا نے لسان انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:

"مَنْ كَانَ ذَاوَجْهَيْنِ فِى الدُّنْيَاكَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانٌ مِّنْ نَّارٍ"

کیا میرے آقا نے لسان انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:

"اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى خَمْسَةِ نَفَرٍ مُطْعِمُ الْجِيْعَانِ وَمُكْسِى الْعُرْيَانِ وَتَالِى الْقُرْآنِ وَحَافِظِ اللِّسَانِ وَمَنْ صَلّٰى عَلٰى حَبِيْبِ الرَّحْمٰنِ"

کیا میرے آقا نے لسان انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:

"اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ"

کیا میرے آقا نے لسان انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:

"اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ یَنْزِلُ بِهَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"
کیا میرے آقا نے لسانِ انسانی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا:
"سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ"
سامعین محترم! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمان انتہائی جرأت اور بے باکی کے ساتھ زبان کے غلط استعمال کا ارتکاب کر رہا ہے اور قرآن وحدیث کی کھلم کھلا مخالفت ہو رہی ہے اور کسی کو یہ احساس ہی نہیں کہ ہم اپنی زبان کے غلط اور ناجائز استعمال کے ذریعے تباہی اور بربادی کی دلدل، میں پھنسے جا رہے ہیں۔
سامعین گرامی! اگر ہم نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی اور قرآن وحدیث کے بتلائے ہوئے طریقے پر اسے استعمال نہ کیا تو کل یہی زبان قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دے گی۔
شاعر کہتا ہے:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے دنیا والو!
تمہاری داستان تک نہ رہے گی داستانوں میں
اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کر سر عام رکھ دیا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مسجد کی فضیلت واہمیت وفلسفہ

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا" وقال النبی ﷺ: تَذْھَبُ الْاَرْضُ کُلُّھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا الْمَسَاجِدَ یَنْضَمُّ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

واجب الاحترام، اساتذہ کرام اور بزم شاعریٔ میں شریک طلباء ساتھیو! آج کی اس عظیم الشان محفل ومجلس میں میں جس موضوع وعنوان کو لیکر اپنے بکھرے اور بے ربط خیالات کی گرداز نا چاہتا ہوں وہ ہے مسجد کی فضیلت واہمیت۔ بارگاہ صمدیت میں بصد عجز و نیاز التجا ہے کہ وہ مجھے حقیقت مزین بصدق وصواب گفتگو کے ساتھ بزم آراء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعین محترم! اسلامی تاریخ کے اوراق کھنگالئے تو یہ حقیقت آپ کے پردہ خیال پر آشکارا ہوگی کہ مسجد دین اسلام کی ہمہ گیریت اور جامعیت کو مستحکم کرنے والے ادارے کی حیثیت سے کردار ادا کرتی ہے عہد رسالت کے شب وروز کا جائزہ لیجئے تو آپ کے صفحۂ ذھن پر اَلَمْ نَشْرَحْ ہوکر یہ بات ابھرے گی کہ آپ علیہ السلام نے مسجد کو نہ تو اتوار کے اتوار سرگرم ہونے والا گرجا بنے دیا اور نہ محض یوم السبت کو گریہ وزاری کرنے کا معبد بننے دیا بلکہ دن رات کسی بھی لمحے میں فرض نمازوں، سنتوں اور اعتکاف جیسی عبادات کے لئے مختص فرمایا۔ مسجد مسلمانوں کی اجتماعی وانفرادی زندگی کا ایسا محور ومرکز ہے جہاں سے ان کے تمام مذہبی، اخلاقی، اصلاحی اور اجتماعی امور کی رہنمائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی حیات طیبہ میں مسلمانوں

کی روحانیت اور اجتماعیت کے ان مراکز کی تعداد ۱۰ ۳۱ تھی۔ محدث جمال الدینؒ نے "روضۃ الا حباب" میں لکھا ہے کہ "فاروق اعظمؓ کے دور میں چار ہزار مسجدیں تعمیر کرائی گئیں، سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کی بیعت مسجد میں ہوئی، سیدنا عثمانؓ کی خلافت کا اعلان مسجد میں ہوا" ذرا ایک قدم آگے بڑھئے اس مسجد کی فضیلت و اہمیت کو پہلے رب کے کلام سے پھر نبی کے فرمان سے سمجھانے کی کوشش کروں گا اور اگر وقت نے ساتھ دیا تو ان شاء اللہ مسجد کی حقیقت و فلسفہ کو واضح کرنے کی سعی سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

عزیزانِ من! سب سے پہلے رب کے کلام کی طرف آیئے جو تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا مظہر ہے۔ ارشادِ ربانی ہے" وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا" دوسری جگہ اس کی فضیلت و اہمیت کو یوں اجاگر کیا کہ مقصود کو پہنچنے والے وہی ہیں جو اس کی خدمت کریں فرمایا: "اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ" تو کہیں اس کی تعظیم و تکریم کہہ کر اس کی فضیلت کو بیان کیا فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۔ تو کہیں مختلف انداز سے ترغیب دیتے ہوئے حکم دیا کہ جب مسجد آیا کرو تو ظاہری و باطنی طہارت و نظافت کا مظہر بن کر آیا کرو۔ ارشادِ خداوندی ہے " وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ" تو کہیں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے لباسِ زینت پہننے کا حکم دے کر اس کی فضیلت کو اجاگر کیا "یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ" تو کہیں اس کی صفائی کا حکم دے کر اس کی فضیلت و اہمیت کو ذکر کیا "وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو اس کی تعمیر سے روک کر اس کی فضیلت کو ذکر کیا "مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ بِالْکُفْرِ" کہیں پر اس کے مخالف کو ظالم کہہ کر اس کی فضیلت کو اجاگر کیا۔

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ" تو کہیں اپنے آپ کو مسجد کا محافظ کہہ کر اس کی فضیلت کو بیان کیا "وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا"۔

سامعین محترم! اب نبیؐ کے فرمان کی طرف آیئے مسجد کی فضیلت واہمیت کے بارے میں فرمان نبی اسے رہنمائی طلب کرتے ہیں چنانچہ نبوت کی زبان برحق سے ارشاد ہوتا ہے اَلْمَسَاجِدُ بُيُوْتُ اللّٰهِ وَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ لِمَنْ كَانَتِ الْمَسَاجِدُ بَيْتَهٗ الرَّوْحَ وَالرَّاحَةَ وَالْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ اِلَى الْجَنَّةِ ایک موقع پر مسجد تعمیر کرنے کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا لَهٗ مِثْلُهٗ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ کہیں مسجد کو زمین میں سب سے بہترین جگہ قرار دے کر اس کی فضیلت کو ان الفاظ میں اجاگر کیا اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا اسی مفہوم کو دوسرے موقع پر اس انداز سے بیان فرمایا خَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا وَشَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا ۔ قربان جایئے مسجد کی عظمت پر کہ نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق قیامت کے دن پر باقی رہنے والی جگہیں مسجدیں ہی ہونگی تَذْهَبُ الْاَرْضُ كُلُّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا الْمَسَاجِدُ يَنْضَمُّ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ ۔

سامعین محترم! آیئے مسجد کی حقیقت اور اس کے فلسفے کے راز سے نقاب کشائی کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسجد میں اجتماع کا حکم صرف سال میں یا مہینہ میں یا ہفتہ میں یا صرف دن میں ایک بار نہیں دیا بلکہ مسجد کو شریعت میں اس قدر اہمیت دی گئی کہ ہر مسلمان کو اس کا پابند بنایا گیا کہ وہ دن میں پانچ وقت حاضری دے۔ یہ پانچ وقت کی حاضری اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسلام میں مساجد کے ذریعہ اتحاد و اتفاق کی فضا قائم ہو، بھائی چارہ کا ماحول عمل میں آئے ۔نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر ایک ہوں۔مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے کا منظر تازہ ہو جائے۔

پنج نمازوں میں جمع ہونے کا راز یہی ہے کہ اپنے محلے کے لوگوں کو مسائل روزانہ مسجد آنے سے معلوم ہوں اور پورے ہفتے میں ایک بار جمع ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ پھر اور دور کے لوگ آئیں اور ان میں آپس میں محبت و ہمدردی قائم رہے پھر سال میں دو بارہ اجتماع کا حکم دیا کہ دوسرے شہر کے لوگوں کے مسائل معلوم ہوں اور ایک شہر والوں کا دوسرے شہر والوں کے ساتھ تعلق استوار ہے اور پھر زندگی میں ایک بار حج کا حکم دیا تا کہ پوری دنیا کے لوگوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق رہے بقول اقبالؔ کے۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

مسجد ہی معاشرے کے افراد کے اندر ہمدردی، امانت، پابندیٔ وقت اور ایفائے عہد اور اتحاد و اتفاق جیسی صفات پیدا کرتی ہے اس لئے مخالفین اسلام روزِ اول سے مسجد کے خلاف سازشیں کرتے چلے آئے ہیں۔ مدینہ ہی میں مسلمانوں کی اجتماعیت میں مسجد کے کردار کو دیکھتے ہیں کہ نام سے تفریق کے اڈے کا قیام عمل میں لایا گیا، ۴۹۲ھ میں صلیبیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے اس مرکز کو کو ختم کرنے کی کوشش کی، نصاریٰ کے بجز کا نے پر ہلاکو خان نے مساجد کے گرانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، دہلی پر انگریز جب قابض ہوا تو جامع مسجد دہلی کو پانچ سال تک مقفل رکھا اور بابری مسجد کی شہادت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے آج بھی مسلمانوں کو مساجد سے دور رکھنے کے لئے پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں، یہود و نصاریٰ بیت اللہ المقدس اور کعبۃ اللہ کو اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں، اگر آج مسلمان ترقی چاہتے ہیں تو انہیں مساجد کو اپنا مقام دلانا ہوگا، مساجد کے ساتھ رشتہ جوڑنا ہوگا، اگر آج بھی مسجد کے انقلابی تصور کو زندہ کیا جائے تو امت مسلمہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ حاصل کر سکتی ہے لیکن افسوس! آج مسا جد تو بہت بن رہی ہیں لیکن ہم مسجد کی حقیقت اور اس کے فلسفے سے نا آشنا ہیں۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نماز باجماعت کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهُ

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ".

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین محترم! آج میں جس موضوع کا سہارا لے کر آپ کے سامنے حاضر خدمت ہوا ہوں، وہ "نماز باجماعت کی اہمیت" کے عنوان سے معنون ہے، میں اس موضوع پر سب سے پہلے کتاب اللہ پھر احادیث مقدسہ اور اگر وقت نے میرا ساتھ دیا تو سلفِ صالحین کے نزدیک جماعت کی اہمیت کے چند واقعات آپ کے گوش گزار کروں گا۔

سامعینِ گرامی! ربِ ذوالجلال کے ارشادِ گرامی "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ" کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ صابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اَیْ صَلُّوْا مَعَ الْمُصَلِّیْنَ بِالْجَمَاعَةِ" اس آیت کی تفسیر میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں نماز باجماعت پڑھنے کی ترغیب اور تحریض ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باجماعت نماز پڑھا کرو، پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ: "یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ" کی آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے، جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطہ بلائے جاتے تھے اور جماعت کو نہیں آتے تھے:

روز محشر کہ جان گداز بود
اولین پرسش نماز بود

سامعین محترم! آیئے! احادیث مقدسہ کے آئینہ میں جماعت کی اہمیت دیکھتے ہیں تو آپ ﷺ کا ارشاد سامنے آتا ہے "صَلٰوۃُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً" کہ جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جماعت کی اہمیت کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: "وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ"۔

جی ہاں! خود رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے فعل کو جفا اور کفر اور نفاق سے تعبیر کیا ہے جو مؤذن کی آواز سن کر بھی مسجد میں جماعت کو نہ آئے اور کبھی آپ ﷺ نے فرمایا: "لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَتِيْ فَيَجْمَعُوْنَ لِيْ حُزَمًا مِّنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰتِيْ قَوْمًا يُّصَلُّوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَاُحَرِّقُهَا عَلَيْهِمْ" کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کریں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھر جلا دوں، اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے محدث العصر بانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری معارف السنن کی جلد: ۲ ص: ۲۶۸ پر نماز باجماعت کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ثُمَّ الْجَمَاعَةُ وَاجِبَةٌ عِنْدَنَا فِيْ قَوْلٍ رَّاجِحٍ"۔

سامعین گرامی! یہ نماز باجماعت کی اہمیت ہی تو تھی کہ آپ ﷺ اپنے مرض الوفات میں دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لا کر نماز کراتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

جب فجر کی نماز میں ابولولو مجوسی نے حملہ کر کے زخمی کر دیا تو اس وقت بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جماعت کو ترک نہ کیا، بلکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نماز پوری کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف فرما تھے، اس دوران نماز کا وقت ہوا تو دیکھا کہ سب اپنی دکانیں بند کر کے مسجد کو چل دیئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس منظر کو دیکھ کر فرمایا: انہی لوگوں کی شان میں یہ آیت "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ" نازل ہوئی ہے۔

سالم حداد ایک بزرگ تھے، جب اذان کی آواز سنتے تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

آخر میں اقبال کی زبان میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ:

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا
گفتار کا وہ غازی تو بنا پر کردار کا غازی بن نہ سکا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تحفظِ حرمین شریفین

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّانَبِيَّ بَعْدَهٗ ......

اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا" صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ.

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر
ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت
وحدت ہو فنا جس سے ، وہ الہام بھی الحاد ہے
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو
لئے آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل و خرد

میرے واجب الاحترام اساتذۂ کرام اور معزز طلبہ!

آج جس موضوع کے حوالے سے آپ کے سامنے چند ٹوٹی پھوٹی باتیں کرنی ہیں، وہ ہے "تحفظِ حرمین شریفین"۔

سامعینِ محترم! حرمین شریفین روئے زمین کے مقدس مقامات میں سے وہ مقدس مقامات ہیں، جن کے تذکرے اہل ایمان کے لئے فرحت وسرور کا باعث ہیں۔ حرمین شریفین اہل اسلام کے لئے وہ مقدس مراکز ہیں، جہاں سے اسلام کا بہار آفریں نظام عملی صورت میں نمودار ہو کر عالم انسانیت کے ظلمت کدوں میں اجالا بنا، کفر وضلالت کے خزانوں میں بہار لایا۔ یہی وہ مقامات ہیں، جہاں سے شرک کی بھول بھلیوں میں جکڑی انسانیت کو توحید کا

صدآفریں نظام ملا: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: "اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا"۔

سامعینِ محترم! حرمین شریفین سے والہانہ محبت ہمارے ایمان کا جز ءِ لاینفک ہے،
اس سیاہ پوش کمرے کی زیبائی ورعنائی، دلکشی اور محبوبیت نہ حسنِ تعمیر کی وجہ سے ہے، نہ اس کے گرد
وپیش میں واقع مرغزاروں، باغوں، نہروں، چشموں اور قدرتی مناظر کی وجہ سے ہے۔ موسم بھی
اکثر ناموافق رہتا ہے، جب گرمی پڑتی ہے تو زمین تندور کی طرح دہکنے لگتی ہے، اس کے مقابلے
میں سینکڑوں مندر اور معبد، گرجے اور کنیسا محل اور کوٹھیاں، عشرت گاہیں اور حویلیاں تعمیر ہوئیں
اور مٹ گئیں، ان کا خوبصورت طرزِ تعمیر اور بہترین محل وقوع انہیں وقت کے طوفانوں اور
آندھیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے سے نہ بچاسکا، مگر وہ سیاہ چوکور جسے نہ کسی انجینئر نے بنایا، نہ کسی
ماہرِفن تعمیر نے بنایا، وہ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود بھی پوری شان سے کھڑا ہے۔

سامعینِ محترم! جس طرح حرمین شریفین کے تذکرے اہلِ دل کے جذبوں کو جلا
بخشتے ہیں اور وہ باری تعالیٰ کے ارشاد: "فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا" کا مصداق بنتے ہیں
وہیں پر بعض ازلی بدبخت "وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی
رِجْسِھِمْ" کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ یہود یہ کب برداشت ہے کہ مسلمان نوجوان
اپنے سینوں کو نورِ الٰہی سے منور کر کے اپنے دیار کو لوٹیں، لہٰذا جس قوم کے بارے میں رب
ذوالجلال کا فرمان ہے "یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ" وہی تو لا آج ان مبارک بقعات کے
خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے اور آج کا غفلت کا شکار مسلمان انہی منافقین کی طرف
دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہے:

سادگیٔ مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

چونکہ جزیرۂ عرب اسلام کا دارالحکومت ہے، دعوتِ اسلام کا منبع ہے، وحی کی اولین منزل ہے، ایمان کا سرچشمہ ودائمی مرکز ہے، عالم اسلام میں اس مثالی ومعیاری خطے کی وہی حیثیت ہے جو انسانی بدن میں دل کی ہے، لہٰذا سرورِ کونین ﷺ نے اس چیز پر زور دیا ہے کہ اسلام کا یہ دارالحکومت ہر قسم کی کشمکش، داخلی انتشار اور بیرونی خلفشار سے خالی رہے، آپ ﷺ نے اس سلسلے میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو وصیتیں فرمائی ہیں، چنانچہ ارشاد ہے: "اَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ"۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "كَانَ آخِرُ مَا عَهِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ قَالَ: لَا يُتْرَكُ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس سال زندہ رہا تو یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال چھوڑوں گا۔ آپ ﷺ کی اس دیرینہ خواہش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پورا فرمایا اور ان کے بے کار وجود سے ارضِ حرم کو پاک کردیا، جب ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: او اللہ کے دشمن! تو نے جھوٹ بکا ہے، مجھے حضور ﷺ کا وہ فرمان یاد ہے: "كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ"۔

ہمارے نبی ﷺ نے آخری وصیت یہ کی تھی کہ: "یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو"۔ یہ ان کفار کے بارے میں تھی جو نسلاً عرب تھے، یہاں کے اصلی باشندے تھے، نسل در نسل یہاں رہتے ہوئے چلے آرہے تھے، جب کہ اسلام کے بغیر ان کے وجود کو برداشت نہیں کیا گیا تو یہ کس طرح روا ہوسکتا ہے کہ دارالکفر والشرک میں رہنے والے نجس وناپاک اور غلیظ مشرکوں کو یہاں دعوت دے کر بلایا جائے؟ جب جزیرۃ العرب کے دور دراز غیر اہم گوشوں میں ان کو رہنے کی اجازت نہیں، حرمین شریفین کے قریب ان کو مستقل ٹھکانے کیوں کر فراہم کئے

جاسکتے ہیں؟ چرواہوں کی صورت میں جزیہ ادا کر کے نہیں رہ سکتے تو بدمعاشوں کی طرح مسلمانوں کے خرچ پر کیسے دندنا سکتے ہیں؟۔

کیا ہم اسی دن کے لئے نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں کہ جن جگہوں کو ہمارے مقدس اسلاف رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں قربان کر کے فتح کیا، ان پر ناپاک مشرکین کے قدم پہنچ جائیں؟ اور ہم اپنے گھروں میں بیٹھے تماشہ دیکھتے رہیں؟ جس کعبے کی طرف ہم منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، وہ خطرے میں ہو تو ہمارے سجدوں کی اللہ کے یہاں کیا مقبولیت؟۔ مجھے اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخی جملہ یاد آ رہا ہے جو انہوں نے فتنہ ارتداد کے موقع پر کہا تھا اور جس نے تاریخ کا رخ اور واقعات کا دھارا بدل دیا اور شریعت وملت کو ہزاروں برس کے لئے محفوظ کر دیا: "أَيُنْقَصُ الدِّيْنُ وَأَنَا حَيٌّ؟"۔

آج ہم بھی اس پیغام کو اپنی لوحِ قلب پر نقش کر کے یہ عہد کرتے ہیں کہ حرمین شریفین کے تقدس کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے میں کوئی دریغ نہیں کریں گے، اگر وقت نے ہم سے خون مانگا، ہم وقت کا دامن بھر دیں گے:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حرمین شریفین کی تاریخی حیثیت اور اُس کا مقام

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ وَالْجَبِیْنِ الْاَنْوَرِ ... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ"۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ". اَوْکَمَاقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم پاسبان ہیں اس کے، وہ پاسباں ہمارا

رفیقانِ ہم سفر و صاحبانِ علم و ہنر، میرے آفتاب و مہتاب، اصحاب قلم و کتاب، میرے چشم و بصر اس محفل کے مشک و عنبر خصوصاً میرے مربّی اساتذۂ کرام اور دیگر ضیوف کرام!

آج کی اس پُروقار اور پُر رونق محفل، مہتاب ترنّم کے پُرسرور نغموں سے معمور، نویدِ سحر کی پُرنور فضا، قلندرانِ امت کی حرکات سے بھرپور مجلس اور طرزِ تخاطب کے اس راز و رموز سے باخبر اس میدانِ کارزار کے شہسواروں کی گھن گرج سے مغرور اور اس پُرکیف ماحول میں طرزِ تکلم اور سلیقۂ گویائی سے نابلد ناداں، جس موضوع کا بارگراں اپنے ناتواں کندھوں پہ اٹھانے جارہا ہوں، وہ ہے "حرمین شریفین کی تاریخی حیثیت اور اس کا مقام" بارگاہِ صمدیت میں التجا کرتا ہوں کہ رب غفور مجھے اور ہر طالب علم کو صدائے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اربابِ علم ودانش وسخن شناسانِ محفل! عنوان کے دو پہلو ہیں:

(۱) حرمین شریفین کی تاریخی حیثیت (۲) اور اس کا مقام

تو سب سے پہلے میں دوسرے پہلو پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔

میرے محترم سامعین! شعائر اللہ کی تعظیم ہمارے دین کا جزء ہے، ارشادِ ربانی ہے: "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "اَعْظَمُ شَعَآئِرِ الدِّيْنِ اَرْبَعٌ" دین کے بڑے شعائر چار ہیں: ۱..... کلام اللہ ۲..... رسول اللہ (ﷺ) ۳..... صلوۃ اللہ ۴..... بیت اللہ "لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ" اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

عزیزانِ من! کعبہ کا مقام ومرتبہ بہت اونچا ہے، خود رب کعبہ نے کعبۃ اللہ کے مقام اور مرتبہ کو یوں بیان فرمایا: "اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا" "ربِّ کائنات نے کبھی کعبۃ اللہ کا مقام اور مرتبہ یوں بیان فرمایا" وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" "کبھی مالک لم یزل نے یوں فرمایا:" وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ" کعبۃ اللہ کے مرتبہ اور مقام کو میرے محبوب آمنہ کے لال محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے یوں عیاں کیا: "مَا اَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّكِ اِلَيَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِيْ اَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ"۔ میرے آقا ﷺ کے یارِ غار ومزار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں:

كل امرئ مصبح فى اهله
والموت ادنى من شراك نعله

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پکار اٹھے:

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَ حَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَّ جَلِيْلُ

وَهٰذَا أَزْدَنُ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِیْ شَامَةٌ وَ طُفَيْلُ

اب آیئے! ذرا آپ کو مدینہ کی طرف لے چلتا ہوں:

امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ صحیح بخاری میں فضائل مدینہ کے عنوان سے باب قائم کرکے یوں احادیث ذکر کرتے ہیں کہ ایمان مدینہ کی طرف سمٹ کر جائے گا: ''اِنَّمَا الْاِيْمَانُ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا'' ۔ مدینہ میں دجال داخل نہیں ہوسکتا: ''لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَالدَّجَّالُ'' ۔ اس کے دروازوں پر فرشتوں کا پہرہ ہے ''لَيْسَ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَآئِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرِسُوْنَهَا '' خلاق عالم کو وہاں پر کافروں اور منافقوں کا وجود گوارا نہیں: ''ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلٰثَةَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ '' مدینہ کی مٹی میں شفاء ہے: ''فَاِنَّ فِیْ غُبَارِ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ '' مدینہ کی دھرتی پر جنت اتاری گئی ہے ''مَابَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ '' تب ہی تو مدینہ طیبہ کی شان و منزلت، مقام وحرمت کو دیکھ کر جمہور ائمہ کرام رحمہم اللہ نے مدینہ منورہ کی گھاس کاٹنے اور وہاں شکار کرنے کے عدم جواز پر استدلال کیا: ''وَاحْتَجَّ بِهِ الزُّهْرِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَمَالِكٌ وَاِسْحَاقُ وَقَالُوْا اَلْمَدِيْنَةُ لَمَّاحُرِّمَ فَلَا يَجُوْزُ قَطْعُ شَجَرِهَا وَاَخْذُ صَيْدِهَا'' ۔

عقائد علماءِ دیوبند ''اَلْمُهَنَّدُ عَلَى الْمُفَنَّدِ '' میں موجود ہے کہ جس دھرتی پر نبی ﷺ کا وجود لگا ہوا ہے، جسم نبوت مس ہے، وہ فضیلت و مقام میں عرشِ بریں سے برتر ہے، کسی کو یہ سمجھنے میں دشواری ہو تو اس فلسفہ اور مضمون کو شیخ سعدیؒ یوں سمجھاتے ہیں:

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

عزیزانِ من! اب تصویر کا دوسرا رُخ حرمین شریفین کی تاریخی حیثیت: حرمین شریفین کرۂ ارض پر وہ مقدس مقامات ہیں، جن کو مالک لم یزل نے جبین نیاز رکھ کر اظہارِ عجز کے لئے تعمیر کروایا۔

جنابِ من! تاریخ عالم پر نظر دوڑاتے ہیں تو "إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ" کی قرآنی خبر ہمیں بتاتی ہے کہ سب سے پہلے سرزمین پر کعبۃ اللہ کی تعمیر ہوئی، اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوال کر کے اپنے محبوب قائد سرور کونین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں: "أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا" آقا ﷺ کی طرف سے جواب آیا "المسجد الحرام" یعنی سب سے پہلے مسجد حرام کی تعمیر ہوئی۔

ربّ لم یزل سے دعا ہے کہ ربّ لم یزل ہم سب کو مسجد حرام کی زیارت نصیب فرمائیں۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مقامِ حرمین شریفین اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ،

اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَدَعَا لَھَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَرَّمَ اِبْرَاھِیْمُ مَکَّۃَ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

میرے انتہائی قابلِ صد احترام اساتذہ کرام اور معزز ساتھیو!

آج میں آپ حضرات کے سامنے ''مقامِ حرمین اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری'' پر چند معروضات پیش کروں گا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مجھے حق سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

عزیزانِ محترم! مقامِ حرمین کا اندازہ تو اس بات سے اچھی طرح لگایا جاسکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ایک حرم کو اپنے گھر کا مقام عطا کیا ہے تو دوسرے کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے لئے منتخب کیا ہے۔ ایک کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے لئے تو دوسرے حرم کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کے لئے منتخب کیا، ایک حرم کو کلام کے نزول کے لئے تو دوسرے حرم کو نزول بمعیت اشاعت کے لئے چن لیا، ایک حرم کی طرف اپنے خلیل کو ہجرت کا حکم دیا تو دوسرے کی طرف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم دیا، ایک حرم کو بیت اللہ سے اعزاز بخشا تو دوسرے کو روضۂ رسول اللہ ﷺ سے اعزاز بخشا، ایک حرم کو

حج جیسی عبادت سے سعادت ملی تو دوسرے کو خاتم الرسل ﷺ کی خلافت سے سعادت ملی، حتیٰ کہ اگر ایک حرم میں آبِ زم زم کا چشمہ جاری ہوا تو دوسرے حرم سے فیضِ محمد کا چشمہ جاری ہوا، ایک حرم سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یار عطاء کئے تو دوسرے حرم سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار عطاء کئے، ایک کو دارالامن کے نام سے موسوم کیا تو دوسرے کو دارالایمان کے نام سے موسوم کیا، ایک حرم کو دین کی دعوت کے لئے تو دوسرے حرم کو دین کی دعوت کے لئے منتخب کیا۔

عزیزانِ محترم! بات حرمین کے مقام کی ہے، اگر حرم مکہ کا مقام دیکھنا چاہتے ہو تو عرش والے سے پوچھو جو عرش پر مستوی رہ کر فرش کے کسی مقام کی اگر قسم اٹھاتا ہے تو وہ مقام حرم مکہ ہے، فرمایا: "لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ" فرمایا: "وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ" وہ عرش والا فرش کے کسی مقام کو دارالامن کہتا ہے تو وہ حرم مکہ ہی ہے: "وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً" اور "أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَماً اٰمِناً" اور "أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً اٰمِناً" اگر رب نے کسی مقام کو اگر حرمت عطاء کی ہے تو وہ مقام حرم مکہ ہے: "جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ" اور "وَلَآ آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَاناً"۔

یہ وہی حرم تو ہے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے "وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ"۔ حرم مکہ کی حرمت تو دیکھئے! رب کیا اعلان کرتا ہے: "إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا" کوئی ناپاک عقیدے والا اس حرم پاک کے قریب بھی نہ آئے۔

عزیزانِ محترم! بات حرمین کے مقام کی ہے، حرم مدینہ کو بھی عرش والے نے

مقام عطا کرکے اس کو اپنے حبیب ﷺ کا مسکن اور غلبۂ اسلام کا مرکز ٹھہرایا تو پھر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حرم مدینہ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا: "مَدِینَتِیْ هٰذَا" "یہ میرا شہر ہے، فرمایا: "رَأَیْتُ کَأَنِّیْ فِیْ دِرْعٍ حَصِیْنَةٍ" "اسے میں اپنے لئے محفوظ قلعہ سمجھتا ہوں، بلکہ مزید فرمایا: "اَلْمَدِیْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ" اور یہ بھی فرمایا: "مُبَوَّأُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ" "یہ حلال وحرام کا ٹھکانا ہے، صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ مدینہ کی حرمت کے بارے میں فرمایا "حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ کَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِیْمُ مَکَّةَ" "حرم مدینہ کی نسبت آقا ﷺ نے اپنی طرف فرمائی اور فرمایا: "اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْهَا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" "فرمایا: بدعت ایجاد کرنا یا بدعتی کو ٹھکانہ دینا اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور سارے انسانوں کی لعنت کا موجب ہے، مزید فرمایا: "لَا یُقْبَلُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ" "روز قیامت نہ اس کا فرض قبول، نہ نفل۔

عزیزانِ محترم! بات صرف حرم مدینہ کی نہیں، بلکہ اہل مدینہ کے لئے بھی آقا ﷺ نے تحفظ کا اعلان کیا ہے، فرمایا: "مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" "بات صرف زندوں تک نہیں، آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا: جس کو مدینہ کی موت نصیب ہو، میں اس کی شفاعت کروں گا۔

عزیزانِ محترم! سوال یہ پیدا ہوتا ہے، اگر حرمین شریفین کا اتنا بلند مقام ہے تو پھر اگر آج حرمین عدم تحفظ کا شکار ہے تو کیا اس کے تحفظ کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں پر عائد نہیں ہوتی؟ کیا آج کا مسلمان اس بات سے بے خبر ہے؟ آج دین دشمن قوتیں حرمین شریفین کے گرد جو مختلف بہانوں سے گھیراؤ کر چکی ہیں، کیا وہ اس کا تحفظ کریں گے؟ کیا وہ حرمین شریفین کا دفاع کریں گے؟

عزیزانِ محترم! یہی وہ سوال ہے جو ہر مسلمان کے دروازے پر دستک دے رہا ہے، آقا علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال قبل فرمایا: ''أَخْرِجُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ''۔

آج یہود اور یہود کے آلۂ کار مسلح ہو کر حرمین شریفین کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں، تمام اہل ایمان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ متحد ہو کر حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، ورنہ خدا تو پھر اپنے ابابیل جیسی فوج کو استعمال لا کر ستیاناس کر دے گا، لیکن یہ مسلمان روزِ قیامت خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟ آخر میں اتنا ضرور کہوں گا:

ایک ہو مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل سے لے کر تا بخاک کاشغر

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حرمین کی بہار اور کفر کی یلغار

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ   اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ
لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ" وَقَالَ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:
"لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی
الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا ۔ مَلْعُوْنِيْنَ
اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا" ۔ وَقَالَ سَيِّدُ الْحَرَمَيْنِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ" ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ ۔

نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی حج اچھا
مگر باوجود اس کے میں مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں میں جب تک شاہِ بطحا کی حرمت پہ
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

وارثانِ علومِ نبوت اساتذۂ کرام اور طلبہ کرام!

آج کے اس تقریری مقابلہ میں آپ کے سامنے چند جواہراتِ سخن بکھیرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اپنے دامن کو جس موضوع کی مشک و عنبر سے آراستہ کر رہا ہوں، وہ ہے "حرمین کی بہار اور کفر کی یلغار"۔

سامعینِ ذی وقار! اگر آپ سرسری طور پر چہار دانگ عالم پہ ایک نظر ڈالیں تو روئے کائنات پر بسنے والا ہر کلمہ گو مسلمان طاغوتی قوتوں کے قید و بند سے دوچار نظر آتا ہے، ہر ایک مسلمان کے گرد حلقۂ دجل انتہائی تنگ ہوتا نظر آتا ہے، حتیٰ کہ مکر و فریب

کے اس کو گراں سے حرمین شریفین کا تقدس بھی پامال کرنے کی سازشیں فلک بوس ہوتی نظر آتی ہیں، یوں تو روئے زمین پر بہت سے شہر اور عمارتیں قابلِ تحسین و قابلِ احترام ہیں، لیکن میں جس شہر اور عمارت کی بات کر رہا ہوں، وہ ایسی جگہ اور عمارت ہے جو ''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکاً وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ '' کے انوارات سے مزین ہے،، تو ایسی جگہ اور عمارت ہے جو ''مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِناً '' کے زیور سے آراستہ کی گئی، وہ تو ایسی جدہ اور عمارت ہے، جس کے بارے میں سید الکونین ﷺ فرماتے ہیں: ''اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ '' وہ تو ایسا شہر اور عمارت ہے، جسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر امام الحرمین والثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''مَا اَطْیَبَکَ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّکَ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکَ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکَ '' جس کے گل و گلزار کی بہار کو صدیاں بیت چکی ہیں، جس کے انوارات و تجلیات زمانے کے حدود سے تجاوز کر چکے ہیں، جس کی رحمت و اطمینان کے رواں بادل تشنگانِ محبت کو سیراب کرتے ہوئے عرصۂ کائنات پر سبقت لے جاتے ہوئے جو راہروانِ محبت کو وہ تسکین و محبت فراہم کرتا ہے کہ ایک صاحبِ قلب پکار کر کہتا ہے: جُعِلَ الْبَیْتُ مَثَابًا لَّھُمْ لَیْسَ مِنْھُمُ الدَّھْرَ یَقْضُوْنَ الدَّھْرَ.

پھر میں کیوں نہ کہوں:

جسے دیکھنے کو سارا جہاں آ گیا ہے
وہ مکہ کی وادی وہ مکان آ گیا ہے
جہاں اترتی تجلی ہے دیکھی جہاں نے
وہی مرکز حرم عشق و جاں آ گیا ہے

عزیزانِ من! میں نے آغاز گفتگو میں اعتراف حقیقت کیا تھا کہ کائنات میں

بہت سے مقامات قابلِ وقار وافتخار ہیں، لیکن جن مقامات کے حسن وشان کے زمزمے چشم فلک نے پھوٹتے دیکھے ہیں، وہ ایک تو مکہ کی پرسرور پرنور وادی ہے اور دوسری مدینہ طیبہ کی وہ حسین خاک شاہکار ہے جو عاشقانِ حق کے لئے سامان راحت ہے جو مریضانِ دل کے لئے تریاقِ رحمت وشفاہے، جس خاک بے بہا کا ایک ایک ذرہ عاشقانِ محبت کی چشم تر کا سرمۂ نور ہے، جس کی کہکشاں رحمت کا یہ عالم ہے کہ حضرت سید الاولین والآخرین ﷺ فرماتے ہیں: "اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ" جو اس قدر اطیب و اشرف ہے کہ امام کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ: "اِنَّ اللّٰهَ سَمّٰى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ" جو اس قدر مطہر بن جاتا ہے کہ میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں: "وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ يَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ"

جی ہاں! میں اس مدینہ طیبہ کے گلوں کی مشک وغیرہ مہکار ہا ہوں، جس میں الہیانِ ارض وسماں کی گراں قدر امانت استراحت فرما ہے، جس میں اہلِ کونین کا یکتا خزانہ پنہاں ہے، جس کے بارے میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحبِ عشق ووفا پکار کر کہتا ہے:

لَا طِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ
طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمِ

یعنی دنیائے مشک وعنبر کی ساری خوشبو جمع کرلو، وہ اس خاک پرنور کے ذرے کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتی جو خاک جسدِ نبوت کو مَس کئے ہوئے ہے، اسی خاکِ معنبر کو دیکھ کر سیدۃ النساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَاذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ
اَنْ لَّا يَشَمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

آج دنیا مغرب کے برپا کردہ فتنۂ ڈالر پر مرتی ہے، لیکن ایک صاحبِ بصیرت

پکار کر کہتا ہے:

وہ ہند ہو یا پاک ہو اے دخترِ مشرق!
آئے گا انہیں راس نہ مغرب کا قرینہ
افرنگ میں کُل بھر اس کو بتا لے
حاصل ہو کسی طرح جو خاکِ مدینہ

اربابِ علم وحکمت! اگر آپ گردشِ زمانہ کے بدلتے حالات پر نگاہِ بصیرت ڈالیں تو بلادِ عرب اسلامی ممالک کے اندر مغرب وطاغوت اپنی ناپاک سازشیں اور عزائم لے کر جہاں مادی ذخائر پر دست درازی چاہتا ہے، وہاں اہلِ ایمان کے ماویٰ وملجا جائے پناہ حرمین شریفین کے تقدس کو بھی پامال کرنا چاہتا ہے۔ لیکن شاید ان کی عقلِ خام سے یہ بات نکل گئی ہے کہ میرے آقا سرورِ کائنات ﷺ نے انہیں مقدس مقامات کی بقاء میں اس امت کی بقاءِ حیات کا سامان رکھا ہے: "لَاتَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بِخَيْرٍ مَاعَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَاِذَا ضَيَّعُوْا ذٰلِكَ هَلَكُوْا "جی ہاں! حرمتِ حرمین کو پامال کرنے والا یہ دجالی لشکر شاید میرے آقا ﷺ کے اس فرمان کو فراموش کر چکا ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ کفریہ طاقتیں جہاں جمع ہو کر "اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ" کا عملی مظاہرہ کر رہی ہیں، وہاں امتِ مسلمہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مغرب وطاغوت کے ایوانوں کو پاش پاش کر کے دنیائے کفر کو یہ باور کرا دے:

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ حرم کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسمِ سیاست کا فسوں
فقط اک نامِ محمدؐ سے محبت کی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تقلید کی شرعی حیثیت

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "فَسْــئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" و قال النبی ﷺ اِنَّمَا شِفَاءُ الْعَيِّ السُّؤَالُ ۔صدق اللہ العظیم

قابل صد احترام، اساتذہ کرام، قابل صد تکریم اماکن بعیدہ سے بزم آراء ہونے والے علماء عظام ومہمانان گرامی اور میرے ہمدم وہمقدم ساتھیوں اور بزم شاعر زبانی شہیدؒ کے چہکتے عندلیبو! آج کی اس پروقار بزم میں بندہ جس موضوع وعنوان پر اپنے بکھرے خیالات کا گرواٹانا چاہتا ہے وہ ہے: "تقلید کی شرعی حیثیت"

گرامی قدر سامعین! آج کے اس پرفتن دور میں الحادوزندقہ، بددینی و بے دینی کی کوکھ سے جنم لینے والے فتنوں کی فہرست بہت طویل ہے مگر انکارختم نبوت سے لیکر دعوائے مہدویت تک تمام فتنوں کی جڑ اور بیخ ایک ہی چیز ہے جو آزادی خیال، آزادی رائے، آزادی فکر اور مذہبی آزادی وغیرہ جیسے پرکشش عنوانات سے معنون ہے۔

محترم سامعین! برصغیر میں انگریز نے قدم رکھتے ہی الحادوزندقہ کی اشاعت، مذہب سے بے گانہ اور دین وایمان سے تہی دامن کرنے کیلئے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ آزادئ افکار اور حریت فہم وخیال کا حق استعمال کرتے ہوئے اپنے سلف سے بیزاری کا اظہار کرو، اکابر سے بے اعتباری کا اعلان کرو اور خود ہی قرآن وحدیث پڑھ کر اتباع زعم خویش کرو۔ اس سے تمہیں مذہبی آزادی اور حریت فکر کا حق مل جائیگا، یوں انگریز کے دور سے عدم تقلید کا فتنہ شروع ہوا آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ میرے ہم کتب ساتھیو سب سے پہلے میں نے اجماع وقیاس احکام شرعیہ کا مرجع اول قرآن کریم کھولا تو قرآن نے مجھے فقہاء کی تقلید کا وجوب صیغۂ امر سے سمجھایا فرمایا:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ" یہ "اُولِي الْاَمْرِ"

کون ہیں؟ آیئے رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے دروازے پر دستک دیتے ہیں "قال ابن عباس اُولُو الْاَمْرِ هُمُ الْفُقَهَاء "قرآن کریم کے صفحات پلٹنے لگا ایک اور جگہ قرآن مجھے تقلید کا وجوب صیغۂ امر کے ساتھ سمجھاتا نظر آیا کہ مجتہد عالم سے پوچھ کر ان کی تقلید کیا کرو "فَاسْـــئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ "میں نے کہا اے قرآن! تو مجھے وجوب تقلید کا فلسفہ تو بتا؟ تو قرآن کہنے لگا کہ سب میں صلاحیت اجتہاد "وتـفـقـه فـي الدين" نہیں ہوتی اس لئے اہل اجتہاد مسائل بتائیں غیر مجتہدان کی تقلید کریں "فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَـةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ" ۔

علماءِ امت وطلباءِ گرامی! اس کے بعد میں نے مسائل شرعیہ کا مرجع ثانی احادیث نبویہ کے اوراق پلٹے تو آپ ﷺ ترک تقلید پر بددعا کرتے نظر آئے فرمایا: "قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰـه اَوَلَمْ يَكُنْ بِشِفَاءِ الْعِيِّ السُّؤَال" خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ یہ بددعا ترک تقلید پر ہے جو کہ فرض ہے "لِاَنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ فَكَانَ فَرْضُهُ التَّقْلِيْد"۔

محترم حاضرین! احکام شرعیہ کا سرچشمہ ثالث اجماع ہے سو مسائل اجماعیہ انتہائی کم تعداد میں ہونے کے باوجود مسئلہ وجوب تقلید اجماع سے بھی ثابت ہے اور امام عبدالبرؒ لکھتے ہیں:
"وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ اَنَّ الْعَامَّةَ عَلَيْهَا تَقْلِيْدُ عُلَمَاءِ هَا وَاَنَّهُمُ الْمُرَادُوْنَ بِقَوْلِ الله عزوجل فَلْيَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"۔

میرے ساتھیو! استنباط مسائل واستخراج احکام کا چوتھا ذریعہ قیاس شرعی ہے سو قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے کیونکہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے استنباط احکام کی صلاحیت کارے دارد ہر شخص یہ کام نہیں کرسکتا لہٰذا ہر شخص کو استنباط کا مکلف کرنا تکلیف مالایطاق ہے جو کہ شرعاً ممنوع ومدفوع ہے۔ عالم عرب کے مشہور عالم الدکتور وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں اَلْمَعْقُوْلُ وَهُوَ اَنَّ الْاِجْتِهَادَ مَلَكَةٌ لَا تَحْصُلُ اِلَّا لِنَفَرٍ قَلِيْلٍ مِّنَ النَّاسِ فَاِذَا كُلِّفَ

بِهَا جَمِيْعَ النَّاسِ كَانَ تَكْلِيْفًا بِمَا لَا يُطَاقُ وَهُوَ مَمْنُوْعٌ عَلَيْهَا بِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا. (الآية).

میرے ہم مشن ساتھیو! وجوب تقلید کو دلائل اربعہ سے پائے ثبوت تک پہنچانے کے بعد آیئے ذرا اب تقلید شخصی کے بارے میں حقائق کی دنیا میں جھانکتے ہیں۔ سوابن جریرؒ کی روایت ہے کہ تقلید شخصی ترک کرنے پر حضرت عمرؓ نے کوڑے مارے تھے "جَاءَ رَجُلَانِ اِلَى عُمَرَ وَسَأَلَا عَنْ قَتْلِ ظَبْيٍ فِي الْحَرَمِ خَطَأً فَأَمَرَهُمَا بِذَبْحِ شَاةٍ وَالْتَفَتَ اِلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَرَجَعَا وَهُمَا يَشُكَّانِ فِي الْمَسْئَلَةِ فَذَبَحَا بَقَرَةً فَلَمَّا بَلَغَ عُمَرُ عَلَاهُمَا بِالدُّرَّةِ وَقَالَ تَقْتُلُوْنَ فِي الْحَرَمِ وَتُحَمِّقُوْنَ الْمُفْتِي.

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ اہل مدینہ نے زیدؓ کی تقلید کرنے کے بعد ابن عباسؓ کی تقلید سے انکار کر دیا اور فرمایا "لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالُوْا لَا نُبَالِي اَفْتَيْتَنَا اَوْ لَمْ تُفْتِنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَقُوْلُ لَا تَنْفِرُ" عقل و قیاس کی رو سے بھی تقلید شخصی ضروری ہے کیونکہ متعدد مجتہدین کی طبیعت آزادی اور سہولت پسندی پیدا کر دیتی ہے جو احکام دینیہ میں لاابالی پن ضلالت، ہوا پرستی اور آپس میں تفریق کا ذریعہ بنتی ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

بنابریں تقلید شخصی کا وجوب شرعی بھی ہے عقلی و قیاسی بھی اس لئے مجھے کہنے دیجئے۔

قرآن وحدیث اجماع وقیاس سے
چاروں دلائل مجاہد تقلید کا منکر ناری ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عصرِ حاضر میں تقلید کی اہمیت وضرورت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" وقال عليه السلام "مَنْ اَفْتٰى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ او كما قال عليه السلام. وقال عليه السلام اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ.

میرے واجب الاحترام اساتذہ کرام اور گلستان بنوری کے مہکتے پھولو! عصر حاضر اور اس کی تہذیب کے پیش نظر مجھے دیا گیا موضوع "عصر حاضر میں تقلید کی اہمیت وضرورت" کے عنوان سے معنون ہے خالق لم یزل سے دعا ہے کہ وہ صحیح کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعین محترم!

عصر حاضر اور اس کی تہذیب ظلمتوں میں غرقاب ہے اس کی مادی ترقی میں بظاہر بڑی چمک دمک نظر آتی ہے مگر اس کے جلوے کے پس منظر میں زندگی بڑی کریہہ المنظر ہے یہ بظاہر فردوس منظر معلوم ہوتی ہے مگر اس کی تہہ میں ایسی حشر سامانیاں پنہاں ہیں جو روح اور اخلاق کے لئے تباہ کن ہیں اس لئے ایمان کو مذاق اور مذہب کو کھلونا بنادیا ہے انسان سوائے نفس کی عبودیت سے فارغ نظر نہیں آتا خواتین پرستی اس کا مشغلہ ہے دین الٰہی کی ہروہ بات جو انسان کی مذموم تمناؤں کے درمیان سد سکندری ہے یہ اس کی مخالفت پر تلا ہوا ہے اخلاق پامال ہیں کردار تیرہ وتاریک ماحول میں گم ہیں پھر جب حالات کا دھارا اس رخ پر بہہ رہا ہو، انٹرنیٹ، کمپیوٹر، ٹیلیویژن کے ذریعے انسانیت کو تباہ کیا جارہا ہو انسانوں کو اپنے ہاتھ کا کھلونا سمجھ کر کاٹا جارہا ہو، عزتیں تار تار ہوں، انسانیت کے لہو کے دریا بہہ رہے ہوں، رب کی نافرمانیوں کے سیلاب جاری ہوں، زنا عام ہو، شراب نوشی خوب ہو، خنزیر کو حلال سمجھ کر کھایا جارہا ہو تو آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اپنی عقلوں کو اپنے دین کا امام

اور مقتدا بنالیں خونی ک اندھیروں میں سسکتے زمانے میں دین کے معالمے کے لئے اپنے نفوس کو مشعل راہ بنائیں، کیا ہم اپنا دامن تقلید کے خوشنما پھولوں سے چھڑا کر غیر مقلدیت بلکہ غیر مقلدیت کی تپتی ریت میں برہنہ پا چل سکتے ہیں اس طرح نہیں اور یقیناً اس طرح نہیں ہوسکتا پھر جب حالات یہ ہوں تو پھر ضروری ہے اور اشد ضرورت اس بات کی ہے کہ تقلید کے بستان کی طرف ہم اپنے رخوں کو موڑ کر اس کی مالیوں کے ذریعے ہم اپنے اس دکھی دلوں کی احکامات خداوندی کے خوبصورت دمزین پھولوں کے ذریعے سے بہلائیں تو باغ تقلید میں داخل ہونے سے پہلے اس بات کو بھی لینا انتہائی ضروری ہے کہ شریعت میں تقلید کیا مقام ہے تقلید کسے کہتے ہیں کیا تقلید شریعت سازی کا نام ہے؟ کیا تقلید قرآن وحدیث کی مخالفت کا نام ہے؟ کیا تقلید شخصیت پرستی کا نام ہے یا پھر تقلید کسی اور چیز کا نام ہے؟

تو سامعین محترم!

تقلید کی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن ہمام نے "تیسیر التحریر" اور علامہ ابن نجیم نے "فتح الغفار شرح المنار" میں کچھ یوں ارشاد فرمایا "اَلتَّقْلِیْدُ اَلْعَمَلُ بِقَوْلِ مَنْ لَیْسَ قَوْلُهٗ اِحْدیٰ الْحُجَجِ بِلَاحُجَّةٍ مِّنْهَا"

سامعین محترم!

تقلید کا مقام شریعت میں کیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خالق لم یزل نے بار بار قرآن کریم میں اس کی تاکید کی ہے چنانچہ کہیں پر رب ذوالجلال ارشاد فرماتے ہیں: "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ" کہیں رب کا ارشاد ہوتا ہے: "وَاِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ" کہیں پر رب کا فرمان سنایا جاتا ہے "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" کہیں ارشاد ہوتا ہے "فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ"

سامعین محترم!

صرف قرآن ہی نہیں بلکہ جب ہم گلستان حدیث کی طرف رخ کرتے ہیں تو ہمیں گلستان حدیث تقلید کے معطر پھولوں سے سجادھجانظر آتا ہے چنانچہ کہیں ہمیں حضرت حذیفہؓ یوں خبر دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا: "انـی لا ادری مـا بـقـائـی فیکـم فـاقـتـدوا بـالـذین من بعدی ابی بکر و عمر" کہیں پیغمبر کا یہ قول ہمیں سنایا جاتا ہے کہ "من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ" کہیں بخاری شریف کا یہ قول ہمارے سامنے "ایتموا بی ولیأتم بکم من بعدکم" پھر جب ہم صحابہ کرام کی زندگی کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو یہ صاف روایت ہمارے سامنے آتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا "یا ایھا الناس من ارادان یسأل عن القرآن فلیأت ابی بن کعب ومن ارادان یسأل عن الفرائض فلیأت زید بن ثابت ومن ارادان یسأل عن الفقہ فلیأت معاذ بن جبل اور کہیں مسدد کی یہ روایت ہماری نظروں کو اچک لیتے ہیں کہ عبدالرحمٰن، محمد بن سیرین جیسے بڑے محدث اور معبر حضرت عمر کی اقتداء کرتے ہوئے فقط اتنا فرماتے ہیں "کان عمر بن خطاب یکرمہ" کہیں صدیق اکبر اقتداء کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، کہیں فاروق اعظم حضرت علیؓ کی اقتداء کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، کہیں ابن عمر انصاری کی اقتداء کرتے ہوئے نظر آتے ہیں غرض یہ کہ تمام کے تمام صحابہ تقلید کے قائل تھے اور ایک دوسرے کی اقتداء اور تقلید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں نہ وہ کوئی دلیل مانگتے ہیں نہ کسی حجت اور دلیل کی ضرورت تھی نہ کچھ اور لیکن افسوس کہ اس پرفتن دور میں ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں ایسے لوگ ملتے ہیں جو تقلید کو کفر و شرک تک کہہ دیتے ہیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ اگر تقلید جائز ہے تو پھر ہماری تقلید کی جائے تو میں ذرا ان نااہلوں کو یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مقتداوہ لوگ تھے جن کے بارے میں عبداللہ بن مالکؒ جیسے محدث کہتے ہیں "الـقـلـزان البلاذوعـن علیھـا امـام الـمـسـلـمـین ابو حنیفۃ الحذاء" ان لوگوں کی جاتی ہے کہ جن کے ناموں کو سن کر بیماریاں ختم

ہو جایا کرتی ہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا علامہ کمال الدین حیاۃ الحیوان کے اندر۔

الا کلُّ من لا یقتدی بائمة

فقسمته ضیزی عن الحق خارجه

فخذهم عبیدالله عروة قاسم

سعید ابوبکر سلیمان خارجه

ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اِنَّ هٰذِهِ الْاَشْعَارَ مُشْتَمِلَةٌ عَلٰی اَسْمَاءِ الْفُقَهَاءِ السَّبْع"

آخر میں ایک مرتبہ پھر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تقلید اور فقہ یہ ضروری ہیں اور باعث عزت واکرام۔

اِذَا مَا اعْتَزَّ ذُوْ عِلْمٍ بِعِلْمٍ

فَعِلْمُ الْفِقْهِ اَوْلٰی بِاعْتِزَازٍ

فَكَمْ طِيْبٍ يَفُوْحُ وَلَا كَمِسْكٍ

وَكَمْ طَيْرٍ يَطِيْرُ وَلَا كَبَازٍ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تقلید کی عقلی اور نقلی اہمیت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی .....

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ ساتھیو!

آج کی اس بزم میں آپ حضرات کے سامنے "تقلید کی عقلی اور نقلی اہمیت اور تقلید کن مسائل میں جائز ہے اور کن میں نہیں" اس پر اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ حق بات کہنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعینِ محترم! اس بات سے کبھی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ کی اطاعت کی جائے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے قول وفعل سے احکامِ الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے کہ کونسی چیز حلال اور کونسی حرام ہے؟ کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے؟ تو ان تمام معاملات میں خالصۃً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی ہے، لہٰذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف اور صرف قرآن وسنت کی اطاعت کرے۔

اب آیئے! ذرا تقلید کے معنیٰ کو دیکھتے ہیں:

علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ اور علامہ ابن نُجیم رحمہ اللہ اس کا معنیٰ یوں بیان کرتے ہیں:

"اَلتَّقْلِیْدُ اَلْعَمَلُ بِقَوْلِ مَنْ لَیْسَ قَوْلُہٗ اِحْدَی الْحُجَجِ بِلَاحُجَّۃٍ مِنْھَا" ۔اس

عبارت میں یہ بتایا گیا کہ جس شخص کا قول مآخذ شریعت میں سے نہ ہو، بلکہ مآخذ شریعت سے مستنبط ہو، اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بے غیر عمل کر لینا، یہ تقلید ہے۔

تقلید کی عقلی اہمیت یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں کچھ احکام تو بالکل ظاہر ہیں، ہر ذی شعور ان کی سمجھ رکھتا ہے، جیسے کہ قرآن کریم میں آتا ہے: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ" اور جیسے کہ دوسری آیت: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ"۔

اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ ہر بندہ ان کو نہیں سمجھ سکتا اور ہر آدمی عقل سے رائے نہیں دے سکتا، جیسے کہ قرآن میں آتا ہے: "وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ" اس آیت میں "قُرُوْٓءٍ" ذو معنیین لفظ ہے، اب علماء اور فقہاء کا کام ہے کہ وہ ان میں سے کس کو اولی اور کس کو غیر اولی قرار دیتے ہیں۔ اور جیسے کہ ایک حدیث میں آتا ہے: "مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ لَّهٗ" اور اس کے برعکس دوسری حدیث میں آتا ہے: "لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ"۔

تو بہر حال ان چند احادیث کو دیکھ کر ہر عقلمند یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ ان احادیث اور قرآنی آیات کو سمجھنے کے لئے ایک مخصوص طبقہ ہو جو ان احادیث کا صحیح محمل متعین کرے، دیگر آثار اور قرآنی آیات سے استدلال کرے۔

اور اب ذرا یہ دیکھتے ہیں کہ تقلید کن مسائل میں ہوتی ہے اور کن میں نہیں ہوتی۔

تو اس کے بارے میں ہمارے اسلاف میں سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں کہ شریعت کے مسائل تین قسم کے ہیں۔

اول: وہ ہیں جن میں نصوص متعارض ہیں۔

دوم: وہ ہیں جن میں نصوص تو متعارض نہیں ہیں، مگر وجوہ اور معانی متعددہ کا احتمال رکھتی ہیں۔

سوم: وہ ہیں جن میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ ان میں ایک ہی معنیٰ ہو سکتے ہیں۔

پس قسم اول میں رفع تعارض کے لئے مجتہد کو اجتہاد کی اور غیر مجتہد کو تقلید کی ضرورت ہوگی اور قسم ثانی ظنی الدلالۃ کہلاتی ہے، اس میں تعیین احد الاحتمالات کے لئے بھی اجتہاد اور تقلید کی حاجت ہوگی اور قسم ثالث قطعی الدلالۃ کہلاتی ہیں، ان میں ہم بھی نہ اجتہاد اور تقلید کو نا جائز سمجھتے ہیں۔

پھر تقلید کی دو صورتیں ہیں:

پہلی قسم: یہ ہے کہ کسی مسئلے میں ایک عالم کی رائے اختیار کی جائے اور دوسرے مسئلے میں دوسرے عالم کا قول اختیار کیا جائے، اس کو تقلیدِ غیر شخصی اور مطلق کہتے ہیں اور

دوسری قسم: یہ ہے کہ پورے مسائل میں ایک ہی عالم کی رائے اختیار کی جائے، اس کو تقلید شخصی کہتے ہیں۔

اب ذرا اس پر غور کرنا چاہئے کہ تقلیدِ غیر شخصی اور شخصی قرآن وحدیث میں موجود ہے یا نہیں؟ تو بالکل تقلید کی دونوں قسمیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں:

پہلی مثال اور دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" تو اس میں ایک تفسیر کے مطابق حکام مراد ہیں، دوسری تفسیر یہ ہے کہ فقہاء وعلماء مراد ہیں اور یہی تفسیر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ''قول ہے اور اسی کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیٰ قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح دوسری آیت میں ہے: ''وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيْلًا''۔

اس کا پس منظر تو آپ حضرات جانتے ہیں، اس میں ایک نکتہ کی بات جو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ: ''فَثَبَتَ أَنَّ الْاِسْتِنْبَاطَ حُجَّةٌ وَالْقِيَاسُ إِمَّا اِسْتِنْبَاطٌ أَوْ دَاخِلٌ فِيْهِ فَوَجَبَ أَنْ يَّكُوْنَ حُجَّةً'' اور حدیث میں تقلید غیر شخصی کی ایک مثال یہ ہے کہ: ''عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَا أَدْرِيْ بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ'' تو دیکھئے اس حدیث میں اقتداء کا لفظ آیا ہے، اقتداء اور قدوہ کے معنی ہوتے ہیں اپنے سے پہلے بزرگوں کی اتباع کرنا اور اسی کا نام تو تقلید ہے۔

اور تقلید شخصی بھی عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں موجود تھی، جیسے کہ صحیح بخاری کی ایک روایت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''إِنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ'' یعنی وہ عورت گھر واپس چلی جائے، جبکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وہ عورت واپس نہ جائے، بلکہ ٹھہری رہے تو وہ کہنے لگے: ''لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَلَا نَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ''

بہر حال حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

دین وعمل سے دوری کا نتیجہ

الحمدلله و کفٰی وسلام علیٰ عباده الذین اصطفٰی اما بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فقال تبارک وتعالٰی فی القرآن الکریم : "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ"

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

سامعین محترم! ایک وقت تھا کہ جب قوموں کے نشیب وفراز کی داستانیں اسلامی قیادت کی نقل وحرکت پر مرتب ہوتی تھیں اعزاز واکرام برتری وبہتری فوقیت وفضیلت ہمت وجرأت کے سارے تمغے اسلامی سیادت ہی کو زیبا تھے اسلام کا سفینہ قوت وغلبہ کی ہواؤں کے دوش پر فتنوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جب صدیق وعمرؓ جیسے خلیفہ روئے زمین پر حکمران تھے جب حیدر کرارؓ خالد وایوبی جیسے جرنیل اس چمن کے نگہبان تھے تو کفر کی چٹانیں ان کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور تھیں مگر اچانک ان ہواؤں کا رخ کیوں بدل گیا حوادثات کے تھپیڑوں نے اس کے بادبان کو کیوں چھلنی کر کے رکھ دیا، ہمارا ماضی حال کا فسانہ کیوں بن گیا، بدنظمی وبے چینی رسوائی ومقہوریت ہمارا مقدر کیوں بن گئیں تو غور کی نگاموں کو کھول کر گوش وہوش سے یہ بات سن لو کہ اس وقت آسانی تعلیم ہمارا مضبوط اینڈھن تھی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ

ایمان وعمل سیرت وکردار اس کی شرط تھی۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ
مقہوریت ومغلوبیت کی راہ میں فکری ونظریاتی استحکام حائل تھا۔
وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.
اجتماعیت واتحاد ہماری رفعتوں کا راز جاودانی تھا۔
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا.
ہمارا صبر واستقامت امانت ودیانت زہد و ورع عام تھا تو نصرت ورفاقت ہمارے قدم چومتی تھی۔
بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ.

لیکن جب ہم نے قرآن سے، اجتماعیت واتحاد سے، صبر واستقامت سے ایمان و عمل سے، روگردانی کی تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے اقبال کا ستارہ گردش میں آ گیا، کفر کے پندار سے اٹھنے والے دھویں نے قلت کی قوت کو بکھیر دیا، ہلاکو خان نے خلافت عباسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی گلستان اندلس سے ہماری عظمتوں کے نشان مٹ گئے اور آج جب ہم دین سے کورے ہو گئے تو تاریخ نے بھی اپنے اوراق کو پلٹا تو پھر یہ ہوا۔
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ.
گھر اجڑ گئے، عورتیں بیوہ، بچے ذبح ہو گئے پھر کیا ہوا
وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ.
مسجدیں ویران ہو گئیں تو اجڑے ہوئے منبر ومحراب سے خاموش ہائے نکلی۔

حَتَّى الْمَحَارِيْبُ تَبْكِيْ وَهِيَ جَامِدَةٌ
حَتَّى الْمَنَابِرُ تَبْكِيْ وَهِيَ عِيْدَانٌ
عَلٰى دِيَارٍ مِنَ الْإِسْلَامِ خَالِيَةٍ
قَدْ اَقْفَرَتْ وَلَهَا بِالْكُفْرِ عِمْرَانٌ

میرے دوستو! آج ہم نے دین سے بیزاری اور عمل سے بغاوت کا اعلان کیا اور مغربی تہذیب

دھرتی کے چڑھتے ہوئے سورج کے پجاری ہے تو قصر نبوت پر رہزنوں نے نقب زنی کی۔

جب بے حسی کا زنگ قلوب پر لگ گیا تو ختم نبوت کی مہر کو چھیڑا گیا جب سنت کا جنازہ ہماری دہلیز سے اٹھا تو شان رسالت پر گستاخیاں ہونے لگیں۔

لیکن خون کے گھونٹ پی کر بن لیں اور فیصلہ کریں کہ کیا سر عام سنت پر خنجر چلانا گستاخی نہیں کیا سنت کو سنت سمجھ کر پس پشت ڈالنا گستاخی نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے تو ہمارے گریبانوں کو جھنجوڑ کر کوئی یہ کیوں نہیں پوچھتا کہ

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر
یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں
تری رہبری کا سوال ہے

میرے دوستو! عقل مندی یہ نہیں کہ ہم حالات کی موافقت کر کے بیٹھ جائیں بلکہ اب وقت ہے اپنی عظمتوں کو تلاش کرنے کا، اب وقت ہے فتنوں کو تہ تیغ کرنے کا، اب وقت ہے امت کا، اپنی خاکستر سے ققنس کی طرح جی اٹھنے کا، اب وقت ہے اس کی مٹی پر آبیاری کرنے کا، اب وقت ہے اس مجروح درخت کے ہرے زخم پر نشتر لگانے کا، آؤ مل کر اس کی آبیاری کریں آؤ مل کر نئے پھولوں کی بہار لائیں، آؤ دین و عمل کو سینے سے چمٹا کر یہ پیغام دیں۔

اُٹھ از سر نو دھر کے حالات بدل ڈال
تدبیر سے تقدیر کے دن رات بدل ڈال
حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا
گرتے ہیں بڑے شوق سے دریا
لیکن کبھی دریا میں سمندر نہیں گرتے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وفاؤں کا صلہ

الحمدلله وحده والصلوة والسلام على من لانبي بعده ،امابعد!اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ "صدق الله العظيم وقال النبى صلى الله عليه وسلم اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ،صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم .

میرے انتہائی قابلِ صد احترام اساتذہ کرام اور میرے ہم کتب طلبہ کرام ساتھیو! آج کی اس محفل میں جس موضوع پر لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں وہ "وفاؤں کا صلہ" کے عنوان سے معنون ہے۔ دعا ہے کہ اللہ مجھے حق سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزانِ محترم! ہماری پاکستانی قوم کی بدقسمتی رہی ہے کہ یہ مملکت پاکستان جو برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی ایمانی قوت اور جذبوں سے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے حاصل کیا جس کیلئے مسلمان ماؤں بہنوں کا لہو آج بھی ہر پاکستانی کی رگوں میں زندگی بن کر دوڑ رہا ہے۔ پاکستان کی آزادی کے بعد اور چند مخلص زعماء کے اس دارِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد ملک کے اقتدار کی لگام کچھ ایسے ناعاقبت اندیشوں کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے جنہوں نے حقیقتاً صدیوں سے کبھی آزادی کی فضاء میں سانس تک نہیں لیا تھا چنانچہ انہوں نے اپنی غلامانہ سوچ، غلامانہ ذہنیت کی بنیاد پر خودانحصاری کے بجائے مغربی سامراج بالخصوص امریکہ کو اپنی اولین ترجیح سمجھ لیا اور قوم کو اپنی مفادات کے زنداں میں اس طرح قید کر لیا کہ قوم خودانحصاری کا سبق تک یاد نہ رکھ سکی اور انہوں نے ہمیشہ ملک اور قوم کے مفادات کو مدنظر رکھنے کے بجائے امریکی مفادات کو مدنظر رکھ کر اپنے فرمانبردار ہونے کا ثبوت دینے کی کوشش کی۔

عزیزانِ محترم! قابلِ غور بات ہے کہ امریکہ نے پاکستان کی ان وفاؤں کا کیا جواب اور صلہ دیا؟ آپ پاکستان کی ۶۴ سالہ تاریخ پر نظر دوڑائیں گے تو آپ کو مکر و فریب کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا۔

عزیزانِ محترم! جب ۱۹۶۵ کا دور تھا پاکستان اور امریکہ کے درمیان (دفاعی معاہدوں سمیت) سیٹو اور سینٹو جیسے معاہدات موجود تھے بھارت نے راتوں رات پاکستان پر

حملہ کیا تو پاکستان کے معاہد ملک امریکہ نے پاکستان کی امداد تو کیا کی بلکہ پاکستان کے دفاعی آلات کے استعمال پر پابندی لگادی اسی طرح اس سے قبل جنگ عظیم دوئم کے بعد امریکہ اور چین کو ایک ٹیبل پر بٹھانے کا کردار پاکستان کی خفیہ سفارتی کوششوں کی بدولت ہی ہوا مگر اس کا صلہ پاکستان کو سقوطِ مشرقی پاکستان کی صورت میں دیا گیا۔

چین اور بھارت جنگ کے دوران پاکستان کو مسئلہ کشمیر کے حل کی یقین دہانی کرا کے تم نے پاکستان کو غیر جانبدار رکھا مگر کشمیری عوام آج تک امریکی منافقت کی آگ میں جل رہے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو پاکستان ہی تھا جس نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا مگر افسوس کہ روسی فوج کے انخلاء کے بعد امریکہ سارا بوجھ پاکستان پر ڈالنے لگا آج بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا سب سے بڑا احاتی ملک پاکستان ہی ہے جس نے اس جنگ میں اپنے پڑوسی اور مسلم بھائی چارگی تک کو قربان کیا مگر اس وفاداری کا صلہ پاکستان کو دہلی اور واشنگٹن ایٹمی معاہدے کی صورت میں دیا گیا، یہی وہ امریکہ ہے جس کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر پاکستانی صدر نے باجوڑ، وزیرستان اور بلوچستان میں بمباریاں کر کے اپنے ملک کی فوج اور عوام کو باہم دست وگریبان کیا مگر آج تک امریکہ کو پاکستان پر اعتماد نہیں آیا اور وقتاً فوقتاً موقع بموقع امریکہ نے پاکستانی حدود پار کر کے باجوڑ اور وزیرستان میں فضائی حملے کیے اور پاکستان کی خودمختاری کو پامال کیا۔

عزیزانِ محترم! ہم نے آج تک ان ناقابلِ اعتبار دوستوں پر بھروسہ کر کے اپنا آدھا ملک گنوادیا آج بھی ہم انہی سے دوستی کی آس لگائے بیٹھے ہیں اور خود کو عالمی سطح پر ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں اپنی ساکھ پوری دنیا میں برقرار رکھنا چاہتے ہیں جبکہ حالت یہ ہے کہ آج ہمارے صدر اور وزیر اعظم کی بھی شک کی بنیاد پر دیگر ممالک میں داخل ہونے سے پہلے جامہ تلاشی کی جاتی ہے یہ دل کہتا ہے کہ نہ کہو مگر پھر بھی کہنا پڑتا ہے۔

نہ تم طعنہ ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مثالی طالبِ علم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

امابعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ" وقال النبی ﷺ لَا یَزَالُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَغْرِسُ فِی ھٰذَا الْاَمْرِ غَرْسًا یَسْتَعْمِلُھُمْ فِی طَاعَتِہٖ او کما قال علیه الصلوٰة والسلام۔

ابھی میں طفلِ مکتب ہوں، نہ واعظ ہوں نہ فرزانہ
صدائیں دل میں گونجی ہیں سناؤں حق کا پروانہ

واجب الاحترام، ذی وقار اساتذہ کرام اور طالب علم بھائیو!

جس عنوان کو لئے احباب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ عنوان ہے "مثالی طالب علم"

سامعین محترم!

مثالی طالب علم بننے کیلئے مثالی طلباء کی صفات وعادات اور اخلاق کو اپنانا ہوگا اب مثالی طالب علم کون ہیں اور ان کی صفات کیا ہیں؟ کیا آکسفورڈ یونیورسٹی کے طلباء مثالی ہیں؟ کیا امریکہ، برطانیہ، لندن اور دیگر مغربی ممالک کے طلباء مثالی ہیں؟ کیا انجینئر نگ، میڈیکل یا سائنس کے طلباء مثالی ہیں؟ نہیں! نہیں! مثالی طلباء تو وہ ہیں جن کو امام الانبیاء نے مثالی کہا محمد رسول اللہ نے فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ کہ جس مسئلہ میں، جس پریشانی میں، جس حالت میں بھی پہلی اسلامی یونیورسٹی اصحاب صفہ کے طلباء کی اتباع کروگے ہدایت پاؤگے، کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب ان مثالی طلباء کی کون سی صفات ایسی ہیں جنہیں اپنا کر مثالی طالب علم بنا جاسکتا ہے وہ ہیں اخلاص نیت، اساتذہ کا احترام، اساتذہ کی خدمت، بری باتوں سے اجتناب، کتب کا احترام اور پڑھے ہوئے پر عمل کرنا۔

حضرات گرامی! مثالی طالب علم بننے کیلئے سب سے پہلا کام ہے اخلاص ہے یوں تو ہر کام میں اخلاص نیت کا ہونا ضروری ہے لیکن طالب علم جیسے اہم مسئلہ میں تو انتہائی ضروری ہے کہ اس علم کے حصول کا مقصد دنیاوی شہرت، مال ودولت، جاہ وجلال اور عہدہ اور کرسی نہ ہو بلکہ رب اکبر کی رضا مقصود ہو عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں اَلْاَوَّلُ لِلْعِلْمِ نِیَّۃٌ حَسَنَۃٌ علم کیلئے پہلی چیز نیت کا اچھا ہونا رسول اللہ نے فرمایا" اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے جناب محمد رسول اللہ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَجْسَادِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ اور فرمایا جو شخص نیت میں رضا الٰہی کے علاوہ اور نیت کرے اس کے بارے میں رب کہتا ہے تَوَجَّہَہٗ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں اور ایسے شخص کے بارے میں فرمایا: اَنَا بَرِیْءٌ مِّنْہُ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے نیت خالص کرنے والے کے متعلق رب کا اعلان ہے" فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا "اس کی نیت خالص کو رب قبول ہی کرے گا اس کو خوب چمکائے گا، اسے پھیلائے گا۔

سامعین محترم!

مثالی طالب علم کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ اساتذہ کا احترام کرنے والا ہو استاذ تشریف لائے تو اَنْ یَّقُوْمَ کھڑا ہو جائے وَیَبْدَأَ بِالسَّلَامِ سلام میں پہل کرے لَایَجْھَرُ عِنْدَالْاُسْتَاذِ استاد کے سامنے بآواز بلند نہ بولے لَایَسْئَلُ عَنْہُ عِنْدَ اِسْتِکْرَاھِہٖ اور سوال نہ کرے جب استاذ پسند نہ کر رہے ہوں لَایَجْلِسُ مَقْعَدَالْاُسْتَاذِ استاد کی جگہ نہ بیٹھے۔

مثالی طالب علم کی تیسری صفت ہے بری باتوں سے اجتناب۔ لِلطَّالِبِ اَنْ یُّنَقِّحَ الْقَلْبَ مِنَ الْقَاذُوْرَاتِ طالب علم اپنے کو گندگی سے پاک کرے فَیَتَیَسَّرُ عَلٰی حُصُوْلِ الْعِلْمِ تو وہ علم حاصل کر سکے گا۔ ابن جماعہ فرماتے ہیں طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ اَنْ یُّنَقِّحَ الْقَلْبَ مِنَ الْغَدْرِ وَالْخِیَانَۃِ وَالْحَسَدِ دھوکہ خیانت اور حسد سے دل کو پاک کرے لَایَدْخُلُ الْعِلْمُ بَیْتًا مَعْنَوِیَّۃً فِیْہِ الْقَاذُوْرَاتُ کَمَا لَایَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ

اَوْتَصَاوِیْر جیسے تصاویر اور کتے کی وجہ سے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ایسا ہی اس معنوی گھر یعنی دل میں علم نہیں آسکتا جس میں خیالات فاسدہ ہوں۔

مثالی طالب علم کیلئے باقی برائیوں سے اجتناب کرتے ہوئے ساتھ ساتھ رزق حرام سے بچتے ہوئے کُلُوْامِنْ طَیِّبٰتِ پر عمل کرنا لازم ہوگا "لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی" کے تقاضے کے مطابق بدکاری سے بچنا ضروری ہوگا یہاں تک کہ "لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ" پر عمل کرتے ہوئے فحش باتوں سے بھی بچنا ضروری ہوگا۔

سامعینِ محترم!

چوتھی چیز جس کو اپنا کر طالب علم مثالی طالب علم بن سکتا ہے وہ ہے کتب کا احترام، ضروری ہے کہ لَایَمَسُّ الْکِتَابَ اِلَّا بِالطَّھَارَۃِ کہ بغیر پاکی کے کتاب کو ہاتھ نہ لگائے لَایَضَعُ شَیْئًا عَلَی الْکِتَابِ کتاب پر کسی چیز کو نہ رکھے اور لَایَتَّکِئُ عَلَی الْکِتَابِ کتاب پر تکیہ نہ لگائے لَایَضَعُ الْکِتَابَ اِلٰی جَانِبِ قَدَمَیْہِ پاؤں کی طرف کتابوں کو نہ رکھے پس جو طالب علم یہ کام کرے وہ مثالی طالب علم ہے ایسا مثالی کہ وَسَیَحْصِلُ الْفَضْلَ عنقریب فضیلت کا مالک ہوگا وَیَکُوْنُ لَہٗ شَانٌ فِی الْعِلْمِ اور علم میں اس کا ایک اعلیٰ مقام و مرتبہ ہوگا۔

پانچویں چیز جو طالب علم کیلئے ضروری ہے اور طالب علم کو مثالی طالب علم بناتی ہے وہ ہے سیکھی ہوئی باتوں پر عمل کرنا ہے، اگر ایک آیت بھی پڑھی ہو تو اس پر بھی عمل کرنا حتی کہ ایک لفظ بھی پڑھا ہو تو اس پر بھی عمل کرنے سے مثالی طالب علم بن سکتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم سکھاتا ہے جو وہ شخص نہیں جانتا یعنی اس پر خاص انعام کرتا ہے حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اَنْ نَعْمَلَ عَلَی الْحَدِیْثِ لِلْحِفْظِ حدیث کو ہم یاد کرنے کیلئے عمل کرتے ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث نہیں لکھی اِلَّا عَمِلْتُ عَلَیْہِ مگر اس پر عمل کر کے، جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی شب ایک جماعت کو دیکھا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں دریافت

کیا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اوروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ رب تعالی ارشاد فرماتے ہیں "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ" اوروں کو نیکی کا حکم کرتے ہو، بھلائی کے رستے پر لاتے ہو، اچھے کام بتلاتے ہو، سیدھی راہ دکھاتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔

میرے دوستو!

ہم نے جو اپنی ماں کی ممتا کو چھوڑا، باپ کی شفقت سے دور ہوئے، عزیز واقارب سے دور ہوئے، راحت و سکون رکھ، چین کو چھوڑا گھروں سے کوسوں دور چلے آئے اپنی مرضیات وخواہشات پر چھریاں چلائیں اور علم کی طلب کیلئے نکلے تو اس طلب علم کو حقیقی طلب بنا کر مثالی طالب علم بننے کا عہد کریں اور سرِ دست طالب علم بننے کیلئے جو صفات ہیں جو عادات ہیں انہیں اپنائیں اور طلب علم میں ہر اس صفت کو اپنی صفت بناؤ ایسی جو صحابہ کرام کی صفات وعادات ہوا کرتی تھیں تب ہم مثالی طالب علم بن سکتے ہیں ورنہ ہماری مشقتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم کو ان صفات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں مثالی طالب علم بن کر مثالی کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تاریخ ادب عربی

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

معزز سامعین کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

آج کی اس پررونق محفل میں آپ حضرات کو تاریخ کے جھروکوں سے ادب عربی کی حسین دنیا کی چند جھلکیاں دکھانا چاہتا ہوں۔

سامعین محترم! کوئی زبان کتنے متفرق ادوار سے گزری مختلف زبانوں میں اسے ادب و شعراء نے کس قدر نظم و نثر کا ذخیرہ دیا اور وہ کون سے اسباب تھے جو اس کی ترقی و تنزل اور تباہی کے باعث بنے؟

یہی وہ بحث ہے جسے ہم اس زبان کے ادب کی تاریخ کہتے ہیں اس ضمن میں اس زبان کے مشہور مصنفین، بلکہ یہ ادباء و شعراء کے حالات کا تذکرہ، ان کی تالیفات، نقد و تبصرہ، نیز بھی ادباء کا فرق جن میں باہمی تاثر اور طرز انشاء و اسلوب نگارش میں ایک دوسرے پر اثر اندازی کا بیان کیا جاتا ہے۔

سامعین محترم! عربی ادب کی تاریخ بیان کرنے سے پہلے میں آپ حضرات کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ کسی بھی زبان کی تاریخ پر اس کے بولنے والوں کے سیاسی، معاشی، اور معاشرتی حالات کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس اعتبار سے عربی کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہم عربی ادب کی تاریخ کو پانچ مختلف ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) زمانہ جاہلیت: یہ دور پانچویں صدی عیسوی کے وسط سے شروع ہوتا ہے جب عدنانیوں نے یمنیوں سے خود مختاری حاصل کی اور ۶۲۲ء میں آغاز اسلام پر یہ زمانہ ختم ہوتا ہے ان کی تاریخ کے اس دور کو بائدہ، عاربہ، مستعربہ کے نام سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ بائدہ کی تاریخ نابید ہے، عاربہ وہ یمنی باشندے ہیں جن کا نسب یعرب بن قحطان سے ملتا ہے تورات میں ان کو یارح بن یقطان کہا گیا ہے عربوں کا خیال ہے کہ یہی بزرگ ان کی زبان

وادب کے اصل بانی ہیں اور انہیں پر فخر کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ نے فرمایا تھا!

تَعَلَّمْتُ مِنْ مَنْطِقِ الشَّيْخِ يَعْرُب
أَبِيْنَا فَصِرْتُمْ مُعْرِبِيْنَ ذَوِيْ نَفَر
وَكُنْتُمْ قَدِيْمًا مَالَكُمْ غَيْرُ عُجْمَةٍ
كَلَامٌ وَكُنْتُمْ كَالْبَهَائِمِ فِي الْقَفْرِ

مستعربہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں جو انیسویں صدی قبل مسیح میں حجاز آ کر ٹھہرے مستعربہ کے مختلف قبائل نکلے اور ان کی زبان اور لہجے میں بھی فرق آتا گیا، شمالی عربی اور جنوبی عربی الگ الگ ہوگئی دونوں میں واضح فرق آ گیا یہاں تک کہ ابو عمر بن العلاء نے یہاں یہ کہہ دیا کہ نہ تو حمیر کی زبان ہماری زبان ہے نہ ان کی لغت ہماری لغت ہے لیکن جرمن محقق گلازر کی تحقیق کے مطابق ۵۴۲ء میں سیلاب سے بند ٹوٹ جانے پر قحطانی وعدنانی ایک دوسرے میں گھل مل گئے اور ان کی زبان بھی یکساں ہوگئی یہ لوگ تجارتی اغراض کیلئے سال کے مختلف مہینوں میں مختلف مقامات پر میلے اور بازار لگاتے رہتے تھے اور انہی بازاروں میں ان کے درمیان گفت وشنید تبادلۂ خیال اور شعر وشاعری کی مجلسیں ہوتی تھیں جن میں وہ اپنے اہم واقعات بلند کارنامے، حسب ونسب کی بڑائیاں بیان کیا کرتے تھے تجارتی منڈیاں، شعراء، خطباء کے افکار وخیالات کی نشر گاہیں بننے لگیں اور یہیں سے عربی ادب کی ترقی کا دور شروع ہوا چنانچہ طبعی قوت، موروثی ذہانت اور عجمیوں سے بہت کم اختلاط کے باعث نہایت شائستہ، پاکیزہ آسان اور سلجھی ہوئی نثر لکھتے تھے عرب تاریخ اور ادب کے راویوں نے نثر کی کثیر مقدار پائے جانے کے باوجود اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی اس لئے ہم تک نثر کا صرف وہی حصہ پہنچا، فصاحت وبلاغت کی وجہ سے زبان زد خاص وعام ہوا وَافَقَ شَنٌّ طَبَقَةً اور لِأَمْرٍ مَاجَدَعَ قَصِيْرٌ أَنْفَهُ جیسے بامعنی ضرب الامثال اس دور کے ادب کی یادگار ہیں اَلْخَطَأُ زَادُالْعَجُوْل اور عُمِّيَ صَامِتٌ خَيْرٌمِّنْ عَيٍّ نَاطِقٍ جیسے حکیمانہ مقولے بھی اس زمانے

میں بولے گئے یہ دورفن خطابت کے عروج وکمال کا دور تھا اور عرب لوگ اپنی دلنشین تقریروں، سلیس عبارات، خوشنما الفاظ اور چھوٹے چھوٹے ہم وزن مسجع الفاظ استعمال کیا کرتے تھے، قلیس بن ساعدہ الایادی، عمر بن معدیکرب الزبیدی اس زمانہ کے نامور خطباء میں سے تھے عربوں کی شاعری کے آغاز کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب ان کی شاعری کو تاریخ نے جانا تو وہ نہایت محکم و مرتب قصائد کی شکل اختیار کرچکی تھی۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ شاعری اپنے ابتدائی دور میں اس قدر پاکیزہ اور حسین کامل شکل میں نوواردہوتی ہوگی جیسے کہ وہ مہلہل بن ربیعہ اور امراالقیس کے شعروں میں نظر آتی ہے۔ قرائن سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ عربوں نے آزاد نثر سے مسجع نثر کی طرف قدم بڑھایا ہوگا پھر مسجع نثر رجز کی طرف اور بتدریج رجز سے قصیدہ کی طرف ترقی ہوتی گئی۔ عرب شاعری کی قدامت پر امراء القیس کا یہ شعر گواہ ہے:۔

عوجا على الطلل القديم لعلنا
نبكي الديار كما بكى ابن جزام

روشنی وسنگلاخی، کھری، اور دکھی زندگی آزادئ فکر آب وہوا کی تاثیر یہ وہ عوامل ہیں جن کے اثر نے جاہلیت کی شاعری کو ایک خاص رنگ میں رنگ کر اس میں امتیازی شاعری پیدا کردی ہے۔ اس زمانہ کی شاعری کے سب سے زیادہ مستند نمونے وہ معلقات ہیں جو مؤرخین کے مطابق عربوں کے وہ منتخب اور پسندیدہ قصائد تھے جنھیں آب زر سے وصلیوں پہ لکھوا کر اظہار مقبولیت اور دوامی شہرت کیلئے کعبہ پر آویزاں کردیا گیا تھا ان قصیدوں کو کہنے والے یہی امراالقیس اور زہیر بن ابی سلمٰی، لبید عمر بن کلثوم اور حارث بن حلزہ ہیں۔

سامعین محترم! عربی ادب کی تاریخ کا دوسرا دور ابتدائے اسلام سے شروع ہوتا ہے اس دور کی عربی ادب کی تاریخ میں عظیم انقلاب آیا جس نے عربی ادب کو نئی جہت اور نئے رنگ ڈھنگ سے آشنا کیا۔

سامعین محترم! زمانہ جاہلیت کا ادب اس کی بدوی زندگی کا آئینہ دار تھا۔ قبائلی تفاخر، جذبۂ انتقام، شجاعت، بہادرانہ عزائم سب کا اظہار شعر میں ہوتا تھا۔ اسلام نے عربوں کی زندگی یکسر بدل ڈالی نسلی، قبائلی تفاخر، اخوت میں بدل گیا، انتقام کی جگہ عفو درگزر نے لے لی، ان کی زندگی ایک ایسے پاکیزہ اور خوبصورت ماحول کا مظہر بن گئی جو علوی خوبیوں اور لازوال اقدار حیات پر مبنی تھا چنانچہ ان کا زاویہ نگاہ بدل گیا اور ان کی ادبی دنیا بھی بدل گئی۔

اسلام نے شعر و شاعری کے آداب اور حدود و قیود سکھائے اور "وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ..... إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ... الخ" کی آیت نے ان کو شعر و شاعری کے بلند اقدار سے روشناس کیا شاعری پر پابندی نہیں لگائی گئی البتہ موضوع سخن بدل گیا اب حسن و عشق، نسلی تفاخر، قبائلی حسب اور انتقام و مبارزت کی بجائے حکمت و موعظت اور اخوت و مساوات کے موضوع پر شعر کہے جاتے تھے۔

اسلام نے جس تبدیلی کا آغاز کیا تھا اس میں امراء القیس، عمرو بن کلثوم کے معلقات یَاقَاتُ خُبُزًا کے قصائد کے بجائے مدینہ کی معصوم بچیوں کے وہ اشعار ماحول کے زیادہ ہم آہنگ تھے جو انہوں نے سرور کائنات ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر پڑھے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

یا صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا وہ انقلابی ترانہ جو وہ خندق کھودتے ہوئے دیوانہ وار پڑھ رہے تھے کہ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

سامعین محترم! اسلام نے عربی ادب کو قرآن مجید جیسی بے مثل کتاب سے نواز کر عربی زبان پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ قیامت تک اس کی گردن اس احسان عظیم کے زیر بار رہے گی علماء

زبان وادب نے بجاطور پر لکھا ہے کہ نثر میں عربی کی سب سے پہلی کتاب قرآن مجید ہے اور میں یہاں آپ کی معلومات میں اضافہ کرتا چلوں کہ جرمنی کی یونیورسٹی میں حالیہ زمانہ تک قرآن مجید کی تفسیر جلالین کی دوسری جلد کو عربی ادب کی نصابی کتاب کے طور پر پڑھایا جاتا تھا قرآن مجید نے عربوں پر علوم کے دروازے کھول دیئے۔

عرب پہلے لکھنے پڑھنے سے عاری تھے جب قرآن جمع ہوا تو تحریر لازمی پائی حقیقت یہ ہے کہ عربی تعلیم وتدریس اور اس کے بعد تالیف وتصنیف کا سلسلہ جمع القرآن ہی سے شروع ہوتا ہے۔

اسلام نے عربی کو افصح العرب والعجم، نبی اکرم ﷺ کی جوامع الکلم کا لاجواب تحفہ عطاء کیا جس نے عربی زبان وادب کو سینکڑوں نئے موضوعات فراہم کئے۔ آپ ﷺ کی حیات اور خلافت راشدہ کے دور میں حضرت حسان بن ثابتؓ، کعب بن زبیر اور لبید رضی اللہ عنہم نے آپ کی اسلامی ادب اور شعروشاعری کی بنیاد رکھی، خلافت راشدہ کے بعد بنوامیہ کے دور میں شعروشاعری کو فروغ ملا، عمر بن ابی ربیعہ اخطل، فرزدق اور جریر جیسے نابغۂ روزگار شعراء پیدا ہوئے۔

سامعین محترم! عربی ادب کی تاریخ کا تیسرا اہم دور عباسیوں کا دور ہے جو عباسی خلافت کے قیام کے بعد سے ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی تک وسیع ہے۔ اس دور کو عربی ادب کا سنہرا دور کہا جاتا ہے کیونکہ اس دور میں عربی صرف، نحو وفقہ، لغت، حدیث، تفسیر، شعروشاعری، تاریخ نویسی، منطق وفلسفہ کی اہم ترین کتابیں لکھی گئیں اور نئے نئے فنون ایجاد کئے گئے اور اس دور میں ابن مقفع جیسا عظیم ادیب، جاحظ جیسا میدان شیر وشمن کا شناور، صاحب بن عباد جیسا انشاء پرداز، بدیع الزمان ہمدانی جیسا نثر نگار، حریری جیسا فصاحت بلاغت کا بے تاج بادشاہ پیدا ہوا۔

اور ابوتمام نے عربی ادب کو چار چار چاند لگادیئے اور بشار اور ابونواس نے اپنے

کمالات سے ادب کی رہنمائی کی سیبویہ، ابوالفرج اصفہانی، کسائی، فراء، خلیل اور اصمعی جیسے علماء فضلاء نے عربی ادب سے افق کو جگمگا دیا۔

سامعینِ محترم!

عربی ادب کی تاریخ کا چوتھا دور تاتاریوں کی شورش کے بعد سے ۱۲۲۰ھ کی انقلابی تحریک کے آغاز تک کا ہے اس دور میں عربی ادب کی سب سے بہترین خدمت ہوئی ہے اس دور میں عربی ادب کی سب سے بہترین خدمت کرنے کا اعزاز بغداد میں سلجوقی سلطنت کے وزیر اور سیاست نامہ کے مصنف "نظام الملک" کے قائم کردہ درسگاہ مدرسہ نظامیہ کو حاصل ہے جس کے نظام تعلیم نے آگے بڑھ کر درس نظامی کی شکل اختیار کی اور جس نے دیگر عربی علوم کے ساتھ ساتھ علم ادب کو بھی سینہ سے لگائے رکھا اس دور میں عمادالدین اصفہانی اور ابن الاثیر جیسے مشہور مؤرخ پیدا ہوئے، تاریخ ابن عساکر جیسی شاہکار کتاب تصنیف ہوئی، یاقوت اور ابن الخلطان جیسے ادیب پیدا ہوئے، امام غزالی جیسے ماہر علم کلام پیدا ہوئے۔

عربی ادب کی تاریخ کا پانچواں دور موجودہ دور ہے جس میں عربی ادب کی شمع روشن رکھنے کی ذمہ داری مدارس اسلامیہ نے سنبھالی ہوئی ہے مستقبل کا مؤرخ اس دور کی تاریخ لکھتے ہوئے میرے اور آپ کے ذوقِ ادب کا جائزہ لے گا عربی ادب کی خدمت ہماری ذمہ داری ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

دینی مدارس اور انتہاء پسندی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد!

میرے بزمِ شامزئی شہیدؒ کے ہم عصر ساتھیو!

اسلامی دنیا میں دینی مدارس کی اہمیت اسلام کی ترویج واشاعت میں مدارس اسلامیہ کا شاندار تاریخی کردار اور معاشرے کی اسلامی خطوط پر تعمیر میں ان مدارس کی ضرورت اور افادیت کی ایسی واضح اور روشن حقیقتیں ہیں کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی انکا انکار نہیں کر سکتا اس وقت روئے زمین پر مدارسِ اسلامیہ ہی وہ تعلیمی ادارے ہیں جہاں حریتِ فکری کی پاسبانی کی جاتی ہے اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خالق کائنات کی عبادت پر لگانے کا آفاقی درس دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج عالمِ کفر ان مدارس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے، ان کو بدنام کرنے، ان کا کردار محدود کرنے اور ان سے ان کا نظریہ چھین لینے کیلئے اپنا پورا زور صرف کر رہا ہے چنانچہ اس وقت عالمی میڈیا پر پورے زور وشور اور شدومد کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ جاری ہے کہ دینی مدارس انتہاپسندی کی تعلیم اور دہشت گردی کی تربیت دیتے ہیں، ان کے ہاں تنگ نظری اور عدم برداشت کا ماحول ہے اور ان کا نصابِ تعلیم فرسودہ اور فرقہ وارانہ ہے۔ اس پروپیگنڈے سے بڑے بڑے لوگ متاثر ہیں اور دینی مدارس کے نصاب کی تبدیلی پر زور دیا جا رہا ہے۔ اس پروپیگنڈے کی حقیقت کا جائزہ لینے سے پہلے آیئے دینی مدارس کے نصاب کی تاریخ پر ایک نظر دوڑاتے ہیں۔

دینی مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب درسِ نظامی سے مشہور ہے یہ بارہویں صدی کے مشہور عالم "ملا نظام الدین سہالوی" کا مرتب کردہ اور ان کی طرف منسوب ہے یہ نصاب تعلیم اپنی اہم خصوصیات کے پیش نظر ۱۸۳۵ء تک ہندوستان کے تقریباً تمام تعلیمی اداروں میں داخل تھا۔ ۱۸۳۵ء کے بعد انگریزوں نے ایک جدید نصابِ تعلیم مرتب کر کے برصغیر ہند کے مختلف تعلیمی اداروں میں اس کے نفاذ کا پروگرام بنایا جس کا سرخیل لارڈ میکالے تھا دینی مدارس کے نصاب

میں آج تک فنون کی بنیادی کتابیں وہی ہیں جو قدیم درس نظامی میں تھیں البتہ حالات اور عصری تقاضوں کے پیش نظر ترمیم اور اضافے کا عمل جاری رہا۔ قدیم نصاب میں شامل بعض علوم نیز معقولات کی بہت ساری کتابیں خارج کر دی گئیں قدیم نصاب میں عام طور پر بیس علوم کی تقریباً سوا سو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں مروجہ نصاب کے آٹھ سالہ کورس میں نحو، صرف، معانی وبلاغت، ادب وانشاء، منطق وفلسفہ، ہیئت وکلام، مناظرہ، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث اور اصول حدیث ان علوم کی تقریباً ساٹھ کتابیں اکثر مدارس میں داخل درس ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے مدارس کا حنفی مسلک سے تعلق ہے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ان ساٹھ کتابوں میں سے آدھی سے زائد کتابیں غیر حنفی علماء کی لکھی ہوئی ہیں اور یہی نہیں بلکہ اس نصاب میں امریکہ سے تعلق رکھنے والے ایک عیسائی اور ایران سے تعلق رکھنے والے شیعہ مصنف کی کتابیں شامل نصاب ہیں۔

آیئے دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے مختلف علوم وفنون کے حوالے سے مدارس عربیہ کے نصاب کا جائزہ لیتے ہیں کیا واقعی ان دینی اداروں میں انتہا پسندی کی تعلیم دی جاتی ہے اور مذہب یا مسلک کی بنیاد پر عدم برداشت کا درس دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید تمام اسلامی علوم کیلئے اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے اور بیان کرنے کا کام نہایت ہی حساس اور نازک سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے علماء نے عجمی لوگوں کے لئے قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے اور لکھنے کیلئے پندرہ ایسے علوم وفنون کی تحصیل ضروری قرار دی ہے جن کے بغیر کوئی عجمی شخص قرآن مجید کی صحیح تفسیر بیان نہیں کر سکتا مدارس اسلامیہ میں قرآن مجید کی تفسیر کیلئے سلف صالحین کی تفسیروں کی اتباع کو ضروری سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود دوسرے مکاتب فکر کے اکابر کی تفسیروں کو بھی قطعی طور پر نظر انداز نہیں کیا جاتا اس کی واضح مثال یہ ہے کہ تفسیر کشاف جو کہ مشہور معتزلی مفسر علامہ زمخشری کی تفسیر ہے اس سے نہ صرف تفسیر کے درس میں استفادہ کیا جاتا ہے بلکہ قرآن مجید کے اعجاز، فصاحت وبلاغت کے بیان میں اس کی رائے

بطور سند کے پیش کی جاتی ہے علامہ زمخشری نے اس تفسیر میں اہل سنت کے خلاف کئی واضح
پرسخت موقف اختیار کیا ہے، لیکن ہمارے ارباب مدارس نے محض اس اختلاف نظر کی بنیاد پر اس
عظیم تفسیر کو اس کے جائز مقام سے محروم نہیں کیا جوان کی وسعت نظری کی واضح دلیل ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کے مبارک اقوال واعمال وتقریرات کے تذکروں پر مشتمل
وسیع علم علم حدیث قیامت تک آنے والی امت کا مشترکہ سرمایہ ہے اس علم پر تمام اسلامی
طبقات کے اکابر نے کام کیا ہے اہل سنت کے چاروں فقہی مسلک کے ائمہ نے اس موضوع
پرگراں قدر خدمات انجام دی ہیں ہمارے مدارس میں جو کہ اکثر مسلک حنفی سے تعلق رکھتے ہیں
بلاتفریق مسلک احادیث کی تمام مشہور کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن میں سرفہرست بخاری
شریف ہے امام بخاری سے بعض مسائل میں اختلاف کے باوجود ان کو امیر المومنین فی الحدیث
کہا جاتا ہے، ان کی کتاب کو کتاب اللہ کے بعد سب سے عظیم اور صحیح کتاب سمجھا جاتا ہے،
طحاوی شریف کے علاوہ احادیث کی تمام کتابیں جو ہمارے نصاب میں شامل ہیں غیر حنفی ائمہ کی
ہیں ان کی کتابوں کو حنفی درس نظامی میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ ان کو پڑھے بغیر کسی طالب علم
کو فراغت کی سند نہیں مل سکتی، اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ احادیث پڑھانے والے کئی
اساتذہ اور پڑھنے والے طلبہ احادیث تلاش کرنے کیلئے عیسائی مستشرق برکلین کی کتاب
اَلْمُعْجَمُ الْمُفَهْرَسْ لِأَلْفَاظِ الْحَدِيْثِ سے استفادہ کرتے ہوئے کوئی جھجک محسوس
نہیں کرتے۔

سامعین محترم! اسلامی عقائد کی تعلیم اور عقائد میں اختلافی مسائل میں بحث ومباحثہ کو علم کلام
کہا جاتا ہے یہ علم درس نظامی کی مشکل ترین علوم میں سے ہے کلامی ابحاث کے حوالے سے علماء
اہل سنت کے دو مشہور مکاتب فکر ہیں ماتریدیہ اور اشاعرہ اور ہمارے اکثر ائمہ احناف ماتریدی
کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہ جان کر آپ کو تعجب ہوگا اس اہم اور حساس علم
میں پڑھائی جانے والی کتاب شرح عقائد اشعری مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے محقق علامہ

سعد الدین تفتازانی کی ہے عقائد کے معاملے میں خصوصیت کے ساتھ اس قدر وسعت ظرفی کا مظاہرہ شاید ہی کسی کتب فکر نے کیا ہو۔ آیئے! میں آپ کو اس سے بھی حیرت انگیز بات بتاؤں آپ کو معلوم ہے ہماری نصاب میں علم عروض وقوانی کی واحد کتاب محیط الدائرہ ہے اس کتاب کے مصنف ایک برطانوی نژاد امریکی ڈاکٹر ٹیلس فیبرک ہے جس کا عیسائی مذہب سے تعلق تھا اس فن میں ہمارے اکابر کی بھی کتابیں موجود ہیں لیکن ہمارے اکابر کی وسعت ظرفی کا اندازہ لگایئے کہ اس کتاب کو مدارس اسلامیہ کے نصاب میں شامل درس کیا ہے کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کی گنجائش موجود ہے کہ دینی مدارس میں انتہاء پسندانہ رجحانات کا درس دیا جاتا ہے انتہاء پسندی کے حوالے سے سب سے زیادہ الزامات شیعہ سنی اختلافات کے حوالے سے لگائے جاتے ہیں یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ مدارس میں مخالف فرقہ کے لوگوں کو قتل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے اس پروپیگنڈے کی حقیقت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ دینی مدارس کے نصاب میں ابتدائی درجہ کے طلبہ کیلئے علم منطق کی کتابوں میں سے ایک شرح تہذیب بھی ہے جو کسی سنی عالم کی نہیں بلکہ ایران سے تعلق رکھنے والے شیعہ مصنف علامہ عبداللہ بن الحسین اصفہانی کی ہے آج تک اس کتاب کے شامل نصاب ہونے پر کسی مدرسہ کے عالم نے کوئی احتجاج نہیں کیا بلکہ خوش دلی کے ساتھ استفادہ کیا۔

یہ چند مثالیں پیش کی گئیں ورنہ نصاب میں شامل تمام کتابوں اور شروحات کو سامنے رکھ کر دینی مدارس کے نصاب کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ مدارس اسلامیہ نے اپنے طرز تعلیم میں کبھی بھی فرقہ وارانہ سوچ نہیں اپنائی ہے اور ان کا دامن تمام الزامات سے پاک ہے جو مغربی میڈیا کے ذریعہ ان پر لگائے جاتے ہیں۔

میں آخر میں امریکی دھنوں پر تھرکنے والے حکمرانوں اور فرنگ کی اندھی تقلید میں گرفتار صحافیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دین اسلام کے ان مضبوط قلعوں کا یہ چراغ پھونکوں سے انشاء اللہ بجھایا نہیں جاسکے گا لیکن حکمران اور صحافی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، امت مسلمہ

کے ساتھ وابستگی کی شناخت رکھتے ہیں، دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کے مہم میں آلہ کار بننے کے متعلق ہم انہیں شاعر کے ان اشعار کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

رشتہ دیوار در تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
مت گرا اس کو یہ گھر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
کیوں لڑیں ہم اک اک سنگ میل پر
اس میں نقصان سفر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
کل کھا گئی جس کو سیاست کی صلیب
اس میں ایک نورِ نظر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محمد بن قاسم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم "رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا" وقال النبی ﷺ المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینه اشتکی کله وان اشتکی راسه اشتکی کله. صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم.

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

گرامی قدر اساتذہ کرام اور گلشن نوری کے مہکتے پھولو! آج میں آپ حضرات کے سامنے فاتح سندھ محمد بن قاسم کے موضوع پر لب کشائی کروں گا۔

سامعین محترم! اس سے قبل کے میں آپ کے سامنے اس عظیم مجاہد کے مجاہدانہ کارناموں کو بیان کروں گا یہ بتلاتا چلوں کہ اسلام وہ ابر کرم ہے جو زمین کے کسی بھی خطے پر ظلم وستم کو برداشت نہیں کرتا جب کبھی کسی مقام پر ظلم ہوتا ہے تو یہ دین اس ظلم وستم کو ختم کرنے کیلئے اس آسمانی علاج کا حکم دیتا ہے جسے جہاد کہا جاتا ہے۔

سامعین محترم! اموی خلفاء کے چشم و چراغ خلیفہ عبدالملک بن مروان کی وفات کے بعد جب ولید بن عبدالملک کی خلافت کا دور شروع ہوا تو پیغمبر کے دو بڑے قرابت دار خاندان بنو امیہ کی سلطنت اندرونی شورشوں کا شکار تھی، دوا ہم فتنے رفض اور خروج اسلامی سلطنت کو دیمک کی طرح چاٹ رہے تھے چنانچہ ان کو ختم کرنے کیلئے ایک ایسے انسان کی ضرورت تھی جو اسلامی ثقافت کو سمجھتا ہو اور یہ کام عبدالملک بن مروان نے اپنے گورنروں کی معیت میں پایا۔

سامعین محترم! اسلام کے اس عظیم فاتح محمد ابن قاسم کا بچپنہ انہی بہرہ دستیوں کا نظارہ کرتے ہوئے گزرا لیکن بے پناہ صلاحیتوں کے مالک اس بیدار مغز جرنیل، لائق و فائق جوان باذوق ضرب وضرب کے شان عظیم فاتح نے اپنی خودداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر وہ مقام حاصل کیا جو ایک فاتح کیلئے ضروری ہوتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نے ایک ناقابل تسخیر جرنیل کی صورت اختیار کرلی اور وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو اسلام کے ماتھے پر سورج کی روشن کرنوں کی طرح ہمیشہ چمکتے ہیں انہی کارہائے نمایاں میں فتح سندھ کا کارنامہ بھی ہے۔

سامعین محترم! عربوں کی تجارت کا سلسلہ خلافت راشدہ کے دور سے مختلف ممالک کے ساتھ رہا ہے انہی میں ایک سراندیپ کا علاقہ ہے۔ اموی خلیفہ عبدالملک کے دور خلافت میں مسلمان تاجروں کا قافلہ سراندیپ گیا جہاں ان کے سربراہوں کا انتقال ہوگیا چنانچہ سابقہ روابط کی بناپر سراندیپ کے گورنر نے قافلہ کے بچے ہوئے افراد کو سامان تجارت اور مزید تحائف کے ساتھ مملکتِ اسلامی کی طرف روانہ کیا راستہ میں بحری طوفان نے ان کے جہاز کو مخالف سمت چلا کر دیبل کی بندرگاہ پہنچادیا، جہاں کے راجہ نے انہیں لوٹ لیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور تشدد کیا تو ایک مسلمان عورت نے چیخ کر حجاج کو اپنی مدد کیلئے پکارا یَا حَجَّاجُ اَغِثْنِیْ حجاج کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے پہلے دیبل کے راجہ سے ان گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کیا جو راجہ داہر نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ بحری قزاق میری دسترس سے باہر ہیں۔

سامعین محترم! راجہ داہر کے اس جواب کے بعد حجاج انتقام کی آگ سے بھڑک اٹھا اور اس نے یکے بعد دیگرے دو جرنیل اس مہم پر روانہ کئے ان کی ناکامی کے بعد حجاج نے اپنے چچازاد بھتیجے محمد بن قاسم کو سندھ پر چڑھائی کا پیغام بھیجا چنانچہ اسلام کے اس عظیم جرنیل نے شیراز سے ایک لشکر جرار تیار کرکے سندھ کا رخ کیا سندھ کا یہ عظیم فاتح شیراز سے چل کر دیبل پہنچا اور پہلے مکران فتح کیا، پھر دیبل، نیرون، برہمن آباد جیسے علاقے فتح کئے اور فتوحات کا جال پھیلاتے ہوئے دریائے سندھ پار کرکے راہ راسل کی حکومت میں پہنچ گیا دیبل سے شکست

کھا کر راجہ داہر نے بھی یہیں قیام کیا تھا اور یہاں کے راجہ سے لشکر مسلمانوں کے مقابلے کیلئے نکلا گھمسان کی جنگ میں راجہ داہر مارا گیا اور اسلامی لشکر فتح یاب ہوا، راجہ داہر کے قاتل نے اپنے کارنامے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے۔

اَلْخَیْلُ تَشْهَدُ یَوْمَ دَاهِرَ وَالْقَنَا

مُحَمَّدُ ابْنَ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدِ

اِنِّیْ فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَیْرَ مُعَرِّدٍ

حَتّٰی عَلَوْتُ عَظِیْمَهُمْ بِمُهَنَّدِ

سامعین محترم! فتوحات کے بعد فاتح سندھ مزید کئی علاقوں کو فتح کرتا ہوا ملتان پہنچا اور ملتان کی فتح کے بعد اسلامی پرچم لہراتے ہوئے کسرج کو فتح کر کے آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ اس دوران اسے حجاج کی وفات کی اطلاع ملی اور اس کے ایک سال بعد ۹۶ھ میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کی خلافت کی خبر پہنچی لیکن اس کے باوجود یہ اپنی فوج کو سنبھالتے رہے کہ سلیمان ابن عبدالملک نے خلافت کی باگ سنبھالتے ہی اپنے مخالفین کو لٹانا شروع کر دیا جس کی بھینٹ یہ فاتح بھی چڑھ گیا اور محمد بن قاسم کو قید کر کے عراق بھیج دیا جہاں صالح بن عبدالرحمٰن جیسے بد طینت افسر نے اذیتوں کے بعد اس عظیم جرنیل اور فاتح سندھ کو شہید کر دیا اور یوں ہی عظیم جرنیل اور فاتح سندھ شہادت کا تاج پہن کر اس دارفانی کو الوداع کہہ کر راہی ملک بقا ہوا اور ہمیں یہ پیغام دیا کہ۔

اٹھ از سر نو دہر کے حالات بدل ڈال

تدبیر سے تقدیر کے حالات بدل ڈال

میدان میں آ چھوڑ کے تسبیح و مصلی

کچھ دن کیلئے طرز عبادات بدل ڈال

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قتل ناحق اور اس کے اسباب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" صدق الله العظيم.

تیری محفل میں آئے ظالم بڑا اہتمام دیکھا
کہیں زندگی کی بارش کہیں قتل عام دیکھا
فتنہ اٹھا ہے جنگ و جدال کا
ہر سو کھیل جاری ہے قتل وقتال کا
قتل عام ہر سو جاری ہے اس قدر
کہ اب تو لہو لہو ہے چہرہ ہلال کا
لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ
وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

انسانیت کی تاریخ میں قتل ناحق کی ابتداء قابیل کے ہاتھوں ہوئی پھر یہ سلسلہ حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت، فتنہ تاتار، اور کربلا کے مہیب وادیوں سے ہوتا ہوا، شہداءِ بنوری ٹاؤن، شہداءِ لال مسجد اور سوات وزیرستان کے بلند وبالا پہاڑوں سے ہوتا ہوا حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید اور کراچی کے مظلوم مزدوروں تک دراز نظر آتا ہے۔

سامعین محترم! آج ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ہر طرف جنگ وجدال قتل وقتال کا بازار گرم نظر آتا ہے، پوری دنیا میں وحشت و بربریت، جبر وتشدد ستم گیری اور چیرہ دستی کا خون آشام عفریت محوِ رقص وسرور ہے انسانوں کا لہو پانی سے زیادہ سستا اور ان کی قیمت حیات حیوانات سے زیادہ کم مایہ ہو چکی ہے، قتل جیسا گھناؤنا جرم روز کا معمول بن چکا ہے، خون ودہشت کے مہیب سائے دنیا میں اس قدر پھیل چکے ہیں کہ صبح کو گھر سے نکلنے والا شام کو گھر زندہ لوٹنے کی

امید سے محروم ہو چکا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ اسلام کے نظام اور حدود و قصاص کا عدم نفاذ ہے جس کی سزا آج ملکوں کے ملک، شہروں کے شہر، بستیوں کی بستیاں بھگت رہی ہے پھر اس نظام کا نفاذ تو کیا؟ بلکہ الٹا اس کا مذاق اڑایا جارہا ہے، اسے ظالمانہ اور وحشیانہ نظام باور کرایا جارہا ہے لیکن میں آج کے اس بابرکت اجتماع میں یہ کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آج اگر اس نظام کو نافذ کر دیا جائے تو قتل جیسے گھناؤنے جرم کا استیصال کر کے معاشرے کو امن و سکون کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے، ظلم و ستم کے ہلاکت انگیز گرداب میں پھنسی ہوئی آدمیت کی کشتی کو نکال کر احترامِ انسانیت کو واپس لوٹایا جاسکتا ہے۔

سامعینِ محترم! امن و آمان ہر شہری کا بنیادی حق ہے کہ اس کی جان و مال، عزت و آبرو کو تحفظ حاصل ہو امن و امان معاشرے کا حسن بھی ہے اور پھر ان کا جواز بھی لیکن آج یہ مفقود ہو چکا ہے اس کی بنیادی وجہ اسلام کے نظام کا عدمِ نفاذ ہے لیکن کچھ جزوی اسباب بھی ہیں۔

(۱)...... پہلا سبب: وہ لاقانونیت ہے قاتل کو معلوم ہے کہ قانون کا ہاتھ میری گردن تک نہیں پہنچ سکتا لہٰذا قتل جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر کے راہِ فرار اختیار کر لیتا ہے۔

(۲)...... دوسرا سبب: وہ معاش کا عدمِ استحکام ہے جو نچلے طبقے کے لوگوں کو جرائم پیشہ بنا کر قتل جیسے بھیانک جرم تک کروا دیتا ہے۔

(۳)...... ریاستی دہشت گردی ہے جو لوگوں کو اپنے غاصبانہ عزائم کی بھینٹ چڑھا ڈالتی ہے۔

(۴)...... بین الاقوامی دہشت گردی ہے جہاں پر ہزاروں افراد کو بیوند زمین کر دیا جاتا ہے مگر دہشت گردوں کی پیاس پھر بھی نہیں بجھتی اور نتیجہ قتل و قتال کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۵)...... فرقہ وارانہ تعصب ہے جو تشدد کو جنم دیتا ہے اور قتل و قتال کے مناظر تخلیق کئے جاتے ہیں۔

(۶)...... مار دھاڑ سے بھرپور فلمیں ہیں جنہیں دیکھ کر دین سے دور اور ابنائے دنیا شوقیہ قتل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

(۷)...... سیاسی دہشت گردی ہے جس میں عیار سیاستدان اور اندھے اقتدار پرست اپنے

منفی پرستانہ ذہنیت کے بنیاد پر دوسروں کی مقبولیت سے خائف ہو کر قتل کروا ڈالتے ہیں۔
یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے آج شہروں کا امن وسکون تباہ و برباد ہو چکا ہے بستی
بستی میں ویرانی کی فضاء ہے اداسی ہر چہرے سے عیاں ہے، قتل ناحق کا یہ سیل رواں انسانیت
کو تنکے کی طرح بہاتے ہوئے لے جارہا ہے، شیطان کے چیلے ناحق خون کی ہولی کھیل رہے
ہیں جو نتیجہ معاشرہ امن وسکون اخوت و بھائی چارگی سے خالی ہو کر جہنم کا منظر پیش کر رہا ہے۔
سامعین محترم! اسلام قتل ناحق کی مذمت کرتا ہے اور نبی امی علیہ السلام کا اعلان کر کے ایک
انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے چنانچہ محسن انسانیت نے الکبائر کہہ کر قتل
ناحق کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اور اسلام قتل ناحق کے سد باب کیلئے قصاص کا حکم دے کر وَلَكُمْ
فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ ..الخ کا قانون جاری کر کے اسے انسانیت کیلئے حیات قرار دیتا ہے
اور قاتل ناحق کو وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا .. الخ کہہ کر قاتل کیلئے آخرت میں بدل جہنم خدا کی لعنت
وغضب اور دردناک عذاب کا پروانہ دے کر معاشرے کو اس سے بچنے کی راہ مہیا کرتا ہے۔
سامعین گرامی! آج بدامنی کا سبب قتل وقتال کا غیر معمولی فروغ بھی ہے چنانچہ امریکہ جیسے ملک
میں سینکڑوں لوگ روزانہ قتل کی بھینٹ چڑھتے ہیں اور یہی سلسلہ پورے یورپی ممالک میں بڑے
تسلسل سے جاری ہے جبکہ آپ اگر مدینہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو وہاں آپ کو امن وامان کا ایک
مہکتا ہوا گلشن نظر آئے گا کیونکہ وہاں قاتل کو پتہ ہے کہ قتل ناحق کر کے اسے بھی قبر میں اتر نا پڑے
گا ہم بھی اس نظام کو نافذ کر کے معاشرے میں مکمل طور پر امن وامان قائم کر سکتے ہیں۔
میں آخر میں دعوت فکر دونگا تمام دنیائے انسانیت کو جنہوں نے اپنے تمام نظام
ہائے باطلہ کو آزمالیا اب اس نظام کو بھی آزما کر دیکھ لیجئے۔
اس کو شاعر نے یوں کہا ہے

چیر ڈالو قلب قاتل کو خنجر احقاق سے
نام قاتل مٹا ڈالو منظر آفاق سے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عالمی طاغوتی برادری

اما بعد اقال الله تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا" (صدق الله العظیم)

مسجدِ اقصیٰ کے جلوے ہوں یا کعبے کا جمال
اتحادِ کفر سے ہر انجمن لرزے میں ہے
جاگ خوابوں کے بھنور سے اے محمد کے غلام
تیرے آباء کی شرافت کا چلن خطرے میں ہے

معزز صدرِ مجلس! اساتذہ کرام اور مہمانانِ گرامی آج کی اس عظیم الشان محفل میں بندہ ناچیز جس موضوع و عنوان پر اپنے منتشر خیالات کو تقریر و بیان کی صورت میں پیش کرنے لگا ہے وہ ہے "عالمی طاغوتی برادری" رب لم یزل کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ رب مجھے حق و سچ گفتگو کرنے کے ساتھ شریکِ بزم ہونے کی توفیق بخشے۔

سامعین محترم! ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں قائم عالمی تجارتی مرکز پر ہونے والے خودکش حملوں کے ساتھ جہاں امریکی ٹیکنالوجی کا مرکز ومحتا فرور زمین بوس ہوا وہاں امریکی فرعونیت کی اس فلک بوس علامت کے کھنڈرات سے عالمِ اسلام کیلئے بدترین مشکلات کا ایک سونامی بھی اٹھا فرعون وقت کے جلتے پندار سے اٹھنے والے دھوئیں کی بدبو ابھی فضاء میں تحلیل نہیں ہوئی تھی کہ شیطان کے ایجنٹوں نے ان حملوں کے الزام میں مسلمانوں کی طرف انگلیاں اٹھائیں پھر کیا تھا امریکہ کے صدر شیطان بش نے اسلام کے خلاف "کروسائیڈ" کا اعلان کر دیا، اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ نتھی کر کے دہشتگردی کے خلاف جنگ کے ایجنڈے پر دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں کو اپنے مدد کیلئے پکارا امریکی وزیر خارجہ نے ایک ایک ملک سے کہا کہ

''بتاؤ ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے دشمن کے ساتھ'' یوں ایک نکاتی ایجنڈے پر ایک عالمی طاغوتی برادری کی تشکیل عمل میں آئی الزام چونکہ ہمارے ملک کے پڑوس میں اسلامی ریاست پر تھا اس لئے ہم سے فرنٹ لائن اسٹیٹ کا مرکزی کردار ادا کرنے کا تقاضہ ہوا اس موقع پر پاکستان کے ملت فروش حکمرانوں نے اپنی روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کولاجسٹک اور اسٹریٹجک سپورٹ فراہم کر کے خود کو سچا اور کھرا امریکی غلام ثابت کر کے دکھایا۔ اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر اسلام کے خلاف عالمی مہم جوئی میں امریکہ کیلئے ہمارا کندھا پیش کیا۔

سامعین محترم! زبان نبوت نے آج سے چودہ صدیاں قبل ہی عالمی قوتوں کو اسلام کے خلاف اس متحدہ جنگ کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا تھا اللہ کے رسول نے فرمایا تھا ''يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعىٰ عَلَيْكُمْ مِنْ كُلِّ أُفُقٍ كَمَا تَدَاعَى الْأَكِلَةُ إِلىٰ قَصْعَتِهَا ''یعنی طاغوتی قوتیں تم پر ٹوٹ پڑے گی اور تمہارے خلاف ایک دوسرے کو اس طرح پکاریں گی جس طرح کھانے والے ایک دسترخوان پر رکھے گئے کھانے کے برتن کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ بِنَا يَوْمَئِذٍ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول!'' کیا ہم پر کفار کی یہ جرأت اس لئے ہوسکے گی کہ ہم اس دن تعداد میں کم ہو نگے''۔ فَقَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا! نہیں یہ بات نہیں ہے تم اس دن تعداد میں بہت زیادہ ہو گے مگر اس وقت تمہاری حیثیت سمندر کے جھاگ کی ہوگی وَلَيَنْزَعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ. تمہارا رعب اور خوف دشمن کے دل سے اللہ تعالیٰ نکال دیں گے، لہٰذا وہ جرأت کریں گے پھر صحابیؓ کے سوال پر آپ نے اس کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا: حُبُّكُمْ لِلدُّنْيَا وَكَرَاهِيَتُكُمْ بِالْقِتَالِ تمہاری دنیا پرستی اور جہاد و قتال کا راستہ چھوڑنے کی وجہ سے یہ دن ہمیں دیکھنا نصیب ہو نگے آج ہماری آبادی ایک ارب سے زیادہ ہے مگر مادہ پرستی، عیش پرستی، سہل پسندی اور اجتماعی تن

مردگی آسانی کی بناء پر ہم اس قابل نہ رہے کہ ہم کفار کا مقابلہ کریں اس لئے کہ ہمارا رعب ان کے دلوں سے نکال دیا گیا یہی وجہ ہے کہ وہ آج ہمارے خلاف متحدہ عالمی جنگ کا آغاز کر چکے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے۔

"وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" کہ امت مسلمہ اس موجودہ پستی سے آخر کار نکل آئے گی اس لئے اللہ تعالیٰ نے کفر کی یہ جنگ کو شیطان کی جنگ قرار دیا ہے "وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا"۔ چنانچہ شیطان بش نے اسلام کے خلاف جاری جنگ کے شروع میں کہا تھا کہ "مجھے خدا کی طرف سے کامیابی کی بشارت ہوئی ہے"۔ قرآن کی رو سے کفار کو بشارت دینے والا ان کا خدا بھی وہ ہی شیطان ہے جس نے جنگ بدر کے موقع پر بش کے بھائی ابوجہل کو بھی کچھ ایسی بشارت دی تھی بلکہ اس کو یقین دلا دیا تھا کہ "وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ" میں تمہارا مددگار ہوں تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا مگر کفار کے اس خدا کی ساری اسٹریٹجی اس وقت چکنا چور ہوئی جب کہ گردوں سے قطار در قطار فرشتے اسلام کی مدد کو اتریں تب کفار کو خطرات کے گرداب میں بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگتے ہوئے اس شیطان نے کہا" اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ" اللہ کا فرمان سچ ہے، "اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا" انشاء اللہ بش کے شیطان کی ساری بشارتیں ایک نہ ایک دن معکوس منظر پیش کریں گی۔

عزیزان من! مقام صد افسوس ہے کہ ہمارے ملوک الطوائف اور ملت فروش حکمران سرابوں کے تعاقب اور بے حقیقت خیالات کے جزیروں کے حصول کیلئے سعی لاحاصل کر رہے ہیں اس لئے امریکہ کی جتنی بھی چاکری کی جائے وہ کبھی خوش نہیں ہوگا، "وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ" مگر ان بے غیرت حکمرانوں نے اخلاق و اقدار کے تمام اصولوں کو توڑ کر" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ "اور" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَـآءَ" جسے صریح احکامات خداوندی کی کھلے بندوں مخالفت کرکے اپنی تمام ہمدردیاں یہود و نصاریٰ کیلئے خاص کر رکھی ہیں مشرف کابینہ افغانستان کے اسلامی حکومت کے خاتمے اور وہاں کے ساٹھ ہزار شہید ہونے والے مسلمانوں کے قتل کا ذمہ دار ہے، کیوبا میں قید مجاہدین اسلام میں سے پانچ سو بھی عالمی طاغوتی برادری کے ایسی فرنٹ لائن اسٹیٹ کے مرہون منت ہے، وانا وزیرستان میں اپنے ہی ہم وطن مسلمانوں کے خلاف بدترین جارحیت بھی مشرف کے منہ کا کالک ہے ان تمام وفاداریوں اور سب سے بڑھ کر مدد حاصل کرنے کے باوجود آج عالمی طاغوتی برادری ہمارا گھیراتنگ کرنے میں مصروف ہے۔

وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادی کے مشورے ہے آسمانوں میں
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

دہشت گرد کون مسلم یا امریکہ

الحمدلله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد فقال الله تبارک وتعالیٰ في القرآن المجيد. اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم "وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ" وقال النبي ﷺ بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا. وَقَالَ فِي مَقَامٍ آخَرَ "يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ إِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ وَأَعْدَاءُ السَّرِيرَةِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ" قَالَ ذَلِكَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ إِلَى بَعْضٍ وَرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ. صدق الله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم.

قابل صد احترام اساتذہ کرام اور گرامی قدر شرکائے محفل!

آج میں آپ کے حضور جس موضوع سخن پر گفتگو کا ارادہ لے کر شریک بزم ہو رہا ہوں وہ "دہشت گرد کون مسلم یا امریکہ" کے عنوان سے معنون ہے۔

عزیزان گرامی! کسی بھی قوم یا مذہب کے نظریاتی، نفسیاتی اور عمومی مزاج کو صحیح طور پر جاننے اور جانچنے کیلئے اس کے بین الاقوامی تعلقات، بین الملکی قانون معاشرت اور اصول ہائے جنگ کا تحقیقی مطالعہ بہت ضروری ہے ان امور کو نظر انداز کر کے اس مذہب پر رائے زنی دیانت کے تقاضوں اور اخلاقی اصولوں کے منافی ہے۔ آیئے! ان ہی اصولوں کی روشنی میں مسلم اقوام اور امریکہ کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔

حاضرین گرامی! اسلام ایک مملکتی مذہب اور ریاستی قوت کی حیثیت سے اپنے ظہور کے تیرہ برس بعد دنیا کے نقشے پر ابھرا، تاریخ گواہ ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کی تشکیل کے وقت سب سے پہلے یہود کے ساتھ امن کا باہمی معاہدہ کیا جو تاریخی زبان میں میثاق مدینہ کہلاتا ہے اس کی ایک شق اسلام کی بین الملکی ترجیحات امن کو متعین کرتی ہے

اِنَّ یَھُوْدَ بَنِیْ عَوْفٍ اُمَّۃٌ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ، ریاست کے شہری حقوق میں مسلم اور یہودی برابر ہوں گے وَاِنَّ بَیْنَھُمُ النَّصْرَ عَلٰی مَنْ حَارَبَ ، شہری دفاع میں دونوں فریق باہم دیگر مساعد ہوں گے وَاِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ ، مظلوم کی بلاتفریق حمایت کی جائے گی غیروں کے ساتھ امن و آشتی کا ایسا معاہدہ پر امن مذہب ہی کا شایانِ شان ہے۔

حاضرینِ گرامی! دینِ اسلام امن کے ساتھ ساتھ جنگی حالات کیلئے بھی امن پرور اصول دیتا ہے چنانچہ جنگِ موتہ کے موقع پر پیغمبر علیہ السلام لشکرِ اسلام کو ہدایات ارشاد فرماتے ہیں لَاتَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَلَا طِفْلًا صَغِیْرًا وَلَا اِمْرَأَۃً لَاتَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَکُمْ وَ اَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

عملی میدان میں دیکھئے حضرت خالد بن ولیدؓ سے لیکر ملا عمر مجاہد تک تمام مسلم فاتحین کے طریقہ ہائے جنگ انہی اصولوں کے گرد گھومتے ہیں۔

عزیزانِ من! تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں کہ جو لوگ آج مسلم امت کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں ان کی اپنی تاریخ کیا ہے؟ ان کا اپنا کردار کیا ہے؟

۱۹۴۵ء سے لیکر اب تک ۱۰۷ بڑی جنگیں ہوئیں جن میں بارود کا کھلم کھلا استعمال ہوا گھر جلے ، شہر ویران کئے گئے ، ان ۱۰۷ جنگوں کے پیچھے ایک ہی ملک تھا ایک قوم ہی تھی امریکا اور امریکن۔

موجودہ دور میں دنیا کے کرّے پر ۳۶ ممالک میں مسلسل جنگیں ہو رہی ہیں جن پر بہ سال ۱.۸ ہزار ایک سو ۹۶ ملین ڈالر خرچ ہو رہے ہیں ان سب کے پیچھے امریکا کا دماغ اور امریکن اسلحہ کے ڈیلر کارفرما ہیں اس بات سے بھی کسی ذی شعور کیلئے مجال انکار نہیں کہ امریکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد آج تک ۲۶ ممالک پر براہ راست بمباری کر چکا ہے۔ بمباری کے علاوہ امریکہ نے ۱۸۹۰ سے لیکر ۲۰۰۸ تک ۲۲۷ مرتبہ بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی سرحدات سے باہر نکل کر فوج کشی کی ہے یہ حقیقت بھی بالکل واضح ہے کہ

سب سے پہلے ایٹم بم امریکہ ہی نے بنایا، ہیروشیما اور ناگاساکی میں انسانیت کے خلاف ایٹم بم کا استعمال امریکہ ہی نے کیا، اسی نے سب سے پہلے کیمیائی ہتھیار استعمال کئے اور ویتنام کو پیس ڈالا، یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت دنیا میں ٹینک، بم، توپیں، رائفل، جنگی جہاز، امریکہ میں بن رہے ہیں، دنیا میں سب سے پہلے زیادہ دفاعی بجٹ امریکا کا ہے، یہی وہ دہشت گرد ملک ہے جس کے پاس ساڑھے سات ہزار سے زائد کیمیائی بم ہیں، یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اس وقت دنیا میں سالانہ ۷۸۰ ارب ڈالر کا اسلحہ بنایا اور بیچا جاتا ہے اسلحے کی اس تجارت میں چوتھائی حصہ امریکہ کے پاس ہے جس کی فیکٹریاں سالانہ ۲۰۰ ارب ڈالر کا اسلحہ بنا کر کولمبیا سے مشرقِ تیمور تک فروخت کرتی ہیں۔

سامعین محترم! اگر دنیا میں جنگیں نہ ہوتیں تو امریکی اسلحہ کی مارکیٹ تباہ ہو جاتی بم نہ بنتے، رائفلیں نہ ڈھالی جاتیں، ٹینک، توپیں، جہاز کون خریدتا اس لئے اپنی اس صنعت کو باقی رکھنے کیلئے امریکا نے دنیا کے ہر گوشے و کونے میں جنگ کی حوصلہ افزائی کی جہاں کسی قسم کا تنازعہ موجود تھا، یہ امریکہ ہی ہے جو دنیا میں امن قائم ہونے نہیں دے رہا، یہ امریکا کا وہ مکروہ چہرہ ہے جو ثابت کرتا ہے کہ اگر اس عالمی امن کو خطرہ درپیش ہے وہ صرف اور صرف امریکا سے ہے جب تک امریکا موجود ہے دنیا میں امن وامان قائم ہونا ایک خواب ہے۔ امن و آشتی چاہئے تو اٹھ اے مسلم:۔

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اللہ اور رسول ﷺ کا خلیفہ اور ان کے منکرین کی سزا

الحمد لله رب العالمين و العاقبة للمتقين و الصلوٰة و السلام علىٰ سيد المرسلين و علىٰ اله و صحبه اجمعين، اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم "وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً" وقال رسول الله ﷺ "مَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ". صدق الله العظيم.

سامعین گرامی!

میرا موضوع "اللہ اور رسول ﷺ کا خلیفہ اور ان کے منکرین کی سزا" ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں نائب کس کو کہتے ہیں جو اپنے اصل کے نیچے ہوتا ہے اور اصل اوپر ہوتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور ایک حضور ﷺ کا خلیفہ ہے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضور ﷺ نے اپنا خلیفہ بنایا صدیق اکبر کو اللہ کے خلیفہ بنانے اور پیغمبر علیہ السلام کے خلیفہ بنانے میں بڑی مشابہت ہے جس طرح اللہ نے خلیفہ بنایا دیکھئے! اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی جبرئیل علیہ السلام بھی خلیفہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے قربت کو نہیں دیکھا بلکہ صلاحیت کو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا بالکل اسی طرح پیغمبر علیہ السلام کے زیادہ قریبی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن پیغمبر علیہ السلام نے بھی قرابت کو نہیں دیکھا بلکہ صلاحیت کو دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔

سامعین گرامی! حضور ﷺ نے ایک ایسا خلیفہ بنایا جو ہر جگہ حضور ﷺ کے ساتھ ہے دنیا میں بھی اور قبر میں اور قبر سے اٹھتے وقت بھی اور محشر کے میدان میں بھی یہاں تک کہ جنت میں بھی ایک ساتھ داخل ہوں گے اب دیکھئے دنیا میں کس طرح ساتھ ہیں جب حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں غار ثور میں آئے تو پیچھے کفار وہاں پہنچ گئے تو اس وقت صدیق اکبر بہت

پریشان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی " اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" یہ پوری آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ اے پیغمبر! اپنے ساتھی سے کہہ دیجئے غمگین نہ ہو تو دنیا میں ساتھ تھے اب دیکھئے قبر میں کس طرح ساتھ ہے یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ جس مٹی سے انسان کا خمیر بنتا ہے اسی مٹی میں انسان کو دفن کیا جاتا ہے جس جگہ میں حضور ﷺ کو دفن کیا ہے اس جگہ کو حضور ﷺ دنیا کی زندگی میں یہ کہہ چکے تھے "مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ" میرے حجرے اور منبر کے درمیان میں جو جگہ ہے یہ جنت ہے اس جگہ کو جنت کا ٹکڑا قرار دے چکے تھے اسی جنت کے اندر حضور ﷺ کو دفن کیا گیا اور اسی جنت کے اندر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا اور یہ بات بھی آپ جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی مٹی جنت سے لائی جاتی ہے اب مطلب یہ ہوا کہ جس مٹی سے پیغمبروں کا خمیر بنا تھا اسی مٹی سے صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما کا خمیر بنا گویا مطلب یہ ہوا حضور ﷺ اور صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما یہ تینوں حضرات آئے بھی جنت سے تھے گئے بھی جنت میں تو معلوم ہوا حضور ﷺ کا خلیفہ قبر میں بھی ساتھ ہے اور یہ تینوں ایک ساتھ قبر سے اٹھیں گے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ باہر نکلے ایک حضور ﷺ کے دائیں طرف دوسرا بائیں طرف تو حضور ﷺ نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ہم اسی طرح قبر سے اٹھیں گے یہ حدیث اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. اور محشر کے میدان میں بھی دونوں ساتھ ہوں گے حضور ﷺ نے فرمایا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ. فرمایا صدیقؓ اکبر میرا غار کا ساتھی ہے اور حوض کوثر میں بھی میرا ساتھی ہوگا تو معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ ہر جگہ ہیں۔
اب دیکھتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو کیا سزا دی اور جس

نے حضور ﷺ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو کیا سزا دی۔

سامعینِ گرامی! جس طرح رب العالمین کے خلیفہ بنانے اور پیغمبر علیہ السلام کے خلیفہ بنانے میں مشابہت ہے بالکل اسی طرح رب کے خلیفہ کے منکر کی سزا اور پیغمبر علیہ السلام کے خلیفہ کے منکر کی سزا میں بھی بڑی مشابہت ہے۔

جس نے اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: "قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ" اے مردود! تو جنت سے نکل جا اس لئے کہ تو مردود ہو گیا تو نکل جا تو ناکام ہو گیا، تو جنت سے نکل جا تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک "وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ"۔

اور جس نے پیغمبر علیہ السلام کے خلیفہ کا انکار کیا وہ دراصل یہودی عبداللہ ابن سبا ہے اس کیلئے حضور ﷺ نے حکم دیا أَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو تو معلوم ہوا اور جس نے رب کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو جنت سے نکالا گیا جس نے حضور ﷺ کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو ریاض الجنۃ سے نکالا گیا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَمَرَنَا بِالرَّحْمَةِ وَبِرِّ الْوَالِدَیْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمَلٰکُوْتِ وَالثَّقَلَیْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ فَازُوْا بِطِیْبِهِمْ فِی الدَّارَیْنِ، اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "رِضَی اللّٰهِ فِیْ رِضَی الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُ اللّٰهِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ".
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

والدہ شفقت کی دیوی والدہ الفت کی جاں
بحرِ طفلاں جیسے فردوس زیرِ آسماں
سورۂ یوسف اگرچہ تلہٗ یعقوب ہے
چاہِ زمزم والدہ کے عشق سے منسوب ہے

اساطینِ علم و عمل واکابرینِ دین وملت محترم اساتذۂ کرام! آج کی اس منعقد کردہ بزم میں اپنے دامنِ گفتگو کو جن جواہراتِ سخن سے مزین کر کے لایا ہوں، وہ ''والدین کے حقوق'' کے عنوان سے معنون ہیں۔

سامعینِ ذی قدر! اگر آپ بنظرِ غائر صفحۂ ہستی کا مطالعہ کریں تو ابتدائے آفرینش سے ایک ایسا قابلِ صد احترام رشتہ نقوشِ شہود پر جلوہ افروز نظر آتا ہے، جسے نسلِ انسانی کی حیاتِ جاویدانی کا عنصرِ اوّل کہنا بے جا نہ ہوگا۔

جی ہاں! وہ رشتۂ ذی قدر "والدین" کے حسین عنوان سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ ہر زمانے میں اسے قدر و مقام کی نگاہ سے دیکھا جانا انسانیت کا مقتضیٰ نظر آتا ہے۔ خالق کائنات و مالکِ لم یزل کے ہاں جو اس قدر مرتبہ و مقام رکھتا ہے کہ خلّاقِ عالم اپنی عبادت کے امرِ عظیم کے بعد جس ہستی کا نام ذکر کرتے ہیں، وہ والدین کی مقدس و عظیم ہستی ہے: "وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا" علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اَیْ اَحْسِنُوْا بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا لِاَنَّھُمَا السَّبَبُ الظَّاھِرِیُّ لِلْوُجُوْدِ وَالتَّعَیُّشِ"

جی ہاں! یہی وہ عظیم ہستی ہے جس کی رضا خلّاقِ کائنات کی رضا بنتی ہے، چنانچہ علامہ سیوطی ؒ "درمنثور" میں روایت نقل کرتے ہیں: "رِضَی اللّٰہِ فِیْ رِضَی الْوَالِدَیْنِ"۔ اور جن کی ناراضی خلّاقِ کائنات کی ناراضی کا سبب بنتی ہے "وَسَخَطُ اللّٰہِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ"۔ جن کے چہرے کی رونق انوارات و تجلیات کا وہ مظہر ہے کہ آقا ﷺ فرماتے ہیں: "مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً" جو اس قدر رفعت و اہمیت کے حامل ہیں کہ انسانی اعمال کی جزا و سزا ان کی مرہونِ منت بن جاتی ہے۔ سید الاولین والآخرین ﷺ فرماتے ہیں "ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ" کہ جنت بھی مچلتی ہے تو اُن کے قدموں سے مچلتی ہے اور جہنم دہکتی ہے تو ان کے صدموں سے دہکتی ہے۔

عزیزانِ گرامی قدر! یوں تو چہار دانگ عالم میں روئے کائنات پر بسنے والا ہر مذہب والدین کے حقوق کا مدعی ہے لیکن جو عزت و وقار اور حقوق کی سدا بہار اس ہستی کو دامنِ اسلام سے ملی ہے، وہ دیگر ادیان و اقوام میں شاذ و نادر کا شکار نظر آتی ہے۔ اسلام کے گلشنِ رحمت سے حقوقِ والدین کا جھونکا کبھی یوں مہکتا ہے: "وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ

اِخْتِصَاصاً" والدین کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک انسانیت کا پہلا مقتضیٰ ہے، والدین اگر چہ عقیدے میں جدا کیوں نہ ہوں "وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً" کے معیار پر پورا اترتے ہوئے دنیوی حقوق کی پاسداری لازم ہے، علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں رقمطراز ہیں: "اِنَّهٗ لَا فَرْقَ فِیْ ذٰلِکَ بَیْنَ اَنْ یَّکُوْنَ الْوَالِدَانِ کَالْوَلَدِ وَاَنْ یَّکُوْنَا مُسْلِمَیْنِ"۔

جی ہاں! والدین کی عظمت و وقار کی کہکشاں یوں عیاں کی جاتی ہے: "فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا" یعنی والدین کو کبھی تکلیف دہ کلمات سے غمزدہ نہ کرنا، یہاں تک کہ اگر وہ کوئی تکلیف پہنچا دیں تو "اُف" کہہ کر بھی ان پر کبھی نگاہِ طیش مت ڈالنا۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں "لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ تَعَالٰی شَیْئًا اَدْنٰی مِنَ الْاُفِّ لَنَهٰی عَنْهُ"۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وَالنَّهْیُ عَنْ ذٰلِکَ یَدُلُّ عَلَی الْمَنْعِ مِنْ سَائِرِ اَنْوَاعِ الْاِیْذَاءِ قِیَاساً جَلِیًّا"۔

والدین کا ایک حق یہ ہے کہ "وَلَا تَنْهَرْهُمَا" یعنی ان سے جھڑکنا غضب خداوندی کا عظیم موجب ہے "وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا" علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اَیْ اَحْسَنَ مَا تَجِدُ مِنَ الْقَوْلِ" یعنی ان کی خدمت کے کٹہرے میں اچھی بات کرنا ہی طاعتِ حق کا موجب ہے: "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" یعنی ان کے مقام و مرتبے کے بامِ عروج کے سامنے پستی و ذلت کرنا حقوقِ والدین کا عنصر حقیقی ہے، جسے دیکھ کر چشمِ فلک پکار کر کہتی ہے:

قائم یہ عنصروں کا تماشہ تجھی سے ہے
ہر شئے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے

(اقبالؔ)

سامعینِ ذی قدر! اس دنیائے رنگ و گل نے حقوقِ والدین کے بہت گن

گائے، لیکن اسلام کے حلقۂ رحمت کے کیا کہنے! جس نے اس ہستی کو وہ طرۂ افتخار عطا کیا ہے کہ رہتی دنیا تک ان کے حقوق کی عظمت کا پھریرا لہراتا رہے گا، جی ہاں! اس ہستی کو جو مقام مدینے کے اس تاجدار نے دیا ہے، وہ دنیا اسے فراہم نہ کر سکی۔ آقائے کائنات ﷺ فرماتے ہیں: "لَاتَمْشِيَنَّ اَمَامَهٗ" "اس عظیم ہستی کے آگے مت چلنا" "وَلَاتَجْلِسْ قَبْلَهٗ" "اس سے پہلے مت بیٹھنا" "وَلَاتَدْعُهٗ بِاسْمِهٖ" "کبھی اس کا نام لے کر مت پکارنا" "وَلَاتَسُبَّ لَهٗ" "کبھی اس کو گالی مت دینا۔

سامعینِ محترم! آج یورپی دنیا اور مغرب کے کردارِ مذموم کو دیکھئے کہ بڑھاپے کے بعد والدین سے کیا سلوک ہوتا ہے؟ ماں باپ کی تدفین میں شریک ہونا بھی انہیں تہذیب سے ماوراء لگتا ہے، انہیں کے بارے میں کہنے والا کیا خوب کہہ گیا ہے:

جس قدر تسخیرِ خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی
کہکشاں و ماہ و انجم دیکھنے کے شوق میں
اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَمَرَنَابِبِرِّ الْوَالِدَیْنِ وَصِلَۃِ الْاَرْحَامِ وَنَھَانَا عَنِ الْعُقُوْقِ وَالتَّقَاطُعِ وَمَظَالِمِ الْاَنَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَاءَ بِالْقُرْاٰنِ...... اَمَّابَعْدُ : فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَاتَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "مَنْ زَارَقَبْرَاَبَوَیْہِ اَوْاَحَدِھِمَافِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَلَہٗ"اَوْکَمَاقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

قابلِ صد تکریم حضراتِ اساتذۂ کرام ومہمانانِ گرامی اور میرے ہم مکتب اور ہم سفر ساتھیو اور تقریری مسابقے میں شریک شہسواران خطابت!

آج کی اس پروقار، باوقار اور بارونق محفل میں بندہ ناچیز جس موضوع کا سہارا لے کر حاضر ہوا ہے، وہ "والدین کے حقوق" کے عنوان سے معنون ہے۔ بارگاہِ ربِّ لم یزل میں تڑپ کر استدعا کیجئے کہ وہ حق سچ کہنے کی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعینِ محترم! اگر آپ قرآن وحدیث پر گہری نگاہ دوڑائیں تو یہ بات آپ پر آشکارا ہو جائے گی کہ قرآن مجید میں جہاں اللہ ربُّ العزت کی وحدانیت کا تذکرہ ہے، وہیں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا تذکرہ بھی ملتا ہے، چنانچہ رب ذوالجلال نے سورۂ بنی اسرائیل میں فرزندانِ اسلام اور والدین کے چہیتوں کو چھ باتوں کا حکم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّاتَعْبُدُوْٓا اِلَّآاِیَّاہُ " کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا......

"وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا "إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ" اگر والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک بھی نہ کہنا..... "وَلَا تَنْهَرْهُمَا" والدین کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کرنا "وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" بلکہ خوب ادب اور نرم لہجے میں بات کرنا ... "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" والدین کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری کے بازو بچھائے رکھنا، کہیں والدین کی فضیلت کو آشکارا کرتے ہوئے فرمایا: "وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا" اے اللہ! تو ان پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا تھا۔

والدین کے حق میں دعاء مانگنے کی فضیلت کے بارے میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى" جس نے پانچ وقت کی نماز ادا کی، اس نے اللہ کا حق ادا کر دیا..... "وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَدْ شَكَرَ لِلْوَالِدَيْنِ" جس نے پانچ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعاء کی، اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔

سامعین محترم! ایک اور مقام پر رب الارض والسمٰوات کی ذات عالی نے والدین کے لئے شکریہ کے الفاظ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ، حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ"......اگر والدین شرک پر مجبور کریں تو بھی حسن سلوک کا حکم ہے "وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا"۔

اگر کوئی شخص اللہ سے محبت اور رضامندی کا دعویدار ہو تو اسے والدین سے محبت

کرنا ہوگی، یہ میں نہیں کہتا، بلکہ سرورِ دو جہاں ﷺ کا فرمان ہے: "رِضَی الرَّبُّ فِیْ رِضَی الْوَالِدَیْنِ" ...... اگر کوئی اللہ کی ناراضی سے بچنا چاہے تو اسے والدین کی ناراضی سے بچنا ہوگا ...... "وَسَخَطُ الرَّبُّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ" - سرورِ دو جہاں ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں سے شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اَلْکَبَائِرُ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ" کہ کبیرہ گناہوں میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے ...... "وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ" والدین کی نافرمانی کرنا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو والدین کی نافرمانی سے منع کرتے ہوئے یہ وصیت فرمائی کہ: "لَاتَعُقَّنَّ وَالِدَیْکَ" والدین کی نافرمانی نہ کرنا ...... "وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ" اگر چہ والدین آپ کو گھر بار، مال و دولت چھوڑنے کا حکم دیں۔ ایک اور مقام پر ارشادِ نبوی ہے کہ: "ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا" ...... ایک اور حدیث میں ہے: "ھُمَاجَنَّتُکَ وَ نَارُکَ"۔

جی ہاں! جو اپنے والدین کا مطیع اور فرمانبردار ہوگا اور ہر جمعہ والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے گا، اس کی مغفرت ہو جائی گی: "مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْاَحَدِھِمَافِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَلَہٗ" جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دیتے ہوئے فرمایا: "اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ" کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔

سامعین محترم! والدین کو اتنا بلند مقام اور مرتبہ حاصل کیوں نہ ہو کہ وہ اپنے بچہ کی خاطر اپنے آرام کو قربان کر دیتے ہیں، ماں وہ ہستی ہے جو بچہ کی پیدائش سے پہلے اس کو پیٹ میں اٹھاتی ہے اور اسکی تکلیف کو برداشت کرتی ہے اور دو ڈھائی سال تک دودھ پلاتی رہتی ہے: "حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْناً عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ" ...... دوسرے مقام پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ"۔

وہ سردیوں کی راتوں میں اٹھ اٹھ کر کپڑوں سے ڈھانپتی رہی اور گرمیوں میں اپنے آنچل سے ہوا جھلتی رہی اور جب ہم ذرا عالم شعور میں پہنچے تو ہمارے لئے اچھا اچھا کھانا بناتی رہی، لیکن افسوس صد افسوس! کہ آج ہم ان قربانیوں اور مصائب و تکالیف اور ان کے ناقابل فراموش احسانات کا صلہ کیا دے رہے ہیں؟ یہی ناں کہ ہم ان کا کہنا نہیں مانتے، دوسروں کے سامنے ان کو جھڑک دیتے ہیں، ان کے ارمانوں کا خون کرتے ہیں، ان کے ساتھ بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس شعر کا حقیقی مصداق ٹھہرتے ہیں:

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے قدرت کے اشارات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

یاد رکھیں! اگر ہم والدین کی نافرمانی اسی طرح کرتے رہے اور ان کے ساتھ بدتمیزی اور بداخلاقی سے پیش آتے رہے تو حشر کا میدان ہوگا، سامنے میزان ہوگا، عرش پر رحمان ہوگا، بول رہا قرآن ہوگا، والدین کا ہاتھ اور ہمارا گریبان ہوگا۔

اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں والدین کی نافرمانی، بے ادبی اور گستاخی سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اقتصادی نظام، اسلام اور دیگر ادیان میں موازنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ...... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِیْشَةِ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

دامنِ اسلام سے وابستگی جو ہوگئی
جہل وطغیاں کی روانی عالم سے سارے کھوگئی
کٹ گئی وہ کھیتی جبر و تشدد کی ادا
مغرب کی وہ حکمرانی بیج جس کا بوگئی

وارثانِ علوم وطالبانِ علم وحکمت اساتذۂ کرام وطلباء عظام!

احسانِ رب لم یزل ہے کہ آپ سے مخاطب ہونے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں حق تعالیٰ مجھے حق سچ کہنے، آپ کو سمجھنے اور ہم سب کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، میری زبان جس موضوع کے ساتھ رفتار پرواز لے کر آپ سے محو گفتگو ہو رہی ہے، وہ ہے"اقتصادی نظام، اسلام اور دیگر ادیان میں موازنہ"۔

اصطلاح لغت میں قصد واقتصاد"میانہ روی اور اعتدال" سے تعبیر کیا جاتا ہے، مگر اصطلاح معیشت میں ایسے وسائل کی دریافت کو کہتے ہیں جو دولت وثروت کے پیدا

کرنے کے مناسب طریقے، اس کے خرچ کے صحیح استعمال اور اس کی بہتات و بربادی سے "حقیقی اسباب" بتا سکیں۔

سامعین ذی وقار! اس جہان رنگ و گل میں بہت سے طریقہ ہائے معیشت رائج ہوئے، بہت سے مذاہب نے اقتصادی نظام کے فارمولے پیش کئے مگر جو طریقہ اقتصاد حلقۂ اسلام کے جوار رحمت سے عالم کائنات کو میسر ہوا ہے، وہ کسی اور مذہب میں مفقود نظر آتا ہے، میں جب بانی اسلام ﷺ کی حیات و تعلیمات کا مشاہدہ کرتا ہوں تو ان کا تعارف اسلام کے حلقۂ رحمت میں آنے والی خاتون اول حضرت سیدہ خدیجہؓ ان الفاظ میں پیش کرتی ہیں: "وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا"۔

آگے اس کی وجہ بیان کرتی ہیں: "إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ" یعنی محتاجوں کے فقر و فاقہ کی دادرسی اور سدِّ باب کے لئے آپ ﷺ کی ذاتِ عالی ایک کامل نمونہ ہے اور آپ جو نسخۂ کیمیا غار حرا سے لے کر آئے ہیں، وہ بھی اقتصادِ معیشت کا عظیم شاہکار ہے۔

کبھی ارشاد ہوتا ہے: "نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" کبھی ارشاد ہوتا ہے: "وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" کبھی ارشاد ہوتا ہے: "فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ" کبھی اپنے محبوب کی زبان سے اقتصادی نظام کو یوں عیاں کیا جاتا ہے "الْأَغْنِيَاءُ وُكَلَائِي وَالْفُقَرَاءُ عِيَالِي فَإِذَا بَخِلَ وُكَلَائِي عَلَى عِيَالِي أَذَقْتُهُمْ وَبَالِي وَلَا أُبَالِي" پتہ چل گیا اقتصادی نظام کا ہر زنار اگر پھوٹتا ہے تو دامن اسلام سے پھوٹتا ہے۔

عزیزانِ گرامی قدر! یہ تو اسلام کا وہ گوشۂ رحمت ہے جو غارِ حرا سے نکل کر تشنگانِ حق کو سیراب کرتا ہے، اگر آپ فاران کی چوٹی سے طلوع ہونے والے آفتابِ ہدایت کی کرنوں کو پرکھئے تو بھی اقتصادی نظام کی پرنور شعاعیں چہار دانگ عالم میں پھیلا تا نظر آتا ہے: "اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ" کبھی ارشاد ہوتا ہے: "مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهٗ فِيْ مَعِيْشَتِهٖ" کبھی اعلان ہوتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَى الْاَغْنِيَآءِ فِيْ اَمْوَالِهِمْ بِقَدْرِ مَا يَكْفِيْ فُقَرَآئَهُمْ" علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اس مفہوم کو واضح کرتے ہیں: "فُرِضَ عَلَى الْاَغْنِيَآءِ مِنْ اَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ اَنْ يَّقُوْمُوْا بِفُقَرَائِهِمْ يُجْبِرُهُمُ السُّلْطَانُ عَلٰى ذٰلِكَ" اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اس بات پر نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بھوکا، ننگا یا ضروریاتِ رہائش سے محروم ہے تو مالدار کے فاضل مال سے اس کی کفالت فرض ہے۔

مفسرین میں جلیل القدر مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک آیت کی تفسیر میں اسلام کا اقتصادی نظام یوں واضح کرتے ہیں: "اِنَّ الْمُرَادَ بِالْاِنْفَاقِ مَا يَعُمُّ اِنْفَاقَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اِنْفَاقَهُمْ عَلٰى غَيْرِهَا وَالْقِوَامُ فِيْ كُلِّ ذٰلِكَ خَيْرٌ" اب دوسرے مذہب کے لائے ہوئے اقتصادی نظام پر نظر ڈالئے، یہودیت، نصرانیت، ویدک دھرم اور زرتشتی دنیائے عالم کے بڑے مذاہب شمار کئے جاتے ہیں، عیسائیت کو پرکھ کر دیکھئے، رہبانیت کی تعلیم اس کا بنیادی عنصر نظر آتی ہے، اربابِ ثروت و دولت کے لئے خدا کی بادشاہت میں کوئی حصہ تسلیم نہیں کرتی، سرمایہ کاری کو ناپسند کر کے وہ کوئی ایسا عملی اقتصادی نظام پیش نہ کرسکی جو سامنے رکھ کر اقتصادی عادلانہ نظام مرتب کیا جاسکے اور ایک دیندار کو صحیح دین دار بنا کر جماعتی زندگی کا مفید جز بنایا جاسکے۔ دوسرا بڑا مذہب زرتشتی کی شکل میں نظر آتا ہے، اس

مذہب میں بھی ظالمانہ طریق پر حصول دولت وثروت پر تنقید و مذمت تو ملتی ہے، مگر احکام و قوانین، اقتصادی نظام کے عملی اجراء کا دور تک سراغ نہیں ملتا۔ تیسرا مذہب ویدک ہے، بلاشبہ ظالمانہ نظام کے خلاف چند پند و نصائح کے علاوہ کوئی ایسا عملی نظام نظر نہیں آتا جو عالمی دنیا کے لئے اقتصادی نظام کا عملی نمونہ بن سکے، پھر میں کیوں نہ مسلمانوں کی عظمت کو سلام کروں، جنھوں نے وہ قوانین مرتب کئے ہیں جو رہتی دنیا تک اقتصادی نظام کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں، ان کی عظمت کا پھریرا عالم میں یوں لہراتا ہے کہ دنیا عقیدت کا سلام کر کے کہتی ہے:

بازو تیرا توحید کی طاقت سے قوی ہے

اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

عزیزانِ من! کائنات انسانی میں عادلانہ نظام کے مقابلے میں سرمایہ دارانہ نظام نے اکناف عالم پر تسلط کی ناکام کوشش کی ہے اور زمانہ قریب میں ایسی کوشش کا ترقی یافتہ نظام "فسطائیت" کے نام سے موسوم ہے، جو یورپ کی حکومتوں میں وافر مقدار میں تسلط پا چکا ہے، مگر جب میں اس کا موازنہ اسلام کے نظامِ اقتصاد سے کرتا ہوں تو مجھے یہ تبادلہ و موازنہ بھی اسلام کی توہین نظر آتا ہے۔

جی ہاں! "اسلام" کہتا ہے کہ چند مخصوص افراد میں دولت کی تقسیم کر کے فقراء کو بھوکوں مارنا حرام ہے، جبکہ "فسطائیت" کی بنیاد ہی مخصوص افراد کی اجتماعی وانفرادی ضروریات کو پورا کرنے پر ہے۔ اسلام کا نظامِ اقتصاد انفرادی ملکیت پر شرائط عائد کر کے اسے اجتماعی حقوق کے زیرِ اثر قرار دیتا ہے، جبکہ فسطائیت کہتی ہے کہ انفرادی ملکیت لامحدود ہے اور اجتماعی حقوق سے بالاتر ہے۔ اگر اسلام نسلی و خاندانی، جغرافیائی امتیاز ختم کرتا ہے تو فسطائیت اس نظام کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، لہٰذا اسلام کا یہ طرۂ افتخار ہے کہ چند لوگوں

کی خوشحالی اور عیش پسندی کی خاطر وہ لاکھوں انسانوں کو بھینٹ نہیں چڑھاتا، بلکہ ہر ایک کو اس کا مرتبہ فراہم کر کے "لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا" کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے، جبکہ دوسرے نظامہائے اقتصاد مال و دولت کے اس قدر خوگر ہو گئے کہ اپنے بنیادی اصولوں پر بھی قائم نہ رہ سکے، پھر میں کیوں نہ کہوں:

جس قدر تسخیرِ خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی
کہکشاں و ماہ و انجم جاننے کے شوق میں
اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

سود

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ... اَمَّا بَعْدُ : فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : "اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَعَنَ اللّٰہُ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَیْہِ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَآءٌ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

رعنائی تعمیر میں ، رونق میں ، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بینکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے ، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات

واجب القدر سامعینِ کرام! جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا، دنیا میں بھیجنے کے بعد اس کے زندہ رہنے کے قوانین متعین کیے، جب رحمٰن نے قوانین بنائے تو پھر اس کے مقابلے میں شیطان نے اپنے قوانین بنائے، اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ شیطان رحمٰن کے مقابلے میں آ چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو مبعوث فرما کر شیطان کے ان قوانین کے پرخچے اڑا دیے، اسی طرح شیطانی قوانین میں سے ایک قانون "سود" کی لعنت کی صورت میں ظاہر ہوا، میری تقریر کا عنوان یہی "سود" ہے، جس کا ترجمہ عربی زبان میں "ربٰو" سے کیا جاتا ہے، ربٰو لغت میں زیادتی کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع

میں ربا سے مراد کسی معاملہ کے اندر ایسی زیادتی جو متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے بلاعوض شرط قرار دی جائے۔

سامعینِ کرام! ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ سارے عالم میں اسلام جیسا عالمگیر مذہب کوئی نہیں، اس لئے کہ اسلام نے فلاح انسانی کی خاطر تمام انسانی معاملات کو احاطۂ عدل و انصاف میں کاربند کیا ہے، پھر جہاں کہیں بھی عدل و انصاف کے زریں اصولوں کے خلاف ظلم وستم اور ناانصافی کی پرچھائیاں نمودار ہوئیں تو اسلام نے اس کی روک تھام کے لئے نصوص میں اسے ممنوع قرار دیا اور ایسے جرائم میں ملوث افراد کو ان کے برے انجام سے خبردار کیا ہے، منجملہ ان جرائم کے ایک جرم "سود" بھی ہے۔

اسلام کے آنے سے قبل تو سود کو مستحسن سمجھا جاتا تھا، سودی نظام کے ذریعے سرمایہ دار قسم کے لوگ غرباء کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے تھے، مگر جب اسلام آیا اور عدل و انصاف کی فضاء قائم کی، عادلانہ قوانینِ تجارت وضع کئے، تو سود جیسی لعنت پر ضرب کاری لگا کر اسلامی معیشت کی بقاء کا بندوبست کیا اور قرآن نے اعلان کیا "وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا" یعنی اللہ کا فیصلہ معاملات کے بارے میں یہ ہے کہ بیع جو کہ جانبین کی حاجت برآوری کا ذریعہ ہے، وہ حلال اور جائز ہے، اور سودی معاملہ جو کہ حاجت مند کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا سبب ہے، وہ حرام ہے۔

سامعینِ کرام! اسلام کے عادلانہ قانونِ تجارت سے تجارتی کاروبار سے ہر قسم کے سود کو ختم کرنے کا حکم دیا ہے، حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے واضح اعلان فرمایا کہ آج میں سود کو باطل قرار دیتا ہوں، اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود باطل کرتا ہوں۔ اسلام نے سود کو معاشی استحصال کی منحوس ترین شکل کہا

ہے، جس کے معاشی تعاون اور نتیجۃً معاشی فلاح پر نہایت خطرناک اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس جرم میں ملوث افراد کے لئے شدید ترین وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

آیئے! اب سے پہلے قرآن سے سود کے بارے میں پوچھتے ہیں:

قرآن کریم میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: "اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ" کہ سود خور قیامت کے روز اپنی قبروں سے اس شخص کی مانند اٹھیں گے جسے جن لپٹ گیا ہو، یعنی مجنوں اور پاگلوں کی طرح۔

اس سلسلے میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ؒ نے لکھا ہے: دراصل سود خور انسان روپیہ اور دولت کے خمار میں ایسا بدمست ہوتا ہے کہ وہ انسانی اخلاق، مروت، ہمدردی، بلکہ انسانیت کو مہمل اور بے معنی لفظ سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو برباد کر کے اپنے مقصد کا حصول اس کی زندگی کا نصب العین بن جاتے ہیں اور وہ اسی تگ ودو میں پاگل کتے کی طرح مجنوں اور مخبوط ہوتا رہتا ہے۔

قرآن نے سودی بے برکتی کو بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا: "یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ" قرآن نے مشرکین کے قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا: "وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" دوبارہ سود کی طرف لوٹ کر آنے والوں کو اس طرح وعید سے ڈرایا: "وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ"

سامعین کرام! حضور ﷺ جنہوں نے اپنی بعثت کا مقصد ہی لوگوں کو کریمانہ اخلاق سکھانا بتایا ہے نے ایک حدیث میں سودی معاملات کرنے والوں پر اللہ کی لعنت اور ان کے مجنوں اور پاگل ہونے کی خبر دی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "لَعَنَ اللّٰهُ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَهٗ وَکَاتِبَهٗ وَشَاهِدَیْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ" ایک اور جگہ ارشاد ہے "اٰکِلُ

الرِّبٰو سَیُبۡعَثُ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ مَجۡنُوۡنًا" یعنی سود خور کو قیامت کے دن مجنوں اٹھایا جائے گا۔

سامعینِ گرامی! قرآن کی نصوص اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر مسلمان اپنی معیشت کو بچانا چاہیں تو سود کو ترک کرنا ہوگا۔ اگر دنیا میں پشتوں سے چلی آنے والی غربت کے خاتمے کا اقدام کرنا چاہیں تو سود سے کاروبار پاک کرنا ہوں گے، اگر معاشی استحصال کی منحوس ترین صورت کو ختم کرنا چاہیں تو ہمیں بینکوں سے سود کو ختم کرنا ہوگا، وگرنہ کروڑوں کی بڑھتی ہوئی غربت اور نہ ختم ہونے والا افلاس جہاں مختلف کرپشن اور کرپٹ قسم کے لوگوں کی مرہون منت ہوکر بڑھتا ہی رہے گا، وہاں بنیادی کردار سودی نظام اور سود خوری کا ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

عصبیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: "یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا"۔ صدق اللہ العظیم۔

یہی مقصودِ فطرت ہے ، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی ، نہ ایرانی ، نہ افغانی

واجب التکریم اساتذۂ کرام و معزز سامعین!

آج کی اس پروقار محفل میں جس موضوع پر اظہارِ خیال کرنے لگا ہوں، وہ "عصبیت" ہے۔ رب کریم سے دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ مجھے درست نقطۂ نظر پیش کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

سامعینِ گرامی قدر! اپنے گردوپیش کا بنظر غائر جائزہ لے لیں، آپ کو پورا معاشرہ قوم، قبیلوں اور حسب ونسب کی تفریق کا شکار نظر آئے گا، خاندانوں اور برادریوں کی بنیاد پر عزت وافتخار کے سانچے بنتے اور ٹوٹتے نظر آئیں گے، قومیت اور لسانیت کی بناء پر جھگڑوں اور فسادات کا لامتناہی خونی سلسلہ نظر آئے گا اور ہر طرف رنگ ونسل پر فخر ومباہات کے نعرے نظر آئیں گے، یہ سب کچھ ان منفی خیالات اور نظریات کی پیداوار ہیں جو انسان

کے دل و دماغ میں عصبیت کے جذبات ابھارتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرہ کی اکائی تہس نہس ہو کر رہ جاتی ہے ملت کی جمعیت افتراق و انتشار کے ٹکڑوں میں بکھر جاتی ہے۔

حاضرینِ گرامی قدر! ظہورِ اسلام سے قبل پوری دنیا بالخصوص عرب کا معاشرہ شعوب وقبائل کی تفریق و تقسیم کا شکار تھا، معاشرے میں قوم اور قبیلوں پر تفاخر کی وبا عام تھی، فخر و مباہات کی یہ وبا معاشرے کے ہر ہر فرد کے رگ و پے میں سرطان کی طرح سرایت کر چکی تھی، اسلام نے آ کر جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے ان لوگوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ شعوب وقبائل سے انتساب تفاخر کے لئے نہیں، تعارف کے لئے ہوا کرتا ہے "یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا" وہ لوگ خاندانی شرافت کو فوقیت و کرامت کی علامت سمجھتے تھے، اسلام نے اس نظریہ کو مسترد کر کے تقویٰ کو مدارِ کرامت قرار دیا "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"۔

محض قوم اور قبیلے کی حمایت میں حق و باطل کی تمیز کئے بغیر برسوں جنگ کی آگ بھڑکائے رکھنا لوگوں کا عام وطیرہ تھا، اسلام نے اُسے عصبیت قرار دیا: "عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ مَاالْعَصَبِیَّۃُ ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَکَ عَلَی الظُّلْمِ"۔

عصبیت ایک اسلامی معاشرے کے لئے بدترین ناسور ہے، اسلامی معاشرے میں اس کی کوئی گنجائش نہیں: "لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ" نیشنلزم کی تحریکوں کو کچلتے ہوئے اسلام نے اعلان کر دیا: "مَنْ نَصَرَ قَوْمَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ رَدٰی فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِہٖ" اور ہر حال میں معاشرے کی وحدت کو قائم رکھنے کی تاکید کی: "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" اسلام کی ان تعلیمات و احکامات کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک دوسرے کے

خون کے پیاسے باہم شیر وشکر ہو گئے، ایک دوسرے کے دیرینہ دشمن اسلامی اخوت کے عظیم رشتے میں بندھ گئے، قرآن عزیز اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: "وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا"۔

سامعینِ گرامی! پھر دنیا نے دیکھا کہ جن لوگوں نے اسلام کی ان تعلیمات کو قبول کر کے اپنی تمام انفرادی توانائیوں اور صلاحیتوں کو ملت پر وار دیا تو ان کے لئے فتح وظفر کے دروازے ہر طرف کھل گئے، ان کے اقبال کا ستارہ رشکِ ثریا بن گیا، ربع مسکون ان کے زیرِ نگیں ہوا، چرخِ نیلگوں ان کے شاندار کارناموں سے دنگ رہ گیا، عصبیت کے بتوں کو گرانے کے لئے انہوں نے اپنے گھوڑے دوڑائے تو وہ گھوڑے ان کی ٹاپیں اور ان کے حملے وحی کا عنوان بنے "وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ، فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ، فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ، فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا " دنیا کے سکون کو ذات پات اور رنگ ونسل کی تفریق سے برباد کرنے والوں کے خلاف وہ میدانِ عمل میں صف آراء ہوئے تو آیاتِ الٰہی کا موضوع بنے "يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ " ان کی تکبیروں کی گونج سے کفر کے ایوانوں میں زلزلے برپا ہوئے:

بِمَعَابِدِ الْاَفْرَنْجِ كَانَ اَذَانُنَا
قَبْلَ الْكَتَائِبِ يَفْتَحُ الْاَمْصَارَا

لیکن پھر اچانک مسلمانوں کے اقبال کا ستارہ گردش میں آ گیا، اغیار کی سازشوں نے اپنا اثر دکھایا، ملت کا شیرازہ عصبیت و قومیت کی چوٹ پر پھر بکھر گیا، عصبیت کے بتوں نے پھر سر اٹھایا، قومیت کے جھگڑے پھر شروع ہوئے، آخر کار مسلمانوں کی طاقت آپس کی کشاکش میں کھپ گئی تو ہلاکو خان نے خلافتِ عباسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، اسی

عصبیت کی نحوست نے گلستانِ اندلس کے کونے کونے سے ہماری عظمت کے نشان مٹا ڈالے۔۱۹۱۳ء میں عرب قوم پرستی کی جنگ نے حجاز مقدس کو اسلام کے مرکز سے الگ کر دیا۔۱۹۲۴ء میں ترک قوم پرستی کے طوفان بالآخر نے اسلامی عظمت کے آخری ٹمٹماتے چراغ کو گل کر دیا۔

اسلام کے نام پر ۱۹۴۷ء کو ہم نے ایک آزاد وطن حاصل تو کر لیا لیکن اسلام کے ملی نظام کو ہم نے پس پشت ڈال دیا، نتیجۃً عصبیت کے فرسودہ جذبات یہاں بھی ابھرنے شروع ہوئے، ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ملک کا مشرقی بازو قومیت کے ان جھگڑوں کے نتیجے میں کٹ کر الگ ہوا، ہم نے اس کی تحقیقات کے لئے کمیشن تو قائم کر لیا لیکن سبق حاصل کرنا گوارانہ کیا، چنانچہ عصبیت کے زخم بڑھتے گئے، کبھی ہم سندھی، مہاجر اور کبھی مہاجر، پٹھان کی صورت میں کٹتے گئے، مگر شاید ہماری تقدیر میں سبق سیکھنا ہی نہیں، یہی وجہ ہے کہ ہماری یہ روش اب بھی قائم ہے، کہیں صوبائی اور لسانی حقوق کی باتیں ہو رہی ہیں تو کہیں الگ صوبے کے منصوبے گنے جا رہے ہیں۔

آج ضرورت ہے کہ ہم اٹھ کر عصبیت کے تمام بتوں کو پاش پاش کر کے ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی کر لیں، یہی وقت کا تقاضا ہے۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہوجا ، محبت کی زباں ہوجا
غبار آلودۂ رنگ و نسب ہے ، بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم ! اُڑنے سے پہلے پَرفشاں ہوجا

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

روشن خیالی اعتدال پسندی

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" صدق الله العظیم.

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

گرامی قدر و منزلت حاضرینِ مجلس!

آج کی اس بزم منعقد میں جس موضوع و عنوان پر لب کشائی کرنے کی جسارت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں" وہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی" ہے ذات باری تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاہے کہ حق کی صدالب پر جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

عزیزانِ گرامی! آج کل میڈیا پر قوم کو روشن خیال اعتدال پسندی کی پٹی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پڑھائی جارہی ہے جسے اربابِ اقتدار سفارتی اور ڈپلومیٹک سطح پر روشن خیالی اعتدال پسندی کا نام دے رہے ہیں درحقیقت یہ ان امریکہ نواز پالیسیوں کا تسلسل ہے جن کے تحت پہلے" سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ لگا کر ۶۰ ہزار افغان مسلمانوں کے قتل ناحق میں امریکہ کا ساتھ دیا گیا اور اب پوری قوم کو امریکہ کا غلام بنانے کیلئے اس کے مادر پدر آزاد کلچر کو روشن خیالی اعتدال پسندی کا خوشنما خول چڑھا کر پیش کیا جارہا ہے۔

عزیزانِ من! روشن خیالی واعتدال پسندی کے تصور کو اگر حقیقت کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام ہی روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا اولین علمبردار ہے یہ محض خوش فہمی کے دو بول نہیں بلکہ ایک ناقابل انکار تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام نے "اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ"، "اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ" اور "اَفَلَا یَتَفَکَّرُوْنَ" کہہ کر اس وقت تعقل و تدبر اور تفکر و شعور کی قندیلیں روشن کیں جب عرب جاہلیت سمیت پوری دنیا "اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی

اٰثٰرِھِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ" کی تاریک خیالی میں بھٹک کر تقلید محض کے جمود و خمود کی شکار تھی" اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ" کہہ کر اس وقت دلیل و منطق کی راہ دکھائی جب انسانیت مفروضات و توہمات کی بھول بھلیوں میں اپنی عظمتیں کھو بیٹھی تھی، ہاں یہ اسلام ہی ہے جس نے "اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ.. الخ" کہہ کر تاریک انسانی عقل و شعور کو روشن تخیل کا پرواز بخشا جی ہاں! یہ اسلام ہی ہے جس نے انسان پر انسان کی بالادستی کے گمراہ اور تاریک تصور کو مٹا کر روشن فکر دیا۔ صحابی رسول حضرت عامر بن ربیعہؓ اسی روشن خیالی کے زیر اثر کسریٰ کے گورنر کے سامنے علی الاعلان کہتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنَا اَنۡ نُخۡرِجَ الۡعِبَادَ مِنۡ عِبَادَۃِ الۡعِبَادِ اِلٰی عِبَادَۃِ رَبِّ الۡعِبَادِ اسلام کی ان عقلیت پسند اور روشن خیال تعلیمات کی بدولت یورپین سوسائٹی پر رومن چرچ کے غیر معقول تسلط کا خاتمہ اور اس کی تہذیبی ارتقاء کا سفر اس وقت شروع ہوا جب سن ۹۳ ہجری میں مسلمانوں نے ہسپانیہ پر فتح حاصل کر کے یورپ میں قدم رکھا کسی کو یقین نہیں آتا تو یورپی تہذیب و تمدن کی تاریخ اٹھالیں جس میں واضح طور پر سن ۹۳ ہجری سے پہلے کے دور کو Dark ages یعنی تاریک دور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سامعین محترم! روشن خیالی کی طرح دنیا میں اعتدال پسندی کا تصور و فروغ بھی اسلامی تعلیمات کا مرہون منت ہے اسلئے کہ اسلام وہ پہلا مذہب ہے جو دین موسوی کے افراط اور دین عیسوی کے تفریط کے درمیان کا معتدل راستہ دنیا کو دکھاتا ہے " وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ" اور "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡكُمُ الۡمَیۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ" میں راہ اعتدال کو اجاگر کیا گیا ہے، اپنے پیروکاروں کو بھی اسلام کا یہی حکم ہے کہ "اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی" اسلام کی یہ اعتدال پسندی ہمہ گیر ہے جو قدم قدم پر مسلمانوں کو راہ اعتدال پر کاربند رہنے کی تاکید کرتی ہے کہ ارشاد ہوا "وَالَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَكَانَ بَیۡنَ ذٰلِكَ قَوَامًا" ہیں" وَاقۡصِدۡ فِیۡ مَشۡیِكَ"

کہیں تاکید ہوئی خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا لیکن آج روشن خیال اعتدال پسندی نے یورپ کی اندھی تقلید کا خوبصورت عنوان قرار پایا ہے آقائے مدنی ﷺ نے ان مغرب زادوں کے متعلق پہلے ارشاد فرمایا: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ اتَّبَعْتُمُوْهُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ (متفق علیہ رواہ ابوسعیدؓ) آج دینی بے زاری اور بے دینی کا نام روشن خیالی اعتدال پسندی رکھا گیا ہے جبکہ یہ حرکت قرآنی زبان میں سخت ترین جرم ہے ارشاد ہے " اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا" آج میراتھن ریس کرا کر قوم کی بیٹیوں کو سڑکوں پر ننگا کرنے اور ٹی وی چینلز کے ذریعہ گھر گھر بے حیائی فحاشی اور عریانی کے پھیلانے کو روشن خیالی اعتدال پسندی تصور کیا گیا ہے جبکہ اسلام میں اس کی کوئی اجازت نہیں ارشاد ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" آج اللہ کے دشمنوں سے دوستی اور اپنوں سے بے رخی کا نام روشن خیالی قرار پایا ہے جبکہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ" درحقیقت روشن خیال اعتدال پسندی کا موجودہ تصور سولہویں صدی کے لادین مفکر مارٹن لوتھر کی تحریک سے کشید کیا گیا ہے جس نے مغربی دنیا میں اباحیت کو جنم دیا، جس کی آزادی وہاں مادر پدر آزادی کا عنوان بنا اور یوں نہ صرف یورپ کی خاندانی مرکزیت بری طرح تہس نہس ہوئی قرآن مجید نے ہمیں "جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا" کہہ دیا ہے اب موجودہ روشن خیالی کے علمبردار ہمیں لاکھ قدامت پرست، رجعت پسند، تاریک خیال اور انتہا پسند کہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں لیکن (Moderation Inlightant) کے موجودہ تصور کو ہم کبھی ٹھنڈے پیٹوں ہضم نہیں ہونے دیں گے۔

عرفی تو نہ اندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نکند رزق گدارا

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

استقامت

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ. امابعدا فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ"

وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر پھولوں کو رنگت بخشی ہے

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہیں

میرے واجب الاحترام، قابلِ صد احترام اساتذہ کرام اور بزمِ شاعرئی شہید کے لہلہاتے پھولو!

میں نے قرآن کریم کی جو آیت آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس آیت میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ" وہ لوگ جنہوں نے کہہ دیا کہ رَبُّنَااللّٰہ خدا ہی ہمارا رب ہے خدا ہم کو پالنے والا ہے "ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" یہ کہہ کر اتنے پکے ہو گئے کہ ان کی چمڑیاں ادھیڑ دی گئیں، ان کو تپتے ہوئے صحراؤں میں لٹایا گیا، ان کو آگ کے انگاروں پر جلایا گیا، ان کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا لیکن "ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" وہ اس بات پر اتنے پکے ہوئے کہ تختہ دار پر لٹک گئے، گھروں کو چھوڑ دیا، بیویوں کو بیوہ کرا دیا، اپنے معصوم بچوں کو یتیم کرا دیا لیکن قرآن نہیں چھوڑا، مصطفیٰ کا فرمان نہیں چھوڑا، کس بات پر پکے ہو گئے؟ اللہ تیرے دین پر تیرے قول پر تیرے دستور پر تیرے لائحہ عمل پر اتنے پکے ہو گئے اے اللہ! ان لوگوں کیلئے تیرا حکم کیا ہے "تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ" میرا حکم یہ ہے کہ آسمانوں سے فرشتے ان پر اترتے ہیں کیا کہنے کیلئے؟ یہ باور کرانے کیلئے "اَلَّا تَخَافُوْا" کوئی خوف نہ کرو، "وَلَا تَحْزَنُوْا" کوئی غم نہ کرو اور اللہ آخرت میں ان کیلئے انعام ہے، کوئی اعزاز ہے؟ فرمایا کیوں نہیں "وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ"

اور قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ دروازے کھول دیئے جائیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ خدا ہمارا رب ہے۔

سامعین محترم!

قرآن کی آیت کا مفہوم ہے اب اس مفہوم پر تاریخ الاسلام کے چودہ سو سال کے اوراق پر نشانوں میں آپ کے سامنے پلٹتے ہیں توجہ کی ضرورت ہے ابدر کے میدان میں چودہ صحابہؓ شہید کر دیئے گئے، احد کے میدان میں ستر صحابہؓ شہید کر دیئے گئے، حنین کے معرکہ میں انیس صحابہؓ شہید کر دیئے گئے اس دین کیلئے، اس مشن کیلئے، عظمت اسلام کیلئے، قرآن کی عزت کیلئے، وہی صحابہؓ اپنے اس مشن کیلئے حیات کی قربانی دے گئے سب کچھ لٹا گئے حضور کے تئیس سالہ دور نبوت میں دو سو چھپن صحابہؓ شہید ہوئے اور خلافت راشدہ کے پچاس سالہ دور میں ستائیس ہزار صحابہؓ شہید ہوئے۔

میرے دوستو!

یہ ایک مشن ہے، یہ ایک دستور ہے، یہ ایک دین ہے۔ اس دین کیلئے بلال کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، اس دین کیلئے سمیہؓ کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے، اس دین کیلئے زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں، بریرہ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی۔ آؤ! میں تاریخ کے چہرے سے نقاب اتارنا چاہتا ہوں حجاج کے سامنے سعیدؓ بن جبیر نے دلیل سے کہا کہ حجاج! تو ظالم ہے، تو غلط ہے اور اپنی سچی بات پر ڈٹے رہے حجاج نے سچی بات بیان کرنے کے پاداش میں سعید بن جبیرؓ کو ہزاروں انسانوں کے سامنے ذبح کر ڈالا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حکومت وقت نے اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے جیل میں ڈالا تو جنازہ بھی جیل سے نکلا، امام احمد بن حنبل نے خلق قرآن کے مسئلہ میں کچھ دلائل پیش کیے لیکن بادشاہ وقت نے پیغمبر کے اس جانشین کو اور نبی کے عاشق احمد بن حنبل کو جیل میں ڈالا روزانہ چالیس کوڑے پشت پر مارے جاتے تھے اور راوی کہتا ہے کہ وہ ایک کوڑا اگر کسی ہاتھی کو مارا جاتا تو وہ بھی بلبلا اٹھتا لیکن امام صاحب اپنے

"واقف پڑ دئے رہے، امام غزالی نے فلاسفہ کے سامنے حق بات کہی تو ان کو حق بات کہنے کے جرم میں جنگلات میں ٹھہرایا گیا، مجدد الف ثانی کو حق بات بیان کرنے کے جرم میں جیل میں ڈالا گیا بالآخر وہ دور آیا کہ برصغیر کے اندر انگریز نے قدم رکھا مسلمانوں نے انگریز کا مقابلہ کیا اور اٹھارہ سو ستاون کی جنگ ہوئی اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اس جنگ کے بعد انگریز نے برصغیر کے مسلمانوں کو ہر قسم کی تکالیف دیں لیکن علماء اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے علماء کو سور کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنور میں ڈالا گیا، شاہی مسجد کے صحن میں ایک پھانسی پھندہ بنا کر ایک ایک دن میں سو سو علماؤں کو پھانسی دی گئی، ایک انگریز کہتا ہے کہ دہلی کے ایک خیمے میں میرے سامنے چالیس علماء کے کپڑے اتارے گئے ان کے کپڑے اتار کر ان کو آگ کے انگاروں پر ڈالا گیا اس کے بعد میرے سامنے چالیس اور علماء لائے گئے اور انگریزوں نے کہا مولویو! تم ایک دفعہ کہہ دو کہ ہم اٹھارہ سو ستاون کی جنگ میں شریک نہیں تھے تمہیں ابھی چھوڑ دیتے ہیں ورنہ تمہیں بھی ان چالیس علماء کی طرح تمہارے کپڑے اتار کر آگ کے انگاروں میں جلایا جائے گا۔

اور مسلمانو! سنو اور علماؤں کو گالی دینے والوں سنو! وہ انگریز کہتا ہے مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کہ وہ چالیس علماء بھی آگ پہ پک گئے اور دوسرے چالیس علماء بھی آگ پر پک گئے لیکن ایک عالم نے بھی انگریزوں کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکائی اور اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے اس سے آگے چلئے یہ دور بھی آیا کہ اپنے وقت کے فرعون ظالم بدمعاش امریکہ نے طالبان کو کہا کہ اسامہ کو ہمارے حوالے کرو طالبان نے دلائل کی روشنی میں ان سے بات کی اور اپنی بات پہ اتنے ڈٹ گئے کہ امریکہ نے دھمکی دی کہ ہم بمباری کر کے افغانستان کو تباہ کر دیں گے قربان جاؤں اس عمر ثالث پر اس نے جواب دیا کہ امریکہ والوں یہ بات کان کھول کر سن لو اگر آدھا افغانستان روس نے تباہ کیا تھا اور آدھا افغانستان اگر اللہ کے قرآن کی حفاظت کیلئے نبی کے فرمان کی حفاظت کیلئے اسلام کی عزت و عظمت کیلئے باقی افغانستان بھی تباہ ہو جائے مجھے

اس کی پرواہ نہیں ہم اس کیلئے اپنی حکومت کو بھی چھوڑ دیں گے اپنی صدارت کو بھی چھوڑ دیں گے لیکن اپنے موقف سے نہیں ہٹیں گے اللہ کے قرآن کو نہیں چھوڑیں گے اپنے دین کو نہیں چھوڑیں گے۔

اس قوم کے مردہ نفسوں میں احساس کو زندہ کون کرے
جس خون سے قومیں بنتی ہیں اس خون کا سودا کون کرے
کچھ کفر نے فتنے پھیلائے کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی انسان سے انسان ٹکرائے
رحمت کی گھٹائیں لہرائیں دنیا کی امیدیں بر آئیں
اکرام و عطا کی بارش نے اخلاق کے موتی برسائے
پامال کیا برباد کیا کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے بڑھا تو محمد عربی تشریف لائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

عصرِ حاضر اور عالمِ اسلام کو چیلنج

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم . اما بعد! فاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا" قال النبی صلی الله علیه وسلم لَتُنْتَقَضَنَّ عُرَی الْاِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً فَکُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِیْهَا فَاَوَّلُهُنَّ نَقْضاً اَلْحُکْمُ وَاٰخِرُهُنَّ الصَّلَاةُ. (او کما قال علیه السلام)

خودی میں ڈوب جا غافل یہ سرِ زندگانی ہے
نکل کر حلقہ شام و سحر سے جاوداں ہو جا
مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

محترم دوستو!

آج ہم جدید سائنسی ٹیکنالوجی کے ترقی یافتہ دور سے گزر رہے ہیں عصر حاضر کو سائنسی اعتبار سے لاکھ ترقی یافتہ کہا جائے مگر اخلاقی اقدار روحانی بصیرت اور ایمانی جوہر کے لحاظ سے یہ انسانیت کا بدترین دور انحطاط ہے۔ خلیفہ ارضی کی فتنہ سامانیوں سے زمین میں لرزاں اور انسانیت پر نزع کا عالم طاری ہے ہر طرف فحاشی و عریانی کا طوفان بپا ہے پورا معاشرہ قوم قبیلوں، حسب ونسب کی تفریق کا شکار ہے خاندان اور برادریوں کی بنیاد پر عزت و افتخار کے سانچے بنتے اور ٹوٹتے نظر آرہے ہیں قومیت اور لسانیت کی بناء پر جھگڑوں اور فسادات کا لامتناہی خونی سلسلہ ہے یہ پاکیزہ دھرتی خون سے رنگین ہے مسلمان مسلمان کا لہو چوس رہا ہے اخوت اور بھائی چارگی ان پر ماتم کر رہی ہے یہ مسلم امت جو ایک قوت تھی آج وہ قوت منتشر ہو رہی ہے اس چمن کے پتے آہستہ آہستہ جھڑ رہے ہیں۔

یہ گلستان کیوں اجڑ رہا ہے، ہر طرف فخر و مباہات کے نعرے کیوں، ہر طرف خون کی

ہوئی کیوں کھیلی جا رہی ہے، آج اس امت کا سفینہ طلاطم نیز موجوں پر کیوں اگر گار ہا ہے؟

تو قرآن نے سفینۂ انسانیت کو لاحق خطرات کا ایسی ترتیب سے بتا اب دیا کہ اے روشن خیال مبصرین! اے جدید اسکالرز حقوق انسانی کے نام لیواؤ! اے مغربی تہذیب کے شیدائیو! اے مدرسے والو! اے کالج یونیورسٹی والو! سن لو انقد جاء اشراطھا علامات قیامت آ چکی ہیں۔

ادھر سے نبی کے فرمان نے صدا لگائی کہ جب اسلام کی روح تم سے نکل جائے تمہارا ایمان بک جائے مکر وفن، دغا فریب کا دور دورہ ہو کفر ونفاق شر وفساد، لہو لعب، بے مروتی اور دنائت کا طوفان امت مسلمہ کا رخ کرلے تو وَسُوَاتُ خداعات یہ دھوکے کا زمانہ ہوگا يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ سچ وجھوٹ کا خلط توازن کیا جائے گا امانت کو خیانت کے ترازو میں گم کر دیا جائے گا اَلْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ بدکاری وبدزبانی کا سیلاب امنڈ آئے گا اِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ اَقْوَامًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ يَدْعُوْنَكُمْ اِلٰى كِتَابِ اللهِ وَقَدْ نَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ مسلمان قرآن سے بے بہرہ ہو جائیں گے قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهٗ كَثِيْرٌ قُرَّاءُهٗ تُحْفَظُ حُرُوْفُ الْقُرْاٰنِ پر عمل ہٹ جائے گا بَحِيْثُ قَوْمٌ يُقِيْمُوْنَ الْاَمْرَ بِرَاْيِهِمْ قرآن کے احکام کا وہ تصور جسے محمد عربی نے عملی سانچے میں ڈھالا اس میں سنت کے مفہوم سے مغالطہ آرائی شروع ہو جائے گی برائیوں سے زمین اٹ جائے گی یہ تباہی کا دور ہوگا جب یہ زمانہ آجائے تو نبی نے اعلان کیا فَانْتَظِرُوا السَّاعَةَ قیامت کا انتظار کرنا وَرِيْحًا حَمْرَآءَ (سرخ آندھیوں کا) مَسْخًا (چہروں کے مسخ ہونے کا) فَسْخًا (زمین میں دھنسائے جانے کا) جب یہ سب کچھ ہو جائے تو فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا اچانک قیامت آجائیگی اور عصر حاضر ہمیں یہ خاموش پیغام دے رہا ہے کہ:

عمل سے کردار سے حالات سے دستور سے
آدمی خود ہی قیامت کو بلائے دور سے

آج کوئی دیکھ لے وحدانیت کے نور سے
صور بھی ہے تیّن نکلنے کو ہے ناقور سے

گرامی قدر حاضرین!

آج عالم کفر نے جمہوریت کا نعرہ لگا کر امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ مسلمان جس کا ہاتھ کافر کی گردن پر پڑتا تھا وہ اپنے بھائی پر اٹھنے لگا یہ خبر بھی اللہ کے رسول نے دے دی تھی کہ یَخْتَلِفُ اَمْرُهُمْ وَاَحْكَامُهُمْ وَتَتَفَرَّقُ جَمَاعَتُهُمْ وَيَتَنَازَعُوا اِلْمَانَتَهُمْ هُنَالِكَ تَتْرُكُ السُّنَّةَ وَتَظْهَرُ الْبِدْعَةُ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى ذٰلِكَ صَلَاحٌ پھر ہر طرف شر ہی ہوگا كَانَتْ اَغْنُوْغُوْ جَبْرِيَّةً وَلِسَانُ كِلْبَى الْاُمَّةِ آمریت و جبر و استبداد جنم لے گا وہی ہوا ہم اپنا وقار و شجاعت بھول گئے تو کفر نے ہماری تہذیب پر ڈاکہ ڈالا معیشت میں ہمیں اپنا غلام بنالیا آلات فحاشی کے ذریعہ مسلم نوجوانوں کو بے حس کر دیا جب پورا معاشرہ بے حیائی کی نظیر پیش کرنے لگا تو دنیائے کفر سے یہ چیلنج اور صدائیں بلند ہوئیں کہ

اے مسلمانو! اللہ کہاں ہیں کلیساؤں میں آذان دینے والے لاؤ، کہاں ہیں دشت وجبل بحر و بر میں توحید کے نعرے لگانے والے، کہاں ہیں وہ شیر کہ جن کی دھاڑ سے قیصر و کسریٰ پاش پاش ہو گئے، کہاں ہیں وہ شہسوار جن کے گھوڑوں کی ٹاپوں پر قرآن اترتا تھا، کہاں ہے وہ خالد بن ولید، کہاں ہے وہ ابوعبیدہؓ جو موت کو للکارتا تھا تو موت بھی اس سے چھپتی تھی۔

میرے دوستو!

آج کفر ہمیں للکار رہا ہے لیکن ہم بے غیرتی کی اوڑھنی اوڑھ کر اپنی صفوں میں مست ہیں اور ہمارے بے حس نوجوان کل تک جن کے ہاتھ میں شمشیر تھی آج ان کے ہاتھ میں شراب کے جام ہیں، کل تک جن کا سکون قرآن میں تھا آج ان کا قرار پائلوں کی جھنکار میں ہے، آج ہماری ماؤں بہنوں کی عفت عصمت تار تار ہو رہی ہے مگر ہماری غیرت میں طلاطم نہیں آیا، بہنے والا لہو ہی ہماری بے غیرتی کے نیزے کے حوالے سے رنگ بنا تار سکا۔

[illegible]

حتیٰ المحاریب تبکی وھی جامدة
حتیٰ المنابر تبکی وھی عیدان
علیٰ دیار من الاسلام خالیة
قد اقفرت ولھا بالکفر عمران
حیث المساجد قد امست کنائس
ما فیھن الا نواقیس وصلبان
لمثل ھذا یذوب القلب من کمد
ان کان فی القلب اسلام وایمان

خدارا ہمیں اٹھنا ہوگا، ان مساجد کا تحفظ کرنا ہوگا، ان ماؤں بہنوں کو جواب دینا ہوگا جو آج تک کسی ایوبی کے انتظار میں بین کررہی ہیں ہمیں بے حسی کی چادر جلا کر کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہانگ دہل یہ اعلان کرنا ہوگا۔

آخر میں میں انہی اشعار پر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی ابھی بجھی تو نہیں
جفا کے تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں
اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا
وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نئی نسل کو درپیش معرکے اور خدشات و توقعات

الحمدلله جل و علی والصلوٰة علی سید الانبیاء و علی من سعیهم من أنسه لمجتهدین الی یوم الجزاء امابعد! اعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم "واعتصموا بحبل الله جمیعًا ولاتفرقوا" صدق الله العظیم۔

دل جوش میں لانا مشکل ہے، حق بتانا مشکل ہے
طاغوت کے عشرت خانے میں، ایمان بچانا مشکل ہے
تقریر کی سطوت کیا کہئے تحریر کی عظمت کیا کہئے؟
پر سینہ تان کے جرأت سے، میدان میں آنا مشکل ہے
نعرے بھی آج تجارت ہیں، نغمے تو ہیں صداقت ہیں
ان نعروں سے ان نغموں سے، طوفان اٹھانا مشکل ہے

ارباب علم و دانش اور بزم شاعرئ شہیدؒ کے ہونہار طالب علم ساتھیو!

میرا موضوع ہم کلامی مجھے اس بات کی اجازت نہیں دے رہا کہ گفتگو کا سرا کہاں سے تلاش کروں، قلت وقت کے باوصف خیالات، موضوع کی ہمہ گیری، علم کی کم دامنی اور سخن محفل کی نزاکت، گرانی کا ایک تلاطم میرے قلب و ذہن میں موجزن ہے کہ کہاں موضوع کی آفاقت تو کہاں یہ ہیچ مادانی۔

وقت کا سکڑتا ہوا دامن مجھے اس بات کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ عصر حاضر میں نئی نسل کو درپیش ان محرکات، خدشات اور توقعات کا تذکرہ کروں جن سے ملتِ اسلامیہ پاکستان کی بقاء استحکام اور ترقی منحصر ہے۔

محترم! آج پوری ملت اسلامیہ، اندرونی اور بیرونی چیلنجز اور خطرات کا نشانہ بنی ہوئی ہے اس کا سینہ اپنوں اور غیروں کے تیروں سے چھلنی چھلنی ہے۔ ہم انفرادی و اجتماعی زندگی

میں جہالت، غفلت، نفاق، خود غرضی، ناانصافی، نفس پرستی اور دنیا طلبی کی گرفت میں جکڑے ہوئے ہیں، معاشرے میں بدامنی قتل و خونریزی، اخلاقی بے راہ روی، تفرقہ پرستی، بددیانتی رشوت ستانی اور اختیارات کے ناجائز استعمال کا سماں ہے، خود دین کے بارے میں ہمارا وژن دھندلا اور پراگندا ہوتا جا رہا ہے۔ جو ملک لاکھوں انسانوں کی بیش بہا قربانیوں سے صرف اسلام کے نام پر قائم ہوا آج اس میں اسلام ہی سب سے زیادہ مظلوم ہے، اس کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کی جا رہی ہے، قانون نافذ کرنے والے اسے توڑنے میں جری ہیں، جرائم کی فراوانی ہے، مظلوموں کی دادرسی کرنے والا کوئی نہیں غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ اخلاقی گراوٹ اس انتہا کو پہنچ گئی کہ مجرم جرم کرنے کے بعد کھلے بندوں دندناتے پھرتے ہیں ارے وہ مسلم معاشرہ کہ جس میں خود کشی کا بھی وجود تک نہ تھا آج اس عفریت نے بھی سر اٹھا لیا جس نے معاشرے کو تہہ و بالا کر دیا، انفرادی بگاڑ نے اجتماعی شکل اختیار کر لی، اقدار کے پیمانے تک بدل گئے، ناخوب کو خوب بنا کر دل آویز روپ میں پیش کیا جا رہا، آزادی، روشن خیالی، اعتدال پسندی کے نام پر احکام اور قوانین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں، سیکولرازم کو رواج دینے کی کوشش جاری ہے تاکہ نئی نسل کو جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے اہم فرائض سے جاہل رکھا جائے علامہ اقبال نے انہی محرکات کو دیکھ کر اپنی تصویر درد کو نئی نسل کے سامنے اس انداز میں پیش کیا:۔

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
ذرا دیکھ اس کو جو ہو رہا ہے ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہد کہن کی داستانوں میں

یہ خاموشی کہاں تک لذت فریاد پیدا کر
تو زمیں پر ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

عزیزانِ من! ان تمام محرکات سے بڑھ کر اہم معاملہ نئی نسل کو امن عامہ کا درپیش ہے۔ یہی امن کے حصول کیلئے عراق، افغانستان اور فلسطین کو خون کے سمندر میں ڈبو دیا گیا۔ اور اب یہی امن مشن، انسانی حقوق، عالمی سلامتی، دہشت گردی، آزادی نسواں، اور انصاف کا خوشنما لبادہ اوڑھ کر پاکستان کی طرف متوجہ ہے۔

فرقہ وارانہ تشدد، فرقہ واریت، مسلک پرستی، رنگ و نسل، قومیت کے جذبہ دار نعرے کا پروان چڑھنا، عراق اور افغانستان کے بعد صیہونی قوتوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو خطرہ یہ وہ محرکات ہیں کہ اگر بروقت نبرد آزمائی نہ کی گئی تو نئی نسل کو تباہی سے بچانے والی کوئی چیز نہیں۔

ان خدشات کے تدارک کے بعد اب نئی نسل سے یہی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ جدید سائنسی علوم کے ساتھ ساتھ دینی اور شرعی علوم کے زیور سے آراستہ ہو کر پوری دنیا کو یہ بتادیں کہ ہمارے پاس ایمان بھی ہے جو نام ہے امن کا، ہمارے پاس اسلام بھی ہے جو نام ہے سلامتی کا، اور "لَا عَصَبِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ" اسلام میں کوئی عصبیت نہیں، "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا" کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے تفرقہ بازی سے بچتے ہوئے ایک اللہ کی رسی کو تھام کر اعلیٰ اسلامی، معاشرتی اور انسانی صفات کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری دنیا کے سامنے اسلام کا حقیقی تصور پیش کریں اور مجھے یقین ہے کہ!

جب اپنا قافلہ عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقین ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

نیا عالمی نظام ایک سازش

الحمدلله وحده والصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده ، امابعد! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ. صدق الله العظیم.

میرے انتہائی قابل صد احترام اساتذہ کرام طالب علم ساتھیو! اور دیگر مہمانان گرامی آج کی اس مبارک مجلس میں میں" نیا عالمی نظام ایک سازش" کے عنوان سے کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں دعا کریں اللہ مجھے حق اور سچ کہنے کی اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزان محترم! نیا عالمی نظام یا گلوبلائزیشن یوں ہی چند حروف سے مرکب کوئی جملہ یا کوئی اصطلاح نہیں بلکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد جس صلیبی جنگ کیلئے فضاء ہموار کی جارہی ہے نیا عالمی نظام اس جنگ کا کوڈ متبادل نام ہے جس کا خیالاتی تصور آج سے ایک صدی قبل صیہونی دانشوروں اور مفکرین نے اپنی دستاویزات میں اس وقت پیش کیا تھا جب خفیہ طور پر امریکی صدر گرولسن کے سیاسی شہر کرنل مانڈیل نے عالمی حکومت کا سانچہ لیگ آف نیشنز کے نام سے تیار کر کے امریکی صدر کے سامنے پیش کیا لیکن ۱۹۱۷ء میں امریکی سینٹ کی چوتھائی اکثریت کی طرف سے یہ تخیل مسترد ہونے کی بناء پر یہ منصوبہ عملی شکل اختیار نہ کر سکا جس کی وجہ سے صیہونی منصوبہ سازوں نے تدریجی طور پر گامزن رہنے کا فیصلہ کیا اور اندرون خانہ ذہن سازی کرتے ہوئے اس ہدف تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے کہ اگست ۱۹۴۱ء میں امریکی صدر روزویلیڈ اور برطانوی وزیر اعظم چرچل نے ایک ایک معاہدہ پر دستخط کئے جس میں ایک عالمی نظام کی دعوت دی گئی پھر جنوری ۱۹۴۲ء میں چھبیس حلیف ملکوں نے نہ صرف اس معاہدے کی تصدیق کی بلکہ ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے چارٹر پر بھی دستخط کئے اور یہی وہ وقت تھا جب اقوام متحدہ کی تعبیر کا

استعمال شروع ہوا لیکن اقوام متحدہ نے چارٹر کا باقاعدہ اعلان جون ۱۹۴۵ء میں سان فرانسسکو میں ہوا اور اس وقت پچاس حلیف ملکوں نے اس چارٹر پر دستخط کئے میں اس وقت اقوام متحدہ کا تذکرہ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت اقوام متحدہ ہی وہ واحد ادارہ ہے جو اس نئے عالمی نظام کو وجود بخشنے میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے چنانچہ اس بات کا صحیح اندازہ آپ سابق امریکی صدر جارج بش کی جنوری ۱۹۹۱ء کی تقریر سے لگا سکتے ہیں جس میں انہوں نے اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے سامنے اس وقت ایک نئے عالمی نظام کی تشکیل کا قیمتی موقع ہے مزید کہتا ہے کہ ہمیں واقعتاً یہ موقع مل گیا ہے کہ ہم نئے عالمی نظام کی تشکیل کریں ایسا نظام جس میں اقوام متحدہ بہت زیادہ طاقت کی مالک ہوگی امریکی خارجہ سیاست کے موضوع پر یہودی سرمایہ دار کے نام سے موسوم راکفلر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب مطبوعہ ۱۹۰۹ء میں لکھا ہے کہ "عنقریب جس نئے عالمی نظام کی تشکیل ہوگی اقوام متحدہ اس کا اولین رمز ہے اس لئے میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ اقوام متحدہ ہو یا نیا عالمی نظام، گلوبلائزیشن ہو یا عالمی حکومت ان تمام منصوبوں میں پس منظر اور مقاصد پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا ہر اول بنیادی مقصد صیہونی اور یہودی اصول ونظریات کو پوری دنیا میں ہر قیمت پر بالادستی عطا کرنا ہے چنانچہ ایک امریکی یہودی مفکر الفوم سوکی کا کہنا ہے کہ "امریکی نظام یعنی یہودی نظام کا دنیا پر حکمران ہونا ضروری ہے اس سے کم کوئی چیز قطعاً ہماری نگاہ میں قابل اعتبار نہیں اور خاص طور پر شروفساد کے عالمی سرچشموں مثلاً قوم پرستی، اسلامی بنیاد پرستی، دہشت گردی اور نسلی تنازعات کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے مزید کہتا ہے کہ جو لوگ اس نظام کو تسلیم کریں ان کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے گا اور اس سے بغاوت کرنے والوں پر اسے بزور طاقت نافذ کیا جائے گا یہی وجہ ہے کہ آج جن جن ممالک میں دہشت گردی کے نام پر امریکہ کی طرف سے جنگ مسلط کی گئی ہے اس کے پس پردہ حقائق یہی ہیں کہ ان ممالک کے لوگ اس نظام سے بغاوت کرنے والے ہیں اور اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں یہ یہودی اور صیہونی

عزائم یہاں تک محدود نہیں بلکہ تلخ حقائق یہ ہیں اس وقت پوری دنیا میں انسانی حقوق اور ثقافت کے نام پر جتنی غیر سرکاری تنظیمیں کام کر رہی ہیں ان سب کا گہرا تعلق عالمی صیہونت کی اس تنظیم سے جس کے مقاصد پر مکمل یقین رکھنے والے امریکی اور یورپی سیاستدان اقتدار میں آنے کے بعد اپنے نظریات کو اس انداز میں نافذ کرنا شروع کر دیتے ہیں جو آگے چل کر نئے عالمی نظام کی شکل اختیار کر لے۔

عزیزانِ محترم! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کو سمجھیں خدا کی قسم یہودی اور صیہونی قوتیں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف منصوبے پہ منصوبے تیار کر رہی ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے صرف خیال نہیں بلکہ عقیدہ ہے کہ یہودی یا صیہونی تسلط اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک اسلام اور مسلمان زندہ ہیں لیکن ان کو شاید معلوم نہیں کہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

ہمیں ان کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا، اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا، کیونکہ نیا عالمی نظام صرف ایک سازش نہیں بلکہ اس وقت اسلام کے خلاف جتنی سازشیں ہو رہی ہیں اس کے ذریعے سے اس نظام کیلئے راہ ہموار کی جا رہی ہے، اگر ہم نے حقائق کو اب بھی نہ سمجھا اور خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئے، اپنی صفوں سے تفریق ختم نہ کی اور "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا" پر عمل نہ کیا، تو یاد رکھنا یہ بے رحم درندے ہمیں ایسے نوچ ڈالیں گے کہ تمہاری داستان تک نہ ملے گی تا کہ پھر سے سر اٹھانے کی ہمت نہ ہو سکے اور یقیناً یہ وہ ذلت ہوگی جب زندگی پر موت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ آخر میں اتنا ہی کہوں گا

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہ بنتا ہے تو نہ بن اپنا تو بن

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آزمائش اور سازش

الحمدلله وحده والصلوٰة والسلام علی من لانبی بعده. اما بعد! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" صدق الله العظیم.

میرے انتہائی قابل صد احترام علماء کرام اور بزم شاعرئی کے ہونہار ساتھیو! اور دیگر مہمانان گرامی آج میں آپ کے سامنے'' آزمائش اور سازش'' کے عنوان کے حوالے سے کچھ معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔ دعا کریں اللہ مجھے حق کہنے اور کہنے کی توفیق عطافرمائیں۔

عزیزان محترم! یوں تو اس امت پر شاید ہی کوئی زمانہ ایسا گزرا ہو جس میں مسلمانوں کو نت نئے فتنوں اور دلخراش سازشوں کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو لیکن زندگی کے جس موڑ سے اس وقت ہم گزر رہے ہیں اور جس دور میں صبح وشام کی ساعتیں ہم کاٹ رہے ہیں شاید یہ وہی دور ہے جس میں رونما ہونے والے خطرناک فتنوں سے ہمارے پیارے آقا نے اپنے مبارک ارشادات میں آگاہ کیا تھا۔

اور بدقسمتی سے جس ملک کا پرچم ہم تھامے ہوئے ہیں اور جس شہر کے ہم باسی کہلاتے ہیں یہاں تو دن کو رات کہنا اور رات کو دن کہنا سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہنا ایک رواج ہی بن چکا ہے لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ اس روش کے مالک حضرات کوئی سول سوسائٹی کے لوگ نہیں بلکہ یہ وہی لوگ ہیں جو اس ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم کسی نتیجے پر پہنچنے کے بجائے مزید گونگوں والی کیفیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ آپ میرے ان تمہیدی کلمات کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس ملک میں ملک دشمن طبقہ وہی کہلاتا ہے جنھوں نے ملک کے سرحدات کا تحفظ ہمیشہ اپنے لہو سے کیا ہے اور اپنی جان اور ذات کے مقابلے میں ملکی مفادات کو زیادہ قابل ترجیح سمجھا اور اس کے مقابلہ میں محب وطن وہی

تصور کیا جاتا ہے جس طبقے نے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کی کوشش کی ہے صرف یہی نہیں کہ اس سرزمین کے حقیقی حقداروں کو ملک دشمن سمجھ جاتا ہے بلکہ اگر یہی طبقہ کہیں اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے تو اول تو اس کا جواب بارود اور مارٹر گولوں کی صورت میں ملتا ہے لیکن اگر کوئی ایک آدھ شخص طوہاً کرہاً نیم تاک پران کی بات سننے کو تیار ہو جاتا ہے یا ان کے کسی مطالبے کو تسلیم کرنے کی حامی بھر لیتا ہے تو اس کو بھی ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے جس کی زندہ اور تازہ ترین مثال وادی سوات کی ایک مبہم ویڈیو کا واقعہ ہے جسکو ایک ایسے وقت میں وجود دیا گیا جب دو سال تک آگ اور خون کی ہولی کھیلے جانے کے بعد ایک امن معاہدے کے ذریعے حالات کو درستگی کی طرف لانے کی کوشش کی جارہی تھی ایسے وقت میں ایک مبہم ویڈیو پر پہلے پہل اس قدر شور مچایا جاتا ہے اور پھر کچھ پولیٹیکل تنظیموں کی غیرت جوش میں آنے لگتی ہے اور ایک غیر محققانہ واقعے کو اشو بنا کر فوز امعاہدہ کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے ،انسانی ہمدردی کی آوازیں اٹھنے لگتی ہیں ۔یہ تمام باتیں کس چیز کی غمازی کر رہی ہیں اس سے کیا سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔میرے مسلمان بھائیو! یاد رکھنا میری بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے گا۔میں انسانی ہمدردی کے خلاف نہیں میں مظلوم کی حمایت پر بھی احتجاج نہیں کر رہا لیکن میرا سوال یہ ہے کہ سوات کی ایک بیٹی پر ظلم ہوتا ہوا دکھایا جاتا ہے تو پوری ملکی این جی اوز حرکت میں آنے لگتی ہیں پوری میڈیا بے چین ہو جاتی ہے ،کراچی شہر کو سیاہ پرچموں اور بینروں سے سجایا جاتا ہے۔لیکن جب سوات کی انہی بیٹیوں پر دو سال تک مارٹر گولے برسائے جارہے تھے تو یہ این جی اوز میڈیا اور پولیٹیکل تنظیمیں کہاں تھیں۔ارے سوات تو کراچی سے سمندروں پار دور پڑا ہے کراچی شہر میں یوم سیاہ منانے والے کراچی کی بیٹی عافیہ کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر کیوں خاموش ہیں سوات کی بیٹی تو سزا پانے کے بعد زندہ بھی رہی ہے لیکن بلوچستان میں جو عورتیں زندہ دفنائی جاتی ہیں تو اس وقت ان کی غیرت کہاں آرام کر رہی ہوتی ہے سوات کی بیٹی پر کوڑے برستے ہیں تو آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے لیکن جب اسلام آباد میں قوم کی

معصوم بچیوں پر بارود اور گولے برسائے جاتے ہیں تو زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں یا سوات کی چاند بی بی تو حوا کی بیٹی ہے اور جامعہ حفصہ کی طالبات کسی اور کی؟ ان کے لئے تمہیں ریلی نکالنے کیلئے کوئی روڈ نہیں ملتا۔ سیاہ پرچم لہرانے کیلئے اگر تمہیں کپڑا نہ ملا تو ان کی پاکیزہ چادروں سے کیوں پرچم نہ بنایا گیا۔

میرے عزیزو! یہ صرف سوات کی داستان نہیں بلکہ یہاں ہر داستان ختم ہے یہ ایسی دیس کی بات ہے کہ دختر مشرق کی یادگار پامال ہوتی ہے تو قانون حرکت میں آتا ہے لیکن ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی سیرت پر کیچڑ اچھالے جاتے ہیں تو قانون کن فانوس میں چھپ جاتا ہے؟ یہاں حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والے تو بارود کے مستحق ٹھہرتے ہیں، لیکن خدا کی رٹ کو چیلنج کرنے والے منصب کے حقدار قرار دیتے ہیں، یہاں سیاہ کو سفید کہنا صرف ایک رواج ہی نہیں بلکہ ایک قابل فخر عمل ہے۔ میرے محترم دوستوں! دیدہ اور دانستہ طور پر ہماری آزمائش کو سازش سے بدلا جاتا ہے، ہمیں حقائق کو سمجھنا ہوگا، جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہوگا، اگر ہم اب بھی خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوئے تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کریں گی کامیابی ہر لمحہ تیرے در پر دستک دے کر کہتی ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

یہود کی اسلام سے دشمنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. اَمَّابَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "هُوَالَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ...الآية" "وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ" صدق الله العظيم.

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سودخور
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ
خودبخودگرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھئے گرتا ہے آخرکس کی جھولی میں فرنگ

سامعین محترم! اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ کے اوراق کو کھنگال کر دیکھیں تو آپ کو ہر زمانے میں اہل باطل خاص کر یہودی اور عیسائی عالم اسلام کے استیصال کیلئے برسرِ پیکار رہتے ہوئے نظر آئیں گے انکی اسلام اور مسلمان دشمنی کسی پر مخفی نہیں وہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر پہنچے۔" لَا يَـالُـوْنَـكُمْ خَبَـالًا " کے تحت وہ مسلمانوں کے خیرخواہ کبھی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ربِ لَمْ يَزَلْ کا فرمان ہے" وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ "ان کی زبانی بدگوئی اور سب وشتم سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام دشمنی میں کس درجے تک پہنچ چکے ہیں" قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ"۔

عزیزانِ من! لیکن اس مرتبہ باطل نئی چال چل کر آیا ہے دوست کے لباس میں آکر ہمدردی اور خیرخواہی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ وہ نئی شکل NGO's کی شکل ہے این جی اوز کا مطلب نان گورنمنٹ آرگنائزیشن یعنی غیرسرکاری ادارے یہ ادارے باقاعدہ مسلمانوں کا استیصال کر کے دجال کی عالمی "ریاست گلوبل ولیج" کے قیام کیلئے کوشاں ہیں اور مختلف

میدانوں میں خوبصورت نعروں کا سہارا لے کر دجالی حکومت کی راہ ہموار کر رہے ہیں اکثر شعبے ایسے ہیں جنکی عوام تو کیا قائدین قوم کو بھی بھنک نہیں لگتی۔

کبھی یہ این جی اوز خاندانی منصوبہ بندی کا نعرہ لگاتے ہیں اور کبھی بچے دو ہی اچھے کی رٹ لگائے رکھتے ہیں یہ اس لئے کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی دجال کے لوگوں کیلئے یقیناً پریشانی کا باعث ہے چنانچہ کافی عرصہ سے یہودی سائنسدان ،عالمی بینکرز ،ملٹی نیشنل کمپنیاں، ورلڈ بینک بیٹا گون کے مالک اور عالمی ادارہ صحت کے شیطان صفت ڈاکٹر مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنے کیلئے مختلف منصوبوں پر عمل پیرا ہیں چنانچہ دس دسمبر ۱۹۷۴ء کو مصر میں امریکی یہودی وزیر خارجہ ہنری کسنجر کی سربراہی میں ایک رپورٹ پیش کی گئی جو پوری دنیا خصوصاً اسلامی دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی سے متعلق تھی کہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی امریکہ کی سلامتی کیلئے مستقبل میں خطرات پیدا کرسکتی ہے اس خطرہ کا تدارک یہ بتایا گیا کہ آبادی کی رفتار کو خاندانی منصوبہ بندی، جنگ اور کیمیائی ادویات کے ذریعے کنٹرول کیا جائے اس منصوبے کو ، اس طرح عملی جامہ پہنایا گیا کہ کوئی گھر اور کوئی فرد اس کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا۔اس میں بڑا کردار یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ادا کیا جنہوں نے کھانے پینے کی اشیاء میں ایسے کیمائی اجزاء شامل کئے جس سے خاندانی منصوبہ بندی کے نتائج حاصل کرنے میں آسانی ہو مثلاً آیوڈین ملا نمک ، بناسپتی گھی اور بچوں کے ڈبے بند دودھ سے لیکر پیپسی اور دیگر مشروبات کے علاوہ تقریباً چھ ہزار کیمیکل کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہو رہے ہیں۔پولیو کے قطرات کے ذریعہ بھی یہ ادارے یہی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔پولیو مہم کے بارے میں اگر غور سے سوچا جائے کہ ایک ایسی بیماری ایڈز کی جو پاکستان میں نہ ہونے کے برابر ہے یہودی لابی ادارے اس پر اربوں ڈالر خرچ کر رہے ہیں کیسی ہمدردی ہے؟ جونہیں پلاتا اس کو پلانے کیلئے پولیس کا سہارا لیا جاتا ہے۔

معزز سامعین! کبھی این جی اوز آزادی نسواں کا اور حقوق نسواں کا نعرہ لگاتی ہے تا کہ مسلمان عورتوں کو بے راہ روی اور بے پردگی کے دلدل میں دھکیلا جائے اور انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتی ہے کہ اگر گھروں سے باہر نہ نکلیں تو معاشرے میں ترقی نہیں ہوسکتی

ہوس کے پجاری مردوں نے ہر دور میں عورت ذات کا استحصال کیا ہے جیسے جیسے خواتین ان کے نعروں منصوبوں اور سازشوں پر عمل پیرا ہونگی اتنی ہی تکالیف و پریشانی ان کو اٹھانی پڑے گی اور اس میں ہمارے حکمران بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں کیا وہ بھول گئے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. الآیۃ ''اسلام عورت کو گھر کی ملکہ بنانا چاہتا ہے بازار کی پری نہیں اکبر نے خوب کہا۔

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہو سبا کی پری نہ ہو

یہ این جی اوز کبھی بچوں کے حقوق کا نعرہ لگاتی ہے اور والدین سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بچوں کو کسی خاص دین کی تعلیم کی تلقین نہ کریں، دین و اخلاق اور ضمیر کے معاملے میں پوری آزادی دیں اور ان کو سوچنے کی مکمل آزادی ہو جو مذہب چاہیں اختیار کریں، اگر وہ عریاں اور فحش رسالے اور جنسی معاملات سے متعلق مضامین اور تصاویر خریدنا یا رکھنا چاہیں تو یہ ان کے بنیادی حقوق ہیں۔ والدین کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ ہماری بعض مائیں انہی کے دھوکے میں آئے ہوئے اور اب اپنے بچوں کی نافرمانی کے شکوے و شکایات کرتی پھرتی ہیں لیکن۔

طفل میں کیا آئے خون ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم دے سرکار کی

مسلمانو! اگر اسلامی معاشرے کو اور اپنی شخصیت کو برقرار رکھنا چاہتے ہو تو این جی اوز اور یہودی لابی اداروں کے دھوکے اور ترقی کے خواب سے بیدار ہو جاؤ اسلئے کہ۔

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی
کائنات ماہ وانجم دیکھنے کے شوق میں
اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مسلمانوں کی قائدانہ صلاحیتیں

الحمدللّٰہ رب العالمین ،والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین.امابعدفقدقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید. أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ "صدق اللہ العظیم

سنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب
وہ سجدہ روئے زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اس کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے

واجب الاحترام،اساتذۂ کرام اور میرے بزمِ شاعری کے ہمنشین ساتھیو!

چودہ سو سال پہلے جب دنیا ظلم کی گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری ہوئی تھی اور ہرطرف تاریکی ہی تاریکی تھی عین اسی وقت مسلمان میدان میں آئے،دنیا کی رہنمائی کی باگ اپنے ہاتھوں میں لی اوران بیمار قوموں کی رہنمائی کے لئے اس مذہب کو منزل کیا جس پر وہ راضی ہوگئیں تھیں اور جس کو صحیح طور پر انہوں نے کبھی استعمال نہیں کیا مسلمانوں نے دنیا کے انسانوں کو ساتھ لیکر متوازن اور صحیح رفتار میں درست منزل کی طرف بڑھنا شروع کیا،ان میں وہ

تمام صفات جمع تھیں جوان کو قوموں کی رہنمائی کے لئے رب جلیل کا اہل بنا ... وہ صفات ان کی نگرانی میں قوموں کی فلاح وسعادت کی ضمانت کرتی تھیں ... آیئے ان کا مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

ان کی پہلی قائدانہ صلاحیت یہ تھی کہ ان کے پاس آسمانی کتاب اور شریعت الٰہی تھی اس لئے ان کو قیاس اور اپنی طرف سے قانون سازی کی ضرورت نہیں رہی تھی اور اس طرح وہ جہالت اور ناواقفیت روزروز کے قانونی ردوبدل اور ترمیم کی ہولناک غلطیوں سے محفوظ تھے بلکہ ان کے پاس کتاب اللہ کی روشنی تھی جس کے سہارے وہ چلتے تھے اور جس نے زندگی کی تمام راہیں اور اس کا ہر ہر موڑ ان کیلئے روشن تھا۔ ان کا ہر قدم روشنی میں پڑتا اور منزل مقصود ان کو صاف نظر آتی تھی اور اسی قانون الٰہی کی برکت سے وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف پر مبنی فیصلے کیا کرتے تھے جن کی نظیر ملنا اقوام عالم کی تاریخ میں مشکل نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کی دوسری قائدانہ خصوصیت یہ تھی کہ وہ حکومت وقیادت کے منصب پر مستحکم اخلاقی تربیت اور مکمل تہذیب نفس کے بعد فائز ہوئے تھے، انہوں نے دنیا کے تمام حکمران اقوام کی طرح اپنے اخلاقی عیوب اور نقائص کے ساتھ پستی سے بلندی کی طرف جست نہیں لگائی تھی بلکہ ایک طویل عرصہ وحی الٰہی ان کی تربیت کرتی رہی جہاں پر ان کے استاذ معلم انسانیت اور امتحان ان کا بدر واحد اور حنین وخیبر تھے۔

امتحان لینے والے رب العزت "جل جلالہ" تھے اور ان کی سند "رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ" تھی، اس عظیم سند کے حصول کے بعد ہی دنیا کی قیادت انہوں نے اپنے ہاتھ میں لی اس تربیت نے ان کو بدرجہ کی زندگی کا عادی بنا، صفت وامانت، ایثار وقربانی اور خوف خدا ان کو خوگر بنایا اور حکومت اور مناصب کی حرص وطمع کو ان کے دل سے بالکل نکال دیا چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے "ہم کوئی عہدہ ایسے شخص کے سپرد نہیں کریں گے جس نے اس کی فرمائش کی یا جس کو اس کی خواہش ہوئی۔"

یہی وجہ تھی کہ حکومت ان کے لئے وبالِ جان تھی اور اگر کسی کو اس میں مبتلا
کر دیا جاتا تو وہ اس کو مقدس امانت سمجھتا تھا شاعر نے اس کی تصویر کشی یوں کی!

نرم دل گفتگو ، گرم دل جستجو
رزم ہو یا بزم، پاک دل و پاکباز

اسلامی قیادت کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ مسلمان قائدین کسی خاص قوم کے
خدمت گزار اور کسی مخصوص وطن کے نمائندے نہ تھے اور نہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تنہا ان کی قوم
حکمران اور باقی سب محکوم بننے کیلئے ہیں اور نہ وہ بندگانِ خدا کو قیصر و کسریٰ کی غلامی سے نکال
کر عربوں کی غلامی میں لانا چاہتے تھے بلکہ ربعی بن عامرؓ شاہ ایران کے بھرے دربار میں یوں
اعلان کرتے ہیں کہ "اللہ نے ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک
اللہ کی بندگی کی طرف، دنیا کی تنگی سے رہائی دے کر اس کی وسعت کی طرف اور مذاہب کے ظلم
وستم سے نجات دے کر اسلام کے عدل وانصاف میں لائیں"۔ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

بتانِ رنگ و خون کو چھوڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ ایرانی رہے باقی نہ تورانی نہ افغانی

اسلامی قیادت کی چوتھی بڑی خاصیت یہ تھی کہ ان قائدین نے دین، علم اور تہذیب
کی ترویج میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا بلکہ وہ تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جن
کا فیض سب کیلئے عام تھا اور سارے عالم کو سیراب کرتا گیا چنانچہ شاعر نے اس کو یوں بیان کیا:

رہے اس سے محروم ، آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

ان کے محاسن کے معترف صرف اہلِ اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا ان کی ثناء
خواں ہے چنانچہ ایک رومی سردار نے ان کے کردار کا نقشہ یوں کھینچا" وہ دن کو شہسوار ہوتے
ہیں، رات کو عبادت گزار، اپنے مفتوحہ علاقے میں بھی قیمت دے کر کھاتے ہیں، سلام کر کے

داخل ہوتے ہیں اور ایسا جم کے لڑتے ہیں کہ دشمنوں کا خاتمہ ہی کر دیتے ہیں''۔

میرے غیور ساتھیو! آج ایک دفعہ پھر عالمِ انسانی عالم اسلام کی طرف نجات دہندہ کی حیثیت سے دیکھ رہا ہے عرصۂ دراز سے مظلوم انسانیت اور برباد شدہ دنیا اقبال کے الفاظ میں مسلمانوں سے فریاد کر رہی ہے اس کو اب بھی یقین ہے کہ جن مخصوص ہاتھوں نے کعبہ کی تعمیر کی تھی وہی دنیا کی تعمیرِ نو کا فرض انجام دے سکتے ہیں۔

ناموسِ ازل را تو امینی
دارائے جہاں را تو یساری تو یمینی
اے بندۂ خاکی تو زمانی تو زمینی
صہبائے یقین درکش و از دیرِ گمان خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں، خیز

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مسلمانوں کا عروج وزوال

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی تُجلِبُ النِّعَمُ بِطَاعَتِہٖ وَالنِّقَمُ بِمَعْصِیَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام" وقال النبی ﷺ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی. صدق اللہ مولٰنا العظیم.

رہبرانِ سیاست سے پوچھے کوئی
شہر قائد سے کیوں روشنی چھین لی
جرم کیا تھا میرے ۔ لدھیانوی
شاعرئی ، مختار اور جلالپوری کا بھلا
کیوں مسیحاؤں نے زندگی چھین لی
کون ہے جس نے غم کا یہ تحفہ دیا
کس نے بہنوں سے ان کی خوشی چھین لی
ایک مجبور بے بس کرے بھی تو کیا
راہزنوں نے جوشے تھی چھین لی

میرے واجب الاحترام، قابل صداحترام، معزز و مکرم علمائے کرام واساتذہ عظام اور میرے بزم شاعرئی کے ہم مشن، ہمسفر، ہم کتب، ساتھیو، دوستو، نوجوانو!

وقت کی قلت، علماء، طلباء، ادباء کی سماعت مجھے اس بات کی اجازت نہیں دے رہی ہے کہ میں اپنی گفتگو کو طول دوں۔ میں بغیر کسی تمہید طولانی کے جس عنوان کے تحت لب کشائی کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ عنوان ہے: "مسلمانوں کا عروج وزوال"۔

سامعین ذی قدر! مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستان اس کے اوصاف کی آمیزش

میں موجود ہے اس لئے کہ انسان ازلی نہیں تاہم ابدی ضرور ہے اگر چہ اس کا جسم خاکی و سفلی ہے لیکن اس کی روح کی حقیقت بلاشبہ علوی اور ربانی ہے اور یہی انسان جب مجاہدہ وریاضت کی بدولت پاک صاف ہو کر حضور الٰہی اور قرب خداوندی کا سزاوار قرار پاتا ہے تب قعر مذلت اور تحت الثریٰ سے نکل کر اوج ثریا اور بلند ترین مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے پھر ہر بلندی اور پستی اس کیلئے یکساں ہو جاتی ہے اور اسی کے تصرف میں آ جاتی ہے۔

سامعین ذی قدر! ذرا چودہ سو برس پہلے کی دنیا پر نظر ڈالئے اور تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھئے'' کہ کیا انسانیت بھی کبھی جیتی اور جاگتی تھی''؟ کیا اس کا دل دھڑکتا ہوا اور اس کی نبض چلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی، انسانیت کے جنگل میں شیر اور چیتے، خنزیر اور بھیڑیے، بکریوں اور بھیڑوں کو کھائے جارہے تھے؟ زندگی کے سمندر میں بڑی بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھائے جارہی تھیں۔ یہ رذالت شرافت پر، بدی نیکی پر، خواہشات عقل پر، پیٹ کے تقاضے روح کے تقاضوں پر غالب آ چکے تھے الغرض پوری دنیا نیلام کی ایک منڈی بن چکی تھی اور گردش دوراں یوں کہہ رہی تھی۔

کس کی جانب اٹھتی ہے چشم آرزو
بے بسی کی التجاؤں کا خدا کوئی تو ہے

دفعتاً ایک طاقت نمودار ہوئی تاریخ گواہ ہے انسانی زندگی کی جڑیں کبھی اس زور سے نہیں ہلائی گئیں جیسے اس پیغام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اعلان سے ہلائی گئیں اور دنیا کے بلید ذہن پر کبھی ایسی چوٹ نہیں پڑی تھی جیسے ان لفظوں سے پڑی وہ غصہ سے تلملا گیا اور اس نے جھنجھلا کر کہا:

"أَجَعَلَ الْأٰلِهَةَ إِلٰـهًا وَّاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ"

پھر کیا تھا ہر سمت ہر طرف مخالفتوں کے طوفان نہ پڑے اپنے بیگانہ ہو گئے، دوست

کر دی گئی یہاں تک کہ ایک موقع پر مشرکین مکہ جن میں عتبہ، شیبہ، پسران ربیعہ، ابوالبختر ی، عاص بن ہشام، اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ یہ سارے جمع ہو کر ابوطالب سے کہنے لگے کہ اے ابوطالب! تیرا بھتیجا نئے دین کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو نئی نئی باتیں سناتا ہے اسے روک دے اگر نہیں روکے گا تو ہم اس کے ساتھ تجھے بھی تباہی کے گھاٹ اتار دیں گے۔ ابوطالب وقت کی نزاکت سے گھبرا گیا اور گھر آ کر بھتیجے کو قریب بلایا اور کہنے لگا کہ بھتیجے! میری داڑھی سفید ہو چکی ہے اور میرے بازو ناتواں ہو چکے ہیں اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں تیری طرف سے ان کا دفاع کر سکوں۔ تو جس بات کا اعلان کرتا ہے اس سے باز آ جا۔ ابوطالب کا یہ اعلان سن کر میرے نبی کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور آبدیدہ ہو کر یوں کہنے لگے (شاید میرے نبی اس لئے روئے ہوں گے کہ جب میں دنیا میں آیا تھا تو میرے باپ عبداللہ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ میری ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ چلا آج ابوطالب میرے سر پر شفقت کا سایہ کئے ہوئے تھا لیکن آج یہ بھی دستبرداری کا اعلان کرنا چاہتا ہے لیکن پیغمبر تو عزم و استقلال کا پہاڑ ہوا کرتا ہے بالآخر دھل یہ اعلان سنا دیا) کرم محترم یہ لوگ اگر ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں تو پھر بھی میں اپنے پیغام سے نہیں ہٹ سکتا یہاں تک کہ دین دنیا میں غالب ہو جائے یا اس کیلئے میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دوں۔ ابوطالب یہ اعلان سن کر دم بخود رہ گیا اور بے ساختہ کہنے لگا کہ

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِيهِمْ
وَقَدْ قَطَعُوا كُلَّ الْعُرىٰ وَالْوَسَائِلِ
وَأَحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَيْتِ رَهْطِي وَإِخْوَتِي
وَأَمْسَكْتُ مِنْ أَثْوَابِهِ بِالْوَصَائِلِ
كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نَتْرُكُ مَكَّةَ
وَنَظْعَنُ إِلَّا أَمْرُكُمْ فِي بَلَابِلِ

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثُمَالُ الْيَتٰمٰى وَعِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ رَحْمَةٍ وَّفَوَاضِلِ

سامعین ذی قدر! ذرا سوچئے تو سہی! ابوطالب کے ان اشعاروں سے مخالفتوں کے طوفان میں میرے نبی کو کتنا حوصلہ ملا ہوگا ابوطالب کے اس اعلان کے بعد پورا مکہ مسلمانوں کو ظلم وستم کی چکی میں پیسنے لگا تاریخ نے وہ دن بھی دکھائے کہ احد کا میدان ہے مسلمانوں کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں اور کفار مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے لگے کہ:

"اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"

آج مسلمانوں کا زوال آچکا ہے پھر رب کا قرآن تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" کہ وہ خدا جس نے تمہیں زوال کی پستیوں سے اٹھا کر بام عروج عطا کیا وہی خدا تمہیں پوری دنیا پر غالب کر کے رہے گا مسلمانوں کے پاس تمام مصائب وشدائد کا ایک ہی جواب تھا کہ:

"وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"

شاعر نے کیا خوب کہا۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

سامعین ذی قدر! مسلمانوں کے عروج کا یہ عالم تھا کہ جنگل میں سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سو جانے والے امیر المومنین کے نام سے قیصر وکسریٰ کے محلات میں زلزلہ برپا ہو جایا کرتا تھا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

قباؤں میں پیوند پیٹوں پہ پتھر
قدم کے تلے تاج کسریٰ و قیصر

لیکن مسلمانوں نے جب اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا تو پھر ان کی چاردانگ عالم میں پھیلی ہوئی سلطنت خود بخود سمٹنا شروع ہوگئی۔ پھر نہ اندلس کے قمر حمراء وزہراوان کو بچا سکے، نہ مصر و قاہرہ کی ذرت ان کے کچھ کام آسکیں، ان کی عزت ذلت میں بدل گئی اور عروج کی بلندیوں سے زوال کی پستیوں میں جا گرے۔

"وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ"

یہ مسلمان قوموں نے خود اپنے اوپر ظلم کیے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

اب بھی موقع ہے کہ مسلمانوں کا ماضی شاندار ہے اور ماضی میں محمد بن قاسم جیسے سپہ سالار، فاتح بیت المقدس "سلطان صلاح الدین ایوبی" جیسے فاتح اعظم موجود ہیں لیکن جو قوم اپنے ماضی کو فراموش کر دیتی ہے تو اس کا مستقبل تاریک ہو جایا کرتا ہے، مسلمانوں نے ہمیشہ اسلام کا علم بلند کیا اور ہر باطل قوت کو پاش پاش کیا جب تک مسلمان غالب تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی کیلئے میدان کارزار میں کود پڑتے تھے اور یوں کہتے تھے:

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِی

یعنی کہ۔

وہ وقت کہ میری موت تیرے کوچے میں آجائے
یہی تو زندگی کا آخری ارمان ہے ساقی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

انسانیت کا قاتل

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علیٰ من لا نبی بعده. امابعد!
اعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم "انّ الّذین یکفرون
بایٰت الله ویقتلون النّبیّن بغیر حقّ ویقتلون الّذین یأمرون بالقسط من النّاس
فبشّرھم بعذاب الیم "صدق الله العظیم

محترم اساتذہ کرام اور بزم شاعری شہید کے نوجوانو!

آج میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع وعنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگا ہوں وہ ہے" انسانیت کا قاتل" میں اس موضوع کے تحت نوع انسان کے ایک ایسے قاتل کے چہرے سے نقاب الٹھانا چاہتا ہوں جس سے بڑا انسانی قاتل تاریخ عالم میں آج تک کوئی نہیں آیا مگر اس کے باوجود وہ دنیا میں امن، حقوق انسانی، جمہوریت، تہذیب اور رواداری کا سب سے بڑا علمبردار سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور سیاہ کو سفید کہنے سے بچائے۔
سامعین محترم یقیناً آپ موضوع کے حوالے سے میرے اشارات سمجھ گئے ہوں گے کہ روئے سخن کس بدمعاش کی طرف ہے کیونکہ بدیہیات کیلئے دلائل نہیں ڈھونڈے جاتے روز روشن میں آفتاب ہوا کرتا ہے یہ بتانے کی کسی کو ضرورت نہیں ہوتی کہ سورج نکل آیا ہے یا نہیں؟ کنایہ اگر صراحت سے ادائیگی مفہوم میں زیادہ بلیغ ہوتے ہیں تو کند ذہن ہو گا جو امن کے نام پر دنیا کا چین وسکون غارت کرنے والے، حقوق انسانی کی بات کرتے ہوئے انسانیت کے خلاف سب سے بڑے جرائم کا ریکارڈ رکھنے والے، جمہوریت کے نام پر بدترین آمریت کا مظاہرہ کرنے والے، تہذیب کے نام پر وحشت و درندگی کو فروغ دینے والے، رواداری کا دعویٰ رکھ کر انتہا درجے کی تنگ دلی پر کار بند رہنے والے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر لاکھوں بے گناہ انسانوں کا شکار کرنے والے مجرم کو نہ پہچان سکے ان بلیغ اور ابلغ کنایوں سے حقیقت ظاہر و باہر ہو کر آپ کے سامنے آگئی ہو گی کہ یہ ٹریک ریکارڈ، ریاست ہائے امریکا، کے علاوہ کسی اور کا نہیں ہو سکتا جس کے ہاتھ میں آج دنیا کی زمام قیادت ہے،

جو دنیا کا واحد مادی سپر پاور ہے، آیئے! تاریخ میں درج اس کے جرائم کے سیاہ باب کے مطابق اس دعوے کی تصدیق حاصل کریں کہ تاریخ عالم میں امریکا سے بڑھ کر کر انسانیت کا قاتل کوئی قوم یا ملک نہیں آیا۔

سامعین محترم! مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ آج دنیا جو امریکا کے سامنے سرنگوں ہے اس کی اول وآخر وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اس نے پونے صدی کے عرصے میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی مہارت کو بروئے کار لا کر نسلِ انسانی کی تباہی کا جو سامان تیار کیا ہے اسے پوری قوت سے نہتوں کے خلاف استعمال کر کے وہ دنیا پر اپنی دھاک بٹھا چکا ہے اور اب اس کی قوتِ قاہرہ کے سامنے کسی کو سر اٹھانے کی جرأت نہیں۔ چنانچہ اسی مجبوری کے تحت ساری دنیا اس کے سامنے سرنگوں ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عالمی قیادت کیلئے جس اخلاقی بلندی ،وسعتِ ظرفی اور بہتر انسانی رویے کی ضرورت ہے نہ صرف یہ کہ امریکہ اس کے عشر عشیر کو نہیں پہنچا بلکہ اس حوالے سے اس قدر پستی اور گراوٹ کا شکار ہے کہ اسے کسی طرح بھی اس منصب کے قابل نہیں سمجھا جا سکتا۔غور کرنے کی بات ہے کہ چنگیز خان کی گردن پر 34 ملین، ہلاکو خان کی گردن پر 4 ملین، تیمور لنگ کی گردن پر 14 ملین اور جرمنی کے نازی لیڈر ایڈولف ہٹلر کی گردن پر 21 ملین انسانوں کا خون بتایا جاتا ہے۔ ان سب کی مجموعی تعداد 73 ملین ہے لیکن ذرا دل تھام لیجئے اور اپنے کانوں کو یہ سننے کیلئے تیار کیجئے کہ امریکا ۱۷۷۶ء میں اپنے اعلان آزادی سے لیکر ۲۰۰۲ء تک 73 ملین کے مقابلے میں 173 ملین انسانوں کا خون بہا چکا ہے ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے اس حساب سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکا کروڑ ہا انسانوں کا قاتل ہے۔

سامعین محترم! آج امریکی فوجیں ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں اور اس کے ڈرون طیاروں نے ہماری سلامتی اور خودمختاری کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے۔ امریکا افغانستان میں کھڑا ہو کر ہم پر یہ الزام لگاتا ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں سے دراندازی ہو رہی ہے۔ اس پر مجھے وہ لطیفہ یاد آ رہا ہے کہ ایک بھیڑیا ندی میں کھڑا تھا اتنے میں بکری کا بچہ آ کر اس سے ذرا فاصلے پر ندی کے بہاؤ پر آ کھڑا ہوا۔ بھیڑیئے نے سوچا اس پر کس بہانے سے حملہ کروں آخر اس سے

کہنے لگا تو میرا پانی گدلا کر رہا ہے بکری کا بچہ بولا حضور پانی تو آپ کی طرف سے بہہ رہا ہے میں اسے کیسے گدلا کرسکتا ہوں۔ جی ہاں! ایسے ہی امریکا سات سمندر پار سے آکر افغانستان پر قابض ہے اور اب پاکستان کو بھی ہتھیانے کیلئے اس قسم کے بہانے تراش کر رہا ہے تاریخ شاہد ہے کہ امریکا سے بڑی درانداز تاریخ عالم میں کوئی طاقت نہیں آئی۔ اس نے ۱۷۷۶ء سے ۲۰۰۵ء تک ۲۲۰ مرتبہ دنیا کے مختلف آزاد ممالک اور اقوام پر جارحیت کی ہے صرف دوسری جنگ عظیم سے اب تک ۲۳ ممالک کی سرحدوں کو روند چکا ہے۔

یہ سارے حقائق، شواہد و واقعات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ تاریخ عالم میں امریکا سے بڑھ کر انسانیت کا قاتل کوئی نہیں آیا، میں جاتے جاتے امریکا کے مجرمانہ نفسیات سے بھی پردہ اٹھانا چاہتا ہوں دراصل یہ وہ قوم ہے کہ ظلم وجور جس کا آبائی پیشہ ہے، اس قوم کے آباؤاجداد نے اپنے دور میں اللہ کی سب سے معصوم مخلوق انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں بخشا روایات شاہد ہیں کہ انہوں نے ایک ایک دن میں ستر ستر انبیاء کا پاکیزہ لہو بہایا۔ اللہ کی کتاب یہ شہادت آج بھی اپنے سینے میں لئے ہوئے ہیں:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ"

اور پھر آج جب بات امریکا کی آتی ہے تو ذرا اس کی تاریخ بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ ۱۴۹۰ء کے عشرے میں جب" کرسٹوفر کولمبس " نے امریکا دریافت کیا تو اس نئی دنیا کو بسانے کیلئے اسپین، برطانیہ اور فرانس سمیت پورے یورپ سے جیلوں میں قید مجرموں کو وہاں لے جایا گیا۔ ان مجرموں نے وہاں پہنچ کر وہاں کے اصل سیاہ فام ریڈ انڈینز (indians read) باشندوں کا قتل عام کر کے امریکا کی بنیاد رکھی۔ مجھے بتایا جائے جس ملک کی بنیاد انسانی خون پر رکھی گئی اور جس قوم کے آباؤاجداد پیشہ ور مجرم ہوں۔ وہ ملک اور قوم انسانیت کا قاتل نہ کہلائے تو کیا انہیں انسانیت کا محسن کہا جائے؟ کم از کم میں تو امام الہند ابوالکلام آزاد کے بقول سیاہ کو سفید ماننے سے انکار کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

انقلاب اور اس کے تقاضے

اَلحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ ۔ اَمَّابَعْدُ.
فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ : "ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "صِنْفَانِ مِنَ النَّاسِ اِذَاصَلُحَا صَلُحَ النَّاسُ وَاِذَافَسَدَا فَسَدَ النَّاسُ اَلْعُلَمَاءُ وَالْاُمَرَاءُ" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

کون پھر غم خوار ہوگا حضرت انسان کا
کوئی بھی قانون جب نافذ نہ ہو قرآن کا
دل دریدہ ہر مکیں ہے قصر عالیشان کا
کیا یہی مقصود تھا آزادیٔ پاکستان کا

جناب صدر مجلس معزز علماء کرام، طلباء عظام، مہمانان گرامی! آج کی اس پروقار محفل میں بندہ جس موضوع پر لب کشائی کرنے لگا ہے، وہ ہے "انقلاب اور اس کے تقاضے" رب کائنات کی بارگاہ صمدیت میں التجا ہے کہ سدا حق کی صدا لبوں پر جاری فرمائے۔

عزیزان گرامی! اِنْقَلَبَ یَنْقَلِبُ اِنْقِلَاباً کا معنی لغت میں تغیر وتبدل اور تبدیلی کے آتے ہیں اور اصطلاح میں حکومت کی اس تبدیلی کو جو عوام کی طاقت کے ذریعے لائی گئی

ہو، انقلاب کہتے ہیں: اللہ رب کائنات نے بنی نوع انسان کے لئے سورج اور چاند کی طرح روشنیاں بکھیرے ہوئے نبیوں کا سلسلہ عظیم جاری کیا، انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی جانب سے دی گئی ہدایت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کی، انبیاء کرام علیہم السلام معاشرے میں انقلاب کیلئے آیا کرتے تھے اور دین نام ہی انقلابی لائحہ عمل کا ہے اور جو کافرانہ نظام کو ختم کر کے اس کی جگہ لے لیں، اس نظام کو انقلابی نظام کہا جاتا ہے، لیکن ایک کافرانہ نظام کو ختم کر کے اگر اسلامی نظام نافذ کرنا ہو تو اس صورت میں انفرادی جدو جہد کبھی کام نہیں آتی؛ بلکہ اس کے لئے اجتماعی تصور کی ضرورت ہے، لہٰذا نظام کی تبدیلی کے لئے جماعت سازی ضروری ہے۔

اس دور میں ہر شخص موجودہ نظام سے نالاں اور تبدیلی کا خواہاں ہے، مگر صرف ایسی تنظیم اور ایسے نظریے کی کمی ہے جو لوگوں کے دلوں میں سموسکے اور ایسی تنظیم کی کمی ہے جو انقلاب کی قیادت سنبھال سکے اور موجودہ حالات سے فائدہ اٹھا کر انقلاب کا رخ متعین کر سکے۔ اور پھر جس دین کے حاملین کے پاس قرآن جیسی انقلابی کتاب موجود ہو، وہ کس طرح ایک غلط اور فرسودہ نظام کو قبول کر سکتے ہیں؟ یہ بات ناممکنات میں سے ہے کہ اس کتاب انقلاب پر عمل کرنے والا انقلابی نہ ہو، حامل قرآن کو قرآن کی انقلابی تعلیم چین سے نہیں بیٹھنے دیتی، بلکہ اس کا مطمح نظر پورے نظام زندگی کو بدلنا ہوتا ہے:

نہ مال و زر اکٹھا کر نہ عز و شان پیدا کر
اگر کچھ کرنا ہے تجھ کو تو قوی ایمان پیدا کر
تماشا دیکھ لے پھر نار کے گلزار ہونے کا
ذرا دل میں خلیل اللہ سا ایمان پیدا کر

عزیزان گرامی! دنیا میں انقلاب ایک مسلسل عمل ہے، لہٰذا بے سمت جدو جہد

کبھی بارآور نہیں ہوتی، چاہے وہ جدوجہد کتنی بھی منظم اور مضبوط ہو، لہٰذا جدوجہد سے پہلے جس امر کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ منزل کا صحیح اور واضح تصور سامنے ہو، انقلاب فرانس ہو، انقلاب روس ہو یا چین کا کمیونسٹ انقلاب اپنے اپنے دائرہ کار میں ظلم و ناانصافی کے علمبردار بن کر اٹھے۔

اس کے برعکس سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انقلابی تعلیم اسلامی انقلاب کے بارے میں فرمائی ہے، وہ انسان کے فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے، یہی وجہ ہے کہ آج تک ان کے نظام سے رہنمائی حاصل کی جارہی ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی ساری جدوجہد کا مقصد ومحور واضح تھا، جبکہ مشرکین کے سامنے کوئی واضح منزل نہ تھی اور نہ ہی کسی نظام کا تصور تھا، بلکہ کچھ خاندانی عداوت کی بناء پر کچھ حسد اور بغض کی وجہ سے اور کچھ اپنی سرداری اور برتری جتانے کے لئے ان کے مخالف تھے، جبکہ سرور عالم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیش نظر اعلیٰ ترین مقاصد تھے جو رب کی طرف سے انہیں تفویض ہوئے تھے۔

حضور ﷺ کی بعثت کے مقاصد کو قرآن نے یوں بیان فرمایا: ”هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ“ رب کائنات کے ہاں سرور دو عالم ﷺ کی بعثت کا مقصد اسلامی انقلاب یعنی تمام نظامہائے انسانی پر دین حق کا غلبہ تھا، اس لئے کہ جس نبی کو اس عظیم مقصد کے لئے بھیجا تھا اس کا بچپن معصوم، شباب بے داغ، حرا کی عبادت، صفا کی دعوت، مکہ میں آزمائش اور بدر کا معرکہ انقلاب کی پیش بندی تھی، کیونکہ جس پھول کو چمن کی زینت بننا ہوتا ہے، اس کی حفاظت، نکھار، حنابندی، سیرابی وشادابی، رنگوں کی بہار، خوشبوؤں کی دلکشی کا اہتمام قدرت خود کرتی ہے، الغرض اگر

آپ ایک انقلابی کارکن بننا چاہتے ہیں تو اپنی منزل کا تعین کر کے پر امن اور غیرت مند طلباء کے عظیم کاروان جمعیت طلباء اسلام کا یہ اعلان کرتے ہوئے ہمسفر بنئے:

قدم بڑھاؤ ساتھیو! نظامِ حق کی راہ میں
ہزار نصرتیں نہاں تمہاری اِک نگاہ میں

عزیزانِ گرامی! منزل متعین کرنے کے لئے انقلاب کا ایک اور تقاضا تنظیم ہے، تنظیم ہی وہ مؤثر ہتھیار ہے جس کے ذریعے منزل تک رسائی ہو سکتی ہے، تنظیم کے علاوہ انقلاب کا نعرہ یا انقلاب کا خواب دیوانگی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک تنظیم ایک پوری گورنمنٹ ہوتی ہے، لہٰذا وہ اسے خلافت باطنہ سے یاد کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی کی زندگی میں تنظیم پیدا کی اور تنظیم کے کارکنان یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان اوصاف اور کمالات کو پختہ کیا، جو انقلاب کے لئے ضروری تھے اور جب انہی اصولوں پر ایک مثالی تنظیم وجود میں آ گئی جو اپنی جان و مال، رشتہ داریاں اور وطن سب کچھ قربان کر سکتی تھی اور اس میں اعلیٰ درجہ کا نظم و ضبط پیدا ہو گیا تو یہی تنظیم مدینہ پہنچ کر نہ صرف انقلاب کی داعی بنی، بلکہ انقلاب ان کی تنظیمی صلاحیتوں کی ہی بدولت آیا:

میرا قائد ہے وہ کہ زندگی پیغام تھا جس کا
صداقت ذات تھی جس کی امانت نام تھا جس کا
وہ جس نے رفتہ رفتہ قوم کو منزل عطا کردی
کھلی آغاز تھا جس کا چمن انجام تھا جس کا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

شریعت مطہرہ کی خصوصیات اور امتیازات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ.....اَمَّابَعْدُ:فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ".وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :"اِنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد تکریم معزز و مکرم اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

آج کے اس عظیم الشان تقابلی سلسلۂ تقاریر میں بندہ جس موضوع و عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے، وہ ہے "شریعت مطہرہ کی خصوصیات اور امتیازات" اللہ تبارک وتعالیٰ حق سچ کی گفتگو کے بزم آرائی کی توفیق بخشے۔

عزیزان گرامی! اللہ تبارک وتعالیٰ کے جملہ انعامات واحسانات میں سے سب سے بڑی عنایت شریعت محمد یہ ﷺ کا عطا کرنا ہے، میں اس مختصر وقت میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ شریعت کی خصوصیات وامتیازات کا ذکر کروں گا، تاکہ آج کا مسلمان نوجوان شریعت کی حقیقت کو سمجھ کر گلے سے لگائے اور باطل کو ریزہ ریزہ کردے، جیسا کہ قانون الٰہی ہے:"بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ"۔

شریعت اسلامیہ کی پہلی خاصیت وامتیاز ربانیت ہے، اس طور پر کہ اس کے تمام قوانین واحکام کا موجد خالق تعالیٰ ہے"اَلَایَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ "اسی ربانیت اور خدائی دین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس شریعت کے اَحکام کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے، جیسا کہ سورۂ احزاب میں ارشاد خداوندی ہے:"وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ

وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ " اسی طرح سورۂ نساء میں اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتے ہیں: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا " اور متعدد مقام پر فرمایا: " وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ " ...." فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ " ...." فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ "۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت کے وہ احکام جو ربانیت سے متصف ہیں، مسلمانوں کے دلوں میں وہ احترام، فرمانبرداری اور اطاعت پاتے ہیں، جو کسی ایسے بشری قانون کو حاصل نہیں جو ایک انسان دوسرے کے لئے بناتا ہے، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کا حکم ہے: " وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ "۔

شریعت اسلام کی دوسری خاصیت و امتیاز یہ ہے کہ اپنے جملہ احکام بنیادی اصولوں اور توجیہات کے اعتبار سے عالمگیر اور سب کے لئے یکساں طور پر رحمت بن کر آئے: " وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ " بشیر ونذیر بن کر آئے " وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا " اور سب کی طرف رسول بن کر آئے " قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا " اگر اس کا وضع کرنے والا کوئی انسان فرد یا جماعت ہوتی تو اس میں ضرور عصبیت آتی، لیکن اس کا موجد خالق لم یزل ہے، اس لئے شریعت محمد یہ میں قومیت، عصبیت اور لسانیت کا شائبہ تک نہیں۔

تیسری خاصیت و امتیاز یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ ایسے نظاموں، احکامات اور مصالح پر مشتمل ہے جو تعمیری، تکوینی اور اصلاحی پہلوؤں میں سے ہر ایک کو شامل ہے، خواہ ان

کا تعلق عقائد، عبادات، اخلاق سے ہو یا ان کا تعلق دیوانی، فوجداری امور، شخصی احوال، معاشرتی نظاموں اور بین الاقوامی قوانین سے ہو یا حکومت کے بنیادی اصولوں، اقتصادیات کے قواعد اور فاضل معاشرے کے جواہر پاروں سے متعلق ہو، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ"۔

عزیزان گرامی! شریعت کی چوتھی اور پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے کلی قواعد موجودہ ترقی یافتہ زمانے کی حاجات پوری کرنے کے لئے کافی ہیں، خصوصاً معاملات کے احکام، دستوری مسائل، اقتصادی نظام اور بین الاقوامی تعلقات ہیں، قرآن کریم نے دستوری و عدالتی امور میں بڑی وضاحت سے عدل کے بنیادی اصول کی صراحت کی" اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى" اور "وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"۔

یہ مسلم کلی قاعدے ہیں، اس میں تغیر اور تبدل کی گنجائش نہیں، ہر زمانے اور ہر جگہ میں اس پر عمل کرنا واجب ہے اور مشاورت کا اصول بھی بیان فرما دیا: "وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ"۔ یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے جو ہر زمانے میں قابل عمل ہے مالی معاملات کی ترتیب و انتظام کا اصول و قاعدہ بھی قرآن مجید میں مذکور ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ"۔

شریعت کا جدید مسائل کے حل پر قادر ہونا اور چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود قابل عمل رہنا جس چیز پر دلالت کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس شریعت نے ایسے قوانین و قواعد پیش کئے ہیں جو نصوص اور شرعی قواعد سے ماخوذ ہیں۔ آج کے مضطرب معاشرے میں عدل و انصاف کا فقدان ہے: "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے قواعد کے مطابق عدالتیں فیصلے کرتی

ہیں، لیکن شریعت اسلام تن تنہا اس کائنات میں عدل مطلق کی علمبردار ہے۔

یہود میں اگر کوئی بڑے خاندان کا آدمی ظلم کرتا تو اس کی سزا میں تخفیف کی جاتی، شریعت نے ان جیسے اصولوں کی دھجیاں بکھیر دیں، پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: "لَوْ کَانَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا" کیونکہ ایسی ہی شریعت دنیا کے لئے حق اور عرفان کے انوارات برساتی ہے اور انسانیت کے آسمان پر ہدایت، علم و ترقی و تمدن کے مینارے بلند کرتی ہے اور زمانے کے ضمیر میں عزت، قوت، عظمت اور ابدیت و خلود کی نشانیاں لکھ دیتی ہے۔

قیادت ہاتھ میں لو اے مسلمانو! زمانے کی
وگرنہ کفر دنیا کو ہلاکت میں گرا دے گا
نظام دین رحمت ہے بشارت ہے بہاروں کی
اسے نافذ کرو یہ دنیا کو جنت بنا دے گا

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

زکوٰۃ کی فضیلت وحکمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ......اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ سُوْءٍ" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْکَرِیْمُ..

کچھ اس کی خبر بھی ہے تجھ کو وہ سوز جہنم کیا ہوگا
جس آگ کا ایندھن انسان ہو اس آگ کا عالم کیا ہوگا
یہ حال ہے دنیا حاضر کا دنیا میں کسی کا کوئی نہیں
اس دور کا جب یہ عالم ہو اس حشر کا عالم کیا ہوگا

واجب القدر والتکریم اساتذۂ کرام اور میرے ہمسفر ساتھیو!

آج کے اس عظیم الشان تقابلی سلسلۂ تقاریر میں بندہ جس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے، وہ ہے''زکوٰۃ کی فضیلت وحکمت''۔ اللہ تعالیٰ حق وسچ گفتگو کے ساتھ بزم آرائی کی توفیق بخشے (آمین)۔

سامعین محترم! حضرت میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ زکوٰۃ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں: ''اَلزَّکٰوۃُ فِی اللُّغَۃِ الزِّیَادَۃُ وَفِی الشَّرْعِ عِبَارَۃٌ عَنْ اِیْجَابِ طَائِفَۃٍ مِّنَ الْمَالِ فِیْ مَالٍ مَّخْصُوْصٍ لِمَالِکٍ مَّخْصُوْصٍ'' اللہ

رب العزت نے زکوۃ کی فضیلت کے پیش نظر کلام مقدس میں نماز سے متصل ذکر کیا ہے " اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ "اگر" اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ " پر عمل کر کے اللہ کا حق ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوگا اور" اٰتُوا الزَّکٰوۃَ " پر عمل کر کے بندوں کا حق ادا کرو گے تو اس سے بندہ کے ساتھ تعلق بنے گا۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیاسی مقامات پر قرآن مجید میں نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر موجود ہے:" ذُکِرَ الزَّکٰوۃُ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ لِأَنَّھُمَا مُقْتَرِنَانِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ اثْنَیْنِ وَثَمَانِیْنَ اٰیَۃً " ترمذی شریف میں سرکار دو جہاں ﷺ کی یہ حدیث زکوۃ کی فضیلت میں موجود ہے:" اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ الصَّدَقَۃَ وَیَاْخُذُھَا بِیَمِیْنِہٖ فَیُرَبِّیْھَا لِاَحَدِکُمْ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ مُھْرَہٗ حَتّٰی اَنَّ اللُّقْمَۃَ لَیَصِیْرُ مِثْلَ اُحُدٍ "۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں پیغمبر اسلام ﷺ زکوۃ کی فضیلت اس انداز سے بیان فرماتے ہیں:" اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ "۔

صحیح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:" بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ "۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا:" اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِیْ الْجَنَّۃَ " تو پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:" تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ " اللہ تبارک وتعالیٰ پیغمبر اسلام ﷺ کو زکوۃ وصول کرنے کا حکم دے کر اس کی فضیلت واہمیت کا احساس دلاتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:" خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ "۔

عزیزانِ گرامی ! مختصراً زکوٰۃ کی فضیلت کے تذکرے کے بعد اب اس کی حکمتوں پر بھی سرسری نظر ڈالتے ہیں۔

پہلی حکمت : امام غزالی رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "احیاء علوم الدین" میں رقمطراز ہیں کہ: "زکوٰۃ دینے سے انسان کا دل بخل سے پاک ہوتا ہے، یہ بخل ایسی بیماری ہے جو انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے: "اَلتَّطْهِيْرُ مِنْ صِفَةِ الْبُخْلِ فَاِنَّهٗ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ"۔

دوسری حکمت : یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں غریب کی اعانت ہے، تاکہ وہ بھی دلجمعی اور سکون سے اللہ کے حقوق ادا کر سکے، چنانچہ علامہ ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اِنَّ اَدَاءَ الزَّكٰوةِ مِنْ بَابِ اِعَانَةِ الضَّعِيْفِ وَاِغَاثَةِ اللَّهِيْفِ وَاَلْقَدَارِ الْعَاجِزِ" آگے فرماتے ہیں: "وَتَقْوِيَتُهٗ عَلٰى اَدَاءِ مَنِ الْفَرْضِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ"۔

تیسری حکمت : شکر نعمت ہے: "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ"۔

چوتھی حکمت : یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ گناہوں سے دور کرتا ہے اور مال میں برکت عطا فرماتا ہے: "صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا"۔

پانچویں حکمت : یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے انسان ذات باری تعالیٰ کی صفات سے آراستہ ہو جاتا ہے، پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں: "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ"۔

چھٹی حکمت : یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال محفوظ ہوتا ہے، پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: "حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ"۔

ساتویں حکمت : یہ ہے کہ مجدد ملت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ "

حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغَةُ "میں فرماتے ہیں: "فِيْهِ مَصْلِحَةٌ تَرْجِعُ إِلَى تَهْذِيْبِ النَّفْسِ "
اور جو اس میں بخل کرتا ہے اس کے بارے میں آگے جا کر فرماتے ہیں: "وَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا فَإِنَّمَا إِذَا مَاتَ بَقِيَ قَلْبُهُ مُتَعَلِّقًا بِالْمَالِ وَعُذِّبَ بِذٰلِكَ "۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی آٹھویں حکمت: یہ بھی ہے کہ خرچ کردہ مال اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ ہوتا ہے: "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ "۔

حکیم الامت، مجدد ملت، سرتاج علماء دیوبند، حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی ﷫ اپنی بے نظیر کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" اس کی نویں حکمت: سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں: "شہر کے اندر ضرور بالضرور ہر قسم کے ناتواں اور حاجت مند لوگ پائے جاتے ہیں یہ خواہش اگر آج ایک پر ہیں تو کل دوسرے پر ہوں گے، اگر دفع فقر اور حاجت کا طریقہ ان میں نہ پایا جائے تو ضرور مسلمان ہو جائیں گے"۔

زکوٰۃ کی دسویں حکمت: یہ بھی ہے کہ اس سے باقی مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ ام المؤمنین عفیفۂ کائنات، حضرت عائشہ ﷝ فرماتی ہیں: "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ إِلَّا أَهْلَكَتْهُ "۔

اس مختصر وقت میں زکوٰۃ کی صرف دس حکمتیں عجلت میں ذکر کردی گئیں بتلک عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

الغرض زکوٰۃ کی مذہب اسلام کے اندر ایک بہت بڑی اہمیت ہے، پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ نے زکوٰۃ کو اسلام کے بنیادی ستونوں میں سے ایک قرار دیا ہے اور یہ مذہب اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے غریبوں، بے کسوں محتاجوں کو بھی بغیر سہارے کے نہیں چھوڑا ہو زکوٰۃ جیسے عمل کے ذریعے ان کی کفالت کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

صاحب عمدۃ الفقہ صفحہ: ۷ پر زکوٰۃ کی حکمتوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"زکوٰۃ وصدقات دینے سے مصائب اور بلائیں سے محفوظ ماحول رہتا ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بارش نہ برسنا قحط سالی وغیرہ مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور اگر زکوٰۃ ادا کی جائے تو چند گھرانوں میں افراط زر و سرمایہ داری کے غلبہ کے باعث نظام عالم بالکل درہم برہم ہو کر رہ جائے اور دنیا کا امن وسکون برباد ہو کر اس کی حیثیت اجڑے ہوئے ویران گھر سے زیادہ نہ رہے۔ الغرض اسلام نے دولت کی تقسیم کا تمام مذاہب عالم سے بہتر نقشہ پیش کیا ہے"۔

شاہراہ دین حق اسلام کا پل ہے زکوٰۃ
رکن اعظم ہے یہی اسلام کا بعد صلوٰۃ
حشر کے دن سونے چاندی ہی سے داغا جائے گا
روکتا تھا جو کوئی ان کی زکوٰۃ حین حیاۃ

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے حقوق

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ "وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ" صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْکَرِیْمُ.

واجب القدر والتکریم اساتذہ کرام اور میرے ہمسفر ساتھیو! آج کے اس عظیم الشان تقابلی سلسلۂ تقاریر میں بندہ جس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے، وہ ہے "عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے حقوق" اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ مجھے حق و سچ گفتگو کے ساتھ بزم آرائی کی توفیق بخشے (آمین)۔

سامعین محترم! قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کو دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: "فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ" اپنے عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کو عطاء و بخشش اور مالی واخلاقی مدد کے ذریعے فائدہ پہنچانا، ان کے حقوق میں سے ہیں، حسن بصری ؒ فرماتے ہیں کہ اگر رشتہ دار تنگدست ہوں تو اس کی مالی معاونت کرنا، ورنہ جسمانی اور زبانی ہمدردی کرنا، ان کی خبر گیری، بیمار پرسی کرنا اوران سے تعلق رکھنا از حد ضروری ہے۔

آیت مذکورہ کے ذیل میں صاحب معارف القرآن مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد

شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ: "جس شخص کے ذوی الارحام رشتہ دار محتاج ہوں، اگر وہ ان کو چھوڑ کر دوسروں پر صدقہ کرنے تو عنداللہ مقبول نہ ہوگا"۔ پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ"۔

صاحب معارف القرآن رقمطراز ہیں کہ: "صلہ رحمی کے یہی معنی ہیں کہ ان سے رشتہ داری کے خصوصی تعلقات ہیں، ان کی خبر گیری اور بقدر گنجائش مالی معاونت کرے" اسی خیال سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ" رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی سے خاندانوں میں محبت کی فضا، عمروں میں زیادتی، رزق میں کشادگی اور بری موت سے حفاظت ہوتی ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُمَدَّ لَهٗ فِيْ عُمْرِهٖ، وَيُوَسَّعَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُدْفَعَ عَنْهُ مِيْتَةَ السُّوْءِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ" "قرآن مجید فرقان حمید کے مطابق جو اللہ سے ڈرتے ہیں، وہ رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں: "وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ"۔

حضرت سلمان بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: "جو ذی رحم رشتہ دار پر خرچ کرتا ہے اس کو دوگنا اجر ملتا ہے ایک صدقے کا اور دوسرا رشتہ داری کے حقوق کی پاسداری کا، قرآن عظیم الشان نے جن تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے، ان میں قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی بھی ہے: "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى"۔

جو شخص قرابت داروں کا لحاظ رکھتا ہے اللہ جل مجدہ ان کو ملاتا ہے اور جو لحاظ نہیں رکھتا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے:"قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ: اَنَا اللّٰهُ وَ اَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ "۔ اور جو قوم اس بات کا لحاظ نہیں رکھتی، عزیز و اقارب کے حقوق ادا نہیں کرتی، صلہ رحمی سے کام نہیں لیتی، پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان کے مطابق اس قوم پر رحمت نہیں اترتی :"لَاتَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ "اور ایسا شخص جنت میں بھی داخل نہیں ہوسکتا:"عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ "۔

ام المومنین، عفیفۂ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیغمبر اسلام ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ از روئے شریعت کسی مسلمان سے تین دن سے زائد قطع تعلق جائز نہیں:"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِماً فَوْقَ ثَلَاثَةٍ ،فَاِذَالَقِيَهٗ مُسْلِمٌ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، كُلُّ ذٰلِكَ لَايَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ "

عزیزانِ گرامی! حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جن کے ساتھ قرابت ہو، ان سے وابستگی رکھنا ازحد ضروری ہے، خواہ مسلمان ہو یا کافر:"وَمَنْ كَانَتْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ قَرَابَةٌ فَصِلْهُ مُسْلِماً كَانَ اَوْ كَافِراً "پیغمبر اسلام ﷺ نے اس شخص سے بھی رشتہ جوڑنے کا حکم دیا ہے جو اس کو توڑتا ہے:"صِلْ مَنْ قَطَعَكَ "ایک اور روایت میں پیغمبر اسلام ﷺ نے صراحت سے رشتہ داروں کے حقوق نبھانے اور ان کو

جوڑے رکھنے کے بارے میں فرمایا: "عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ وَصَلَهَا"۔

حضرت ام المؤمنین، عفیفۂ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ: "اچھے اخلاق، اچھے پڑوسی اور صلہ رحمی بستیوں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں کو لمبا کرتے ہیں، اگر چہ لوگ گناہ گار ہی ہوں" اسی طرح سابقہ آسمانی کتب اور صحیفوں میں بھی رشتہ داروں کے حقوق کے متعلق احکام موجود تھے، چنانچہ بعض صحیفوں میں وحیِ آسمانی یوں منقول ہے: "يَا ابْنَ آدَمَ صِلْ رَحِمَكَ فَإِنْ بَخِلْتَ بِمَالِكَ أَوْ قُلْ مَالَكَ فَامْشِ إِلَيْهِ بِرِجْلِكَ"۔ الغرض قرآن مجید فرقان حمید کی کئی آیتیں، مفسرین ؒ کے اقوال، پیغمبر اسلام ﷺ کی کئی حدیثیں، محدثین کی تشریحات عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کے حقوق پر شاہد عدل ہیں۔

تو کر خدمت عزیزوں کی یہ فرمانِ خدا ہے
یہ مذہب اسلام ہے جو سب سے جدا ہے
کر ایثار مال و زر اپنے رشتہ داروں پر
ذخیرہ ہوگا وہاں پر یاں تو سب کچھ ملتا ہے
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

گستاخانہ خاکوں کی مُسلسل اشاعت اور مغرب کا کردار

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ،

اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِیْمٍ، مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ، عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْمٍ". صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابلِ صد تکریم معزز اساتذہ کرام اور میرے ہم سفر طلبہ ساتھیو! آج کے اس عظیم الشان تقابلی سلسلۂ تقاریر میں بندہ جس موضوع کو لے کر حاضر ہوا ہے وہ ہے "گستاخانہ خاکوں کی مُسلسل اشاعت اور مغرب کا کردار"۔

عزیزانِ من! فرحت دمُسرور کی اس بزمِ نشاط سے میں آپ بلبلانِ چمن کو ایک ایسے لخراش و دلگداز واقعات وتسلسل کی جانب لے جانا چاہوں گا، جہاں مغرب کے مادر پدر آزاد فحاشی وعریانی، شراب نوشی میں مست اسلام کے خلاف سینوں میں دہکتی آگ کو بجھانے کے لئے پیغمبرِ اسلام فخرِ دو جہاں زُبدۂ زمین وزماں حضرت محمد عربی ﷺ کے خاکے شائع کر کے امتِ مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کرنے میں آئے روز مصروفِ عمل رہتے ہیں ،بغض و عداوت کی اس آگ کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید نے ابوجہل اینڈ کمپنی کو "مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ" کا مشورہ دیا تھا، ان کی ذریت آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی محمد عربی ﷺ کے خلاف بے ہودہ حرکات سے باز نہیں آتے ، کیونکر وہ باز آتے ؟۔

جنگِ بدر، احد، احزاب وغیرہ میں آپ ﷺ نے کفار کی جو کمر توڑ دی تھی ، آج بھی جب اس زخم کی ٹیسیں اٹھتی ہیں تو مشرق سے مغرب تک عالمِ کفر چلا اٹھتا ہے اور "اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ" کا عملی نمونہ بن کر اسلام کے صف آراء ہوتا ہے تو پہت کر بھاگنے میں عافیت سمجھتا ہے ،اس لئے پینترا بدل کر اسلام کے خلاف اعصابی جنگ شروع کر رکھی ہے ، پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کے خاکوں کی اشاعت اس صلیبی واعصابی جنگ کی ایک کڑی ہے۔

ان واقعات کو حالیہ چند سالوں کے تاریخی تسلسل کی نظر میں دیکھا جائے تو اس راہ بد کا سب سے پہلا راہی ڈنمارک کا ایک بدنام زمانہ اخبار "جیلانڈ پوسٹن" ہے، جس نے ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو یہ خاکے شائع کر کے امت مسلمہ کے عقیدت و محور پر براہ راست حملہ کیا، ۳ نومبر کو جرمن اخبار نے بھی یہ خاکے شائع کیے، جنوری ۲۰۰۶ء کو بائیس ممالک کے بہتر اخبارات و رسائل نے بھی یہ خاکے شائع کیے، یکم فروری ۲۰۰۶ء کو فرانس، جرمن، اٹلی، اسپین اور ہالینڈ کے اخبارات بھی یہ خاکے شائع کر کے صلیبی جنگ میں باقاعدہ شریک ہوئے۔

۴ فروری کو پولینڈ اور نیوزی لینڈ کے اخبارات نے بھی توہین آمیز خاکے شائع کر کے ان سے اظہار یکجہتی کیا، ۸ فروری کو فرانس کے ایک ہفت روزہ جریدے نے تیرہ (۱۳) خاکے شائع کئے اور برازیل میں یہ خاکے ویب سائٹ پر دکھائے گئے، ۱۴ فروری کو اٹلی کے ایک ملعون منسٹر نے ٹی شرٹ پہنی جس پر سرکار دو جہاں ﷺ کے خاکے بنے ہوئے تھے، ۲۰ فروری ۲۰۰۸ء کو ڈنمارک، جرمن، بیلجیم کے اخبارات کے علاوہ امریکا کے "نیو یارک سن" بھی یہ خاکے شائع کیے اور پرتگال کے اخبار "پبلک" نے ایسے خاکے شائع کیے جس میں آپ ﷺ کو نعوذ باللہ بمبار کی صورت میں دکھایا گیا تھا۔

۳ رمارچ فروری کو بیلجیم، جنوبی کوریا، سوئٹز اور یوروگائے کے اخبارات نے بھی یہ خاکے شائع کیے اور آسٹریلیا کی ٹی وی نے شام کی خبروں میں یہ خاکے براہ راست دکھائے، جنوری ۲۰۱۰ء کو ناروے کے اخبارات نے بھی توہین آمیز خاکے شائع کیے، ان تمام خباثتوں پر امت مسلمہ نے زور دار احتجاج کیا تو ڈنمارک کے وزیر اعظم نے گیارہ مسلمان سفراء سے ملنے سے انکار کر دیا، بعد میں جب ستائیس مسلمان تنظیموں کے سترہ ہزار مسلمانوں کے دستخط شدہ احتجاجی ریکارڈ ان کے حوالہ کیا گیا تو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ: مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اکیلے نہیں۔

اور امریکا بدمعاش نے ڈنمارک کو ہر قسم کی معاشی امداد کی بھر پور یقین دہانی کرادی، برطانیہ اور یورپی یونین نے ان کی ڈوبتی ہوئی معیشت کو سہارا دینے کے لئے اپنے

کندھے رضا کارانہ طور پیش کئے اور اس کو اظہارِ آزادیٔ رائے سے تعبیر کیا اور احتجاج کرنے والے مسلمانوں کو شدت پسند گردانا گیا۔ لیکن جب انگلستان کے اخبار "اینڈی پنڈنٹ" نے کسی نبی کا نہیں، کسی مذہبی لیڈر کا نہیں، بلکہ ایک ملعون، خونخوار، دہشتگرد جرنیل ایریل شیرون کا کارٹون شائع کیا، جس میں اسے فلسطینی بچوں کا خون چوستے دکھایا گیا تھا تو برطانیہ، امریکہ سمیت عالم کفر سراپا احتجاج بن گیا، ایسے مقام پر پانچ کران کے آزادیٔ اظہار رائے کے غبارے سے ہوا خود بخود نکل جاتی ہے، جہاں ان کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

قرآن مجید ایسے گستاخ لوگوں کی اصلیت کو ظاہر کرتا ہے: "وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۔ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ، مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ، عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ " ۔ حرامی کے علاوہ کوئی اس کی جسارت نہیں کرسکتا، یہود و نصاریٰ جتنی بھی گستاخیاں کریں، خاکے بنائیں، سورج کی طرف تھوکا ہوا اپنے منہ پر گرتا ہے، سورج کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، محمد عربی ﷺ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی، رب کا فرمان ہے: "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ " آپ ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ:

حسینوں میں یوسف جمیلوں میں یکتا
طبیبوں میں عیسیٰ سے بڑھ کر مسیحا
براہیم ثانی جلالت میں موسیٰ
نہیں بلکہ سارے نبیوں میں یکتا
نہیں ہے خدا کوئی معبودیت میں
محمدؐ بھی یکتا ہے محبوبیت میں

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

تعصب کے خاتمے کے لئے اسلامی تعلیمات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ۔ اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم: "یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا"۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم۔

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتانِ رنگ وبو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

معزز اساتذہ کرام اور میرے ہمسفر طالب علم ساتھیو! عاشقانِ علم اور فدایانِ دینِ متین کی اس محفل میں شہسوارانِ خطابت کے درمیان مجھے جس عنوان پر گفتگو کرنے کا مکلف بنایا گیا ہے، وہ ہے "تعصب کے خاتمے کے لئے اسلامی تعلیمات"۔

گرامی قدر سامعین! آپ اپنے گرد وپیش کا بنظرِ غائر جائزہ لے لیں تو آپ کو پورا معاشرہ قوم، قبیلوں اور حسب ونسب کی تفریق کا شکار نظر آئے گا، خاندانوں اور برادریوں کی بنیاد پر عزت وافتخار کے سانچے بنتے اور ٹوٹتے نظر آئیں گے، قومیت اور لسانیت کی بناء پر جھگڑوں اور فسادات کا لامتناہی خونی سلسلہ نظر آئے گا اور ہر طرف رنگ و نسل پر فخر ومباہات کے نعرے نظر آئیں گے، یہ سب کچھ ان منفی خیالات ونظریات کی پیداوار ہیں جو انسان کے دل ودماغ میں عصبیت کے جذبات کو ابھارتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرے کی اکائی تہس نہس ہو کر رہ جاتی ہے اور ملت کی جمعیت افتراق وانتشار

کے ٹکڑوں میں بکھر جاتی ہے۔

محترم سامعین! آج ہمارا پورا معاشرہ شعوب وقبائل کی تفریق وتقسیم کا شکار ہے۔ قوم اور قبیلوں پر تفاخر کی وبا عام ہے، فخر ومباہات کی یہ وبا معاشرے کے ہر فرد کے وجود میں سرطان کی طرح سرایت کر چکی ہے، لیکن اسلام عصبیت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ شعوب وقبائل سے انتساب تفاخر کے لئے نہیں، بلکہ تعارف کے لئے ہوا کرتا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا" خاندانی شرافت کو فوقیت وکرامت کی علامت سمجھا جاتا ہے، لیکن اسلام اس نظریہ کو مسترد کرتے ہوئے تقویٰ کو معیارِ کرامت قرار دیتا ہے۔ "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ"۔

محض قوم اور قبیلے کی حمایت میں حق وباطل کی تمیز کئے بغیر ایک دوسرے کو قتل کرنا عام وطیرہ بن چکا ہے، لیکن اسلام اس تعصب کا خاتمہ اس انداز میں کرتا ہے: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى الْعَصَبِيَّةِ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ" نیشنلزم کی تحریکوں کو کچلتے ہوئے اسلام اعلان کرتا ہے: "مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رَدَى فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ" اور بہر حال میں معاشرے کی وحدت کو قائم رکھنے کی تاکید کرتا ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا" دینِ اسلام نسبی عصبیت کا خاتمہ کبھی "اَلَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ" کہہ کر اور کبھی "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْأَلُكُمْ عَنْ أَحْسَابِكُمْ وَلَا عَنْ أَنْسَابِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" کہہ کر اور کبھی "لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمْ" کہہ کر کرتا ہے، فاتح خیبر داماد پیغمبر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التَّمْثِيْلِ اَكْفَاءُ
اَبُوْهُمْ آدَمُ وَ الْاُمُّ حَوَّاءُ
فَاِنْ يَّكُنْ لَهُمْ مِنْ اَصْلِهِمْ شَرَفٌ
يُفَاخِرُوْنَ بِهٖ فَالطِّيْنُ وَ الْمَاءُ

محترم سامعین!

اس نوع کی بے شمار آیات واحادیث ہیں، جن میں تعصب کے خاتمے کی تعلیم دی گئی ہے، کہیں "وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ" کہہ کر رنگ وزبان کے اختلاف کو معرفت خداوندی کی علامت قرار دیا، کہیں "اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ" کہہ کر ارباب فکر ونظر اور حاملان قلب وجگر کو معرفت الٰہی کا سامان فراہم کیا۔

کہیں "لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى" کہہ کر رنگ ونسل کی عصبیت کا خاتمہ کیا، کہیں: "اَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ بَعْدَاَنْ اَكْرَمَكُمُ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ" کہہ کر قبائلی عصبیت کا سد باب کیا، جب مذہبی عصبیت کی بات آئی تو "اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ لَافَضْلَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰى" کہہ کر انسداد عصبیت کیا۔

سامعین محترم! سمجھ لیجئے کہ وطنی قومیت، لسانی قومیت، نسبی قومیت اور قبائلی قومیت یہ تمام وہ بُت ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے کچلا تھا، اگر قرآن میں عصبیت بنیاد ہوتی تو قرآن کریم یہ اعلان نہ کرتا "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" کہ مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، مگر افسوس! آج ہم نے اللہ تعالیٰ کے قرآن اور نبی

مجرہا کے فرمان کو پس پشت ڈال کر علاقائیت اور لسانیت کو ایسی ہوا دے رکھی ہے کہ کہیں صوبائی اور لسانی حقوق کی باتیں ہو رہی ہیں تو کہیں الگ صوبے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اٹھ کر عصبیت کے بتوں کو پاش پاش کر کے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کریں، یہی وقت کا تقاضہ ہے۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہوجا ، محبت کی زباں ہوجا
غبار آلودہ رنگ و نسل ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہوجا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

صفتِ علمِ غیب خاصۂ خداوندی

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ...... اَمَّابَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: "وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ". وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ خَيْرًا وَّانْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَايَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ.

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ جب غارت گر باطل بھی ہو

میرے واجب الاحترام معزز ومکرم اساتذہ کرام وطلباء عظام! میں آج کے اس منعقد کردہ پروگرام میں "صفتِ علمِ غیب خاصۂ خداوندی" کے عنوان سے جسارتِ سخن کر رہا ہوں۔

دنیا کے تمام مذاہب کی اساس وبنیاد اس کے عقائد پر مبنی ہوا کرتی ہے، اس لئے کہ اعمال وعقائد سے مرکب چیز کا نام مذہب کہلاتا ہے، انہیں عقائد کی بنیاد پر مذہب کا حق وباطل ہونا تسلیم کیا جاتا ہے، اسلام کی اساس وبنیاد بھی ایسے عقائد پر مبنی ہے جو اس کے حق ہونے کا موجب بنتے ہیں، ان عقائد میں ایک بنیادی عقیدہ "عقیدۂ توحید" کہلاتا ہے، جس کا مطلب ومفہوم رب تعالیٰ کا اپنی تمام تر صفات وکمالات میں یکتا اور منفرد ہونا ہے، ان تمام صفات میں سے ایک صفت علمِ غیب ہے جو باجماعِ قرآن وسنت واجماعِ امت صرف اور صرف خاصۂ خداوندی ہے، جس طرح رب کی ذات تمام صفاتِ جلیلہ میں اکیلی

اور یکتا ہے، صفت علم غیب میں بھی وہ ہر طرح کی شراکت و شمولیت سے منزہ و مبرا ہے۔

کائنات میں بعد از خدا سب سے بلند ترین ہستی سید الکائنات، امام الانبیاء والعلماء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے، میرا اور میرے اکابر علماء دیو بند کا یہ عقیدہ ہے جو تمام امت مسلمہ کے عقیدے کی عکاسی کرتا ہے کہ جس قدر علوم و معارف، مواعظ و حِلم حضور ﷺ کی ذات کو عطا کئے گئے ہیں، پوری کائنات کے علوم و معارف اس کے عشر عشیر کو نہیں پہنچ سکتے، مگر بات ہے جمیع علم غیب کی جو نصوص قطعیہ وظنیہ سے اور نصوص اصلیہ و فرعیہ سے صرف رب کے ساتھ ہے، جس طرح اور صفات میں رب کا کوئی شریک نہیں ہے، اس صفت میں بھی کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

میرے بھائیو! آج محل نزاع مسئلہ جمیع علم غیب کے حصول کا ہے، میں نے قرآن سے سوال کیا: جمیع علم غیب کسی کو حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب ملتا ہے: ''وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ '' آپ کتابیں اٹھا کر دیکھئے! نحو میر اٹھائیے، ہدایۃ النحو اٹھائیے، کافیہ و جامی اٹھا کر دیکھ لیجئے ''اِلَّا'' اور ''اِنَّمَا'' حصر کا معنی پیدا کرتا ہے یا نہیں؟ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' میں حصر ہے ''اِلَّا'' کی وجہ سے، یعنی صرف اللہ ہی معبود ہے اور کوئی معبود نہیں تو پھر ماننا پڑے گا ''لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ '' میں بھی حصر ہے، جمیع علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے ''وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ '' میں حصر آتا ہے ''تَقْدِيْمُ الشَّيْءِ مَاحَقُّهُ التَّاْخِيْرُ '' کی وجہ سے۔

میں نے آقا ﷺ سے سوال کیا: حضرت! آپ فرمائیے، آپ کو علم غیب کے خزانے ملے ہیں یا نہیں؟ آقا ﷺ جواب میں فرماتے ہیں: ''لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ ''۔ میں نے عرض کیا: حضرت! آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب علم غیب

عطا کیا ہے یا نہیں؟ آ قا ﷺ جواب دیتے ہیں: "فَـعَلَّمَنِيَ اللّٰهُ خبرًا وانْ من العلم مَا لايَعْلَمُهُ إلَّا اللّٰهُ"

میں در صحابہؓ پر جاتا ہوں، پیغمبر کی ازواج کا عقیدہ معلوم کیا تو وہاں "حضرت زینب خلصہ ؓ، حضور ﷺ کو" مَنْ اَنْبَاَکَ هٰذا "کہہ کر اپنا عقیدہ واضح کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، میں حضور ﷺ کی زوجہ در لیقہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس پہنچا کہ اماں جی! آپ حضور ﷺ کے علم غیب کے بارے میں بتائیں، سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں: "مَنْ حَدَّثَکَ اَنَّهُ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَقَدْ کَذَبَ "جو شخص حضور ﷺ سے جمیع علم غیب ثابت کرے، وہ جھوٹا ہے رب کے سوا کسی کو علم غیب نہیں ہے۔

میرے بھائیو! فریق مخالف علم غیب کے اثبات پر ایک آیت سے بہت زیادہ دلیل پکڑتا ہے: "عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا ، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ "یعنی اللہ تعالیٰ جس رسول سے زیادہ راضی ہوتا ہے اسے علم غیب ظاہر کر دیتا ہے، میں جواب میں کہوں گا، اس آیت کی تفسیر میرے اکابر بیان کریں تو اختلاف کر سکتا ہے، تیرے اکابر بیان کریں، میں اختلاف کر سکتا ہوں۔

آیئے! ائمہ حنفیہؒ سے پوچھتے ہیں، ائمہ شوافعؒ سے پوچھتے ہیں کہ، اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ ائمہ حنفیہؒ میں عظیم مفسر قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں: "اِلَّامَنِ ارْتَضٰی لِعِلْمِ بَعْضِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ مُعْجِزَةً لَهٗ "علامہ محمود نسفی الحنفی ؒ فرماتے ہیں: "فَاِذَا ارْتَضَاهُ لِعِلْمِ بَعْضِ الْغَیْبِ "ابن حجر عسقلانی شافعیؒ فرماتے ہیں: "فَاِنَّهٗ یَقْتَضِیْ اِطِّلَاعَ الرَّسُوْلِ عَلٰی بَعْضِ الْغَیْبِ "کوئی بھی معتبر تفسیر اٹھاؤ! پیغمبر ؑ سے بعض علم غیب کا ثبوت ملے گا، اگر یہ تمام ائمہ پیغمبر ؑ سے علم کی نفی کر کے کافر و گستاخ نہیں ہیں تو پھر ہم بھی

ان کے نقش قدم پر چل کر کافر و گستاخ نہیں ہیں۔

میرے بھائیو! جب منافقین نے اپنے دجل و نفاق کا ثبوت دے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام تراشی کی، مدینہ کا ہر فرد غم و حزن میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے، میں نے فریق مخالف سے سوال کیا، اگر علم غیب تھا تو حضور ﷺ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ جواب دیتا ہے: حضور ﷺ کو پتہ تھا، ظاہر نہیں کیا۔ سرتاج حنفیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں: ''لَمْ یَکُنْ یَعْلَمُ حَقِیْقَۃَ الْاَمْرِ حَتّٰی جَاءَہُ الْوَحْیُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِبَرَاءَتِہَا'' فریق مخالف کہتا ہے: اگر علم غیب نہ مانو تو حضور ﷺ کا رتبہ کم ہوتا ہے، صاحب روح المعانی جواب دیتے ہیں: ''وَقَدْ عُدِمَ عِلْمِہِ بِاَمْرِ الدُّنْیَا کَمَالاً فِیْ مَنْصَبِہٖ'' آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع علم غیب نہ ہونا منصب کے منافی نہیں، بلکہ کمالِ منصب کا حصہ ہے، ان تمام اقتباسات کو مدنظر رکھ کر میں علماء دیوبند کا بیٹا بن کر فریق مخالف کو دعوت حق دوں گا کہ وہ اسلاف کے راستے کو اپنا لے، ورنہ میں کہوں گا:

ہماری منزل کا ہے وہ دشمن ہماری راہیں بگاڑتا ہے
کھلیں گے کچھ قدرتی شگوفے جب اپنے کانٹے وہ بو چکے گا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ارباب اقتدار، ماضی اور حال کے آئینہ میں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ ...... اَمَّابَعْدُ : فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ". وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا" . اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

وضاحت کر نہیں سکتا مگر آواز دیتا ہوں
اس دارِ اسلام میں عادل حکمرانوں کی ضرورت ہے

عمر کا فاصلہ لمحوں میں سمٹ جاتا ہے
ظلم جب حد سے گزرتا ہے تو مٹ جاتا ہے
چیخ بن کر جب بغاوت کی صدا اٹھتی ہے
تو آمرِ وقت کا تختہ بھی الٹ جاتا ہے

اربابِ علم و دانش! آج کی اس پُررونق محفل میں توفیقِ خداوندی سے بندہ جس موضوعِ سخن کو لے کر حاضر ہوا ہے، وہ ہے "اربابِ اقتدار، ماضی اور حال کے آئینہ میں"۔

گرامی قدر سامعین! جب تک سلاطین اور حکمرانوں میں اخلاص بِللّٰہیت ،

عدل وانصاف اور غریب پروری کا جذبہ موجود تھا، اس وقت زمین پر انوارات کی بارشیں برستی تھیں، یہ سرزمین عدل وانصاف کے مرکز کا نقشہ پیش کرتی تھی، قوم میں اتحاد، اتفاق اور یکجہتی تھی، انصاف عدالتوں میں، بلکہ دہلیز پر ملتا تھا، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی تھی، دنیا پر حاکمیت کا استحقاق صرف مسلمانوں کو حاصل تھا، مگر جب سے یہ صفات سلاطین اور حکمرانوں میں ناپید ہوتی چلی گئیں، اس وقت سے زمین کا حلیہ بگڑ گیا، عدل وانصاف کی جگہ جور وستم اور ظلم وسفاکیت نے لے لی، مسلمان قومیں فاتح بننے کے بجائے مفتوح اور مغلوب ہوتی چلی گئیں، مسلمانوں کی وہ زریں تاریخ جس کو بیان کرتے ہوئے خطیب کا انداز بھی جھوم جاتا ہے، آج وہ افسانوں میں تبدیل ہوگئی۔

آئیے! ماضی اور حال کے آئینہ میں مسلم سلاطین اور حکمرانوں کا تاریخ کے تناظر میں موازنہ کرتے ہیں تو تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایک زمانہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یمن کے گورنر کے گھر کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں پر علاوہ قرآن مجید، مصلّی اور لوٹے کے کچھ نہیں پایا تو انہوں نے اپنے گورنر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ زمانہ بدل گیا، مگر آپ نہیں بدلے۔

لیکن افسوس! آج کل کے حکمرانوں پر کہ کرسی اور اقتدار پر بیٹھتے ہی ان کی زندگیوں میں انقلاب کی رفتار عیش پرستی کی طرف تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے، کل کا وزیر اعظم آج غداری اور چوری کی بدولت اسیر اعظم بن جاتا ہے، لیکن جب احتساب کا وقت آتا ہے تو غدار راتوں رات فرار کردیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں بھیڑیئے اور بکریاں ایک گھاٹ میں پانی پیتے تھے، جس دن بھیڑیئے نے بکری کاٹ ڈالی تو بذ و چرواہے کو یقین ہوگیا کہ امن کا

وہ پیکر آج دنیا سے چل بسا، جس کی موجودگی میں بھیڑیئے کو بھی امن بگاڑنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، مگر افسوس! اس کے حکمرانوں نے امن وامان کا ایسا خون کیا کہ ان کے دورِ حکومت میں بھیڑیئے اور بکری تو کیا، ایک انسان دوسرے انسان سے محفوظ نہیں، بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ آج مسلمان نے دوسرے مسلمان بھائی کے خون سے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں، گلی کوچوں میں مسلمانوں کی سسکیاں سنائی دے رہی ہیں، نہ عزت وعفت محفوظ، نہ مال ودولت محفوظ، خدا جانے آنے والی نسلیں ہماری اس تاریخ کو پڑھنے کے لئے کہاں سے حوصلہ تلاش کریں گی؟۔

کسی زمانہ میں حکمرانوں میں اخلاص وللّہیت اور خدا پرستی اور عبادت گزاری کا ایسا جذبہ موجود تھا کہ جب خواجۂ خواجگان سید قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ وفات پاتے ہیں تو وصیت کرتے ہیں کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے، جس کی عمر بھر تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، عمر بھر تہجد کی نماز فوت نہ ہوئی ہو، زندگی میں کبھی غیر محرم پر نظر نہ پڑی ہو، دہلی میں جنازہ رکھا ہوا ہے، لیکن لاکھوں کی تعداد میں موجود لوگوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے کوئی شخص ایسا نہیں [illegible] جو اس معیار پر پورا اتر سکے، اتنے میں بادشاہ وقت سید قطب الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھ کر خواجۂ خواجگان سید قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔

عزیزانِ من! وہ بادشاہ اخلاص کا کیسا سرچشمہ ہوگا؟ ان کے دل میں خوفِ خدا اور خشیت الٰہی کا کیا عالم ہوگا؟! ریاضت وعبادت کی کیا کیفیت ہوگی؟! لیکن افسوس! تاریخ کے ماتھے پر داغ اب ثبت ہو چکا ہے، آج اگر ایسے لوگوں کو تلاش کیا جائے، جنہوں نے زندگی بھر نہ نماز پڑھی ہو، نہ تہجد، نماز، روزہ، حج اور نہ زکوٰۃ کے مفہوم سے واقف نہ ہو، سوز

اخلاص جیسی سورۃ تک حفظ نہ ہو، بلکہ رقص وسرود کی مجلسیں سجاتے ہوں، جور وستم اور ظلم و سفاکیت میں ہاتھ رنگے ہوئے ہوں، تو ہمارے اس دور کے حکمران ان صفات سے متصف نظر آئیں گے۔

ایک زمانہ میں اورنگزیب عالمگیر ہندوستان کے پانچ سو علماء کو جمع کر کے عدالتوں کی سہولت کی خاطر فتاویٰ عالمگیری جیسی عظیم الشان کتاب لکھواتے ہیں تو آج کے نام نہاد حکمران عدالتوں کے لئے بنا آئین امریکا اور یورپی ممالک سے لاتے ہیں، علماء کو تحفظ دینے کی بجائے، مدارس ومساجد کی حفاظت کرنے کی بجائے ان کو دن دہاڑے شہید کرنا ان کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے، کبھی مسلمانوں کے فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں ہوا کرتے تھے، آج ان سے اپنے آئین کے نفاذ کا اختیار بھی چھن چکا ہے، کبھی مسلمانوں کی عظمت و جلال سے قیصر وکسریٰ کی عمارتوں میں دراڑیں پڑتی تھیں، آج خود مسلمانوں کی بنیادیں زمین بوس ہوتی جارہی ہیں۔

میرے دوستو! آج دنیا بھر کے مسلمانوں اور ارباب اقتدار کو صحیح سوچ وبچار، غور وفکر، تدبر وتحمل کی زحمت گوارہ کر کے ماضی اور حال کا موازنہ کرنا ہوگا، پھر اپنے مستقبل کے لئے لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

قابلِ صد احترام اساتذۂ کرام اور میرے ہم عصر و ہم مکتب طالب علم بھائیو!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

سامعین محترم! آج کی گفتگو کا عنوان ہے جھوٹ کے نقصانات۔ جھوٹ بولنا اخلاقی برائیوں میں سے ایک انتہائی کمینی اور قابلِ اصلاح برائی ہے اسلام کی نظر میں جھوٹ سب سے بُری خصلت ہے جھوٹ کی برائی اور قباحت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسلام نے اسے نفاق کی خصلتوں میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری و مسلم وغیرہ سیدنا عبداللہ ابن العاص سے روایت ہے کہ جناب مصطفیٰ کریم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ یہ چار باتیں کون سی ہیں کہ جن کے پائے جانے سے آدمی بزبانِ رسول اللہ ﷺ منافق قرار پاتا ہے۔

(۱) اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے

(۲) وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے

(۳) وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے

(۴) وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ جب جھگڑے تو فحش گوئی کرے

سامعین محترم! جھوٹ کی قباحت اور شناعت اور برائی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس کا مرتکب اور جھوٹ بولنے والا اللہ کی ناراضگی اور عذاب میں گرفتار ہوتا ہے چنانچہ امام مسلم حضرت سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ گفتگو فرمائیں گے اور نہ ان کا تزکیہ کریں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے۔ یہ تین آدمی کون ہیں جن کے لئے یہ وعیدیں ارشاد فرمائیں

ہیں۔

(۱) شَیْخٌ زَانٍ بوڑھا زانی

(۲) وَمَلِکٌ کَذَّابٌ جھوٹا بادشاہ

(۳) وَعَائِلٌ مُتَکَبِّرٌ متکبر فقیر وضرورتمند

سامعینِ محترم! جھوٹ کی تیسری بُرائی یہ ہے کہ جھوٹ کا جو عادی بن جائیگا وہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ امام بخاری ومسلم وغیرہ سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا! تم جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور برائیاں جہنم کی آگ کی طرف لے جاتی ہیں اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

سامعینِ محترم: جھوٹ کی برائی یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اسے بری خیانت شمار کیا ہے چنانچہ ابوداؤدؒ سیدنا سفیان اسید حضرمیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکو یہ فرماتے سنا ہے: کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کرو اور وہ اس میں تمہیں سچا سمجھ رہا ہو اور تم اسے جھوٹ بول رہے ہو۔

سامعینِ محترم! جب جھوٹ اور جھوٹ بولنے والوں کی یہ حالت ہے تو پھر ہم سب کو چاہیے کہ ہم جھوٹ سے متفرق ہو جائیں اور اس کے بُرے انجام سے ڈر جائیں اور اس کے نقصانات اور مضر اثرات کا استحضار رکھیں تا کہ ہم اس کے دام میں گرفتار نہ ہوں اور اس کے دلدل میں پھنسیں اور اس بیابان میں حیران وپریشان نہ ہوں۔

دعا فرمائیں کہ اللہ پاک ہم سب کو اس برائی سے بچنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ